عمران سیریز
ساڈال پلان
ظہیر احمد

www.pakistanipoint.com
پاکستانی پوائنٹ

94A
عمران سیریز نمبر

ساڈال پلان

ظہیر احمد

پاکستانی وقار عظیم ڈیو ڈائٹ کام

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق دائمی بحق ناشران محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ بعض نام، مقام اور کردار بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہ ہوں گے۔ کتاب میں درج خیالات اور تحقیقات مصنف کی اپنی تحریر کردہ ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے ان خیالات اور تحقیقات سے متفق ہو۔ (ناشران)

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 185/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔ میرا نیا ناول ''ساڈال پلان'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول میرے سابقہ ناولوں کی طرح انتہائی دلچسپ اور بہترین کہانی کا بہترین نمونہ ہے جسے پڑھ کر آپ یقیناً محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ ساڈال کون تھا اور اس کا پلان کیا تھا اسے پڑھ کر آپ یقیناً حیرت کے سمندر میں غوطے لگانا شروع کر دیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس ساڈال کو کیسے ڈھونڈا اور اس کے پلان کا پتہ چلتے ہی اس کے پلان کی کیسے دھجیاں بکھیر کر رکھ دی تھیں یہ پڑھ کر بھی آپ حیران رہ جائیں گے اور آپ اپنے عظیم اور پسندیدہ کرداروں کی اس عظیم کاوش کو سراہے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ اس بار میں آپ کو ایک خوشخبری بھی دینا چاہتا ہوں۔

بے شمار قارئین کے مجھے خطوط اور ایس ایم ایس موصول ہوتے رہتے ہیں جن میں اس بات کا زور دیا جاتا ہے کہ ناولوں پر میری جو تصویر ہے وہ کسی طفل مکتب کی معلوم ہوتی ہے۔ اس تصویر کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں کہ اس قدر جاندار اور میچور کہانی لکھنے والا ایک کھلنڈرا نوجوان ہو سکتا ہے۔ قارئین کی فرمائش پر ادارہ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بار میری نئی اور فریش تصویر شائع کی جائے گی تاکہ ان دوستوں کو پتہ چل سکے کہ عمران سیریز لکھنے والا کوئی کھلنڈرا

نوجوان نہیں بلکہ ایک میچور رائٹر ہے جس کی عمر چالیس پینتالیس سال سے زیادہ ہے اس لئے آئندہ ناولوں کے ٹائٹلز پر آپ کو میری حال کی تصویر دکھائی دے گی۔ اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرا نیا ماورائی ناول ''آنکال'' بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگا جو سابقہ لکھے گئے ماورائی ناولوں سے قطعی مختلف ،دلچسپ اور انتہائی انوکھے موضوع پر لکھا گیا ہے۔

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ''آنکال'' پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ ماورائی معاملات کس حد تک حیرت انگیز فسوں کاریوں سے لبریز ہو سکتے ہیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیسے کیسے انوکھے اور ناقابل یقین واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس ناول کو پڑھنے کے بعد یقیناً آپ میرے اور زیادہ مداح ہو جائیں گے۔ بے شمار قارئین کا اصرار ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ ماورائی ناول لکھوں۔ لیکن ماورائی ناول انتہائی حساس موضوعات پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں انتہائی اختصار سے لکھنا پڑتا ہے تاکہ کسی بھی مکتبہ فکر کے افراد کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ اس لئے میں جب بھی ماورائی ناول لکھتا ہوں تو میرے لکھنے کی رفتار قدرے کم ہو جاتی ہے جبکہ مجھے ہر دو ماہ بعد دو طویل ناول آپ کی خدمت میں پیش کرنے ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس مجبوری کو سمجھتے ہوئے مجھے اسی ڈگر پر چلنے دیں گے جس پر میں چل رہا ہوں۔ ویسے بھی میرا ہر ناول میرے لئے ایک نئی آزمائش ہوتا ہے کہ میں اس ناول کو پہلے لکھے ہوئے ناولوں سے یکسر مختلف اور آپ کے اعلیٰ معیار کے مطابق لکھ سکوں تاکہ آپ کو میرے ہر ناول میں نئی کہانی، نیا انداز اور نئی جہت کی جھلک دکھائی دے۔

میں اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوتا ہوں اس کا جواب مجھے آپ کے تعریفی اور تنقیدی خطوط سے مل جاتا ہے جو تسلسل کے ساتھ مجھے ملتے رہتے ہیں۔ میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ آپ کے خطوط میرے پاس بطور امانت موجود ہیں جنہیں میں وقتاً فوقتاً ناولوں کے پیش لفظ کی زینت بنانا چاہتا ہوں لیکن صفحات کی کمی کی وجہ سے مجھے اپنا ارادہ بدل لینا پڑتا ہے۔ میں اس کوشش میں ہوں کہ شروعات کے ناولوں میں جیسے آپ کے خطوط کو آخری صفحات میں جگہ دی جاتی تھی ویسے ہی الگ سے جگہ دی جائے جس میں آپ کے خطوط اور ان کے جواب دیئے جا سکیں۔ اس لئے آپ دلبرداشتہ نہ ہوں اور مجھے خطوط لکھتے رہیں کیونکہ آپ کے خطوط میرا اثاثہ تو ہیں ہی میرے لئے مشعل راہ بھی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو ایک بات اور یاد دلا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے سنچری نمبر لکھنے کا آغاز کر دیا ہے۔ یہ ناول کہاں تک جاتا ہے اس کا مجھے ابھی کوئی اندازہ نہیں ہے۔ اس کی ضخامت اور قیمت کیا ہوگی یہ کہنا بھی قبل از وقت ہوگا اور میں نے ناول تو لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اس ناول میں آپ کو تینوں عظیم کردار ملیں گے جن کا عظیم الشان کارنامہ پڑھ کر آپ ضرور محظوظ ہوں گے لیکن میں نے

ابھی تک اس ناول کا نام سلیکٹ نہیں کیا ہے ہمیشہ کی طرح میں اس بار بھی یہی چاہتا ہوں کہ سنچری نمبر کا نام آپ ہی تجویز کریں۔ کاغذ قلم اٹھائیں اور آپ کے ذہن میں سنچری نمبر کے حوالے سے جو بھی ٹائٹل نیم آتا ہے وہ مجھے لکھ کر بھیج دیں۔ اس کے لئے میں آپ کے خطوط کا بے صبری سے انتظار کروں گا اور جس کا ٹائٹل نیم میرے ناول کے عین مطابق ہوا تو میں ناول میں اس کا اعزازی نام ضرور شامل کروں گا۔ امید ہے آپ جلد سے جلد مجھے سنچری نمبر کے ٹائٹل کا نام ارسال کریں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص۔

ظہیر احمد

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا صبح کا اخبار دیکھنے میں مصروف تھا۔ سلیمان اسے ناشتہ کرانے کے بعد بتا کر شاپنگ کرنے مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ عمران کے کہنے پر اس نے چائے کا ایک اور کپ بنا کر اس کے سامنے میز پر رکھ دیا تھا۔ عمران اخبار دیکھنے میں اس قدر مصروف تھا کہ اسے سلیمان کی رکھی ہوئی چائے کا یاد ہی نہ رہا تھا اور چائے میز پر پڑے پڑے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے آنکھوں کے سامنے سے اخبار ہٹایا تو اسے سامنے پڑا ہوا چائے کا کپ دکھائی دیا۔

''ارے۔ یہ چائے کا کپ یہاں کب سے پڑا ہے۔ اس میں موجود چائے تو پڑی پڑی ٹھنڈی ہو کر کولڈ ڈرنک بن چکی ہے۔ کولڈ ڈرنک تو گرمیوں میں پیا جاتا ہے جبکہ ابھی تو سردیوں کا موسم ہے۔ اس موسم میں کولڈ ڈرنک نہیں چائے پینی چاہئے وہ بھی گرم گرم''۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر چائے کے

PAKISTANIPOINT

کپ کو چھوا تو واقعی چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

''سلیمان۔ سلیمان۔ محترم جناب آغا سلیمان صاحب۔ کہاں ہیں آپ۔ کیا آپ یہاں آ کر میری بات ہمہ تن گوش ہو کر سننا پسند کریں گے''...... عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو پکارتے ہوئے کہا لیکن سلیمان چونکہ سودا سلف لینے باہر گیا ہوا تھا اس لئے بھلا وہ کیسے اس کی بات کا جواب دے سکتا تھا۔

''ارے سلیمان صاحب۔ کیا آپ گونگے بہرے ہو گئے ہیں۔ جو میری آواز آپ کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی ہے''...... عمران نے اور زیادہ اونچی آواز میں کہا لیکن جواب ندارد۔

''ہونہہ۔ ایسے جاہل اور گونگے بہرے باورچیوں کو رکھنا بھی ایک عذاب ہے جو میں نے مفت میں پال رکھا ہے۔ میں گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہا ہوں اور اس کے سر کے بالوں میں بھی جوں تک نہیں رینگ رہی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان صاحب۔ میرے پاس آپ کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ میں نے آپ کو سابقہ تنخواہیں دینے کا سارا بندوبست کر لیا ہے۔ جلدی سے اپنا حساب بنا کر لائیں تاکہ میں آپ کی ساری تنخواہیں ادا کر کے آپ کے ناہنجار، نامراد اور زبردستی کے قرض سے اپنی جان چھڑا سکوں جس نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے''...... عمران نے سلیمان کو بلانے کی ایک اور کوشش کرتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔ وہ جان بوجھ کر سلیمان کو

عزت و تکریم سے پکار رہا تھا لیکن اس بار بھی جواب میں سلیمان کی آواز سنائی نہ دی۔

''کیا مطلب۔ یہ سلیمان سچ مچ بہرہ ہو گیا ہے یا پھر یہ فلیٹ سے باہر گیا ہوا ہے۔ سابقہ تنخواہوں کے ملنے کا سن کر تو اسے فوراً دوڑ کر میرے پاس آ جانا چاہئے تھا اور......'' عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سلیمان کو دیکھنے کچن میں جانے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ اچانک اسے یاد آ گیا کہ سلیمان اسے بتا کر سودا سلف لینے مارکیٹ گیا ہوا ہے۔

''ارے باپ رے۔ لگتا ہے میری یادداشت کو سچ مچ زنگ لگ گیا ہے۔ وہ بے چارہ مجھے بتا کر گیا تھا کہ وہ سودا سلف لینے بلکہ لوگوں کو ادھار کی مد میں انہیں پھر لوٹنے کھسوٹنے جا رہا ہے اور مجھے یہ بات یاد ہی نہیں۔ اور یادداشت کو زنگ لگنا قطعی طور پر بڑھاپا غالب آنے کی نشانی ہے''...... عمران نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

''اب کیا کروں۔ اٹھ کر خود کچن میں جا کر اپنے لئے اس چائے کو گرم کروں یا سلیمان کے آنے کا انتظار کروں۔ اگر میں خود اٹھا تو سلیمان مجھے نکما اور کام چور کیسے کہے گا۔ ٹھیک ہے۔ مجھے اس کے واپس آنے کا انتظار کر ہی لینا چاہئے''...... عمران نے کہا اور اس نے ایک بار پھر میز پر رکھا ہوا اخبار اٹھایا اور دیکھی ہوئی سرخیاں پھر سے دیکھنا شروع ہو گیا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی

کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان جب باہر جاتا ہے تو وہ دروازے کو لاک لگا کر جاتا ہے اور واپسی پر چابی سے ہی دروازہ کھول کر اندر آ جاتا ہے۔ اسے بھلا کال بیل بجانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ یقیناً کوئی اور ہی ہو گا۔ جب میں چائے بنانے کے لئے کچن تک جانے کے لئے نہیں اٹھ رہا تو پھر میں بھلا یہ دیکھنے دروازے پر کیسے جا سکتا ہوں کہ باہر کس نے کال بیل بجائی ہے"...... عمران نے اسی طرح سے بڑبڑاتے ہوئے بڑے کاہلانہ انداز میں کہا۔ کال بیل ایک بار پھر بجی لیکن عمران نے کوئی پرواہ نہ کی۔ وہ بدستور اخبار دیکھ رہا تھا اور اس نے اپنے کان یوں بند کر لئے تھے جیسے وہ کال بیل کی آواز سن ہی نہ رہا ہو۔ دو تین بار کال بیل وقفے وقفے سے بجی اور پھر کوئی جیسے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ کر اٹھانا ہی بھول گیا تھا۔ کال بیل مسلسل بجنا شروع ہو گئی۔

"ارے ارے۔ اس طرح مسلسل کال بیل کی آواز سن کر تو میرے کانوں میں بھی ہر وقت کال بیل بجتی رہے گی اور مجھے کسی بھی کل چین ہی نہیں آئے گا۔ کون ہے۔ اس قدر حماقت بھرے انداز میں کون کال بیل بجا رہا ہے۔ ارے ارے"...... عمران نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے زور سے چیختے ہوئے کہا لیکن کال بیل بجنا بند نہ ہوئی۔

"بس کرو۔ ارے۔ میرے کانوں کے پردے پھٹ جائیں

گے۔ کال بیل مفت میں نہیں آتی ہے۔ جل گئی تو میں نئی کال بیل کہاں سے خرید کر لاؤں گا۔ میری جیبیں تو پہلے ہی خالی ہیں۔ میری ساری جمع پونجی سلیمان نے لوٹ لی ہے اب ایک کال بیل تو کیا اس کا بٹن خریدنے کے لئے بھی میرے پاس کچھ نہیں ہے"...... عمران نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا لیکن وہ اندرونی کمرے میں تھا اس لئے اس کی آواز باہر نہ جا سکتی تھی۔ تھوڑی دیر تک کال بیل بجتی رہی پھر بجنا بند ہو گئی تو عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔

"یااللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ آخر کال بیل بجانے والے کو اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ کال بیل بجنے پر جب دروازہ نہ کھلے تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اندر کوئی موجود نہیں ہے یا پھر جو بھی اندر موجود ہے اس میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ اٹھ کر دروازے تک آ سکے۔ اب جو بھی ہو گا خود ہی واپس چلا جائے گا اور میری جان چھوٹ جائے گی"...... عمران نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ کال بیل بجانے کے انداز سے وہ سمجھ گیا تھا کہ باہر سوپر فیاض موجود ہے۔ اس کے کال بیل بجانے کا مخصوص انداز تھا جسے عمران بخوبی پہچانتا تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ عمران نے باہر سے دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر عمران چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ آنے والا سلیمان ہے۔

"سلیمان"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو اسی لمحے اسے

کچھ گرنے کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں۔ دوسرے لمحے سلیمان الہ دین کے جن کی طرح دروازے پر نمودار ہوا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف یوں دیکھنا شروع ہو گیا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ اس کے سامنے عمران موجود ہے یا پھر اس نے جیسے عمران کی بجائے اس کے بھوت کو دیکھ لیا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ آپ یہاں ہیں تو پھر وہ کون تھا''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

''وہ۔ کون وہ اور یہ تم میری طرف اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہے ہو جیسے میں عمران نہیں .بلکہ جن بھوت ہوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جن بھوت۔ مجھے تو واقعی آپ جن بھوت ہی لگ رہے ہیں۔ ورنہ دو جگہوں پر ایک ہی انسان موجود ہو یہ کیسے ممکن ہے''۔ سلیمان نے اسی طرح حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''دو جگہوں پر ایک ہی انسان۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میں سودا سلف لے کر واپس آ رہا تھا تو میں نے سڑک پر سوپر فیاض کی کار گزرتے دیکھی تھی۔ سوپر فیاض اکیلا نہیں تھا۔ اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا''...... سلیمان نے کہا۔ اس کے چہرے پر بدستور حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کوئی اور بھی تھا۔ کون تھا اس کے ساتھ''...... عمران نے کہا۔

''آپ''...... سلیمان نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''میں اور سوپر فیاض کے ساتھ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو یہاں موجود ہوں۔ تمہارے سامنے''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ یہاں ہیں تو سوپر فیاض کے ساتھ کون تھا''۔ سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

''کوئی اور ہو گا۔ چونکہ سابقہ تنخواہیں لینے کے لئے تم ہر وقت میرے سر پر سوار رہتے ہو اور تمہاری آنکھوں کے سامنے میرا چہرہ رہتا ہے اس لئے تم نے کسی اور پر میرا گمان ہوا ہو گا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتی ہیں۔ میں نے آپ کو ہی دیکھا تھا۔ وہ سو فیصد آپ ہی تھے''...... سلیمان نے کہا۔

''یا تو تم نے بھنگ پی رکھی ہے یا پھر شاید تمہارے دماغ کا کوئی اسکریو ڈھیلا ہو گیا۔ بھنگ کے علاج کے لئے تمہیں لیمن کارس پینا چاہئے اور اگر اسکریو ڈھیلا ہے تو بتاؤ اسے میں خود کس دیتا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں صاحب۔ میں نے واقعی ابھی کچھ دیر پہلے آپ کو سوپر فیاض کے ساتھ اس کی کار میں جاتے ہوئے دیکھا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سوپر فیاض فلیٹ کے دروازے تک

آیا ضرور تھا۔ وہ مسلسل کال بیل بجا تا رہا تھا لیکن میں دروازہ کھولنے کے لئے گیا ہی نہیں تھا۔ وہ یہ سمجھ کر واپس چلا گیا تھا کہ فلیٹ میں نہ تم موجود ہو اور نہ میں''...... عمران نے کہا۔

''تت تت۔ تو پھر وہ کون تھا''...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

''میرا ہمزاد ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اب مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔ یا اللہ۔ مجھ سے ایک ہی صاحب نہیں سنبھالے جاتے۔ سوپر فیاض جسے اپنے ساتھ لایا تھا وہ واقعی میرے دوسرا صاحب بن گئے تو میرا کیا ہوگا''...... سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور واپس جانے کے لئے مڑ گیا۔

''ارے کہاں جا رہے ہو۔ رکو۔ میری بات سنو''...... عمران نے اسے جاتے دیکھ کر کہا۔

''آپ کی ہی تو سن رہا ہوں''...... سلیمان نے اس کی طرف واپس مڑتے ہوئے کہا۔

''تم جانتے ہو کہ سردیوں میں مجھے چائے اور کافی پینے کی عادت ہے۔ چائے کے کپ جتنے زیادہ ہوں اتنے ہی اچھے ہیں اور کافی تو کافی ساری ہونی چاہئے لیکن تم نے میرے سامنے کپ میں نہ چائے رکھی ہے اور نہ کافی بلکہ ان کی جگہ پر سرد مشروب رکھ دیا ہے۔ اگر میں نے سرد مشروب پی لیا تو مجھے سردی ہو جائے گی۔ سردی ہوئی تو مجھے نزلہ زکام لگ جائے گا۔ نزلہ زکام ہو تو بخار

لازمی آ جاتا ہے۔ بخار ہو تو انسان نڈھال ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کی تیمارداری کرنی پڑتی ہے۔ خدمت کرنی پڑتی ہے اور اس کی صحت یابی تک مکمل دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے اور دوا دارو کے بغیر یہ سب ممکن نہیں۔ اگر یہ سب کچھ تمہیں کرنا پڑے تو تم کیا کرو گے۔ اس سے بہتر نہیں کہ تم مجھے مشروب کی جگہ چائے یا کافی ہی پلادیا کرو''...... عمران کی زبان چلنے پر آئی تو رکے بغیر چلتی ہی چلی گئی اور اسے اس طرح تیز تیز بولتے دیکھ کر سلیمان آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

''خدا کی پناہ۔ بے چاری لڑکیاں مفت میں ہی زیادہ اور بے وجہ بولنے کے لئے بدنام ہیں۔ ان سے زیادہ تو آپ کی زبان چلتی ہے اور ایسی چلتی ہے جیسے نان سٹاپ ٹرین نے رفتار پکڑ لی ہو اور اس کے بریک ہی فیل ہو گئے ہوں''...... سلیمان نے بے اختیار دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''کانوں کو ہاتھ لگانے سے کیا ہوگا۔ کیا اس سے تمہیں کم سنائی دے گا یا میرے بولے ہوئے الفاظوں سے کچھ حذف ہو جائے گا اور تمہیں محض وہی سنائی دے گا جو تم سننا چاہتے ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''بس کریں صاحب۔ پتہ نہیں آپ اتنا کیسے بول رہتے ہیں۔ آپ جسے مشروب کا کپ کہہ رہے ہیں اس میں کسی زمانے میں چائے ہوا کرتی تھی۔ ہوا کیا کرتی تھی میں نے ہی آپ کو چائے بنا

کر دی تھی وہ بھی گرم گرم اب آپ کپ کو ہاتھ ہی نہ لگائیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ سردی میں انسان سرد ہو جاتا ہے پھر چائے سرد ہونا کون سی انوکھی بات ہے''...... سلیمان نے بھی اس کے انداز میں تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو عمران اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

''میری زبان کو تو تم نے نان شاپ کہہ کر ساری بریکیں فیل کرا دی تھیں۔ تمہاری اپنی زبان کس رفتار سے چلتی ہے ایسا لگتا ہے جیسے تم نے تو سرے سے ہی بریک لگائے ہی نہیں کہ اپنی زبان کو روک سکو''...... عمران نے کہا۔

''میں نے آپ کو سمجھانے کے لئے یہ بات کہی ہے صاحب۔ میں آپ کی طرح بلاوجہ الٹی سیدھی نہیں ہانکتا''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا تو عمران اچھل پڑا۔

''ارے۔ کیا میں الٹی سیدھی ہانکتا ہوں''...... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کی طرح آپ کی ہر بات ہی بے تکی ہوتی ہے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''مطلب تم مجھے احمق سمجھ رہے ہو''...... عمران نے اسے اور زیادہ تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''اس میں سمجھنے والی کون سی بات ہے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا پھر وہ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''کیا کہا تم نے اس میں سمجھنے والی کون سی بات ہے۔ یہی کہا ہے نا تم نے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں''...... سلیمان نے کہا۔

''مطلب تم مجھے سچ مچ کا احمق سمجھتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''سچ مچ کا ہو یا جھوٹ موٹ کا۔ بہرحال آپ جو ہیں مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ آپ کیا ہیں''...... سلیمان نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے چائے کا کپ اٹھا لیا۔

''اب اسے کہاں لے جا رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''چائے گرم کرنے کے لئے لے جا رہا ہوں اور میں نے اس چائے کا کیا کرنا ہے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''ارے یہ چائے نجانے کب کی پڑی ہوئی ہے۔ گرم گرم بننے والی چائے اگر ٹھنڈی ہو جائے تو اس کا نہ صرف رنگ بدل جاتا ہے بلکہ اس کا ذائقہ بھی بدل جاتا ہے۔ بعض اوقات اس میں کڑواہٹ بھی آ جاتی ہے اور کڑواہٹ ہمیشہ زہر میں ہوتی ہے۔ اب تم مجھے یہ زہریلی چائے گرم کر کے پلاؤ گے تو میں مر نہیں جاؤں گا کیا۔ اگر میں مر گیا تو تمہاری سابقہ تنخواہیں کون دے گا''...... عمران نے ایک بار پھر میرٹھ کی قینچی کی طرح زبان چلاتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ آپ مر گئے تو مجھے فائدہ ہی ہو گا"۔ سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"فائدہ۔ کیسا فائدہ"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"سب سے پہلے تو میں آپ کی مختلف بنکوں میں پڑی ہوئی ساری دولت نکال کر اپنے اکاؤنٹس میں ڈالوں گا۔ جن کے چیکس میں نے پہلے ہی تیار کر رکھے ہیں اور ان پر آپ کے جعلی سائن بھی کر رکھے ہیں۔ اس کے بعد میں بڑے صاحب اور اماں بی سے جا کر کہوں گا کہ آپ نے میری ضمانت پر نجانے کتنے لوگوں سے قرض لے رکھا ہے۔ ضرورت پڑی تو میں دو چار افراد کو اپنے ساتھ بھی لے جاؤں گا اور پھر بڑے صاحب اور اماں بی سے جس قدر ممکن ہو سکا رقم اینٹھ کر یہاں سے فرار ہو جاؤں گا"...... سلیمان نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ سچ مچ میرے مرنے کا منتظر ہے تاکہ بنکوں سے میری ساری دولت نکلوانے کے ساتھ ساتھ ڈیڈی اور اماں بی کو لوٹ سکے۔ مجھے اس کا جلد سے جلد کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہی پڑے گا۔ یہ اب میرے لئے واقعی خطرناک ہوتا جا رہا ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا۔

"پہلے کال بیل بجتی رہی اب فون نے بھی ٹرٹرانا شروع کر دیا

ہے۔ نجانے میرے کانوں میں ہر وقت ٹرٹراہٹوں کی آوازیں ہی کیوں گونجتی رہتی ہیں۔ ٹرٹراہٹوں کی آوازیں سن کر کسی دن میں نے بھی بولنے کی بجائے مینڈکوں کی طرح ٹرٹرانا شروع کر دینا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ٹرٹرا رہا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم ہو۔ عمران"...... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی انتہائی حیرت زدہ آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"میں نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا ہے اور میں ہی بولا ہوں تو ظاہر ہے میں ہی ہو سکتا ہوں۔ میری جگہ میری آواز میں کوئی اور کیسے بول سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر تم فلیٹ میں ہو تو میں جب آیا تھا اور میں نے کال بیل بجائی تھی تو تم نے دروازہ کیوں نہیں کھولا تھا"...... سوپر فیاض کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"کیسے کھولتا۔ دروازہ کھولنے کے لئے مجھے ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار میز پر رکھنا پڑتا پھر کرسی سے اٹھنا پڑتا اور پھر تیس چالیس قدم اٹھا کر دروازے پر آنا پڑتا اس کے بعد مجھے لاک کھولنا پڑتا تب کہیں جا کر دروازہ کھلتا۔ یہ خاصا محنت مشقت والا کام ہے جس کا

کبھی معاوضہ نہیں ملتا اور میں نے بغیر معاوضے والے سارے کام کرنا چھوڑ دیئے ہیں''...... عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

''تو اب تمہیں دروازہ کھولنے کے لئے بھی معاوضہ چاہئے۔ تم اتنے ہی بھکڑ ہو گئے ہو''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بھکڑ نہیں فقیر بن گیا ہوں۔ پچھلے ایک ہفتے سے نہ تو میں نے ٹھیک سے کھانا کھایا ہے اور نہ ہی چائے کا ایک بھی کپ پیا ہے۔اب تو سلیمان کو کوئی ادھار بھی نہیں دیتا اس لئے نہ چائے کی پتی ملتی ہے نہ چینی اور نہ دودھ۔ کچھ مل جائے تو چولہے کی گیس ہی غائب ہو جاتی ہے چاہے بل بھرو یا نہ بھرو۔ اس کے علاوہ......'' عمران نے ایک بار پھر زبان چلانی شروع کر دی۔

''بس بس۔ اب خواہ مخواہ میرے کان نہ کھاؤ''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بھوک لگی اور کھانے کو کچھ بھی نہ ہو تو دوسروں کے کان کھا کر ہی اب پیٹ بھرنا باقی رہ گیا ہے اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں''۔ عمران نے بے چارگی سے کہا۔

''ہونہہ۔ میں نے سلیمان سے بات کرنے کے لئے فون کیا تھا لیکن فلیٹ میں تم بھی ہو گے اس کا مجھے اندازہ بھی نہ تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ آدمی سچ بول رہا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر تھا۔

''یہ آدمی۔ کون آدمی''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''تمہارا ہم شکل''...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''میرا ہمشکل۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ابھی دوبارہ تمہارے فلیٹ پر پہنچ رہا ہوں۔ اب کہیں جانا نہیں اور کال بیل بجنے پر دروازہ کھول دینا فوراً۔ اگر اس بار تم نے ایسا نہ کیا تو میں دروازہ توڑ کر اندر آ جاؤں گا اور تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ سمجھ گئے تم''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

''میں سمجھ رہا تھا کہ بڑھاپا غالب آنے سے میرے دماغ کو زنگ لگ گیا ہے لیکن یہ صبح صبح سلیمان اور سوپر فیاض کو کیا ہو گیا ہے۔ میں یہاں فلیٹ میں موجود ہوں لیکن انہیں باہر گھومتا پھرتا بھی دکھائی دے رہا ہوں۔ میرا کوئی ہمشکل کیسے ہو سکتا ہے''...... عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان چائے کا کپ لئے اندر داخل ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر کپ عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

''یہ آخری کپ ہے۔ اسے سرد ہونے سے پہلے پی لیں صاحب''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں کپ کیسے پی سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

"میرا مطلب کپ میں موجود چائے سے ہے"...... سلیمان نے اور زیادہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم اسے آخری کیوں کہہ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اس لئے کہ کچن میں اب نہ تو چینی ہے نہ پتی اور دودھ بھی ختم ہو گیا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"ارے ایسے کیسے ختم ہو گیا ہے سب کچھ۔ تم ابھی تو شاپنگ کر کے آئے ہو کیا دودھ، پتی اور چینی نہیں لائے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں سب سے زیادہ تر یہی چیزیں ادھار لیتا ہوں اس لئے دکانداروں نے چینی اور پتی کے ساتھ دودھ کے ڈبے بھی رکھنے بند کر دیئے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ باقی سب کچھ وہ فروخت کریں گے لیکن اب ان کے پاس سے نہ چینی ملے گی نہ پتی اور نہ دودھ کے ڈبے اور اس علاقے میں جو دودھ دینے والا آتا تھا اس نے بھی صاف منع کر دیا ہے کہ جب تک ہم اسے دس سالوں کا بل ادا نہیں کریں گے وہ ہمیں تو کیا ہمارے علاقے میں کسی کو بھی دودھ سپلائی نہیں کرے گا"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے دس سالوں سے دودھ والے کو بھی دودھ کے پیسے نہیں دیئے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"دودھ والے کا تو کیا میں نے آج تک نہ کبھی بجلی کا بل ادا کیا ہے، نہ گیس کا نہ فون کا اور نہ کسی اور کا کئی سالوں سے ادھار

چکایا ہے۔ ان سب کے کہنے کے مطابق ہمارے سر پر ان کا جتنا قرض ہے اس سے وہ پوش علاقے میں اپنے لئے قیمتی اور فرنشڈ کوٹھیاں بنا سکتے ہیں۔ وہ اب تک اسی لئے خاموش تھے کہ ہمیں ادھار دے کر انہوں نے کمیٹیاں ڈال رکھی ہیں جو ایک بار نکلیں گی تو ان کی چاندی ہی چاندی ہو جائے گی"...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"ارے باپ رے۔ پھر تم لاکھوں کے نہیں کروڑوں کے مقروض لگ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں نہیں آپ۔ میں نے آپ کی شاہ خرچیوں کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ یہ سارا جتنا بھی ادھار ہے آپ کی وجہ سے ہے۔ اس ادھار کے ساتھ میری تنخواہیں جن میں الاؤنس اور بونس بھی شامل ہیں آپ کی طرف باقی ہیں۔ اگر میں ان کا ہی حساب لگاؤں تو آپ اس وقت تک ایک ارب سے زیادہ کے مقروض ہیں"۔ سلیمان نے کہا تو عمران اچھل پڑا۔

"ایک ارب"...... عمران نے ہکلا کر کہا۔

"اب لاکھوں اور کروڑوں کے زمانے گزر گئے ہیں صاحب۔ اب اربوں کھربوں کی باتیں ہوتی ہیں۔ جب بڑے بڑے نواب، لینڈ لارڈز اور سیاست دان ارب کھرب پتی ہو سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں۔ میں بھی تو ان کی طرح انسان ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

''کاش کہ تم انسان ہوتے''...... عمران نے کراہتے ہوئے کہا۔
اس سے پہلے کہ سلیمان اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اسی لمحے کال بیل بج اٹھی۔

''جاؤ جا کر دروازہ کھولو۔ سوپر فیاض کے ساتھ میں آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''سوپر فیاض کے ساتھ میں آیا ہوں۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''۔ سلیمان نے چونک کر کہا۔

''تم نے سوپر فیاض کے ساتھ جسے دیکھا تھا وہ میرا ہمشکل ہے یا کسی جن بھوت نے میرا میک اپ کیا ہے۔ سوپر فیاض اسے لے کر آیا ہے''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے ہونٹ بھینچ لئے اور مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سوپر فیاض ایک نوجوان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اس نوجوان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں۔ عمران کی نظریں جیسے ہی اس پر پڑیں وہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جس نوجوان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں وہ ہو بہو اس کی شکل کا تھا۔

اس نوجوان نے سستا سا لباس پہنا ہوا تھا لیکن اس کا رنگ روپ، قد کاٹھ اور آنکھوں کا رنگ ہو بہو عمران جیسا تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ نوجوان بھی چونک پڑا تھا اور اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ میرے جیسا کیسے ہو سکتا

ہے''۔ نوجوان نے عمران کی طرف دیکھ کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے جیسا نہیں۔ تم میرے جیسے ہو''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی اس نوجوان کو دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی کیونکہ اسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے عمران خود کو کسی آئینے میں دیکھ رہا ہو۔ اگر اس کا لباس عمران کے لباس جیسا ہوتا تو عمران واقعی خود کو آئینے کے سامنے کھڑا پاتا۔

''کیا ہم بیٹھ سکتے ہیں''...... سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ارے کیوں نہیں۔ یہ تمہارا ہی تو فلیٹ ہے۔ جہاں چاہے بیٹھ جاؤ۔ مجھ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ہتھکڑی کا دوسرا سرا تھا۔ عمران کی شکل والا نوجوان اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر معصومیت اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کیا میں اس سے کچھ پوچھ سکتا ہوں''...... عمران نے سوپر فیاض سے پوچھا۔

''ہاں۔ پوچھ لو۔ پھر میں تم سے پوچھوں گا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے اپنے ہمشکل سے پوچھا۔

''علی عمران''...... نوجوان نے کہا تو عمران ایک بار پھر اچھلا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''تمہارا مطلب ہے کہ تم شکل و صورت میں میرے ہمشکل ہونے کے ساتھ ساتھ میرے ہم نام بھی ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ کیاتمہارا نام بھی عمران ہے''...... نوجوان نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

''صرف عمران نہیں۔ علی عمران مع ڈگریوں کے علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)''...... عمران نے کہا تو نوجوان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ میرے پاس ایسی ڈگریاں نہیں ہیں۔ میں نے واجبی سی تعلیم حاصل کی ہے۔ سادہ بی اے کیا ہے اور بس''...... نوجوان نے کہا۔

''کہاں رہتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''اپنے گھر''...... نوجوان نے جواب دیا۔

''اور تمہارا گھر کہاں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اس شہر کا نہیں ہوں۔ میرا تعلق لائٹ سٹی سے ہے۔ میں یہاں ایک ضروری کام سے آیا تھا''...... اس کے ہمشکل اور ہم نام نے جواب دیا۔

''کس ضروری کام سے''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے پاس کوئی کام دھندہ نہیں تھا۔ یہاں میرا ایک دوست رہتا ہے۔ وہ سنٹرل انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ میں انسپکٹر ہے۔ انسپکٹر شہباز۔ نیا بھرتی ہوا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ میں یہاں آ جاؤں تو وہ مجھے اپنی رہائش گاہ میں بھی رکھ لے گا اور کام دھندہ بھی دلا دے گا۔ میرے پاس اس کا فون نمبر تھا لیکن راستے میں میرا سیل فون گم ہوگیا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ سنٹرل انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا ہے تو میں سیدھا وہاں چلا گیا لیکن وہاں جا کر مجھے یہ دیکھ کر شدید حیرت ہوئی کہ وہاں سب مجھے جانتے تھے اور سب ہی مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے سلام کر رہے تھے جیسے میں کوئی بڑا عہدے دار ہوں۔

وہاں مجھے انسپکٹر شہباز تو نہیں ملا لیکن ایک آدمی مجھے سوپر فیاض کے پاس لے گیا۔ سوپر فیاض نے مجھے دیکھ کر برے برے منہ بنانے شروع کر دیئے اور پھر جب انہوں نے مجھ سے ایسی باتیں کی جن کا میں انہیں کوئی جواب نہیں دے سکا تو یہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے مجھ سے سلیمان، سرعبدالرحمٰن اور اماں بی کے حوالے سے سوالات پوچھنے شروع کر دیئے جن کا ظاہر ہے میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ سوپر فیاض صاحب کے کہنے کے مطابق میں انہیں صحیح جواب نہ دے کر جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا۔ مجھے ان کے سوالوں پر حیرت ہو رہی تھی۔ میں بار بار ان سے کہہ رہا تھا کہ یہ مجھے انسپکٹر

شہباز سے ملا دیں وہ مجھے جانتا ہے لیکن ان کے کہنے کے مطابق انسپکٹر شہباز کسی ضروری کام سے آؤٹ آف سٹی گیا ہوا ہے اور اس کا فون بھی آف ہے۔ یہ مجھ سے جو بھی بات کر رہے تھے اس کی سمجھ مجھے نہ آ رہی تھی۔

بہرحال میرے جواب نہ دینے پر یہ سیخ پا ہو گئے اور انہوں نے ایک انسپکٹر کو بلا کر مجھے ہتھکڑیاں لگا دیں۔ میرے لاکھ پوچھنے پر بھی انہوں نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ میرا جرم کیا ہے اور مجھے اپنی کار میں زبردستی بٹھا کر یہاں لے آئے۔ یہ اس فلیٹ کے دروازے پر آ کر بار بار کال بیل بجاتے رہے لیکن جب اندر سے کسی نے دروازہ نہ کھولا تو یہ مجھے لے کر واپس چل پڑے پھر راستے میں انہوں نے آپ کو فون کیا تو ان کے چہرے پر میں نے شدید حیرت دیکھی۔ یہ فون کرتے ہوئے مجھے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے یہ جن سے بات کر رہے ہوں انہوں نے میرے بارے میں انہیں کوئی انتہائی حیرتناک بات بتا دی ہو۔ بہرحال انہوں نے کار موڑی اور ایک بار پھر آپ کے فلیٹ میں آ گئے اور اب آپ کو دیکھ کر مجھے پتہ چل گیا ہے کہ انہوں نے جو باتیں مجھ سے پوچھیں تھیں، وہ سب آپ سے منسوب تھیں۔ آپ کی شکل وصورت اور نام میرے جیسا ہو گا اس کے بارے میں تو مجھے گمان بھی نہ تھا''...... نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا تم یہاں پہلی بار آئے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... نوجوان نے جواب دیا۔

''اسے دیکھ کر مجھے یہی لگا تھا کہ تم جان بوجھ کر سستا سا لباس اور چہرے پر معصومیت سجا کر میرے آفس میں آئے ہو اور مجھے بلا وجہ تنگ کر رہے ہو۔ جب میں نے اس سے سختی سے پوچھ گچھ شروع کی تو یہ گھبرا گیا اور آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔ مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ تم مجھے باتوں سے زچ کر دیتے ہو لیکن یہ میرے سامنے بھیگی بلی بنا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر خوف بھی مصنوعی نہ تھا۔

یہ بار بار انسپکٹر شہباز کی بات کر رہا تھا اور جب اس نے بتایا کہ یہ پہلی بار دارالحکومت آیا ہے تو مجھے اس پر غصہ آ گیا۔ میں نے اسے تم سمجھ کر جان بوجھ کر ہتھکڑیاں لگوا دیں تاکہ اگر یہ ساری شرارت تمہاری ہے تو تم کھل جاؤ لیکن یہ اپنی باتوں پر قائم تھا۔ جب میں نے اس سے تمہارے ڈیڈی، اماں بی اور سلیمان کے بارے میں پوچھا تو ان کے بارے میں اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اس کے چہرے کا خوف اور اس کی سنجیدگی مجھے شک میں مبتلا کر رہی تھی کہ ہو سکتا ہے کہ یہ تمہارے میک اپ میں کوئی بہروپیا ہو اور سنٹرل انٹیلی جنس میں کوئی کارروائی کرنے کے لئے آیا ہو اس لئے میں نے اسے کار میں بٹھایا تاکہ یہاں لا کر میں سلیمان کے سامنے اس سے بات کروں۔ تم سب کو احمق بنا سکتے ہو لیکن سلیمان کے سامنے تمہاری حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔ فون پر جب تم سے

بات ہوئی تو میں پریشان ہو گیا کہ تم اگر فلیٹ میں ہو تو پھر واقعی یہ کون ہے اس لئے میں اسے یہاں لے کر آ گیا ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''سب سے پہلے تو اس کی ہتھکڑی کھولو۔ یہ میرا ہمشکل ہے اور میری طرح انتہائی معصوم اور بے ضرر سا نوجوان ہے۔ اسے ہتھکڑیاں لگی دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ ہتھکڑیاں اسے نہیں بلکہ مجھے لگی ہوئی ہوں''...... عمران نے کہا۔ سوپر فیاض نے اسے ایک لمحے کے لئے گھور کر دیکھا پھر اس نے جیب سے ہتھکڑی کھولنے والی چابی نکالی اور عمران کے ہمشکل کو دے دی۔ نوجوان نے چابی لگا کر ہتھکڑی کھولنی شروع کر دی۔ سلیمان ایک طرف کھڑا تھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران اور اس کے ہمشکل نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔ نوجوان نے ہتھکڑیاں کھول کر ہتھکڑی اور چابی سوپر فیاض کو دے دی۔

''بیٹھو''...... عمران نے کہا تو نوجوان شکریہ کہہ کر سوپر فیاض سے کچھ فاصلے پر موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا کہتے ہو عمران۔ کیا یہ میک اپ میں ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''نہیں۔ اس کے چہرے پر میک اپ نہیں ہے''...... عمران نے جو اپنے ہمشکل کو غور سے دیکھ رہا تھا سنجیدگی سے کہا۔

''حیرت ہے۔ اس قدر مشابہت۔ اس میں اور تم میں کوئی

معمولی سا بھی فرق نہیں ہے۔ وہی ناک نقشہ، رنگ، بالوں کا اسٹائل، آنکھوں کا رنگ اور پھر اس کا نام۔ آخر اس قدر مشابہت کیسے ممکن ہے''...... سوپر فیاض نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''اسے قدرت کی کارگری ہی کہا جا سکتا ہے اور کچھ نہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ واقعی قدرت کی اعلیٰ ترین کارگری ہے کہ دو ایسے انسان جن کا ایک دوسرے سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہیں ایک دوسرے کی کاربن کاپی دکھائی دے رہے ہیں۔ ایک کو چھپاؤ تو دوسرا آسانی سے اس کی جگہ لے سکتا ہے۔ تعجب انگیز۔ انتہائی تعجب انگیز۔ اگر یہ اور تم ایک ساتھ میرے سامنے نہ ہوتے تو میں اس بات پر کبھی یقین نہ کرتا کہ تم دونوں ایک نہیں ہو''...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے انسپکٹر شہباز سے بات کر کے اس کے بارے میں پوچھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں کئی بار اسے کال کر چکا ہوں لیکن اس کا سیل ان ریچ ایبل آ رہا ہے۔ شاید وہ کسی ایسی جگہ ہے جہاں سیل فون کے سگنل موجود نہیں ہیں''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''تم نے بتایا ہے کہ تم لائٹ سٹی سے آئے ہو۔ کیا اپنا ایڈریس بتا سکتے ہو اور یہ کہ تمہاری فیملی میں اور کون کون ہے''...... عمران نے اپنے ہمشکل سے پوچھا۔

”میں ایڈریس بتا دیتا ہوں۔ رہی بات فیملی کی تو میری فیملی میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ میں کون ہوں کس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں اس کے بارے میں مجھے خود بھی کچھ معلوم نہیں ہے۔ مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ میں ایک یتیم خانے میں پلا بڑھا ہوں اور انتظامیہ کے کہنے کے مطابق میں انہیں ایک کوڑے دان سے ملا تھا۔ وہ مجھے اٹھا لائے تھے اور پھر انہوں نے ہی مجھے پالا پوسا اور میری دیکھ بھال کی تھی۔ اس یتیم خانے کے ہی افراد میرا خاندان ہے اور بس“...... نوجوان نے بڑے افسردہ لہجے میں کہا۔

”کیا نام ہے اس یتیم خانے کا“...... عمران نے پوچھا۔

”نیشنل کیئر سنٹر“...... نوجوان نے جواب دیا اور یتیم خانے کا پتہ بھی بتا دیا۔

”اب تم لائٹ سٹی میں متعلقہ تھانے سے رجوع کرو اور اس نیشنل کیئر سنٹر کا پتہ کراؤ اور اس نوجوان کی پوری فائل نکلواؤ تاکہ پتہ چلے کہ یہ جو کہہ رہا ہے اس میں کتنا سچ ہے“...... عمران نے سوپر فیاض سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پتہ کرا لیتا ہوں“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”اور انسپکٹر شہباز جسے یہ اپنا دوست بتا رہا ہے اس سے بھی رابطہ کرو اور اس سے اس کے بارے میں تفصیلات معلوم کرو اور جب اس سے بات ہو جائے تو اسے میرا نمبر دے دینا تاکہ میں اس سے اس کی بات کرا سکوں“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا یہ سب کچھ لیکن کیا تب تک یہ تمہارے پاس رہے گا“...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ مجھے اس سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ اس کی شکل دیکھ کر مجھے شدید پریشانی ہو رہی ہے۔ میں اسے ڈیڈی کے پاس بھی لے جانا چاہتا ہوں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کہیں یہ ان کی تو کوئی غلطی نہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم اپنے ڈیڈی کو ایسا سمجھتے ہو“...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”یہ تو ان سے ملنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔ ضروری نہیں کہ یہ میرا بھائی ہی ہو یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس کا تعلق ہمارے خاندان کے کسی قریبی فرد سے ہو“...... عمران نے کہا۔

”اگر اس کا تعلق تمہارے خاندان کے کسی فرد سے ہے تو پھر یہ کیوں کہہ رہا ہے کہ اسے یتیم خانے والوں نے کوڑے دان سے اٹھایا تھا اور اس کی ساری زندگی اسی یتیم خانے میں گزری ہے“۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اس کے بارے میں ساری معلومات حاصل کرو۔ جو سچ ہو گا سامنے آ جائے گا“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور عمران کو سنجیدہ دیکھ کر سوپر فیاض نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اسے اپنے پاس رکھو۔ میں اس کے بارے میں

ساری معلومات حاصل کرتا ہوں''...... سوپر فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سوپر فیاض نے ایک بار پھر عمران اور اس نوجوان کو دیکھا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد عمران اپنے ہمشکل اور ہم نام نوجوان سے مختلف سوال پوچھنے میں مصروف ہو گیا۔ سلیمان خاموشی سے وہاں کھڑا انہیں حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

عمران نے اپنے ہمشکل اور ہم نام عمران کے بارے میں انتہائی باریک بینی سے انکوائری کروائی تھی لیکن اس کا کہا ہوا ایک ایک لفظ سچ ثابت ہوا تھا۔ وہ واقعی لائٹ سی کا رہنے والا تھا اور وہ نیشنل کیئر سنٹر میں ہی پل کر بڑا ہوا تھا۔ اس نے بی اے کیا تھا اور نوکری کی تلاش میں در در کی ٹھوکریں کھا رہا تھا۔اس عمران نے سنٹرل انٹیلی جنس کے جس انسپکٹر شہباز کی بات کی تھی وہ بھی واپس آ گیا تھا اور اس نے اس بات کی تصدیق کر دی تھی کہ وہ اکثر نیشنل کیئر سنٹر جاتا رہتا ہے۔ اس کی ملاقات اس نوجوان سے وہیں ہوئی تھی اور وہ اس کا دوست بن گیا تھا۔ وہ چونکہ نیا انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ میں آیا تھا اس لئے اس نے عمران کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ورنہ شاید وہ بھی اسے دیکھ کر حیران ہوتا۔

عمران نے اپنے ہمشکل عمران کو انسپکٹر شہباز کے ساتھ بھیج دیا تھا اور اس کا پتہ معلوم کر لیا تھا۔ وہ اپنے ہمشکل کے بارے میں

جتنی بھی انکوائری کرا رہا تھا اس کے مطابق نوجوان بے حد شریف، معصوم اور بے ضرر سا تھا جو نوکری حاصل کر کے باعزت طور پر زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ چونکہ اس نوجوان کا دور دور تک کسی کرائم سے کوئی واسطہ نہ تھا اس لئے عمران نے اس میں دلچسپی لینی کم کر دی تھی۔ اسے بس اسی بات پر حیرت تھی کہ نوجوان اس کا ہم نام اور اس کا ہمشکل ہے۔ نوجوان چونکہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر تھا اس لئے اس نے اسے قدرت کا کرشمہ قرار دے کر ذہن سے جھٹک دیا تھا۔ عمران اس وقت فلیٹ پر موجود تھا۔ سلیمان حسب دستور باہر گیا ہوا تھا۔ عمران سٹنگ روم میں ایک صوفے پر بیٹھا ایک سائنسی رسالے کا مطالعہ کر رہا تھا کہ کال بیل بج اٹھی۔ کال بیل بجنے کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کال بیل بجانے کا یہ انداز وہ بخوبی پہچانتا تھا۔ اس انداز میں کال بیل اس کی بہن ثریا ہی بجاتی تھی۔

''ثریا اور یہاں''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بیرونی دروازے کے پاس آ کر وہ رک گیا۔

''کون ہے''...... عمران نے قدرے اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں ہوں بھائی جان''...... باہر سے ثریا کی آواز سنائی دی تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''یہ شرارتی گڑیا آج یہاں کیسے آ گئی''...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا اور اس نے لاک کھول کر دروازہ کھولا تو ثریا مسکراتی ہوئی فوراً اندر آ گئی۔

''السلام علیکم بھائی جان''...... ثریا نے اندر داخل ہوتے ہی تیز اور شوخ لہجے میں کہا۔

''وعلیکم والسلام۔ تمہیں اس فلیٹ کا پتہ کس نے بتایا ہے''۔ عمران نے اسے گلے لگا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ثریا کے پیچھے سات اور لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ انہیں دیکھ کر عمران بوکھلا گیا۔

''ارے ارے۔ تم تو اپنے ساتھ پورا لاؤ لشکر لائی ہو''۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو ثریا سمیت سب لڑکیاں کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''ہاں۔ یہ ساری میری سہیلیاں ہیں''...... ثریا نے جواب دیا۔

''وہ تو ظاہر ہے۔ تمہارے ساتھ آنے والی لڑکیاں تمہاری سہیلیاں ہی ہوں گی لیکن......'' عمران نے کہا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں۔ چلیں آپ جلدی سے تیار ہو جائیں۔ ہم آپ کو لینے کے لئے آئی ہیں''...... ثریا نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''لینے کے لئے۔ کیا مطلب۔ کیا تم اپنی سہیلوں کے ساتھ کسی فنکشن میں جانا چاہتی ہو جہاں کی تمہیں ٹکٹیں نہیں ملی ہیں اور تم میرے ذریعے ٹکٹیں حاصل کرنا چاہتی ہو''...... عمران نے چونک کر

کہا۔

''نہیں۔ نہ ہم کسی فنکشن پر جا رہی ہیں اور نہ کوئی مووی دیکھنے۔ آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہے بس''...... ثریا نے کہا۔

''لیکن کہاں چلنا ہے یہ تو بتا دو''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اندر چلیں بتاتی ہوں''...... ثریا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم انہیں لے کر اندر چلو میں دروازہ بند کر کے آتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ثریا اپنی سہیلیوں کو لے کر سٹنگ روم کی طرف بڑھ گئی اور عمران نے دروازہ بند کیا اور اسے لاک لگا دیا۔

''یہ ثریا کی بچی ضرور کوئی نیا ڈرامہ کرنے آئی ہے۔ اس سے بچ کر رہنا ہو گا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سٹنگ روم میں آ گیا جہاں ثریا اور اس کی سہیلیاں صوفے اور کرسیوں پر بیٹھ چکی تھیں۔ لڑکیوں کے چہروں پر عمران کے لئے مرعوبیت اور پسندیدگی کے تاثرات تھے۔ وہ یک ٹک عمران کی طرف دیکھ رہی تھیں اور انہیں اپنی طرف اس طرح دیکھتا پا کر عمران کو عجیب سی گھبراہٹ ہونا شروع ہو گئی تھی۔

''آئیں بھائی جان اور یہاں میرے پاس بیٹھیں''...... ثریا نے اٹھ کر عمران کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا اور اسے اپنے پاس صوفے پر بٹھا لیا۔

''تم اپنے اہل و عیال کو کہاں چھوڑ آئی ہو۔ بھائی صاحب اور

بے بی کو کیوں نہیں لائی ساتھ''...... عمران نے کہا۔

''وہ کوٹھی میں ہیں۔ ساتھ آ رہے تھے لیکن میں نے انہیں منع کر دیا اور ان سب کو لے کر یہاں آ گئی''...... ثریا نے کہا۔

''کیا تم انہیں بقول اماں بی صابن دانی جیسا فلیٹ دکھانے کے لئے لائی ہو''...... عمران نے کہا تو ثریا ہنس پڑی۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ آپ ان کے بارے میں نہیں جانتے۔ یہ سب بڑے گھروں کی لڑکیاں ہیں''...... ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کتنے بڑے گھروں کی''...... عمران نے پوچھا۔

''بہت بڑے گھروں کی، ان میں کوئی چیف سیکرٹری کی بیٹی ہے، کوئی بنک منیجر کی اور کسی کا تعلق بڑے اور اہم سرکاری افسر سے ہے''...... ثریا نے کہا۔

''تو کیا تم انہیں ڈاکہ ڈلوانے کے لئے ساتھ لائی ہو''۔ عمران نے کہا تو ثریا اچھل پڑی۔ لڑکیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ڈاکہ۔ کیا مطلب۔ کیا ہم آپ کو ڈاکہ ڈالنے والی لڑکیاں لگتی ہیں''...... ایک لڑکی نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ایسے گھور کر تو آپ ڈائریکٹ میرے دل پر ہی ڈاکہ ڈال رہی ہیں''...... عمران نے کہا تو لڑکی کا رنگ سرخ ہو گیا اور اس کے چہرے پر یکلخت شرم و حیاء کے تاثرات بکھرتے چلے گئے۔

''ہاں۔ آپ کی بہن ہمیں واقعی آپ کے دل پر ڈاکہ ڈلوانے کے لئے ہی لائی ہیں''...... دوسری لڑکی نے مسکراتے ہوئے بے باک لہجے میں کہا تو عمران کو اپنے سر پر دھماکہ ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

''لگتا ہے صرف دال میں ہی کالا نہیں بلکہ ساری دال ہی کالی ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہا آپ نے''...... ثریا نے چونک کر کہا۔ چونکہ عمران کی بڑبڑاہٹ خاصی دھیمی تھی اس لئے وہ اس کی بات صحیح طور پر نہ سن سکی تھی۔

''کک کک۔ کچھ نہیں۔ تمہارے اور تمہاری ساتھ آئی ہوئی حسین لڑکیوں کے جھرمٹ کے سامنے بھلا میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... عمران نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

''اب آپ ڈریسنگ روم میں جا کر تیار ہو کر آئیں اور پھر ہمارے ساتھ چلیں''...... ثریا نے بڑے لاڈ بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''پھر وہی بات۔ آخر تم مجھے لے کر کہاں جانا چاہتی ہو۔ مجھے بتا تو دو۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے نا کہ تم نے یکلخت میری شادی کا پروگرام بنا لیا ہو۔ کوئی شادی ہال بک کرا لیا ہو۔ وہاں دلہن اور باراتی تیار بیٹھے ہوں۔ ایسی صورت میں مجھے دولہے کی طرح تیار ہو کر جانا چاہئے نا''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس

پڑیں۔

''ایسا ہی سمجھ لیں۔ ساری تیاری مکمل ہو چکی ہے اب بس دولہے کو تیار کر کے لے جانا باقی ہے''...... ثریا نے کہا تو عمران کو واقعی خطرے کا احساس ہونا شروع ہو گیا۔

''ارے باپ رے۔ تمہارا مطلب ہے سچ مچ دلہن تیار ہے اور......'' عمران نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''دلہن نہیں۔ بہت سی دلہنیں تیار ہیں آپ کو بس ان میں سے ایک کو پسند کرنا ہے۔ آپ جسے پسند کریں گے اسی سے آپ کی شادی کرا دی جائے گی اور یہ میرا نہیں اماں بی اور ڈیڈی کا بھی فیصلہ ہے اور آپ کو میں یہ بھی بتا دوں کہ یہ ساری لڑکیاں آپ کی دلہن بننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ کو ان میں سے ایک کو اپنے لئے پسند کرنا ہے۔ آپ جس کو پسند کریں گے وہ میری بھابھی بن جائے گی اور باقی سب سے میں معذرت کر لوں گی''...... ثریا نے کہا تو عمران یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''تو کیا مجھے ان میں سے صرف ایک کو ہی پسند کرنا ہے۔ اسی لئے تم انہیں یہاں لائی ہو''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... ثریا نے کہا۔

''لیکن ایک کو کیوں۔ مجھے تو یہ ساری ہی پسند ہیں''...... عمران نے کہا تو وہ ساری لڑکیاں ایک بار پھر ہنس پڑیں۔

''کاش اسلام میں ایک وقت میں سات لڑکیوں سے شادی کی اجازت ہو جاتی تو ہم سب ہی آپ کی دلہنیں بن جاتیں''...... ایک اور لڑکی نے بے باکی سے کہا تو عمران اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

''میں تعارف کرا دیتی ہوں''...... ثریا نے کہا۔

''نن نن۔ نہیں۔ اس کی کک۔ کوئی ضرورت نہیں''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''میں جانتی ہوں بھائی جان کہ کیا ضروری ہے اور کیا نہیں۔ اب آپ خاموش ہو جائیں''...... ثریا نے کہا۔

''لل لل لیکن......'' عمران ہکلایا۔

''اس لڑکی کی طرف دیکھیں۔ اس کا نام فرخندہ ہے''......ثریا نے ایک لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ بے حد حسین اور پرشباب دوشیزہ تھی۔

''شرمندہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیا نام ہوا''...... عمران نے دوہرایا۔

''شرمندہ نہیں۔ فرخندہ''......ثریا نے جھلا کر کہا۔

''اوہ۔ فرخندہ۔ سس۔ سمجھ گیا''...... عمران نے کہا۔

''اور یہ آصف کرمانی کی لڑکی ہیں۔ وہی جن کی کھاد کی فیکٹری سیٹلائٹ ایریا میں حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے''...... ثریا نے کہا۔

''اچھا''...... عمران نے کہا اور سر جھکا لیا۔

''اور یہ ہیں ریحانہ''...... ثریا نے دوسری کا تعارف کرایا۔

''جرمانہ۔ کون سا جرمانہ''...... عمران نے جان بوجھ کر اس کا نام بگاڑتے ہوئے کہا تو ریحانہ نامی لڑکی کا منہ بن گیا۔

''جرمانہ نہیں ریحانہ''...... ثریا نے دوسری کا تعارف کرایا۔

''سس سمجھ گیا''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''یہ ریحانہ نواب عظمت علی خان کی بیٹی ہیں''......ثریا نے کہا۔

''اوہ۔ بڑا دبدبے والا نام ہے۔ کیا ان کا تعلق مغلیہ خاندان سے ہے''......عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں''...... ثریا نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے سعادتمندی سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

''اور یہ ہیں افراب عالم''...... ثریا نے کہا۔

''اوہ اچھا نام ہے۔ کیا یہ شاعر کی بیٹی ہیں۔ فربہ عالم فراز۔ لیکن یہ اتنی فربہ تو نہیں ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''بھائی جان''...... ثریا تنک کر بولی۔

''کک کک۔ کیا ہوا''...... عمران نے جلدی سے پوچھا۔

''آپ ان کے نام بگاڑ کیوں رہے ہیں''...... ثریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم ایسے نام کیوں لے رہی ہو''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''آپ دھیان سے سنیں''...... ثریا نے جھلا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں ہمہ تن خرگوش۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ۔ میں ہمہ تن گوش ہوں۔ تم کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔ بولو۔ بولو''...... عمران نے کہا۔

''ان کا نام افراب عالم ہے اور یہ عالم فراز خان صاحب کی بیٹی ہیں جن کا تعلق منسٹری ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور وہاں وہ بڑے عہدے پر ہیں۔ انہیں حکومت کی طرف سے سر کا خطاب ملا ہوا ہے اور وہ سر عالم فراز کہلاتے ہیں اور میں جانتی ہوں کہ آپ سر عالم فراز سے بخوبی واقف ہیں''...... ثریا نے ایک لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر عمران کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

''اور یہ ہیں سنجیدہ ارمان''...... ثریا نے چوتھی لڑکی کو عمران کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھٹھ۔ ٹھیک ہے۔ یہ رنجیدہ ارمان ہیں لیکن یہ تو خاصی خوش شکل اور سنجیدہ دکھائی دیتی ہیں پھر ان کے ایسے کون سے ارمان باقی ہیں جو یہ رنجیدہ ہو گئی ہیں''...... عمران نے کہا تو ثریا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''آپ کو کسی کا نام بگاڑنے کا کوئی حق نہیں ہے بھائی جان۔ اگر آپ نے اب کسی کا نام بگاڑا تو میں ان سب کو لے کر یہاں سے چلی جاؤں گی اور پھر آپ کو لینے کے لئے خود اماں بی ہی یہاں آئیں گی''...... ثریا نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

''ارے باپ رے۔ اگر اماں بی آئیں تو وہ میرے سر پر جوتیاں مارتی ہوئیں اور کان پکڑ کر یہاں سے لے جائیں گی۔ نہیں نہیں۔ انہیں کوٹھی میں ہی رہنے دو۔ یہ سنجیدہ خاتون ہیں تو اب میں بھی مسٹر سنجیدہ بن جاتا ہوں''...... عمران نے فوراً کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑیں۔

''اور یہ راحیلہ ہیں۔ یہ سلطانہ اور یہ عافیہ''...... ثریا نے باقی لڑکیوں کے نام بتانے کے بعد تفصیل سے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اب آگے کہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ سب میری عزیز ترین سہیلیاں ہیں''...... ثریا نے کہا۔

''اچھا پھر''...... عمران نے لاپرواہی سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ میری اور میری سہلیوں کی خاطر مدارت نہیں کریں گے''...... ثریا نے کہا۔

''ضض۔ ضرور۔ لیکن سلیمان نہیں ہے۔ وہ باہر ادھار سودا سلف لینے گیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا تو ثریا سمیت ساری لڑکیاں چونک پڑیں۔

''ادھار سودا سلف۔ وہ کیوں''...... ثریا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تم جانتی ہو کہ میرے پاس کوئی کام دھندہ نہیں ہے۔ میں سارا سارا دن یہاں پڑا رہتا ہوں۔ پڑے پڑے تنگ آ جاتا ہوں تو باہر آوارہ گردی کرنے نکل جاتا ہوں وہ بھی اپنے آوارہ دوستوں

کے ساتھ اور پھر رات گئے لوٹتا ہوں۔ فلیٹ میں سلیمان اور میں رہتے ہیں اور ہمیں ظاہر ہے کھانا پینا ہوتا ہے۔ چائے کی ضرورت ہوتی ہے تو میں نے سلیمان کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ وہ باہر جائے اور جس سے جو اینٹھ سکتا ہو، ٹھگ سکتا ہو ٹھگ لیا کرے اور وہ ایسا ہی کرتا ہے جس سے ہم دونوں گزارا کرتے ہیں''...... عمران نے کہا
اسی لمحے باہر سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ثریا بھی چونک پڑی۔

''شاید سلیمان آیا ہے''...... ثریا نے کہا۔

''سلیمان۔ سلیمان بھائی''...... ثریا نے سلیمان کو اونچی آواز میں پکارتے ہوئے کہا تو سلیمان دوڑتا ہوا آیا اور پھر ثریا اور لڑکیوں کو دیکھ کر چونک پڑا۔

''ارے۔ چھوٹی بی بی آپ۔ آپ کب آئیں''...... سلیمان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی آئی ہوں''...... ثریا نے کہا۔

''بازار سے ادھار کا سامان لائے ہو یا نہیں''...... عمران نے اس گھورتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ تھوڑا بہت مل ہی گیا ہے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''کیا تم جو کچھ بھی لائے ہو وہ سب ادھار لائے ہو''...... ثریا نے پوچھا۔

''جی ہاں چھوٹی بی بی۔ کیا کروں۔ صاحب اور اپنا پیٹ بھرنے کے لئے ایسے ہی کام چلانا پڑتا ہے''...... سلیمان نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

''سلیمان تم سچ کہہ رہے ہو''...... ثریا نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

''جی چھوٹی بی بی۔ میں بھلا جھوٹ کیوں بولوں گا۔ کہئے تو دکانداروں کو یہاں بلا لاتا ہوں۔ آپ خود ان سے بات کر لیں کہ کن کن کی کتنی ادھار رقم باقی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''اور کس کس کی رقم ہے بھائی جان پر''...... ثریا نے پوچھا۔

''دودھ والے کے سات لاکھ ہیں۔ سبزی والے کے تین لاکھ۔ گوشت والے کے چودہ لاکھ اور مرغی والے کے دو لاکھ۔ اسی طرح جن دکانداروں سے میں سودا سلف لاتا ہوں ان کی بھی بیس پچیس لاکھ کی رقم بنتی ہے''...... سلیمان نے کہا۔ اس نے جیب سے ایک ڈائری نکال کر کھول لی تھی اور اسی میں سے دیکھ کر سارا حساب کتاب ثریا کو بتا رہا تھا اور ثریا کا چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''بس کرو''...... ثریا غرائی۔

''ٹھیک ہے چھوٹی بی بی''...... سلیمان نے ڈائری بند کر کے کہا۔

''یہ آپ اتنی بڑی رقم کے مقروض کیسے ہو گئے بھائی جان''۔ ثریا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"پپ۔ پتہ نہیں"...... عمران نے معصوم سی شکل بنا کر کہا۔

"کیا۔ آپ کو نہیں پتہ یہ اتنا زیادہ قرض کیسے بن گیا"...... ثریا نے چونک کر کہا۔

"قسم لے لو جو پتہ ہو"...... عمران گھگیایا۔

"کیا معاملہ ہے سلیمان"...... ثریا نے غرا کر کہا۔

"چھوٹی بی بی، صاحب کو یاد نہیں رہتا۔ یہ سب کچھ انہوں نے ہی منگوایا ہے آپ دکان والوں سے معلوم کر لیں"...... سلیمان نے کہا۔

"مگر اکیلے بھائی جان اتنا خرچ کہاں کر سکتے ہیں"...... ثریا نے کہا۔

"جی وہ روزانہ ان کے دوست آ جاتے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"دوست"...... ثریا نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ کافی دوست ہیں ان کے جو روزانہ ہی صاحب کے پاس آ کر دعوتیں اُڑاتے ہیں۔ دس بارہ مرغے اور مرغیاں روزانہ ذبح ہوتے اور ہوتی ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"دس بارہ مرغے، مرغیاں"...... ثریا نے کہا اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

"جی ہاں اور جب کبھی بکرے کا گوشت آتا ہے تو وہ بھی پورے بکرے سے کم نہیں ہوتا۔ اس کے لوازمات، روٹیاں، سلاد اور

رائتہ اور نجانے کیا کیا ہوتا ہے اور وہ سب مجھے تیار کرنا پڑتے ہیں۔ ان کے دوستوں کے لئے کام کرتے کرتے میری تو کمر ہی ٹوٹ جاتی ہے لیکن کیا کروں صاحب کا حکم ہوتا ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"ہونہہ۔ اور یہ سب بھائی جان کے دوست کھا جاتے ہیں کیوں"...... ثریا نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

"جی ہاں"...... سلیمان نے کہا۔

"دوست کون ہیں"...... ثریا نے پوچھا۔

"کچھ شاعر ہیں کچھ ادیب ہیں کچھ گانے والے ہیں اور کچھ قوالیاں سنانے والے۔ سب کا تعلق آرٹ سے ہی چھوٹی بی بی اور"...... سلیمان نے کچھ اور کہنا چاہا مگر ثریا نے بات کاٹ دی۔

"بس اب آگے کچھ مت کہو"...... ثریا نے کہا۔

"جی بہتر"...... سلیمان نے سعادت مندی سے کہا۔

"جاؤ ان سب کے لئے چائے اور کھانے کے لئے کچھ لے آؤ"...... ثریا نے کہا۔

"ابھی لایا"...... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"ہائیں۔ ارے ان سب کے لئے تم کہاں سے کچھ لاؤ گے۔ ان سب کے لئے کچھ نہیں بہت کچھ کی ضرورت ہو گی"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"باورچی خانے سے اور کہاں سے صاحب"...... سلیمان نے

کہا۔

''یہ سب چیزیں وہاں یعنی باورچی خانے میں ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی صاحب۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''ارے۔ پھر جب صبح وہ اللہ وسایا طبلچی آیا تھا تو تم نے یہ کیوں کہہ دیا تھا کہ چائے کے لئے دودھ، پتی اور چینی نہیں ہے بولو۔ جواب دو مجھے۔ وہ بے چارہ طبلہ بجا بجا کر بغیر چائے پیئے ہی چلا گیا تھا''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''یاد نہیں رہا تھا صاحب''...... سلیمان نے لاپرواہی سے کہا۔

''سلیمان تم جاؤ اور چائے جلدی سے لے کر آؤ''...... ثریا نے کہا۔

''اچھا چھوٹی بی بی''...... سلیمان نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

''آپ میرے ساتھ آئیں بھائی جان''...... ثریا نے عمران سے کہا۔

''مم۔ میں''...... عمران نے ساتوں لڑکیوں پر نظر ڈال کر کہا۔

''ہاں آپ۔ آئیں''...... ثریا نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کہاں''...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''دوسرے کمرے میں۔ میں بھائی جان سے بات کر کے ابھی آتی ہوں''...... ثریا نے پہلے عمران اور پھر اپنی سہیلیوں کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

''جاؤ مگر آنا جلدی''...... فرخندہ نے مسکرا کر کہا۔

''ابھی آئی''...... ثریا نے کہا اور عمران کو دوسرے کمرے میں گھسیٹ لائی پھر کمرے کا دروازہ بند کر کے عمران کی طرف مڑی اور اسے گھورنے لگی۔

''کک۔ کیا۔ بب۔ بات ہے''...... عمران نے سہم کر کہا۔

''آپ ہر وقت احمقانہ باتیں کیوں کرتے رہتے ہیں''...... ثریا نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو سلیمان نے نہیں بتایا کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں''۔ ثریا نے کہا۔

''نہیں۔ کیا تم نے اسے اپنی آمد کا پہلے سے ہی بتا دیا تھا''۔ عمران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے اپنے اور اپنی سہیلیوں کے آنے کا پہلے ہی بتا دیا تھا''...... ثریا نے کہا۔

''نہیں۔ قسم لے لو جو اس نے مجھے بتایا ہو''...... عمران نے گھگیاتے ہوئے کہا۔

''سمجھ لوں گی اس سلیمان کے بچے سے بھی''...... ثریا نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مگر سلیمان تو اکیلا ہے ابھی''...... عمران نے کہا۔

''بس رہنے دیں بھائی جان۔ حد ہوتی ہے ہر بات کی مگر آپ کی حماقتوں کی کوئی حد ہی نہیں ہے اب ان احمقانہ باتوں کو چھوڑیں اور جو میں کہہ رہی ہوں اسے سنیں اور کان کھول کر سنیں''...... ثریا نے جھلا کر کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور اس نے اپنے دونوں کان اس انداز میں پکڑ لئے جیسے وہ واقعی کان کھول کر سننا چاہتا ہو۔ اس کی اس حرکت پر ثریا کو غصہ تو بہت آیا لیکن اس نے خود کو سنبھال لیا۔

''یہ ساتوں لڑکیاں میری سہیلیاں نہیں ہیں''...... ثریا نے کہا۔

''پھھ۔ پھر''...... عمران نے حیرت سے پوچھا۔

''یہ صرف آپ کے لئے آئی ہیں''...... ثریا نے کہا۔

''کک۔ کیا مطلب''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ ان میں سے کسی کو پسند کر لیں''...... ثریا نے کہا۔

''کک۔ کیوں۔ کیوں''...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''جس کو آپ پسند کریں گے آپ کی شادی اسی سے کرا دی جائے گی''...... ثریا نے بڑے سنجیدہ اور بردبار لہجے میں کہا۔

''شش۔ شادی''...... عمران نے اچھل کر کہا۔

''جی ہاں اور اسی لئے میں ان ساتوں لڑکیوں کو یہاں لائی ہوں یہ ساتوں بہت بڑے بڑے گھرانوں کی لڑکیاں ہیں''...... ثریا نے کہا۔

''مم۔ مگر میں تو شادی نہیں کرنا چاہتا''...... عمران نے کہا۔

''کیوں''...... ثریا نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ مم۔ مجھے مار ڈالے گی''...... عمران نے سہم کر کہا۔

''کون''...... ثریا نے پوچھا۔

''وہی گوری چمڑی والی جو غصے سے واٹر واٹر رہتی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''جولیانا فٹز واٹر کی بات کر رہے ہیں آپ جو آپ کے ساتھ کام کرتی ہے''...... ثریا نے کہا۔

''ہاں۔ مم مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''...... عمران نے رونی سی شکل بناتے ہوئے کہا۔

''میرے ہوتے ہوئے مجال ہے اس کی کہ وہ آپ کو شادی کرنے سے روک سکے''...... ثریا نے غرا کر کہا۔

''وہ روک سکتی ہے''...... عمران نے روہانسے لہجے میں کہا۔

''تو آپ اسی کے ڈر سے شادی نہیں کرنا چاہتے''...... ثریا نے کہا۔

''تو اور کیا''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''میں ڈیڈی سے کہہ کر اس کا بھی انتظام کرا دوں گی۔ بس آپ تیار ہو جائیں''...... ثریا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''پپ۔ پہلے اس کا انتظام کراؤ۔ پھھ۔ پھر میں شش۔ شادی کے بارے میں سوچوں گا''...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... ثریا نے کہا اور پھر وہ دونوں واپس سٹنگ روم میں آ گئے جہاں لڑکیاں موجود تھیں۔ اسی لمحے سلیمان چائے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ٹرالی میں چائے کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا سلیمان نے پلیٹیں میز پر سجا دیں اور چائے بنانے لگا وہ بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"کیوں سلیمان۔ اگر تمہارے صاحب کی شادی کر دی جائے تو تمہیں کیسا لگے گا۔ اچھا یا برا"...... ثریا نے سلیمان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ارے واہ چھوٹی بی بی۔ صاحب کی شادی ہو جائے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے"...... سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"واقعی"...... فرخندہ نے پوچھا۔

"کیا مسز عمران کے آ جانے سے تمہاری نوکری خطرے میں نہیں پڑ جائے گی۔ تمہیں نوکری سے الگ ہو جانے کی خوش ہو گی"...... ریحانہ نے کہا۔

"بی بی جی۔ آپ مجھے نہیں جانتی ہیں۔ میں چھوٹے صاحب کا غلام ہوں پیدائشی غلام اگر یہ مجھے جوتے مار کر بھی نکالنا چاہیں گے نا تب بھی میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا"...... سلیمان نے کہا۔

"ہونہہ"...... ریحانہ نے سر ہلا دیا۔

"تو پھر کرا دیں تمہارے صاحب کی شادی"۔ ثریا نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"یہ شادی نہیں۔ خانہ بربادی ہے اور خبردار اگر تم نے ہاں کیا تو میں تمہاری کسی بھتنی سے شادی کرا دوں گا چاہے اس بھتنی کو تلاش کرنے کے لئے مجھے کسی کالے جنگل میں بھی کیوں نہ جانا پڑے"...... عمران نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے بھتنی ہی رہ گئی ہے"...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"وہ تو آپ سے ہمدردی کر رہا تھا"...... ثریا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے ضرورت نہیں ہے کسی کی ہمدردی کی"...... عمران نے کہا۔

"مگر صاحب مجھے تو چھوٹی بیگم صاحبہ کی ضرورت ہے"...... اسی لمحے دروازے کی جانب سے سلیمان کی آواز آئی تو وہ سب چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے لیکن سلیمان یہ کہہ کر تیزی سے واپس مڑ گیا تھا اور پھر فوراً ہی سلیمان کے دوڑنے پھر کچن کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران غرا کر رہ گیا۔

"آپ میرے ساتھ آئیں"...... ثریا نے کہا اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی عمران چپ چاپ دوسرے کمرے میں چلا آیا تھا۔

"کک۔ کیا بات ہے"...... عمران نے دوسرے کمرے میں پہنچ کر کہا۔

''اب بتائیں ان میں سے کون پسند ہے''...... ثریا نے پوچھا۔

''کن میں سے''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا اور حیرت سے کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا تو ثریا کے چہرے پر شکنیں ابھر آئی تھیں۔

''میرا اشارہ فرخندہ، ریحانہ اور افراب کی طرف تھا۔ آپ کو ان میں سے کون پسند ہے''...... ثریا نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں آہستہ سے کہا۔

''کک۔ کون پسند ہے''...... عمران نے حماقت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تو فرخندہ پسند ہے وہ کافی حسین ہے اور آپ کے معیار کے عین مطابق ہے''...... ثریا نے کہا۔

''لیکن اس کے کان کافی بڑے بڑے ہیں۔ اس لئے وہ مجھے پسند نہیں آئی''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ریحانہ''...... ثریا نے پوچھا۔

''اس کا منہ ایسا ہے جیسے کسی مگرمچھ کا ہو''...... عمران نے کہا۔

''افراب کے بارے میں کیا خیال ہے''...... ثریا نے پوچھا۔

''نیک خیال ہے''...... عمران نے کہا۔

''گویا افراب عالم آپ کو پسند ہے''...... ثریا نے خوش ہو کر کہا۔

''ارے۔ یہ میں نے کب کہا ہے''...... عمران نے دیدے

نچاتے ہوئے کہا۔

''ابھی آپ نے کیا کہا تھا''...... ثریا نے غرا کر کہا۔

''یہی کہ نیک خیال ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مجھے پسند ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''پھر''...... ثریا غرائی۔

''اس کے دونوں گالوں کی ہڈیاں اونٹ کے کوہان کی طرح اٹھی ہوئی ہیں۔ دیکھنے والے میرا مذاق اڑائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''سنجیدہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ''...... ثریا نے پوچھا۔

''وہ خاصی موٹی ہے بارہ من کی دھوبن کی طرح''...... عمران نے کہا۔

''اور راحیلہ''...... ثریا نے دانت بھینچ کر کہا۔

''اس کا قد ایسا ہے جیسے کوئی دس بارہ سال کا بچہ ہو''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''اب اتنا چھوٹا قد بھی نہیں ہے اس کا۔ پورا پونے پانچ فٹ قد ہے اس کا اور آپ اسے ٹھگنا کہہ رہے ہیں''...... ثریا نے غراتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو وہ ایسی ہی لگی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سلطانہ کے بارے میں کیا ارشاد ہے''...... ثریا نے کہا۔

''غن غن کر کے بولتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی بھتنی کچھ کہنے

کی کوشش کر رہی ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اب تمکین کے بارے میں بھی گل افشانی فرما دیں''...... ثریا نے کہا اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ پھٹ پڑنے والی ہے۔

''نام سن کر لگتا ہے جیسے کوئی نمکین سی چیز کی بات کر رہا ہو اور تم جانتی ہو کہ مجھے نمکین چیزیں کم ہی پسند آتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب آپ بھی کان کھول کر میری ایک بات سن لیں بھائی جان''...... ثریا نے غرا کر عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کہو''...... عمران نے دونوں کانوں کو کھینچتے ہوئے کہا۔

''افراب مجھے بہت پسند ہے اور تمکین اماں بی کو''...... ثریا نے کہا۔

''پھھ۔ پھر''...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''آپ کی شادی افراب یا تمکین میں سے کسی ایک سے ہر صورت میں ہو کر رہے گی سمجھے آپ''...... ثریا نے کہا۔

''ارے واہ۔ ایسے ہی ہو جائے گی یعنی کہ مم۔ میری ۔مم۔ مرضی کے بب۔ بغیر ہی''...... عمران نے ہاتھ نچا کر کہا۔

''جی ہاں۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ افراب سے آپ کی شادی سو فیصدی طے ہو گئی ہے کیا سمجھے آپ''...... ثریا نے غرا کر کہا۔

''وہ کک۔ کیسے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ڈیڈی سے جا کر کہہ دوں گی کہ آپ نے افراب کو پسند

کر لیا ہے''...... ثریا نے کہا۔

''ارے نہیں۔ کیوں میری جان کی دشمن بن رہی ہو''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''اب ایسا ہو کر رہے گا بھائی جان۔ میں اپنی پسند کی بھابھی لاؤں گی''...... ثریا نے کہا۔

''کک۔ کچھ دن تو رک جاؤ''...... عمران نے ہکلا کر کہا۔

''نہیں۔ اب یہ بات فائنل ہو کر رہے گی۔ آپ کو میری نہیں تو اماں بی کی پسند سے ہی اب شادی کرنی ہی ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سن لیں۔ افراب اماں بی کو ہی نہیں بلکہ ڈیڈی کو بھی پسند ہے۔ اس لئے اب آپ اس سے ہی اپنی شادی طے سمجھیں''...... ثریا نے کہا تو عمران نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔

''تو کیا آج ہی ہو گی شادی''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ آج رشتے کی بات ہو گی۔ پھر منگنی اور اس کے بعد جلد سے جلد شادی اور آپ یہ بھی سن لیں کہ یہ شادی دس بارہ روز میں ہی طے پا جائے گی''...... ثریا نے کہا۔

''مم۔ مارا گیا میں تو''...... عمران نے کراہتے ہوئے کہا۔

''بارھویں دن آپ دولہا بن جائیں گے اور میری بھابھی افراب کو بیاہ کر کوٹھی لے آئیں گے''...... ثریا نے کہا۔

''یہ نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

’’کیوں‘‘...... ثریا نے غرا کر کہا۔

’’اس لئے کہ میں تیار نہیں ہوں‘‘......عمران نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

’’اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ڈیڈی کے سامنے آپ انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں کیا بھائی جان‘‘...... ثریا نے کہا۔

’’ثریا کی بچی کیا چند دن اور نہیں رک سکتی‘‘......عمران نے جھلا کر کہا۔

’’ایک شرط پر‘‘...... ثریا نے کہا۔

’’بول کیا شرط ہے وہ‘‘......عمران نے پوچھا۔

’’پھر آپ ہنسی خوشی شادی کریں گے‘‘...... ثریا نے پوچھا۔

’’پھانسی کے تختے پر کوئی ہنسی خوشی نہیں چڑھتا۔ مگر تمہاری خاطر یہ بھی گوارہ کر لوں گا۔ آخر تم میری اکلوتی اور پیاری بہن جو ہو اور میں جانتا ہوں کہ جب تک تم نہ چاہو کوئی زبردستی میری شادی نہیں کرا سکتا ہے‘‘......عمران نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔

’’ٹھیک ہے میں ڈیڈی کو راضی کر لوں گی آپ بتائیں کہ کتنے دن شادی رکوانا چاہتے ہیں آپ‘‘......ثریا نے پوچھا۔

’’یہی کوئی چالیس پچاس سال‘‘...... عمران نے معصومیت سے کہا۔

’’کیا‘‘...... ثریا نے آنکھیں نکال کر کہا۔

’’ہاں۔ بس اس کے بعد اجازت ہو گی جس طرح دل چاہے

میرا جنازہ نکال لینا‘‘......عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

’’تو آپ مجھے الو بنا رہے تھے‘‘...... ثریا نے بگڑ کر کہا۔

’’کالا منہ نیلے ہاتھ پاؤں الو بنانے والے کے‘‘......عمران نے جلدی سے دونوں گالوں کو پیٹتے ہوئے کہا لیکن ثریا کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا۔

’’آج سے بارہویں دن آپ کی شادی ہے اور افراب آپ کی بیوی اور میری بھابھی بنے گی سمجھ گئے آپ‘‘...... ثریا نے غرا کر کہا۔

’’نہیں سمجھا اور نہ یہ ہو سکے گا‘‘......عمران نے جھلا کر کہا۔

’’آپ تیرھویں دن شادی شدہ ہوں گے اسے لکھ لیں‘‘...... ثریا نے کہا۔

’’میں اس شہر کو ہی چھوڑ کر بھاگ جاؤں گا‘‘...... عمران نے جھلا کر کہا۔

’’اس خیال میں بھی مت رہنا بھائی جان‘‘...... ثریا نے تمسخر اڑانے والے لہجے میں کہا اور عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

’’کیا کہنا چاہتی ہے ثریا کی بچی‘‘......عمران نے کہا۔

’’یہی کہ آج سے آپ فلیٹ میں نظر بند رہیں گے۔ جب تک آپ کی شادی نہیں ہو جاتی‘‘......ثریا نے کہا۔

’’نظر بند۔ کک کک۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا‘‘......عمران نے بری طرح سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’آپ کے فلیٹ کے باہر پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ آپ کے تمام

رابطہ نمبرز بھی ختم کر دیئے جائیں گے۔ اس فلیٹ کو اس وقت تک آپ کے لئے سب جیل بنا دیا جائے گا جب تک آپ کی شادی نہیں ہو جاتی۔ آپ کو یہاں سے لے جانے اور لانے کے بھی تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں جس کا انچارج سوپر فیاض ہے اور ڈیڈی نے اس بار سوپر فیاض کو آپ کے لئے خصوصی احکامات بھی دے دیئے ہیں۔ انہوں نے سوپر فیاض سے یہ تک کہہ دیا ہے کہ آپ اگر اسے چکمہ دے کر نکلنے کی کوشش کریں تو وہ آپ کو گولی مار دے۔ ورنہ اسے گولی مار دی جائے گی''...... ثریا نے کہا۔

''تو میرے جنازے کا پورا پورا انتظام کر لیا ہے تم نے کیوں''...... عمران نے ثریا کو گھورتے ہوئے خالی خالی لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اب اماں بی اور ڈیڈی کی خوشی پوری کئے بغیر آپ کو کسی بھی جگہ آنے جانے کی آزادی نہیں ملے گی''...... ثریا نے کہا۔

''مارا گیا بے موت''..... عمران کے منہ سے نکلا اور وہ اس طرح لہرانے لگا جیسے کہ بس اب وہ بے ہوش ہو کر گرنے ہی والا ہو۔

''ارے عمران صاحب کو کیا ہوا'' .. اچانک دروازے سے فرخندہ کی آواز آئی تو ثریا نے سر اٹھا کر دیکھا وہ سب کی سب دروازے میں موجود تھیں۔

''کچھ نہیں ہوا انہیں۔ چلو چلیں''...... ثریا نے دروازے کی

طرف بڑھتے ہوئے کہا پھر وہ ان کو بیرونی دروازے کی طرف دھکیلنے لگی۔

''ارے وہ عمران صاحب''...... ریحانہ نے کہا۔

''انہیں شاید چکر آ رہے ہیں''...... راحیلہ نے جلدی سے کہا۔

''انہیں اپنی آزادی چھننے کے ڈر سے اس موقع پر ہمیشہ چکر آ جاتے ہیں''...... ثریا نے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا جو بدستور لڑکھڑا رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اب گرا کہ اب گرا۔

''تم اتنی کٹھور ہو ہمیں معلوم نہیں تھا۔ بھائی کی یہ حالت ہے اور تم باہر جا رہی ہو''...... سلطانہ نے جلدی سے کہا۔

''شادی کے بعد سنبھالتی رہنا''...... ثریا نے چوٹ کی اور سلطانہ کا چہرہ یکدم لال بھبھوکا ہو گیا کانوں کی لویں تک سرخ ہو گئی تھیں۔

''چل ہٹ ثریا کی بچی۔ مذاق بھی ڈھنگ کا نہیں کر سکتی اور خود کو پڑھا لکھا کہتی ہے احمق''...... سلطانہ نے غرا کر کہا۔

''میں احمق ہی سہی۔ اب چلتی ہو یا ابھی کسی مولوی کو بلا کر تم دونوں کا یہیں پر نکاح پڑھوا دوں''...... ثریا نے غرا کر کہا۔

''اللہ ہی تم سے سمجھے گا''...... سلطانہ نے کہا اور سب سے پہلے وہ فلیٹ سے باہر نکل گئی اس کے پیچھے باقی بھی ایک ایک کر کے باہر نکلنے لگی تھیں۔

''ثریا''...... اچانک عمران کہتا ہوا اس کی طرف بڑھا مگر جیسے ہی

دروازے کے پاس پہنچا کھٹاک سے پٹ بند ہو گئے اور عمران اپنا سا منہ لے کر رہ گیا پھر اس نے دروازے کے پٹ کھولنے کی کوشش کی تھی مگر پتہ چلا کہ باہر سے کنڈی لگی ہوئی ہے۔

''دروازہ کھول دو ثریا کی بچی''...... عمران بڑے زور سے چلایا۔

''بی بی صاحبہ جا چکی ہیں صاحب''...... دروازے کے باہر سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''چلو تم ہی دروازے کی کنڈی کھول دو''...... عمران نے لجاجت سے کہا۔

''کنڈی نہیں کھلے گی صاحب''...... سلیمان نے کہا۔

''کیوں''...... عمران نے پوچھا۔

''حکم نہیں ہے کنڈی کھولنے کا''...... سلیمان نے کہا۔

''وہ ثریا کی بچی مذاق میں دروازہ بند کر گئی ہے۔ اس نے سچ مچ تھوڑی کہا ہے کہ دروازہ بند کر کے رکھو''...... عمران نے کہا۔

''یہ بی بی جی کا حکم نہیں ہے صاحب''...... سلیمان نے کہا۔

''تو پھر کس کا حکم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''بڑے صاحب کا حکم ہے کہ جب تک آپ کی شادی نہیں ہو جاتی آپ کو فلیٹ سے باہر نہ نکلنے دیا جائے اور میں فلیٹ کے باہر سٹول پر ڈیرا ڈال کر بیٹھا رہوں''...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ڈ۔ ڈ ڈیڈی کا''...... عمران نے ہکلا کر کہا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''ارے سلیمان کے بچے۔ میں کھاؤں پیوں گا کیسے اور چائے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو ٹائم پر ہر چیز مہیا کرنا میری ذمہ داری ہے صاحب۔ اس کے لئے صاحب نے مجھے اچھا خاصا خرچہ دیا ہے۔ آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے بتا دینا۔ میں بازار سے لا کر دروازے کے نیچے سے اندر کھسکا دیا کروں گا''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم اکیلے ہو''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں صاحب۔ سوپر فیاض صاحب کے ڈیپارٹمنٹ کے چار انسپکٹر میرے ساتھ ہیں اور ان میں سے ہی ایک انسپکٹر نے دروازے کو تالا لگا کر چابی اپنی جیب میں ڈال لی ہے''۔ سلیمان نے جواب دیا۔

''کسی طرح ان کی منت کر کے دروازہ کھول کر میری ایک بات سن لو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں صاحب۔ اس کے لئے معذرت۔ بڑے صاحب کا آرڈر ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر دروازہ کسی صورت نہیں کھولے گا اور مجھے ان کے ہاتھوں گولی کھا کر مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''میں ذمے دار ہوں''...... عمران نے جلدی سے کہا۔

''نہیں صاحب۔ سوری۔ آپ کو جو بتانا ہے ایسے ہی بتا دیں۔ میرے کان کھلے ہوئے ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''اس طرح تم نہیں سمجھو گے''...... عمران نے کہا مگر اس بار باہر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی وہ بار بار سلیمان کو آوازیں دیتا رہا لیکن سلیمان یا تو دروازے سے ہٹ گیا تھا یا پھر اس نے عمران کی کسی بات کا جواب نہ دینے کی قسم کھالی تھی۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بھاری میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ہوا ایک ادھیڑ عمر آدمی چونک پڑا۔ ادھیڑ عمر کا سر گنجا تھا اور اس کے چہرے پر درشتگی اور کرختگی کے تاثرات واضح دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر پرانے زخموں کے بھی نشانات تھے جو اس بات کا ثبوت تھے کہ اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزری تھی۔

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے ہاتھ میں شراب کی بوتل لئے بیٹھا تھا اور گہرے خیالوں میں ڈوبا بوتل سے شراب کے گھونٹ بھر رہا تھا۔ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر اس نے کرسی سیدھی کی اور پھر اس نے شراب کی بوتل میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''لوگاس بول رہا ہوں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے رسیور کان سے لگا کر انتہائی سخت اور بھڑکدار لہجے میں کہا۔

''راکی بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا ہے''...... لوگاس نے اسی طرح کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''اس لڑکی کا پتہ چل گیا ہے باس۔ جس کی ہمیں تلاش تھی''۔ دوسری طرف سے راکی نے جواب دیا تو لوگاس یکلخت چونک پڑا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ یہی ہماری مطلوبہ لڑکی ہے''...... لوگاس نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ یہ وہی لڑکی ہے۔ میں اسے ہزاروں لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں''...... راکی نے جواب دیا۔

''کہاں ہے وہ''...... لوگاس نے پوچھا۔

''وہ جہاں ہے اس کے بارے میں سن کر آپ چونک پڑیں گے باس''...... راکی نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ اس میں چونکنے والی کون سی بات ہے۔ نانسنس''...... لوگاس نے غرا کر کہا۔

''سوری باس۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری مطلوبہ لڑکی اس وقت سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی میں موجود ہے''...... دوسری طرف سے راکی نے کہا تو لوگاس واقعی سر عبدالرحمٰن کا نام سن کر بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب وہ سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی میں کیا کر رہی ہے''۔

لوگاس نے تقریباً چیخ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا باس۔ سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی میں کافی مہمان جمع ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لوگ شامل ہیں۔ سر عبدالرحمٰن کی ایک بیٹی ہے جس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس کا نام ثریا ہے۔ وہ اپنے بھائی عمران کی شادی کرانے کے لئے یہاں آئی ہوئی ہے اور اسی نے ان سب کی دعوت کی ہے۔ دعوت میں آنے والے لوگوں میں سر عالم فراز کا بھی نام شامل ہے اور اس کی بیٹی اس کے ساتھ ہی آئی ہوئی ہے''...... راکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ عمران، سر عبدالرحمٰن کا بیٹا ہے''...... لوگاس نے پوچھا۔

''یس باس۔ اکلوتا بیٹا ہے''...... راکی نے جواب دیا۔

''کس لڑکی سے شادی ہو رہی ہے اس کی''...... لوگاس نے پوچھا۔

''میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن صرف اتنا پتہ چل سکا ہے کہ جو افراد سر عبدالرحمٰن کی رہائش گاہ میں آئے ہوئے ہیں ان میں سے ہی کسی کی بیٹی کے ساتھ عمران کا رشتہ طے ہو گا اور عمران جسے پسند کرے گا اسی سے اس کی شادی کرا دی جائے گی''...... راکی نے کہا۔

''تو کیا وہ لڑکی سر عالم فراز صدیقی کی بھی ہو سکتی ہے''۔ لوگاس نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''یس باس۔ سر عالم فراز اور اس کی فیملی کو بھی سر عبدالرحمٰن کی

بیٹی ثریا نے مدعو کیا تھا''...... راکی نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم اس وقت کہاں پر موجود ہو''...... لوگاس نے پوچھا۔

''میں اس کوٹھی کی ساتھ والی کوٹھی میں موجود ہوں باس۔ اس کوٹھی کے رہائشی سیر وتفریح کے لئے کسی پہاڑی مقام پر گئے ہوئے ہیں اس لئے مجھے یہ کوٹھی مل گئی اور میں چھت سے سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی پر نظر رکھ رہا ہوں''...... راکی نے جواب دیا۔

''تمہارے ساتھ کتنے ساتھی ہیں''...... لوگاس نے پوچھا۔

''ابھی میرے ساتھ ایک ہی آدمی ہے باس۔ ضرورت پڑنے پر میں جتنے چاہوں آدمی بلا سکتا ہوں ہوں''...... راکی نے کہا۔

''کیا تم سر عبدالرحمٰن کی رہائش گاہ سے اپنے ٹارگٹ کو اغوا کر سکتے ہو''...... لوگاس نے پوچھا۔

''نو باس۔ ابھی اس رہائش گاہ میں کافی ٹائٹ سیکورٹی ہے۔ میں رسک نہیں لے سکتا ہوں لیکن آپ بے فکر رہیں۔ سر عالم فراز جیسے ہی اپنی بیٹی کو لے کر یہاں سے نکلے گا ہم اس کے پیچھے لگ جائیں گے اور پھر راستے میں ہی ہم اس کی کار روک کر اس کی بیٹی کو اغوا کر لیں گے اور باقی سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ میں نے اس کے لئے سارے انتظامات مکمل کر رکھے ہیں''۔ راکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کام میں تمہیں خاصا وقت لگ سکتا ہے۔ نجانے سر عالم فراز کب تک وہاں اپنی فیملی کے ساتھ رکا رہے''...... لوگاس نے

کہا۔

''یس باس۔ ظاہر ہے ہمیں انتظار تو کرنا ہی پڑے گا''۔ راکی نے کہا۔

''کوئی ایسا طریقہ سوچو کہ تم اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی میں داخل ہو جاؤ اور وہاں بے شک سب کو ہلاک کر دو لیکن اس لڑکی کو وہاں سے نکال لاؤ''...... لوگاس نے کہا۔

''یہاں بہت سے مسلح سیکورٹی گارڈز موجود ہیں باس۔ اگر ہم نے کسی بھی قسم کی کارروائی کی تو ہمیں یہاں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے بہت سے ساتھی بھی مارے جائیں اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں۔ وہ لڑکی جلد ہی آپ تک پہنچانا میری ذمہ داری ہے''۔ راکی نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ بس اس بات کا دھیان رکھنا کہ وہ لڑکی زندہ سلامت مجھ تک پہنچنی چاہئے۔ اس کے جسم کے کسی حصے پر ایک معمولی سی مجھے خراش دکھائی دی تو میں تمہیں گولی مار کر ہلاک کر دوں گا''...... لوگاس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ لڑکی کو معمولی سی خراش پہنچائے بغیر ہی میں اسے آپ تک پہنچاؤں گا''...... راکی نے کہا تو لوگاس نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ چند لمحے سوچتا

رہا پھر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈان کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک سخت اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''لوگاس بول رہا ہوں''......لوگاس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ باس آپ۔ راجی بول رہا ہوں۔ حکم''...... لوگاس کا نام سن کر دوسری طرف سے بولنے والے نے بوکھلا کر مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''تمہارے پاس کتنے مسلح افراد موجود ہیں راجی''...... لوگاس نے پوچھا۔

''بیس مسلح افراد ہیں باس''...... راجی نے جواب دیا۔

''کیا وہ سب اس وقت تمہارے کلب میں موجود ہیں''۔ لوگاس نے پوچھا۔

''نو باس۔ لیکن ضرورت کے وقت میں انہیں فوراً بلا سکتا ہوں''...... راجی نے جواب دیا۔

''تو انہیں بلاؤ اور سب کو تیار رکھو۔ مجھے کسی بھی وقت ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ جیسے ہی میں تمہیں کال کروں تم ان سب کو خود لے کر میری بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ جانا۔ سمجھ گئے تم''...... لوگاس نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... راجی نے کہا تو

لوگاس نے ایک بار پھر رسیور رکھ دیا۔

''اس لڑکی کے ملنے کی اطلاع مجھے چیف باس کو دے دینی چاہئے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ ہم یہاں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھے ہوئے تھے اور اس لڑکی کو مسلسل تلاش کر رہے تھے اور اب وہ لڑکی ہمیں مل گئی ہے''...... لوگاس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''میں ضروری میٹنگ میں مصروف ہوں۔ جب تک میں نہ کہوں کسی کو نہ میرے آفس میں بھیجنا اور نہ مجھے کوئی کال دینا''۔ لوگاس نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور لوگاس نے بٹن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے اپنی میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک خفیہ خانہ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

''ہیلو۔ ون ون کالنگ فرام پاکیشیا۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور''۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ایک بٹن پریس کر کے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

''ڈارکر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے

ایک کرخت اور سرد آواز سنائی دی۔

''لوگاس بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیا سے۔ اوور''...... دوسری طرف کی آواز سن کر لوگاس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوڈ۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''آپریشن فائیو ون۔ اوور''...... لوگاس نے جواب دیا۔

''اپنا پورا نام بتاؤ۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔ اس کا لہجہ بدستور کرخت اور پھاڑ کھانے والا تھا۔

''ہاشم لوگاس۔ اوور''...... لوگاس نے جواب دیا۔

''نمبر کوڈ۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''ون ہنڈرڈ پلس فائیو ون۔ اوور''...... لوگاس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ یہ سب بتاتے ہوئے اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات پھیل گئے تھے۔ وہ جب بھی چیف سے بات کرتا تھا یا چیف اسے کال کرتا تھا اس سے ایسے ہی سپیشل کوڈز پوچھتا تھا اس کے بعد وہ اس سے بات کرتا تھا اور اگر لوگاس سے ایک بھی مس ٹیک ہو جاتی تو چیف اس سے رابطہ منقطع کر دیتا تھا۔ لوگاس کو چیف کی اس شکی طبیعت پر بے حد غصہ آتا تھا لیکن چیف کے ڈر کی وجہ سے وہ خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کوڈز کا جواب دیتا تھا۔

''اوکے۔ بتاؤ کیوں کال کی ہے۔ اوور''...... چیف کی اس بار

اطمینان بھری آواز سنائی دی۔ جیسے وہ اس کے کوڈ ورڈز بتانے پر مطمئن ہو گیا ہو۔

''ہمیں سپر گرل مل گئی ہے چیف۔ اوور''...... لوگاس نے جواب دیا۔

''سپر گرل۔ تمہارا مطلب ہے سر عالم فراز کی بیٹی افراب۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ کیا تم نے اسے اغوا کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف نے کہا۔

''نو چیف۔ ابھی وہ آزاد ہے لیکن وہ کہاں ہے اس کا پتہ چل چکا ہے۔ میرے آدمی اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ جلد ہی اسے اغوا کر لیا جائے گا اور پھر وہ میری حفاظت میں پہنچ جائے گی۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم نانسنس کب سے ہو گئے ہو لوگاس۔ جب وہ لڑکی ابھی تمہارے پاس پہنچی ہی نہیں تھی تو تمہیں مجھے کال کرنے کی کیا ضرورت آن پڑی تھی۔ جب وہ لڑکی اغوا ہو کر تمہارے پاس پہنچ جاتی اور تم اسے اپنے پاس محفوظ کر لیتے تب مجھے کال کرتے۔ نانسنس۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف نے غراتے ہوئے کہا۔

''سوری باس۔ پہلے ہمارے لئے اس لڑکی کو تلاش کرنا مسئلہ بنا ہوا تھا۔ ہم پچھلے کئی ماہ سے اس لڑکی کو تلاش کر رہے تھے لیکن وہ

لڑکی اور اس کے ماں باپ نجانے کہاں جا کر چھپ گئے تھے۔ ہم نے پورا دارالحکومت چھان مارا تھا لیکن ان کے بارے میں ہمیں کوئی کلیو نہ مل رہا تھا جس پر آپ مجھ سے ہر وقت سخت باز پرس کر رہے تھے اس لئے اب جیسے ہی اس لڑکی کا مجھے علم ہوا تو میں نے سوچا کہ میں آپ کو اس بات سے آگاہ کر دوں تاکہ آپ مطمئن ہو جائیں۔ آج شام تک وہ لڑکی ہر حال میں مجھ تک پہنچ جائے گی۔ اوور''...... لوگاس نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے اسے اپنے پاس حفاظت سے رکھنے کے انتظامات کر رکھے ہیں۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''یس باس۔ اسے حفاظت میں رکھنے کے میرے تمام انتظامات مکمل ہیں۔ ایک بار وہ ہمارے قابو میں آ جائے تو پھر اس کا ہماری قید سے نکلنا ناممکن ہو گا۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''گڈ شو۔ جب وہ تمہارے قابو میں آ جائے تو کوشش کرنا کہ اسے اس وقت تک ہوش نہ آئے جب تک میں تمہارے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ اس کے ساتھ کیا کرنا ہے اور اسے کب تک زندہ رکھنا ہے اس کا فیصلہ میں کروں گا۔ سمجھ گئے تم۔ اوور''...... چیف نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ ہمارے پاس پوری طرح حفاظت میں رہے گی۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ اسے پاکیشیا میں کہاں دیکھا گیا ہے۔

کیا اس کے باپ کی رہائش گاہ ٹریس کی گئی ہے۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''نو چیف۔ اس کی رہائش گاہ ابھی ٹریس نہیں ہوئی ہے۔ سر عالم فراز اپنی فیملی کے ساتھ ایک سرکاری آفیسر کی رہائش گاہ میں بطور گیسٹ آیا ہے۔ افراب کو اسی سرکاری آفیسر کی رہائش گاہ میں دیکھا گیا ہے اور میرے آدمی افراب کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں۔ سرکاری آفیسر کی رہائش گاہ ہونے کی وجہ سے اس کی سیکورٹی انتہائی سخت ہے اس لئے میرے ساتھی اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ افراب طور اس رہائش گاہ سے نکل کر جائے تو اسے راستے میں گھیرا جا سکے۔ اوور''...... لوگاس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا نام ہے اس آفیسر کا جس کی رہائش گاہ میں افراب موجود ہے۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کی رہائش گاہ ہے چیف۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''کیا کہا سر عبدالرحمٰن۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف کی چونکتی ہوئی تیز آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ میرے ساتھی نے یہی بتایا ہے مجھے۔ اوور''۔ لوگاس نے کہا۔

''لیکن افراب عالم کا سر عبدالرحمٰن کی رہائش گاہ میں کیا کام۔ اوور''...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو لوگاس نے اسے

راکی کی بتائی ہوئی باتیں بتا دیں۔

''اوہ اوہ۔ تو عالم فراز اپنی بیٹی افراب کی شادی علی عمران سے کرانا چاہتا ہے۔ اوور''...... چیف نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ وہاں تو ایسے ہی حالات ہیں۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ یہ علی عمران کون ہے۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''نو باس۔ بس یہی معلوم ہوا ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا ہے۔ اوور''...... لوگاس نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تم ایک عرصہ سے پاکیشیا میں موجود ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ علی عمران کس عفریت کا نام ہے۔ نانسنس۔ اوور'' چیف نے غصیلے لہجے میں کہا تو لوگاس چونک پڑا۔

''عفریت۔ کیا مطلب چیف۔ میں سمجھا نہیں۔ اوور''۔ لوگاس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔ نانسنس۔ اوور''...... چیف نے اسے جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

''یہی کہ پاکیشیا کی انتہائی فعل اور تیز سروس ہے جو ملکی مفادات کے لئے کام کرتی ہے۔ مجرموں اور غیر ملکی ایجنٹوں کے لئے یہ

سروس انتہائی خوفناک اور جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔ بس یہی سب سنا ہے میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''تم وہاں کب سے تعینات ہو۔ نانسنس۔ اوور'' ..... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چھ ماہ ہو گئے ہیں چیف۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''ان چھ ماہ میں تمہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہوا کہ تم جس ملک میں موجود ہو وہاں کی سیکرٹ سروس کس پائے کی سروس ہے اور وہ غیر ملکی ایجنٹوں اور مجرم تنظیموں کے لئے کس قدر ہولناک ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس کے بارے میں تمہیں کسی بھی بات کا علم نہیں ہے یہ کیسے ممکن ہے۔ نانسنس۔ اوور''...... چیف نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''میں۔ ان چھ ماہ میں اپنے قدم پاکیشیا میں جمانے کی کوشش میں لگا رہا ہوں چیف۔ اپنا سیٹ اپ بنانے اور اپنے کلب کی تزئین و آرائش کرانے کے ساتھ ساتھ اس کی پبلسٹی اور سٹاف رکھنے میں مصروفیت کی وجہ سے میں کسی اور طرف توجہ نہ دے سکا۔ چند سرکاری ایجنسیوں کے سربراہوں کے مجھے فون آئے تھے اور کچھ افراد نے مجھ سے ملاقات بھی کی تھی لیکن میں نے سب کو ہی مطمئن کر دیا تھا۔ ایک دو بار میرے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بھی نام آیا تھا لیکن میں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔ میں جانتا

ہوں کہ ہر ملک کی سیکرٹ سروسز ہوتی ہیں اور ان کے کام کرنے کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے۔ کچھ سروسز وزارت داخلہ کے تحت کام کرتی ہیں کچھ ڈائریکٹ پرائم منسٹر کے تحت ہوتی ہیں اور کچھ سیکرٹ ایجنسیاں ایسی ہوتی ہیں جو پریذیڈنٹ کے سوا کسی کو جواب دہ نہیں ہوتی ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ایسی ہی کوئی سروس ہو گی اس لئے میں نے اپنے کام پر فوکس رکھا تھا اور میں ان سب چکروں میں الجھا ہی نہ تھا اس لئے میرے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''یہی تمہاری سب سے بڑی غلطی ہے۔ نانسنس۔ تمہیں سب سے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہئے تھیں اور تمہیں پاکیشیا بھیجنے سے پہلے بریف بھی کیا گیا تھا کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہاتھ پیر بچا کر کام کرو گے۔ اوور''۔ چیف نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ لیکن میں نے ابھی تک ایسا کوئی کام کیا ہی نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پاکیشیا کی کوئی بھی ایجنسی میری طرف متوجہ ہو سکے۔ جن ایجنسیوں کے سربراہوں نے مجھ سے رابطے کئے تھے انہیں میں نے ایک بزنس مین کی حیثیت سے اپنے آپ کو کلیئر کرایا ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی نمائندہ میرے پاس آتا یا فون پر بات کرتا تو میں اسے بھی اپنی کلیریفکیشن کرا دیتا۔ اوور''...... لوگاس نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تم شیروں کی کچھار میں بیٹھے ہو اور یہ بھی نہیں جانتے کہ اس کچھار میں کتنے شیر ہیں اور وہ کس قدر خوفناک، خونخوار اور تیزی سے شکار کرنے والے ہیں۔ اوور''...... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اچھا کیا جو آپ نے مجھے اس بارے میں بتا دیا۔ اب میں ان سے مزید محتاط رہوں گا اور ان کے بارے میں تفصیلی معلومات بھی حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اوور''...... لوگاس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' تم کیا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرو گے۔ نانسنس۔ اب جلد ہی وہ تمہارے بارے میں معلومات حاصل کر کے تمہارے سر پر موت بن کر پہنچ جائیں گے۔ اوور''۔ چیف نے غصیلے لہجے میں کہا تو لوگاس چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب چیف۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے ایسا کیا کیا ہے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس والے میرے سر پر موت بن کر پہنچ سکتے ہیں۔ اوور''...... لوگاس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نہیں جانتے نانسنس۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کا اکلوتا بیٹا عمران اسی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران سے بڑھ کر تیز طرار اور ناقابل یقین صلاحیتوں کا مالک ہے۔ بظاہر وہ سیکرٹ سروس کے لئے فری

لانسر کے طور پر کام کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر پاکیشیا سیکرٹ سروس نامکمل ہے۔ بظاہر عمران ایک سیدھا سادا اور مسخرہ سا نوجوان ہے لیکن وہ دنیا کا انتہائی خطرناک، ذہین اور خوفناک ایجنٹ ہے جس کا نام سنتے ہی دنیا کی سرکاری ایجنسیاں بھی لرزاں براندام رہتی ہیں اور یہ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ جس ملک میں کوئی مشن لے کر پہنچ جائے وہاں اسے مشن مکمل کرنے کے لئے لاشوں کے کشتوں کے پشتے بھی لگانے پڑیں تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ انتہائی تیز رفتاری، ذہانت اور فول پروف پلاننگ کر کے وہ اپنا مشن مکمل کرتا ہے اور پھر اپنے ساتھیوں کو لے کر باحفاظت وہاں سے نکل جاتا ہے۔ آج تک دنیا کی بڑی سے بڑی ایجنسی ان کی گرد کو بھی نہ پا سکی ہے۔ یہاں تک کہ اسرائیل کی سرکاری ایجنسی جی پی فائیو۔ کافرستان کی سیکرٹ سروس اور روسیا کی کے جے بی کے ایجنٹ بھی اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا نام سن کر بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اوور''...... چیف نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو لوگاس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اوہ۔ اس قدر خطرناک ہے یہ عمران۔ اوور''...... لوگاس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''خطرناک کا لفظ شاید اس کے لئے چھوٹا ہو۔ میں اسے دنیا کا

خوفناک ترین انسان کہتا ہوں۔ انتہائی خوفناک انسان بلکہ انسان نہیں خوفناک عفریت ہے وہ۔ اور تم اس کے باپ کی رہائش گاہ کی نگرانی کرا رہے ہو۔ نانسنس۔ اوور''...... چیف نے گرجتے ہوئے کہا تو لوگاس اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ تو کیا وہ یہی عمران ہے۔ اوور''...... لوگاس نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اور اتنی دیر سے میں کیا تمہیں بھیرویں سنا رہا ہوں۔ تمہارا دھیان کہاں ہے۔ نانسنس۔ اوور''...... چیف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو لوگاس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات پھیل گئے۔

''پھر تو یہ انتہائی تشویش ناک بات ہے چیف۔ اگر عمران نے اسی لڑکی کو پسند کر لیا اور اسی سے شادی کر لی تو۔ اوور''...... لوگاس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''پھر سمجھ لو کہ لڑکی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اب معاملہ انتہائی سیریس ہو گیا ہے۔ مجھے اس کے لئے کچھ اور ہی سوچنا ہو گا۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''تو کیا میں اپنے ساتھیوں کو سرعبدالرحمٰن کی کوٹھی کی نگرانی سے ہٹا دوں۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''آدمیوں کو ہٹا دو لیکن وہاں سائنسی آلات ضرور نصب کرا دو تاکہ نگرانی جاری رہ سکے۔ البتہ وقتی طور پر افراب عالم کو اغوا کرنے کا پروگرام منسوخ کر دو۔ ان حالات میں اگر ہم نے لڑکی کو اغوا کیا

تو عمران فوراً الرٹ ہو جائے گا۔ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اس نے فوراً اس بات کی کھوج شروع کر دینی ہے کہ لڑکی کو کس نے اور کیوں اغوا کیا ہے اور پھر وہ معمولی سے کلیو کے ذریعے آگے بڑھتا ہوا تم تک پہنچ جائے گا اور اگر وہ تم تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر اسے اس بات کا بھی علم ہو جائے گا کہ لڑکی کے اغوا کے پیچھے کس تنظیم کا ہاتھ ہے اور اس کا کس ملک سے تعلق ہے۔ ایک بار عمران کے سامنے ہماری تنظیم کا نام آ گیا تو وہ ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جائے گا اور اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ ہماری تنظیم کا نام ونشان تک مٹا کر رکھ دے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''تو آپ چاہتے ہیں کہ عمران کے ڈر سے ہم اس مشن کو ترک کر دیں۔ اوور''...... لوگاس نے حیران ہو کر کہا۔

''میں نے مشن ترک کرنے کا نہیں کہا ہے۔ نانسنس۔ فی الحال رک جاؤ۔ تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھو۔ مجھے حالات سے باخبر رکھو اور پھر جب میں حکم دوں تب اس لڑکی کو اغوا کرنا۔ سمجھ گئے تم۔ نانسنس۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... لوگاس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''سرعبدالرحمٰن کی رہائش گاہ سمیت افراب عالم اور اس کے گھر والوں کی نگرانی کے بھرپور سائنسی انتظامات کرو۔ وہ سرعبدالرحمٰن کی کوٹھی سے نکل کر جائیں تو پتہ لگاؤ کہ وہ کہاں جاتے ہیں اور ان کی

رہائش گاہ کہاں ہے۔ اوور''...... چیف نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور''...... لوگاس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چیف نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

''حیرت ہے۔ چیف اتنی بڑی، طاقتور اور فعال تنظیم کا چیف ہونے کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس علی عمران سے ڈرتا ہے''...... لوگاس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر میز کی نچلی دراز کے خفیہ خانے میں رکھا اور خانہ بند کرنے کے بعد دراز بھی بند کر دی۔ پھر اس نے فون سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر وہ تیزی سے راکی کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔ رابطہ ہوتے ہی اس نے راکی کو نئی ہدایات دینا شروع کر دیں۔

سوپر فیاض اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اسی لمحے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

’’سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض فرام سنٹرل انٹیلی جنس بیورو‘‘...... سوپر فیاض نے مخصوص لہجے میں کہا جو بے حد سخت اور کرخت تھا۔

’’علی عمران فرام پرزنر آف سوپر فیاض فلیٹ سپیکنگ‘‘۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی تو سوپر فیاض کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

’’تمہارے لئے اچھا ہی ہے کہ تم اپنے فلیٹ کے قیدی بنے ہوئے ہو۔ اگر آزاد ہوتے تو اب تک تم ایسی جگہ پہنچ چکے ہوتے جہاں جانے کا ٹکٹ فری ہے لیکن واپسی کا کوئی ٹکٹ ہی نہیں ہے‘‘...... سوپر فیاض نے خلاف معمول مسکراتے ہوئے کہا۔

’’یہ سب کیا ہے سوپر فیاض۔ اوہ۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے سوپر فیاض۔ تم نے مجھے قیدی نمبر چار سو بیس بنا کر میرے ہی فلیٹ میں قید کر کے رکھ دیا ہے۔ تم تو میرے بہت اچھے دوست ہو۔ میرے غمخوار، غمگسار دوست پھر تم میرے ساتھ ایسا سلوک کیسے کر سکتے ہو‘‘...... دوسری جانب سے عمران کی روہانسی آواز سنائی دی اور سوپر فیاض کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

’’یہ سب میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا ہے عمران۔ تمہارے ڈیڈی کا حکم ہے اور انہوں نے مجھے اس پر سختی سے عمل درآمد کرنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں نے اس معاملے میں تم سے کوئی رو رعایت کی تو وہ میری ایک نہیں سنیں گے اور مجھے فوراً گولی مار دیں گے‘‘...... سوپر فیاض نے مسکراہٹ دبا کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’تو کیا تم اپنے بچپن کے کرتہ پاجامہ بدل دوست کے لئے ڈیڈی کی ایک گولی بھی نہیں کھا سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں میٹھی گولی ماریں۔ تم ہوا میں اس گولی کو کیچ کرنا اور مزے سے کھا جانا۔ ڈیڈی جتنے بھی سخت ہوں لیکن وہ کسی انسان پر بندوق کی گولی نہیں چلا سکتے‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’یہ تم کہہ سکتے ہو لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ اصول پرست انسان ہیں۔ ایک بار جو کہہ دیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ ویسے تم نے فون کیوں کیا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق تو تمہارے فون

کنکشن کاٹ دیئے گئے ہیں اور سیل فون کو بلاک کرنے کے لئے فلیٹ کے باہر جیمر لگا دیا گیا ہے تا کہ نہ تم کسی کو فون کر سکو اور نہ کسی کا فون رسیو کر سکو پھر تم نے مجھے فون کیسے کر لیا ہے''...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لوڈ شیڈنگ کرنے والوں کا بھلا ہو جو وقت بے وقت بجلی بند کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوڈ شیڈنگ کا ہی کمال ہے جس نے وقتی طور پر ہی سہی فلیٹ میں لگائے ہوئے جیمر کو آف کر دیا ہے اور مجھے تمہیں فون کرنے کا موقع مل گیا ہے ورنہ مجھ میں اور ایک تھرڈ کلاس کے قیدی میں کوئی فرق نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''بہرحال فون کیوں کیا ہے''...... سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''میں فلیٹ سے باہر جانا چاہتا ہوں پیارے بھائی بلکہ بڑے بھائی جان''...... عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

''تو جاؤ مجھے فون کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا اس سے پہلے تم مجھ سے پوچھ کر فلیٹ میں آیا جایا کرتے تھے''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہے لیکن آج سے قبل تمہارے گارڈ بھی میری حفاظت کے لئے فلیٹ کے دروازے پر نہیں ہوا کرتے تھے اور نہ سلیمان نے کبھی میرے خلاف علم غداری بلند کیا تھا جو شاہی دربان کی طرح نیزے کی بجائے بندوق لئے تمہارے چار انسپکٹرز کے

ساتھ پہرہ دے رہا ہے''...... عمران اسی طرح رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ثریا بہن تمہارے پاس پہنچ گئی ہے اور اس نے تمہیں اصل معاملے سے باخبر کر دیا ہے''...... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہاں کوئی نہیں آیا بس یہ شیطان کے چند بچاری آئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو انتظار کرو۔ ثریا بہن پہنچنے والی ہو گی''...... سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مگر میں باہر جانا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''نہ جاؤ گے تو کیا فرق پڑے گا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''یہی کہ ان چاروں کی لاشیں کے ساتھ سلیمان کی بھی لاش تمہیں یہاں پڑی ملیں گیں''...... عمران نے کہا۔

''دروازہ بند ہے یا کھلا ہوا''...... سوپر فیاض نے طنز کیا۔

''بند دروازے کی فکر مت کرو سوپر۔ چار گولیاں دروازے کے لاک کے چیتھڑے اڑا دیں گی اور پھر تمہارے یاجوج ماجوج کو جو بھی حشر ہو گا وہ اسے بتانے کے قابل نہیں رہیں گے''...... عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مرچیں کیوں چبا رہے ہو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اگر باہر جانے کی اجازت نہیں ملی تو زندہ آدمیوں کو چبانا

شروع کر دوں گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''مجبوری ہے عمران''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کیسی مجبوری''...... عمران کی غراہٹ ابھری۔

''تمہارے ڈیڈی کے اس معاملے میں بہت سخت آرڈرز ہیں''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''میرے نظر بند کئے جانے کے آرڈرز''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اب جب تک تم دولہا بن کر ایک دو بچوں کے ڈیڈی نہیں بن جاتے تمہیں کہیں بھی جانے آنے کی اجازت نہیں ملے گی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تو کیا مجھے یہاں سالوں قید رہنا پڑے گا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ہوسکتا ہے''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''کیا ڈیڈی اس طرح میری شادی کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے سوپر''...... عمران کی غراہٹ ابھری۔

''یہ تو تمہارے ڈیڈی ہی جانیں۔ انہوں نے مجھے تمہیں نظر بند کرنے کا آرڈر دیا ہے اور میں اس پر عمل کر رہا ہوں اور بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کیا یہ غیر قانونی نہیں ہے۔ بغیر کسی جرم کے تم مجھے اس طرح قید کیسے کر سکتے ہو''...... عمران غرایا۔

''بے فکر رہو۔ مجھے تمہاری چارج شیٹ بنانے میں زیادہ دیر

نہیں لگے گی۔ مجھے صرف اتنا لکھنا ہو گا کہ تم پر تخریب کاروں کی مدد کرنے کا شبہ ہے یا تم ان کے سہولت کار ہو۔ تحقیقات کے پیش نظر تمہیں نظر بند کیا گیا ہے اور بس۔ آیا سمجھ میں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''یعنی اگر میں نے شور شرابا کیا تو میرے خلاف تخریب کاروں کی مدد کا چارٹ فریم کر دیا جائے گا کیوں''...... عمران کی غراہٹ خطرناک تھی۔

''عقلمند ہو''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''کیا تم نے مجھے اتنا ہی مجبور سمجھ رکھا ہے''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''اوہ۔ تو کیا میں اس سلسلے میں تمہارے ڈیڈی سے بات کر کے تمہارے خیالات انہیں بتا دوں''...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

''اپنی بات کرو سوپر''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے اس کا پرسنل سیکرٹری ایک فائل لے کر اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر سوپر فیاض نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اپنی طرف بلایا۔ پرسنل سیکرٹری سر ہلاتا ہوا آگے آ گیا۔ سوپر فیاض نے سامنے پڑا ہوا نوٹ پیڈ اٹھایا اور اس پر قلم سے کچھ لکھنے لگا پھر اس نے نوٹ پیڈ سے پیپر الگ کیا اور پرسنل سیکرٹری کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے پیپر پر عمران کا نمبر تحریر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اسے فوری ڈسکنکٹ کرا دیا جائے۔ پرسنل سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلایا اور

پیپر لے کر تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور باہر نکل گیا۔

"میں اپنی کیا بات کروں"...... سوپر فیاض نے کہا

"یہی کہ تم فوراً میرے پاس آ جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ابھی میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تم سے ملاقات کے لئے آ سکوں۔ جب وقت ہو گا تو میں آ جاؤں گا"۔ سوپر فیاض نے کہا۔

"تب پھر کچھ دیر بعد اپنے چاروں آدمیوں کے ساتھ سلیمان کی لاشیں یہاں سے منگوا لینا"...... عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"تم ایسا نہیں کرو گے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"کیوں نہیں کروں گا۔ کون روکے گا مجھے"...... عمران کی غراہٹ ابھری۔

"ٹھہرو میں صاحب سے بات کرتا ہوں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"نہیں صرف تم میرے پاس چلے آؤ"...... عمران نے کہا۔

"میں نے کہا نا کہ......" سوپر فیاض نے کہنا چاہا۔

"نہیں سوپر کوئی عذر نہیں چلے گا۔ اگلے دس منٹ میں تم اگر میرے پاس نہ پہنچے تو یاد رکھو ان پانچوں میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچے گا"...... عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا تھا جیسے وہ جو کہہ رہا ہو اس پر عمل بھی کر گزرے گا۔

"میری بات سنو عمران"...... سوپر فیاض نے جلدی سے کہا۔

"سننے سنانے کا وقت گزر گیا ہے سوپر۔ میں جانتا ہوں کہ تم ابھی میری سم آف کرادو گے اس لئے اس سے پہلے کہ سم آف ہو میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ دس منٹ کے اندر اندر تمہیں فلیٹ پر ہونا چاہئے"...... عمران کی غراہٹ ابھری۔

"عمران"...... سوپر فیاض نے کہنا چاہا لیکن اسی لمحے رابطہ ختم ہو گیا شاید عمران کی سم آف کر دی گئی تھی سوپر فیاض نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور کچھ سوچنے لگا پھر وہ ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اٹھا ہی تھا کہ اس کا پرسنل سیکرٹری اندر داخل ہوا۔ سوپر فیاض رک کر اسے گھورنے لگا۔

"سم آف کرادی گئی ہے ویسے وہ لوگ باضابطہ آرڈر مانگ رہے ہیں"...... پرسنل سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیٹر ٹائپ کر لاؤ میں آ کر دستخط کر دوں گا"۔ سوپر فیاض نے کہا اور کمرے سے نکل کر سر عبدالرحمٰن کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ آفس میں داخل ہوا تو سر عبدالرحمٰن میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ایک فائل پر جھکے دکھائی دیئے۔ سوپر فیاض نے انہیں سلیوٹ کیا تو سر عبدالرحمٰن نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر سوپر فیاض کو دیکھ کر چونک پڑے۔

"کیا بات ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے سوپر فیاض کے سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھا۔

''عمران کا فون آیا تھا سر۔ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے وہاں لگا ہوا جیمر آف ہو گیا تھا جس کی وجہ سے عمران کو مجھے کال کرنے کا موقع مل گیا۔ لیکن میں نے اس کے موبائل فون کی سم آف کرا دی ہے''...... سوپر فیاض نے کہا اور فون پر ہونے والی گفتگو لفظ بہ لفظ دوہراتا چلا گیا۔

''ٹھیک ہے تم اس سے جا کر مل لو''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''لیکن سر۔ وہ باہر جانے کا اصرار کرے گا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اسے بتا دینا کہ اب شادی کے بعد ہی اسے آزادی نصیب ہو گی اور وہ بھی کوٹھی کی حدود میں ایک سال بعد ہی وہ پہلے کی طرح گھوم پھر سکے گا اس سے پہلے اگر اس نے فرار کی کوشش کی تو اسے باندھ کر کسی کمرے میں ڈال دیا جائے گا''...... سر عبدالرحمٰن نے غراتے ہوئے کہا۔

''بہت بہتر۔ مگر جناب اس طرح وہ بھڑک اٹھے گا''...... سوپر فیاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیا تم اسے ہینڈل نہیں کر سکتے''...... سر عبدالرحمٰن نے غراتے ہوئے کہا۔

''ک۔ کر سکتا ہوں''...... سوپر فیاض نے سہم کر کہا۔

''بس تو جاؤ اور اسے اچھی طرح سمجھا دو''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''بہت بہتر''...... سوپر فیاض نے سعادتمندی سے کہا اور سیلوٹ کر کے کمرے سے نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ عمران کے فلیٹ والی بلڈنگ کے سامنے جا کر رکی اور وہ جیپ سے نیچے اترا تو اسی لمحے ایک سادہ لباس والا نوجوان اس کے قریب آیا اور اس نے اسے مخصوص انداز میں سلام کیا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... سوپر فیاض نے قریب آنے والے اس نوجوان سے پوچھا یہ بھی ان میں سے ایک تھا جو عمران کی نگرانی پر مقرر کئے گئے تھے۔

''وہ ابھی فلیٹ ہی میں ہے جناب''...... اس نے کہا۔

''کوئی آیا گیا تو نہیں''...... سوپر فیاض نے بلڈنگ کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا سادہ لباس والا بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ چل رہا تھا۔

''جی نہیں۔ صرف ثریا بی بی اور ان کی سہیلیاں آئی تھیں اس کے علاوہ اور کوئی نہ آیا نہ گیا سلیمان بھی فلیٹ کے باہر موجود تھا لیکن ابھی کچھ دیر پہلے کوٹھی سے ثریا بی بی نے اسے فون کر کے بلایا ہے تو وہ کوٹھی جانے کے لئے روانہ ہو گیا ہے''...... سادہ لباس والے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ نگرانی جاری رکھو''...... سوپر فیاض نے کہا اور اوپر چڑھتا چلا گیا۔ عمران کے فلیٹ کے دروازے پر چار انسپکٹرز موجود تھے۔ سوپر فیاض کو دیکھ کر انہوں نے سیلوٹ کیا اور دروازہ باہر سے

کھول دیا سوپر فیاض نے اندر داخل ہو گیا۔ وہ سٹنگ روم میں داخل ہوا تو اسے عمران ایک صوفے میں دھنسا دکھائی دیا۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔

''ایک منٹ اور دیر ہو جاتی تو پھر تمہیں باہر سے اپنے ساتھیوں کی لاشیں ہی لے جانا پڑتی''...... عمران نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر کہا۔

''کیوں اودھم مچا رکھا ہے''...... سوپر فیاض غرایا۔

''میں باہر جانا چاہتا ہوں۔ اپنے چچوں سے کہو کہ وہ یہاں سے دفع ہو جائیں میں ان کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ میرے حکم سے نہیں جائیں گے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''نہیں جائیں گے تو مجھے دوسرا طریقہ آتا ہے اور میں اس سلیمان کو تو اب زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کمبخت نے عقبی خفیہ راستہ بھی باہر سے لاکڈ کر دیا ہے''...... عمران غرایا تو سوپر فیاض چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو کیا یہاں کوئی خفیہ راستہ بھی ہے''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

''تھا کہو۔ اب وہ بھی لاکڈ ہو چکا ہے اور یہ ساری کارستانی اس ناہنجار باورچی کی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ناراض مت ہو اور میری بات سنو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو''...... عمران نے خونخوار نظروں سے اسے

گھورتے ہوئے کہا۔

''یہی کہ اگر تم اپنے ڈیڈی کی بات مان لو تو کیا حرج ہے''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ میں اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے میں رسی ڈال کر لٹک جاؤں''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''شادی پھانسی کا پھندا تو نہیں ہوتی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ہوتی ہے اور یہ پھندا ہر سال نیا بھوت پیچھے لگنے کے بعد تنگ سے تنگ ہوتا چلا جاتا ہے کیا سمجھے''...... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''سمجھ گیا۔ لیکن یہ پھانسی کا پھندا نہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''بس بس رہنے دو''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''میری بات مان لو۔ شادی کر لو گے تو سارے جھنجھٹ ختم ہو جائیں گے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کیسے جھنجھٹ''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''یہی کوٹھی میں نہ رہنے کا''...... سوپر فیاض نے جلدی سے کہا۔

''دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ تمہیں پہلے کی طرح آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی کا عہدہ بھی دوبارہ مل جائے گا''...... سوپر فیاض نے لالچ دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر میں یہ نہ چاہوں تو''...... عمران نے کہا۔

''دس بیس لاکھ لگا کر کوئی کاروبار کر لینا''...... سوپر فیاض نے

کہا۔

''ڈیڈی کے پاس دو چار لاکھ سے زیادہ نہیں ہوں گے سوپر۔ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ وہ راشی کبھی نہیں رہے''...... عمران غرایا۔

''میں تمہارے ہونے والے سسر کی بات کر رہا ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جن لڑکیوں کو تمہارے لئے منتخب کیا گیا ہے اور ثریا انہیں لے کر تمہارے پاس پہنچی تھی وہ سب کروڑ پتی ماں باپ کی بیٹیاں ہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''مجھے جہیز کا لالچ دے رہے ہو''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ سمجھا رہا ہوں کہ شادی کر لینے میں فائدہ ہے''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''مجھے ایسا فائدہ نہیں چاہئے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنے چچوں کو لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ......'' عمران نے کہا۔

''میری بات سنو۔ آخر تم اس طرح شادی سے بھاگ کیوں رہے ہو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''میری مرضی''...... عمران نے کہا۔

''میں تمہارا دوست ہوں۔ جو بھی بات ہے مجھے بتا دو تم۔ ہو

سکتا ہے کہ میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں''...... سوپر فیاض نے بڑے نرم انداز میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ کوئی بات نہیں ہے مگر یہ طے ہے کہ میں شادی نہیں کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران''...... سوپر فیاض نے کہنا چاہا۔

''بکومت۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں خودکشی کر لوں بکرے کی طرح دوسروں کی خوشی پر قربان ہو جاؤں''...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... سوپر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

''مطلب یہ کہ تم چاہتے ہو کہ شادی ہوتے ہی میرا جنازہ نکل جائے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے''...... سوپر فیاض نے الجھ کر پوچھا۔

''تم نہیں جانتے سوپر۔ کچھ سر پھریاں ہیں جن کو اگر میری شادی کا پتہ چلا تو انہوں نے سارے کام چھوڑ کر میرا شکار کھیلنے یہاں پہنچ جانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم پاگل ہو عمران''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''یقیناً۔ پاگل نہ ہوتا تو جال سے بچ کر کیسے نکلتا رہتا''۔ عمران نے کہا۔

''ان میں سے کسی کی فکر مت کرو میں ان سب سے نمٹ لوں گا۔ میں تمہیں فل پروٹیکشن دوں گا۔ اگر تم مجھے ان سر پھریوں کے

نام بتا دو تو میں ابھی ان کے خلاف محاذ کھول دیتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کوئی تم تک کیسے پہنچتی ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تم ان میں سے کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہو سوپر فیاض''۔ عمران نے کہا۔

''تم مجھے کچھ بتاؤ تو سہی کہ آخر تمہیں خطرہ کس سے ہے''۔ سوپر فیاض نے جھلا کر کہا۔

''کوئی ایک ہو تو بتاؤں۔ اچھا چلو۔ سب سے پہلا نام تھریسیا کا ہے جو زیرو لینڈ کی ناگن ہے۔ اس ناگن کو میری شادی کا پتہ چلا تو وہ حقیقت میں ناگن کے روپ میں یہاں پہنچ جائے گی۔ تم انسانوں کا شکار تو کر سکتے ہو لیکن زہریلی ناگن کو پکڑنا تمہارے لئے مشکل نہیں ناممکن ہوگا اور اس ناگن کا زہر اس قدر زود اثر ہے کہ ایک بار اس نے کاٹ لیا تو بس پھر میں سیدھا قبر میں ہی اتر جاؤں گا اور میں نے تو ابھی تک منکر نکیر کے سوالوں کے جواب دینے کی بھی تیاری نہیں کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کچھ نہیں ہوگا۔ میں تمہیں ہر طرح سے حفاظتی حصار میں رکھوں گا۔ ناگن تو کیا ایک معمولی مچھر بھی میری نظروں میں آئے بغیر تم تک نہ پہنچ سکے گا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''نہیں سوپر نہیں یہ بیل منڈھے چڑھے یہ کسی صورت بھی ممکن نہیں ہے۔ دل سے نکال دو اس خیال کو''...... عمران نے زور زور سے گردن ہلا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تم تعاون کرو تو ایک کام ہو سکتا ہے''...... سوپر فیاض نے اسے گھور کر کہا۔

''وہ کیا سوپر''...... عمران نے پوچھا۔

''تمہارے ڈیڈی سے بات کر کے میں تمہیں کسی ایسی جگہ چھپا دیتا ہوں جس کی کسی کو خبر نہ ہو۔ پھر وہاں تمہاری شادی کرا کر تمہیں ایک دو سال کے لئے وہیں چھوڑ دیتے ہیں اس طرح سب ٹھنڈی پڑ جائیں گے پھر جب دو سال بعد تم منظر عام پر آؤ گے تو کچھ بھی نہیں ہوگا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''مگر میں یہ زہر کیوں پیوں''...... عمران نے جھلا کر کہا۔

''کیا تم اپنے ماں باپ کی خاطر قربانی نہیں دے سکتے''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''میرے شادی کرنے نہ کرنے سے ان کو کیا فرق پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہر ماں باپ کے کچھ ارمان ہوتے ہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''یہی نا کہ ایک بہو آئے اور وہ پوتے پوتیاں کھلائیں''۔ عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا اور سوپر فیاض نے بڑی سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں اور یہ ایک ایسی خواہش ہے کہ جسے کسی طور ٹالا نہیں جا سکتا اور نہ ہی اس کی اہمیت سے انکار کیا جا سکتا ہے''...... سوپر

فیاض نے سنجیدگی سے کہا۔

''مجھے یہ بتاؤ سوپر کہ اگر یہ خواہش پوری نہ ہو تو کیا کوئی عذاب نازل ہو جائے گا یا کوئی مصیبت آ جائے گی۔ بولو''۔ عمران نے کہا۔

''تمہیں کس طرح سمجھاؤں عمران''...... سوپر فیاض نے سر جھٹک کر کہا اسے اپنا سر بھاری بھاری محسوس ہونے لگا تھا۔

''اس کے علاوہ تمہیں علم ہے کہ میرے کس قدر دشمن ہیں۔ کیا میرے دشمن میری بیوی کو اغوا کر کے مجھ پر دباؤ ڈال کر ہر جائز اور ناجائز کام کروانے کی کوشش نہیں کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''تم میں اتنی صلاحیت ہے کہ تم ان سے باآسانی نمٹ سکو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''غلط بالکل غلط۔ جب معاملہ عورت کا ہو تو ساری ذہانت دھری رہ جاتی ہے۔ سوپر آدمی بے بس ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا کچھ نہ ہو گا''...... سوپر فیاض نے کہا۔ اسی لمحے وہ چونک پڑا۔ اسے عجیب اور نامانوس سی بو کا احساس ہوا تھا۔ عمران نے اسے باتوں میں لگا کر اپنا سانس روک لیا تھا اور جوتے کے نیچے رکھے ہوئے ایک کیپسول کو توڑ دیا تھا جس کا سوپر فیاض کو علم نہ ہو سکا تھا۔ سوپر فیاض کو یکلخت اپنا سر بھاری ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ بو کیسی ہے۔ میرا سر۔ یہ......'' سوپر فیاض نے اپنا سر تھامتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

سوپر فیاض نے سر جھٹکا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہونا چاہا لیکن اسی لمحے وہ لہرایا اور دھڑام سے صوفے پر گر پڑا۔

سوپر فیاض کو بے ہوش ہوتا دیکھ کر عمران نے سکون کا سانس لیا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے دروازے کو لاک لگایا اور واپس آ گیا اور پھر اس نے سوپر فیاض کو اٹھایا اور اسے لے کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ڈریسنگ روم سے نکلا تو اس کے چہرے پر نہ صرف سوپر فیاض کا میک اپ تھا بلکہ اس نے سوپر فیاض کی وردی بھی پہن رکھی تھی۔ وہ سوپر فیاض کے انداز میں چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے لاک کھول کر دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ باہر چاروں انسپکٹرز مستعد تھے۔ اسے باہر آتے دیکھ کر انہوں نے اسے سیلوٹ کیا۔ عمران ہاتھ کے اشارے سے انہیں جواب دیتا ہوا زینوں کی طرف بڑھا اور پھر رکے بغیر زینے اترتا چلا گیا۔ ان چاروں میں سے ایک کو بھی اس پر شبہ نہیں ہوا تھا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا تو ایک آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ عمران اگر آہنی اعصاب کا مالک نہ ہوتا تو اس لمحے گڑبڑا جاتا۔

''کیا بات ہے''...... اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال کر درشت لہجے میں پوچھا۔

''سات سو چار آگیا ہے جناب۔ اب میں چارج اسے دے کر آفس جا رہا ہوں شام چھ بجے پھر آجاؤں گا''...... سادہ لباس والے نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے سوپر فیاض کے لہجے میں کہا اور تیزی سے سوپر فیاض کی جیپ کی طرف بڑھ گیا اس نے سادہ لباس والے کو دوسری بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ چند لمحے بعد وہ جیپ میں اڑا چلا جا رہا تھا ذہن میں بے شمار سوال گردش کر رہے تھے اور وہ یہ سوچ کر مسکرا رہا تھا کہ جب سوپر فیاض کو ہوش آئے گا تو وہ یقیناً خود کو انڈر ویئر اور بنیان میں دیکھ کر اور اسے فلیٹ میں موجود نہ پا کر اپنے سر کے بال نوچنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس نے جیپ راستے میں چھوڑی اور مختلف ٹیکسیاں بدلتا ہوا دانش منزل پہنچ گیا۔ دانش منزل میں آ کر اس نے ڈریسنگ روم میں جا کر سوپر فیاض کا لباس اتار دیا۔ نیچے اس کا اپنا لباس تھا۔ لباس اتار کر اس نے میک اپ صاف کیا اور پھر وہ آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آپ سوپر فیاض کے میک اپ اور اس کی وردی میں یہاں آئے ہیں۔ خیریت''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے کنٹرول روم کی اسکرین پر عمران کو سوپر فیاض کے

میک اپ میں دیکھا تھا۔ کمرے میں چونکہ عمران کا اسے اصل چہرہ بھی دکھائی دے گیا تھا اس لئے اس نے اسے دانش منزل میں داخل ہونے سے نہ روکا تھا۔

''میرا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کچھ نہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر واقعی ناگواری کے تاثرات نمایاں تھے۔

''موڈ کیوں خراب ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سمجھ لو۔ جنازے سے اٹھ کر آرہا ہوں''...... عمران غرایا۔

''کس کے جنازے سے''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''اپنے جنازے سے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''کافی ناراض لگ رہے ہیں۔ آخر ہوا کیا ہے''...... بلیک زیرو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اس سے پہلے اس نے عمران کو اس طرح جھلایا ہوا اور غصے میں نہ دیکھا تھا۔

''پھانسی کے پھندے سے بچ کر آرہا ہوں''...... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

''کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''شادی اور پھانسی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں کالے مفر''۔ عمران نے کہا اور گزرے ہوئے واقعات دوہراتا چلا گیا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... بلیک زیرو نے ہنس کر کہا۔

’’یہ معمولی سی بات ہے کیا‘‘...... عمران غرایا۔

’’اگر آپ شادی کر لیں تو حرج ہی کیا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’بس بس میں کچھ نہیں سننا چاہتا‘‘...... عمران نے غرا کر کہا۔

’’لیکن آخر آپ کب تک اس طرح چھپتے پھریں گے‘‘۔ بلیک زیرو نے کہا۔

’’جب تک ڈیڈی اور اماں بی کے ساتھ ثریا کی بچی کے سر سے میری شادی کا بھوت نہیں اتر جاتا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’وہ تو شاید اب آپ کی شادی کے بعد ہی اترے گا‘‘۔ بلیک زیرو نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

’’پھر میں خش خش کر لوں گا‘‘...... عمران نے آنکھیں نکال کر کہا۔

’’خودکشی‘‘...... بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

’’میں خش خش کہوں گا۔ میری زبان ہے میں جو کہوں تمہیں اس کی اصلاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے‘‘...... عمران نے بے حد غصیلے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

’’اب آپ کیا چاہتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

’’یہ بتاؤ۔ ڈیڈی سے کیسے پیچھا چھڑاؤں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’شادی کر کے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ اب تم نے بھی سوپر فیاض کی زبان بولنی شروع کر دی ہے‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’نہیں میں کچھ اور کہہ رہا ہوں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’مطلب واضح کرو ورنہ......‘‘ عمران غرایا۔

’’سرعبدالرحمٰن صاحب کی خواہش پوری کرتے ہوئے شادی کر لیں اور پھر فوراً ہی طلاق دے دینا‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’اس سے کیا ہو گا‘‘...... عمران غرایا۔

’’ان کی خواہش پوری ہو جائے گی‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’کیسے پوری ہو جائے گی کالے صفر۔ جب طلاق دے دوں گا تو بہو گھر میں نہیں آئے گی اور لڑکی والے مجھے مرنے مارنے پر تل جائیں گے‘‘...... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

’’پھر آپ نکاح کر کے بہو ممی ڈیڈی کے پاس چھوڑ دیں اور بھاگ آئیں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’پھر بھی ارمان پورے نہیں ہوں گے کالے صفر۔ میں ان کو پوتے پوتیاں کہاں سے لا کر دوں گا‘‘...... عمران نے جھلا کر کہا۔

’’یہ ٹیڑھا سوال ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’بس اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اپنی جگہ کسی اور کو دولہا بنا دوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ایسا کون ہے جو آپ کی جگہ دولہا بن جائے‘‘...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہے میرا ایک ہمشکل اور ہم نام بھی"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ۔ وہ کون ہے جو آپ کا ہمشکل بھی ہے اور ہم نام بھی"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے سوپر فیاض کے ساتھ آنے والے اپنے ہمشکل عمران کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

"حیرت ہے۔ ایسے انسان بھی اس دنیا میں موجود ہیں جو ایک جیسی شکلوں کے ساتھ ایک جیسی آواز اور نام بھی رکھتے ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اپنے ہمشکل کو دیکھ کر تو یہی لگتا ہے کہ ایسے لوگ ہیں دنیا میں"...... عمران نے کہا۔

"اسے دولہا بنانے کی بجائے آپ ہی بن جائیں تو آخر اس میں حرج ہی کیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا تم بھی یہی چاہتے ہو کہ کوئی مجرم میری بیوی بچے کو اغوا کر کے لے جائے اور مجھ پر دباؤ ڈال کر ہر جائز و ناجائز کام کروا لے"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ مجرموں سے نمٹ نہیں سکتے"...... بلیک زیرو نے کہا

"عورت ساتھ ہو تو مرد بھی اسی جیسا ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیوں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"شادی کر کے دیکھ لو"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"کیا کبھی کسی ایجنٹ کی شادی نہیں ہوئی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کی اولادوں اور بیویوں کا حشر بھی یاد کر لو"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ جولیا سے شادی کرنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران کا جملہ سنی ان سنی کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں تو تم سے بھی شادی کر لوں گا۔ ذرا میری عمر تو شادی کے قابل ہو جانے دو"...... عمران نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ"...... بلیک زیرو نے سر ہلایا۔

"ابھی تو میں نابالغ ہوں کالے صفر۔ میرا شناختی کارڈ ہی نہیں بنا تو شادی کیسے کر لوں۔ بولو"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی مرضی جناب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب آئے ہو نا راہ راست پر"...... عمران نے خوش ہو کر کہا۔

"وہ لوگ دیوانوں کی طرح آپ کو تلاش کر رہے ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کرنے دو اب میں ان کے ہاتھ نہیں لگنے والا"...... عمران نے کہا۔

"سوپر فیاض کو سخت ڈانٹ پڑی ہو گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں لیکن زیادہ سیریس بات نہیں ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"کیوں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''اس لئے کہ معاملہ میرا ہے اور ڈیڈی میری بارے میں اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ میں کس مٹی کا بنا ہوا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ایک بات ہے۔ اگر وہ آپ کو لے بھی جاتے تو زبردستی تو شادی کرا نہیں سکتے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ڈیڈی سے کچھ بعید نہیں ہے۔ وہ اپنی کنپٹی پر ریوالور رکھ کر سب کچھ کروا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹیڑھا مسئلہ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کے علاوہ میری معلومات کے مطابق ڈیڈی نے کوٹھی میں چار کمروں کا ایک تہہ خانہ بھی بنوا لیا ہے وہ اس میں مجھے ایک سال تک بند رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو یہ کس نے بتایا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''بابا عبدالکریم نے۔ میں نے کوٹھی میں اسے فون کر کے پوچھا تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اور آپ نے اس کی بات پر اعتبار کر لیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب تم مجھے چیلنج کرو گے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ پہلے اس بات کی پوری طرح تحقیقات کر لیں کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ممکن ہے آپ کو آزمانے کے لئے یہ سب چکر چلایا گیا ہو''...... بلیک زیرو

نے کہا۔

''مجھے سب علم ہے اور جب ثریا کوٹھی سے روانہ ہوئی مجھے اسی وقت ہر بات کا علم ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ نگرانی کا بھی آپ کو علم ہو گا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں اور یہ نگرانی رات ذو بجے سے شروع ہوئی ہے۔ اس سے پہلے رات کا کھانا سوپر فیاض نے کوٹھی پر کھایا تھا اور اس مسئلے پر غور و خوض کیا گیا تھا جس کے بعد یہ کارروائی عمل میں آئی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آپ نے سیکرٹ سروس کے ممبروں سے کام لیا ہو گا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ ہمیشہ کوٹھی میں موجود نوکروں کو جو میں لمبی لمبی رقمیں دے کر بھول جاتا ہوں تو کیا وہ میرا اتنا کام بھی نہیں کریں گے کہ کوٹھی میں ہونے والی ہر خاص بات کی اطلاع مجھے پہنچا دیں''۔ عمران نے کہا۔

''پھر آپ نے کیا سوچا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''کیا تم نہیں جانتے کہ میں اس معاملے میں کیا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں مگر آپ کا چاہا آپ کے ڈیڈی یا گھر کے دوسرے افراد کو پسند نہیں آئے گا وہ سخت مخالف ہیں اس کے''...... بلیک زیرو نے

کہا۔

''ہوا کریں''...... عمران نے کہا اور آنکھیں موند لیں۔

''آپ کی تلاش میں وہ زمین آسمان ایک کر دیں گے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''پھر بھی مجھے نہ پا سکیں گے۔ آج سے پہلے مجھے امید نہیں تھی کہ ڈیڈی اس حد تک آگے بڑھ جائیں گے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''اور اب''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہ سب کیا دھرا ثریا کی بچی کا ہو گا۔ وہی اماں بی اور ڈیڈی کو شادی کے لئے اکساتی رہتی ہے''...... عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''پھر جناب۔ آپ کب تک اس طرح چھپے رہیں گے کام کے لئے باہر تو نکلنا ہی پڑے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں بہرحال جب اس کا وقت آئے گا تو دیکھ لیں گے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کچھ دیر سوچتا رہا پھر اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... اسے چونکتے دیکھ کر بلیک زیرو نے کہا۔

''میری ایسے جان نہیں چھوٹے گی۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے مجھے ڈیڈی کی بات ماننی ہی پڑے گی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ نے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اور اب یہ شادی ہو گی۔ ضرور ہو گی''...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر سچ مچ حیرت کے بادل امنڈ آئے۔

''کیا آپ نے یہ فیصلہ سوچ سمجھ کر کیا ہے''...... بلیک زیرو نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈیڈی نے سوچنے سمجھنے کے قابل ہی کہاں چھوڑا ہے۔ ثریا جس انداز میں آئی تھی اور اس نے جو کچھ بتایا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ اب وہ میری شادی کرا کر ہی رہے گی اور اسے سمجھانا اور منانا میرے بس میں بھی نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ ابھی تو آپ شادی سے بھاگ رہے تھے اور اب اچانک''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تمہیں میری شادی کرانے پر کوئی اعتراض ہے''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے کیوں ہو گا اعتراض میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ آپ ڈیڈی اور اماں بی کی بات مان لیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ اب اماں بی اور ڈیڈی کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے''...... عمران نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب کہاں جا رہے ہیں آپ''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ڈیڈی سے ملنے۔ ایک بار پھر انہیں سمجھانے، منانے اور شادی سے روکنے کی کوشش کروں گا اگر وہ مان گئے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر ان کے سامنے میرے پاس سر جھکانے کے علاوہ میرے پاس اور کوئی چارہ کار نہ ہو گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران آپریشن روم سے نکلا اور پھر وہ دانش منزل سے ایک کار لے کر کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا۔ کوٹھی میں مہمانوں کا جمگھٹا لگا ہوا تھا۔ سر عبدالرحمٰن اور اماں بی نے دور نزدیک کے رشتہ داروں کو بلا رکھا تھا جن میں ثریا کے سسرال والے بھی شامل تھے۔ کوٹھی کو سجایا جا رہا تھا جسے دیکھ کر عمران کو یقین ہو گیا کہ اس بار واقعی اماں بھی اور اس کے ڈیڈی اس کی شادی کرائے بغیر نہ مانیں گے۔

''اب تو واقعی میرے قربان ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ میں کب تک بھاگتا پھروں گا''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسے دیکھ کر مہمان اور عزیز خوش ہو رہے تھے۔ عمران ان سے سلام و دعا کرتا ہوا سر عبدالرحمٰن کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے سر عبدالرحمٰن کی تیز غصیلی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران دروازے ے پاس جا کر رک گیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ عمران نے جھ نک کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی کہ کمرے میں سر عبدالرحمٰن پورے جاہ و جلال میں دکھائی دے رہے تھے اور ان کے سامنے سوپر فیاض بھیگی بلی بنا کھڑا

تھا۔ سر عبدالرحمٰن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ ان کی آنکھیں انگارے برسا رہی تھیں۔ وہ کھا جانے والی نظروں سے اپنے سامنے کھڑے سوپر فیاض کو گھور رہے تھے جو ان کے سامنے بڑے سہمے ہوئے انداز میں کھڑا تھا اور خوف سے اس کا جسم کانپ رہا تھا۔

''تم اتنے ہی بے خبر تھے کہ اس نے کمرے میں بے ہوشی کی گیس پھیلائی اور تم بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اس نے تمہارا میک اپ کیا اور تمہارا لباس پہن کر فلیٹ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا''...... سر عبدالرحمٰن نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ سب اتنی جلدی ہو گیا کہ مجھے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا سر۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ مجھے اس طرح بے ہوش کر سکتا ہے''...... سوپر فیاض نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارے قد کاٹھ اور اس کے قد کاٹھ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ نانسنس۔ تمہارے انسپکٹرز کیا اندھے تھے۔ جب وہ تمہارے لباس میں باہر نکلا تو انہوں نے اسے پہچانا کیوں نہیں۔ روکا کیوں نہیں''...... سر عبدالرحمٰن نے اسی طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''میں نے ان سے سخت باز پرس کی ہے سر ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے میرے خوف کی وجہ سے ان باتوں پر توجہ نہیں دی تھی اس لئے عمران نے انہیں آسانی سے ڈاج دے دیا تھا''...

فیاض نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اسے ہر صورت میں فلیٹ کے اندر ہی رہنا چاہئے۔اگر وہ باہر نکل گیا تو اس کا دوبارہ ہاتھ آنا مشکل ہو جائے گا۔تمہیں چاہئے تھا کہ اسے فلیٹ میں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر رکھتے''...... سرعبدالرحمٰن نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ مجھ سے یہی غلطی ہوئی تھی۔ مجھے واقعی اسے فلیٹ میں بھی باندھ کر ہی رکھنا چاہئے تھا''...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اب وہ نجانے کہاں جا چھپا ہے۔ اسے ڈھونڈنے کے لئے کیا کیا ہے تم نے۔ نانسنس''...... سرعبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے ہر طرف ٹیمیں روانہ کر دی ہے سر۔ اسے جلد ہی سرچ کر لیا جائے گا۔ اس بار وہ ہاتھ آیا تو میں اسے واقعی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر رکھوں گا تاکہ اسے پھر سے بھاگنے کا موقع نہ مل سکے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ہونہہ۔ ایسا تب ہو گا جب وہ اب ہاتھ آئے گا''۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''اگر دخل درمعقولات نہ گزرے تو کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔ ڈیڈی''...... عمران نے دروازے کے سامنے آتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر نہ صرف سرعبدالرحمٰن بلکہ سوپر فیاض بھی چونک پڑا۔ دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر وہاں عمران کو دیکھ کر

اچھل پڑے۔

''تم۔ پکڑو اسے۔ جانے نہ پائے۔ جلدی کرو''...... سرعبدالرحمٰن نے چیختے ہوئے کہا تو سوپر فیاض تیزی سے عمران کی طرف لپکا۔

''ارے ارے۔ مجھے پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہاں خود اپنی مرضی سے اپنی ان دو ٹانگوں پر چل کر آیا ہوں۔ اگر مجھے بھاگنا ہوتا تو میں یہاں آتا ہی کیوں''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض رک گیا۔ اس کے چہرے پر غصہ تھا اور وہ عمران کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

''اندر آؤ''...... سرعبدالرحمٰن نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃٗ۔ میں خیریت سے ہوں ڈیڈی اور آپ کی خیریت سے نیک مطلوب چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جناب سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی بخیریت ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاۃٗ۔یہاں آؤ میرے سامنے''۔ سرعبدالرحمٰن نے اس کے مکمل سلام کا مکمل جواب دیتے ہوئے اور اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو عمران بڑی سعادت مندی سے آگے بڑھا اور ان کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

''کہاں بھاگ گئے تھے تم''...... سرعبدالرحمٰن نے اسے اسی طرح گھورتے ہوئے کہا۔

''کہیں نہیں ڈیڈی۔ میرا باہر جانے کا دل کر رہا تھا لیکن سوپر فیاض نے مجھے فلیٹ کے اندر ہی قید کر دیا تھا اور میرا دم گھٹنا شروع ہو گیا تھا''...... عمران نے آہستہ آواز میں کہا۔

''دم گھٹ رہا تھا یا شادی سے بچنے کے لئے فرار ہو گئے تھے''۔ سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

''نن نن۔ نہیں ڈیڈی۔ اگر فرار ہونا ہوتا تو میں واپس کیوں آتا اور وہ بھی یہاں''...... عمران نے کہا۔

''بیٹھو''...... سرعبدالرحمٰن نے کہا تو عمران بڑی سعادت مندی سے سائیڈ صوفے پر بیٹھ گیا۔

''اب میں تم سے جو پوچھو مجھے اس کا صاف صاف جواب دینا۔ سمجھے تم''...... سرعبدالرحمٰن نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''جی ڈیڈی''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ سوپر فیاض اسے تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے عمران، سرعبدالرحمٰن کے سامنے جان بوجھ کر بھیگی بلی بن رہا ہو۔

''شادی کرنا چاہتے ہو یا نہیں مجھے صرف ہاں یا نہیں میں جواب چاہئے''...... سرعبدالرحمٰن نے پوچھا۔

''شش۔ شش۔ شادی لل لل۔ لیکن ڈیڈی''...... عمران نے گھگیاتے ہوئے کہا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں۔ ہاں یا نہیں۔ میں تمہارے زبان سے

ان دو الفاظ کے علاوہ کوئی تیسرا لفظ نہیں سننا چاہتا''...... سرعبدالرحمٰن نے غرا کر کہا۔

''چچ۔ چند دن اور رر۔ رک جائیں ڈیڈی''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''تو تم شادی نہیں کرو گے''...... سرعبدالرحمٰن نے ایک بار پھر غصے میں آ کر غراتے ہوئے کہا۔

''ابھی نہیں ڈیڈی۔ ابھی تو میری شادی کی عمر ہی نہیں ہوئی ہے''...... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں ہکلا کر کہا تو سرعبدالرحمٰن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''ہونہہ۔ دیکھتا ہوں کہ تم اب کیسے شادی نہیں کرتے۔ کان کھول کر سن لو عمران۔ اب تم کوٹھی سے اسی وقت باہر جا سکو گے جب بہو گھر میں آ جائے گی۔ سمجھے تم۔ یہاں واپس آ کر تم نے خود ہی میری مشکل آسان کر دی ہے۔ اب میں تمہیں یہاں سے بھاگ نکلنے کا کوئی موقع نہیں دوں گا''...... انہوں نے غرا کر کہا۔

''مم۔ مگر ڈیڈی''...... عمران نے کہنا چاہا۔

''اگر مگر کچھ نہیں۔ تمہاری اماں بی نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے کہ عمران کی شادی کرا دو۔ میں پوتا کھلاؤں گی۔ یاد رکھو کہ جب تک ان کی خواہش پوری نہ ہو جائے تم کوٹھی سے نہیں نکل سکو گے۔ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو باہر جانے کی کوشش مت کرنا ورنہ......'' انہوں نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"ورنہ کیا ڈیڈی"...... عمران نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ورنہ گارڈز تمہیں باندھ کر کمرے میں ڈال دیں گے اور کچھ عجب نہیں کہ تمہاری مرمت بھی کر دی جائے اور اگر مجھے زیادہ غصہ آیا تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا"...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"ڈیڈی"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"بکومت"...... سرعبدالرحمٰن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بس بس میرے لاڈلے بیٹے کو اتنا نہ ڈانٹیں کہ یہ بدظن ہو کر پھر بھاگ جائے"...... اچانک دروازے کی طرف سے اماں بی کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑے۔ بے ساختہ ان کی نظریں دروازے کی جانب اٹھ گئی تھیں جہاں ثریا اور اماں بی کھڑی ہوئی تھیں پھر وہ کمرے میں آ گئیں۔

"آپ بلاوجہ میرے ننھے سے بچے کو ڈانٹ رہے ہیں"۔ اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے اور تمہارے ننھے بچے نے دونوں نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے۔ اب یہ اسی وقت یہاں سے جائے گا جب اس کی شادی ہو جائے گی اور اس کے دو چار بچے ہوں گے اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے"...... سرعبدالرحمٰن نے غراتے ہوئے کہنا چاہا۔

"ہاں ہاں میں نے سب سن لیا ہے۔ میرا لعل اب میرے ارمان پورے کر کے ہی یہاں سے جائے گا"...... اماں بی نے بات

کاٹ کر کہا۔

"نہیں اماں بی میں شادی نہیں کروں گا"...... عمران نے جلدی سے کہا اور سرعبدالرحمٰن صاحب پھٹ پڑے۔

"سن لیا اپنے لال پیلے بیٹے کا فیصلہ"...... سرعبدالرحمٰن نے اماں بی کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"احمق ہے یہ"...... ثریا نے کہا۔

"ہاں۔ ہوں احمق اور یہ میرا اٹل فیصلہ ہے۔ میں شادی نہیں کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"تو میرا بھی فیصلہ سن لو کل تمہاری شادی اسی کوٹھی میں افراب عالم سے کر دی جائے گی اور وہ اس گھر کی بہو بنے گی۔ اگر تم نے انکار کیا تو پھر مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا"...... سرعبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ زبردستی مجھ سے نکاح کے وقت ہاں نہیں کہلوا سکیں گے ڈیڈی۔ آپ جانتے ہیں کہ میں بے بس نہیں ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جانتا ہوں مگر تم ایک بات نہیں جانتے۔ اگر تم نے نکاح کے وقت انکار کیا تو یاد رکھو کہ میں تمہاری ماں کو گولی مار کر خود بھی خودکشی کر لوں گا پھر جو دل چاہے کرتے رہنا"...... سرعبدالرحمٰن صاحب نے شعلے اگلتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی"...... عمران نے جھلا کر کہا۔

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے"...... سرعبدالرحمٰن نے کہا اور کمرے سے نکلتے چلے گئے ان کے جانے کے بعد اماں بی اور ثریا رات گئے تک اسے سمجھاتی رہی تھیں جبکہ عمران تو انگاروں پر لوٹ رہا تھا اگر سرعبدالرحمٰن صاحب نے اتنی بڑی دھمکی نہ دی ہوتی تو وہ کب کا یہاں سے بھاگ چکا ہوتا مگر وہ جانتا تھا کہ سرعبدالرحمٰن صاحب کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پتھر پر لکیر کی طرح ہوتے ہیں جو مٹ نہیں سکتے۔ اگر وہ بھاگ گیا یا نکاح سے انکار کیا تو وہ یقیناً اماں بی کو گولی مار کر خودکشی کر لیں گے۔

وہ خاموشی سے اماں بی اور ثریا کی باتیں سن رہا تھا اور اس کا دماغ مسلسل یہی سوچنے میں مصروف تھا کہ آخر اس بار وہ اس شادی کے جھنجھٹ سے کیسے بچ سکتا ہے۔ وہ سوچتا رہا مگر کوئی حل سمجھ میں نہیں آسکا۔ آخر کار اس نے اماں بی اور ثریا کے سامنے سرخم کر دیا اور اقرار کر لیا کہ وہ ان کی بات ماننے کے لئے تیار ہے اور وہ جس سے کہیں گی شادی کر لے گا۔ اس کا جواب سن کر ثریا اور اماں بی تو خوشی سے نہال ہو گئیں۔ ثریا نے عمران کی بلائیں لینا شروع کر دیں جبکہ اماں بی نے فوراً ہی شکرانے کے نوافل پڑھنے کا ارادہ کر لیا اور اسے دعائیں دیتی ہوئی کمرے سے نکل گئیں۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ بات سرعبدالرحمٰن کے کانوں تک بھی پہنچ گئی کہ عمران نے شادی کرنے کی حامی بھر لی ہے۔ سرعبدالرحمٰن کو یقین نہ آیا تو وہ سوپر فیاض کے ساتھ اس کے پاس آ دھمکے۔

"کیا ثریا اور تمہاری اماں بی سچ کہہ رہی ہیں کہ تم نے شادی کرنے کے لئے ہاں کر دی ہے"...... سرعبدالرحمٰن نے عمران کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ سوپر فیاض کے چہرے پر بھی حیرت نمایاں تھی۔

"آپ سب کا اس قدر اصرار ہے تو میں اور کیا کروں ڈیڈی۔ آپ لوگوں نے تو مکمل تیاری کر رکھی ہے۔ دور نزدیک کے سارے رشتہ داروں کو بلا رکھا ہے۔ ایسی صورت میں اگر میں انکار کروں تو کیسے کروں۔ میرے انکار کی صورت میں یہ سارے عزیز رشتہ دار کیا سوچیں گے کہ میں آپ کا اتنا ہی فرمانبردار ہوں کہ مجھے آپ کی عزت کا خیال ہی نہیں ہے جو میں اپنی من مانیاں کرتا پھر رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سرعبدالرحمٰن کا چہرہ مسرت سے سرخ ہو گیا۔ وہ آگے بڑھے اور انہوں نے بے اختیار عمران کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تمہیں میری اور اپنی اماں بی کی عزت کا اتنا خیال ہے۔ تم نے ہمیں اتنے بہت سے مہمانوں کے سامنے رسوا ہونے سے بچا لیا ہے عمران بیٹے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ میں جس بیٹے کو نالائق، احمق اور نکما سمجھتا تھا وہ اب اتنا سمجھدار ہو گیا ہے اور اسے ماں باپ کی عزت اور قدر کرنی آ گئی ہے"...... سرعبدالرحمٰن نے بے اختیار کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔ عمران کا جواب سن کر سوپر فیاض کے چہرے پر بھی سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے جیسے

عمران کے اس فیصلے سے اسے بھی خوشی ہو رہی ہو۔

''میں بھی خوش ہوں عمران کہ تم نے آخر کار دانش مندانہ فیصلہ کر لیا ہے۔ میں ابھی جا کر اپنی بیوی اور بچوں کو لے آتا ہوں پھر ہم سب مل کر تمہاری اس خوشی میں شریک ہوں گے''...... سوپر فیاض نے آگے بڑھ کر عمران کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''مہنگا اور بڑا گفٹ لانا نہ بھولنا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ سر عبدالرحمٰن خلاف معمول ہنس پڑے۔

''تم فکر نہ کرو عمران بیٹے۔ میں تمہاری شادی نہایت دھوم دھام سے کروں گا۔ تمہیں تمہارا من چاہا گفٹ دوں گا۔ میں تمہاری اس شادی کو ایک یادگار تقریب میں تبدیل کر دوں گا۔ ایسی تقریب جو سالہا سال یاد رکھی جائے گی''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''آپ کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے ڈیڈی''...... عمران نے کہا تو سر عبدالرحمٰن نے ایک بار پھر اسے گلے لگا لیا۔

''میں آج شام کو ہی تمہارا نکاح پڑھوا دینا چاہتا ہوں اور ثریا بیٹی تمہارے پاس جن لڑکیوں کو لائی تھی تمہیں ان میں سے جو پسند ہو اس سے تمہاری شادی ہو گی۔ تم پر یہ قدغن نہیں ہے کہ تم افراب عالم سے ہی شادی کرو۔ البتہ وہ میری اور تمہاری اماں بی کی مشترکہ پسند ہے جبکہ ثریا کی پسند دوسری لڑکی ہے لیکن ہماری پسند وہی ہو گی جو تمہاری ہو گی''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''ٹھیک ہے ڈیڈی۔ میں شام تک آپ کو بتا دوں گا لیکن آپ سے میری ایک درخواست ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''مجھے دو دن دے دیں۔ ان دو دنوں میں، میں یہیں پر رہوں گا البتہ کسی ضروری کام کے لئے جانا پڑا تو کام کرتے ہی واپس آ جاؤں گا۔ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں فرار ہونے کی کوشش نہیں کروں گا۔ میں ان دو دنوں میں ان ساتوں لڑکیوں کو دیکھنا اور پرکھنا چاہتا ہوں تاکہ ان میں سے آپ اور اماں بی کے لئے اس لڑکی کا انتخاب کر سکوں جو آپ دونوں کی خدمت کرے۔ میرے خیال میں دو دن زیادہ نہیں ہیں''...... عمران نے کہا۔ سر عبدالرحمٰن چند لمحے اس کی طرف دیکھتے رہے پھر انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے فرار نہ ہونے کا وعدہ کر لیا ہے اس لئے میں تمہیں دو دن دے دیتا ہوں۔ دو دنوں بعد یہاں شادی کی باقاعدہ تقریب منعقد کی جائے گی اور پھر تمہاری اسی لڑکی سے شادی کر دی جائے گی جو تمہاری پسند ہو گی''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''شکریہ ڈیڈی۔ اس سوپر فیاض سے بھی کہہ دیں کہ اب یہ میری نگرانی کرانے یا مجھے روکنے ٹوکنے کی کوشش نہ کرے۔ میں آپ سے کیا ہوا وعدہ کسی بھی صورت میں نہیں توڑوں گا''...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ سوپر فیاض تمہارے راستے میں نہیں آئے گا اور نہ ہی تمہاری نگرانی کی جائے گی اور نہ تمہیں قید کیا جائے گا۔ مجھے تم پر اور تمہارے وعدے پر بھروسہ ہے“...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو عمران کے چہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

عمران کے پاس کوئی راہ فرار نہیں تھی اسے کوٹھی میں رکنا ہی پڑنا تھا۔ انگاروں پر لوٹتے ہوئے بار بار اس کے ذہن میں بھاگ نکلنے کا خیال آ رہا تھا اور وہ آسانی سے بھاگ بھی سکتا تھا رکاوٹوں کو عبور کر لینا اس کے لئے مشکل نہیں تھا۔ مگر ذہن میں بار بار اماں بی اور سر عبدالرحمٰن کی خون آلود لاشیں گھوم جاتی تھیں اور وہ بے ساختہ دل میں۔ نہیں۔ نہیں چلا اٹھتا تھا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اس وقت جولیا کے فلیٹ میں جمع تھے۔ جولیا نے فون کر کے ان سب کو بلایا تھا۔ جولیا کے فلیٹ میں سب سے پہلے صالحہ پہنچی تھی۔ اس لئے ان دونوں نے مل کر ان سب کے کھانے پینے کے لئے کچن میں جا کر تیاری کرنا شروع کر دی تھی اور جب تک ممبران ایک ایک کر کے وہاں پہنچے وہ ان کے لئے کھانے پینے کے لئے مختلف لوازمات تیار کر چکی تھی۔

ان سب نے کھانا کھایا پھر چائے کا دور شروع ہوا۔ جولیا نے اس دوران ان سے کوئی بات نہ کی تھی البتہ وہ چپ چپ اور کافی سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔ صفدر نے صالحہ کو الگ لے جا کر اس سے جولیا کے بارے میں پوچھا تھا کہ اس نے ان سب کو کیوں بلایا ہے اور وہ اس قدر خاموش اور سنجیدہ کیوں ہے لیکن صالحہ کے کہنے کے مطابق جولیا کا رویہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی تھا۔ کچن میں وہ بس اس کے ساتھ کام کراتی رہی تھی اور اس دوران اس نے صالحہ

سے کوئی بات نہ کی تھی۔

''اب تو بتا دیں مس جولیا کہ آخر آپ نے ہم سب کو کیوں بلایا ہے''...... صفدر سے رہا نہ گیا تو اس نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چیف کے حکم پر''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا چیف نے آپ کو کہا تھا کہ ہم سب کو آپ یہاں بلائیں''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... جولیا نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

''کیا کوئی کیس شروع ہوا ہے جس پر آپ ہمیں بریفنگ دینا چاہتی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ کوئی کیس شروع نہیں ہوا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر چیف نے ہمیں یہاں کیوں بلوایا ہے''...... تنویر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

''ہمارا ایک ساتھی شادی کر رہا ہے اور چیف نے کہا ہے کہ ہمیں اس کی شادی محفوظ طریقے سے کرانی ہے اور اس کی حفاظت کرنی ہے''...... جولیا نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''شادی۔ کون کر رہا ہے شادی اور کیا اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہی کام رہ گیا ہے کہ وہ شادی کی تقریبات کی حفاظت کرنا شروع کر دے''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''چیف کی ہدایات ہے اس لئے اس پر عمل کرنا ہماری ذمہ داری ہے''...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

''لیکن وہ ہے کون جس کو شادی کے دوران ہمیں سیکورٹی دینی ہے۔ آپ کہہ رہی ہیں کہ ہمارا کوئی ساتھی ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ ہم سب ہی یہاں موجود ہیں اور ہم میں سے کسی کی بھی شادی نہیں ہو رہی ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہے ایک ساتھی جو یہاں ہمارے درمیان نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کون سا ساتھی۔ سب تو ہیں یہاں''...... صالحہ نے کہا۔

''نہیں۔ ایک کم ہے''...... جولیا نے کہا۔

''آپ پہیلیاں کیوں بجھوا رہی ہیں مس جولیا۔ کون ہے وہ۔ اس کا نام تو بتائیں''...... صفدر نے بے چین لہجے میں کہا۔

''عمران''...... جولیا نے کہا تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''عمران۔ کیا مطلب۔ کیا عمران کی شادی ہو رہی ہے''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ شاید ہم سے مذاق کر رہی ہیں مس جولیا۔ عمران صاحب تو شادی کے نام سے دور بھاگتے ہیں پھر وہ اس طرح اچانک شادی کیسے کر سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''تم درست کہہ رہے ہو لیکن اب شادی کرنا اس کی مجبوری

ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مجبوری۔ کیا مطلب۔ کیسی مجبوری۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس جولیا۔ جو بھی بات ہے ہمیں کھل کر بتائیں۔ کیا وہ آپ سے شادی کر رہے ہیں''...... صفدر نے بے چینی سے کہا۔

''نہیں۔ مجھ سے نہیں وہ اپنی کسی رشتہ دار لڑکی سے شادی کرنے جا رہا ہے''...... جولیا نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سب جیسے سکتے میں آ گئے۔

''عمران صاحب کی شادی اس کے عزیز رشتہ داروں میں ہو رہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم تو عمران صاحب اور آپ کی شادی کی امید لگائے بیٹھے تھے پھر یہ اچانک......'' نعمانی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ بھی ہوتا ہے اچانک ہی ہوتا ہے۔ میری اور عمران کی شادی کی امیدیں اب ختم ہو چکی ہیں۔ اس کے ماں باپ نے اس کی شادی کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس کے لئے لڑکی بھی پسند کر لی ہے۔ عمران اپنے ماں باپ کی وجہ سے شادی کرنے پر مجبور ہوا ہے اور اب وہ اس شادی سے بھاگ بھی نہیں سکتا''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ان کی آنکھیں اور زیادہ پھیل گئیں۔ یہ باتیں جولیا کر رہی تھی اسی بات پر ان کی حیرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ وہ جولیا کو بخوبی جانتے تھے کہ وہ عمران کو پسند کرتی ہے اور انہیں اس بات کا بھی علم تھا کہ اگرچہ عمران نے کبھی اس بات کا

اقرار تو نہیں کیا تھا کہ وہ جولیا کو پسند کرتا ہے لیکن کئی بار اس کی باتوں سے ان سب کو یہی محسوس ہوا تھا کہ وہ جب بھی شادی کرے گا تو جولیا سے ہی کرے گا۔ جولیا، عمران کی بدظن کرنے والی باتوں سے تنگ آ کر بدل گئی تھی۔ اس نے عمران کی باتوں پر دھیان دینا بھی کم کر دیا تھا خاص طور پر وہ عمران کو رومانٹک باتیں کرنے سے سختی سے منع کر دیتی تھی کیونکہ جولیا کے کہنے کے مطابق عمران بے حد کٹھور دل تھا جس کے دل میں اس کے لئے جذبات نام کی کوئی چیز نہ تھی لیکن اس کے باوجود وہ اسے پسند کرتی تھی اور اب وہی جولیا انہیں بتا رہی تھی کہ عمران اپنے کسی رشتہ دار کی بیٹی سے شادی کرنے والا تھا اور انہیں اس کی شادی میں سیکورٹی کے فرائض انجام دینے تھے۔

''مس جولیا۔ کیا آپ چاہتی ہیں کہ عمران صاحب کی شادی کسی اور سے ہو جائے''...... صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہو گا صفدر۔ میں تمہیں بتا تو رہی ہوں کہ اس بار عمران کو بے حد مجبور کیا گیا ہے۔ عمران کو بتائے بغیر اس کے ماں باپ نے کوٹھی میں تمام رشتہ داروں کو مدعو کر لیا ہے اور شادی کی تقریبات کے انتظامات بھی کرنا شروع کر دیئے تھے۔ پھر ثریا جو عمران کی بہن ہے عمران کے پاس سات لڑکیوں کو لے کر گئی کہ وہ ان میں سے اپنے لئے کوئی بھی لڑکی پسند

کر لے۔ وہ جس لڑکی کو پسند کرے گا اسی سے اس کی شادی کر دی
جائے گی لیکن یہ طے تھا کہ اسے ان سات لڑکیوں میں سے ہی کسی
ایک کو پسند کرنا تھا۔ عمران نے لاکھ انکار کیا لیکن سر عبدالرحمٰن نے
تہیہ کر لیا تھا کہ اس بار وہ عمران کی شادی کرائے بغیر نہ مانیں
گے۔ انہوں نے عمران کو اس کے فلیٹ میں قید کر دیا لیکن عمران
وہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد نجانے کیا ہوا کہ عمران خود ہی
کوٹھی میں پہنچ گیا اور پھر جب اس کا اپنے ڈیڈی سے سامنا ہوا تو
انہوں نے اسے صاف کہہ دیا کہ اس بار اگر عمران نے شادی سے
انکار کیا تو وہ اماں بی کو بھی گولی مار دیں گے اور خود کو بھی گولی مار
کر خودکشی کر لیں گے۔ ان کی یہ دھمکی کارگر رہی جس پر عمران کو
مجبوراً شادی کی حامی بھرنی ہی پڑی تھی۔ وہ چاہے تو وہاں سے
بھاگ سکتا ہے۔ اپنی پسند کی کسی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا ہے
لیکن اسے اپنی اماں بی اور ڈیڈی کی فکر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ
سر عبدالرحمٰن میں چنگیزی خون دوڑ رہا ہے۔ ایک بار وہ جس بات کا
فیصلہ کر لیتے ہیں اس پر اٹل رہتے ہیں۔ وہ باہر کی کسی لڑکی سے
نہیں اپنے عزیزوں میں سے کسی ایک لڑکی سے ہی عمران کی شادی
کرانا چاہتے ہیں اور بس''...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
''لیکن یہ تو زبردستی کی شادی ہو گی۔ عمران صاحب ایسا کیسے کر
سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
''اس کے لئے ماں باپ کی عزت اور وقار سے بڑھ کر کچھ نہیں

ہے اور پھر اس معاملے میں سب سے زیادہ عمران کی بہن ثریا خوش
ہے۔ اس نے اپنے سسرال والوں کو بھی بلایا ہوا ہے۔ ایسی صورت
میں اگر عمران شادی کرنے سے انکار کرتا ہے یا اپنی پسند کی کسی اور
لڑکی کی بات بھی کرتا ہے تو ان کے خاندان پر اس کا کیا اثر ہو گا
اس کا تم سب بخوبی اندازہ لگا سکتے ہو''...... جولیا نے کہا۔
''لیکن یہ تو زیادتی ہے۔ عمران صاحب کی شادی آپ سے اور
صرف آپ سے ہی ہونی چاہئے تھی۔ اگر عمران صاحب کو اپنے
ماں باپ کی عزت اور وقار کے لئے شادی کی حامی بھرنی ہی تھی تو
وہ انہیں آپ کے بارے میں بھی تو بتا سکتے تھے''...... صدیقی نے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
''تم جانتے ہو اماں بی مجھے پسند نہیں کرتیں۔ وہ مجھے اب بھی
فرنگی کی بیٹی کہتی ہیں اور عمران کے ساتھ مجھے دیکھ کر کھری کھری سنا
ڈالتی ہیں۔ وہ بھلا مجھے عمران کی دلہن کے روپ میں کیسے برداشت
کر سکتی ہیں''...... جولیا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی
آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں جیسے وہ ابھی پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی
لیکن اس نے کمال مہارت سے خود پر جبر کرتے ہوئے ان
آنسوؤں کو آنکھوں سے بہنے سے روکا ہوا تھا اور وہ اس کوشش میں
بھی لگی ہوئی تھی کہ اس کے چہرے کے تاثرات بھی نارمل رہیں
لیکن اس کے ساتھی دیکھ رہے تھے کہ کوشش کے باوجود جولیا کے
چہرے پر غم اور کرب کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

''آپ کو یہ سب کس نے بتایا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''چیف نے کال کی تھی۔ انہوں نے ساری تفصیل بتائی ہے''۔ جولیا نے جواب دیا۔

''اور انہوں نے ہمیں عمران کی شادی میں سیکورٹی کے فرائض بھی انجام دینے کا کہا ہے۔ کیا اس کی وجہ بتائی ہے انہوں نے''...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ عمران کی شادی میں خطرہ ہو سکتا ہے اس لئے چیف کا حکم ہے کہ ہم شادی کی اس تقریب کی نگرانی کریں اور ہر صورت میں اس شادی کو مکمل ہونے تک عمران اور اس کی بیوی کی حفاظت کریں''...... جولیا نے کہا۔

''کیوں۔ کیا شادی کی تقریب سے کوئی عمران اور اس کی بیوی کو اٹھا کر لے جائے گا۔ کسی نے دھمکی دی ہے ان کو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''عمران کی اس شادی سے سب سے زیادہ زیرو لینڈ کی ناگن، تھریسیا کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ وہ عمران کی شادی روکنے یا اسے تباہ کرنے پہنچ سکتی ہے۔ وہ عمران کو بے حد پسند کرتی ہے۔ چیف کے کہنے کے مطابق وہ اس شادی کی تقریب کو سبوتاژ کرنے پہنچ سکتی ہے اس لئے ہمیں ہر حال میں الرٹ رہنا ہوگا''...... جولیا نے کہا۔

''یہ آپ کہہ رہی ہیں''...... صفدر نے حیرت سے جولیا کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔ جولیا جس انداز میں خود پر جبر کرتے ہوئے باتیں کر رہی تھی اس سے ان سب کو ہی حیرانی ہو رہی تھی۔

''ہاں۔ اب جب سب کچھ طے ہو چکا ہے تو پھر بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں۔ عمران کی شادی طے ہونے کا مطلب واضح ہے کہ اس کی اور میری شادی قدرت کو منظور نہ تھی۔ اب میں اس پر غصہ اور نفرت کا اظہار کیسے کر سکتی ہوں۔ کیا تم مجھے قدرت کے فیصلے کے خلاف جاتے دیکھنا چاہتے ہو''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اس میں قدرت کے خلاف جانے والی کوئی بات نہیں ہے مس جولیا۔ لیکن عمران صاحب کی شادی آپ کی بجائے کسی اور سے ہو یہ ہمارے لئے واقعی شاکنگ نیوز ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''عمران مجبور ہے اور اس کی مجبوری میں بھی سمجھ سکتی ہوں اس لئے میں اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ چاہیں تو ہم بہت کچھ بلکہ سب کچھ کر سکتے ہیں مس جولیا''...... صدیقی نے کہا تو جولیا سمیت وہ سب چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کر سکتے ہیں ہم''...... جولیا نے کہا۔

''آپ کہہ رہی ہیں کہ کوٹھی میں سات لڑکیاں موجود ہیں جن میں سے عمران صاحب کو کسی ایک کی پسند کے لئے کہا گیا ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

"ہاں"...... جولیا نے کہا۔

"تو پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ عمران صاحب ان میں سے کس لڑکی کو پسند کرتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"اس سے کیا ہوگا"...... جولیا نے کہا۔ وہ ابھی تک صدیقی کی بات نہ سمجھ پائی تھی۔ باقی سب کا بھی یہی حال تھا۔

"پھر ہوگا یہ کہ عمران صاحب جس لڑکی کو بھی پسند کریں گے ہم کوٹھی میں جا کر اس لڑکی کو ہی وہاں سے غائب کر دیں گے"۔ صدیقی کی جگہ چوہان نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس پڑی۔

"اس سے کیا ہوگا۔ عمران کو کوئی دوسری لڑکی پسند کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ وہاں ایک دو نہیں سات لڑکیاں ہیں اور وہ سب کی سب بڑے اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیوں نہ ہم ان ساتوں لڑکیوں کو ہی غائب کر دیں"۔ خاور نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"نہیں۔ ساتوں لڑکیوں کو غائب کرنے سے ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا بلکہ ساتوں کیا کوئی ایک بھی لڑکی غائب ہوئی تو مسئلہ ہو جائے گا اس سے بہتر میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"کون سی ترکیب"...... جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب جس لڑکی کو پسند کریں گے۔ ہمیں اس لڑکی کو

وقتی طور پر غائب کرنا ہوگا۔ پھر وہ لڑکی سامنے آ جائے گی اور اس سے عمران صاحب کی شادی ہو جائے گی اور اس شادی سے ہم بھی پوری طرح لطف اندوز ہوں گے"۔ چوہان نے کہا۔

"ہم سمجھے نہیں۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آسان سی بات ہے۔ اس لڑکی کو وقتی طور پر اس لئے غائب کیا جائے گا کہ اس کا مس جولیا پر میک اپ کر دیا جائے اور پھر بظاہر عمران صاحب کی شادی اس لڑکی سے ہوگی لیکن اصل میں ان کی شادی مس جولیا سے ہو جائے گی پھر عمران صاحب بھی خوش، مس جولیا بھی خوش اور ہم سب بھی خوش"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں۔ میں اس طرح عمران سے شادی نہیں کرنا چاہتی"۔ جولیا نے کہا تو وہ سب اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس جولیا۔ آپ تو"...... صالحہ نے کہنا چاہا۔

"ہاں۔ میں عمران کو پسند کرتی ہوں اور کرتی رہوں گی لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ عمران نے مجھ سے شادی کے لئے اپنے ماں باپ سے بات تک نہیں کی۔ اگر وہ چاہتا تو وہ اپنے ماں باپ کو میرے لئے منا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ اگر وہ ثریا سے ہی بات کر لیتا تو ثریا اپنے ماں باپ کو منا لیتی۔

اماں بی اور سرعبدالرحمٰن کو عمران کی شادی سے مطلب ہے اور وہ اس کی پسند کی لڑکی سے بھی اس کی شادی کرانا پر تیار ہیں تو عمران کو اگر میری چاہت ہوتی تو وہ ایک بار تو ان سے کہتا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ عمران مجھ سے شادی کرنا ہی نہیں چاہتا اسی لئے اس نے ان میں سے ہی کسی ایک لڑکی سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اگر وہ ایسا چاہتا ہے تو اس کی مرضی اور میں کبھی نہیں یہ چاہوں گی کہ وہ مجھ سے زبردستی شادی کرے اور اس طرح شادی کرنا تو نہ صرف عمران کو بلکہ اس کے ماں باپ اور بہن کو بھی دھوکہ دینے کے مترادف ہوگا اور میں کسی کو بھی دھوکہ نہیں دوں گی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ اب اس سلسلے میں تم میں سے کوئی بات بھی نہیں کرے گا''...... جولیا نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ اس کے فیصلے سے سب کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات تھے لیکن تنویر کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

''مس جولیا نے اگر عمران سے شادی نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو پھر ہمیں اس بات کا کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم انہیں اس کے لئے مجبور کریں اور پھر یہ عمران اور اس کا خاندانی مسئلہ ہے۔ انہیں یہ مسئلہ خود حل کرنے دینا ہی مناسب ہوگا''...... تنویر نے کہا۔

''تم تو پہلے ہی ایسا چاہتے تھے''...... خاور نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... تنویر نے بھڑک کر کہا۔

''کچھ نہیں۔ تم خاموش رہو تنویر''...... صفدر نے کہا۔

''اسے بھی خاموش رہنے کا کہو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''ٹھیک ہے یہ بھی کچھ نہیں بولے گا''...... صفدر نے کہا تو خاور ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تو پھر اب آپ کا کیا ارادہ ہے مس جولیا''...... کیپٹن شکیل نے جولیا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہم چیف کی ہدایات پر عمل کریں گے۔ ہم عمران شادی کی تقریب میں ضرور شریک ہوں گے لیکن ہمارا اس شادی سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ہمیں بس وہاں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہوں گی۔ وہاں کوئی بھی غیر معمولی واقعہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کسی نے اس شادی کو روکنے کی کوشش کی یا کوئی گڑبڑ کرنے کا ارادہ کیا تو ہم اسے روکیں گے۔ اسے پکڑیں گے اور اس کے بارے میں چیف کو اطلاع دیں گے اس کے بعد چیف کے حکم پر ہی عمل کیا جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''کیا یہ سب آپ کر پائیں گی''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ چیف کا حکم کی تعمیل کرنا میری ذمہ داری ہے اور میرے جذبات چیف کے حکم کے سامنے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ شادی کی اس تقریب پر میں عمران کی شادی کی تقریب سمجھ کر نہیں بلکہ ایک دوست کی شادی کی تقریب سمجھ کر جاؤں گی''...... جولیا نے اٹل لہجے میں کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر

کبیدگی کے تاثرات تھے۔ انہیں واقعی عمران پر غصہ آ رہا تھا جو مجبور تو تھا لیکن اس نے جولیا کی بجائے کسی اور لڑکی سے شادی کرنے کی حامی بھر لی تھی۔ اگر وہ چاہتا تو کسی اور لڑکی کی جگہ اس کی جولیا سے بھی شادی ہو سکتی تھی لیکن جولیا کی بات درست تھی کہ جب عمران نے اس کے معاملے میں دلچسپی نہ لی تھی اور جولیا کے بارے میں اپنے ماں باپ کو نہ بتایا تھا تو پھر ظاہری بات تھی کہ عمران، جولیا سے شادی کرنا ہی نہ چاہتا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر آپ کا یہی فیصلہ ہے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم بھی عمران صاحب کو اپنا دوست سمجھ کر ٹریٹ کریں گے اور ان کی شادی سے زیادہ اپنی ڈیوٹی کو ہی فوقیت دیں گے اور اس کے بعد ہم عمران صاحب سے ہر قسم کا ناطہ توڑ دیں گے اس لئے ہم چیف سے بات کریں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ آئندہ کسی مشن میں عمران صاحب ہمارے ساتھ شریک نہ ہوں۔ اگر ایسا ہوا تو ہم سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس کے لئے چیف اگر ہمیں موت کی سزا بھی دے گا تو ہم قبول کر لیں گے لیکن عمران صاحب کے ساتھ کام نہیں کریں گے اور یہی ہمارا آخری فیصلہ ہے''...... صفدر نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

''تم زیادہ ہی بڑا فیصلہ لے رہے ہو صفدر۔ سوچ لو۔ چیف سے یہ سب کہنا ہمارے لئے آسان نہ ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔

''نہ ہو۔ زیادہ سے زیادہ چیف ہمیں سیکرٹ سروس سے الگ کر

دے گا یا ہمیں گولی سے اُڑا دے گا لیکن میں اپنے فیصلے سے نہیں ہٹوں گا۔ تم سب اپنی مرضی سے جو چاہو فیصلہ کر سکتے ہو''...... صفدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اگر تم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے تو پھر میں بھی اس فیصلے میں تمہارے ساتھ ہوں''...... صالحہ نے فوراً کہا۔

''میں بھی''...... چوہان نے کہا۔

''اور میں بھی''...... خاور نے کہا اور پھر سب نے باری باری صفدر کے فیصلے کی تائید کرنا شروع کر دی۔ سوائے تنویر کے سب کے چہرے بجھ سے گئے تھے۔ انہوں نے بوجھل دل سے صفدر کے فیصلے کی تائید کی تھی اور پھر وہاں کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی۔

''چیف کے کہنے کے مطابق سر عبدالرحمٰن، عمران کی شادی کی تقریب کو دھوم دھام سے کرنا چاہتے تھے لیکن عمران نے انہیں اس بات کے لئے قائل کر لیا ہے وہ یہ شادی دھوم دھام سے کرنے کی بجائے سادگی سے سر انجام دیں۔ جو مہمان آ چکے ہیں ان کی موجودگی میں ہی وہ اس کا نکاح کرا دیں اور پھر جو ہلکی پھلکی رسومات پوری کریں اور بس۔ سر عبدالرحمٰن کے لئے یہی خوشی کی بات ہے کہ عمران نے شادی کی حامی بھر لی ہے اس لئے انہوں نے عمران کی یہ بات مان لی ہے۔ اس لئے یہ شادی اب دھوم دھام سے نہیں بلکہ عام اور سادہ سے انداز میں ہی ہو گی۔ ہماری پلاننگ یہ ہو گی کہ ہم میں سے ایک آدمی کوٹھی کے اندر شادی کی

تقریب میں رہے گا اور مہمانوں پر نظر رکھے گا اور باقی سب کوٹھی کے باہر رہیں گے اور مجھے کسی کو یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمیں آنکھیں اور کان کھلے رکھنے ہوں گے“...... جولیا نے کہا۔

”تقریب میں تو ہم میں سے شاید کوئی بھی شرکت نہیں کرے گا“...... خاور نے کہا۔

”نہیں۔ مس جولیا ہماری لیڈر ہیں۔ ان کے کہنے پر تقریب میں، میں شامل ہو جاؤں گا۔ تم سب باہر رہ لینا“...... تنویر نے فوراً کہا تو وہ سب اسے گھور کر رہ گئے۔

”کب شادی ہے عمران صاحب کی“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کل مغرب کے بعد“...... جولیا نے جواب دیا۔

”اور ہمیں کب جانا ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”ابھی۔ ہم نے کھا پی لیا ہے اب ہمیں فوری طور پر روانہ ہونا تاکہ کوٹھی اور اس کے اطراف کا جائزہ لے کر اپنی پوزیشنیں سنبھال سکیں“...... جولیا نے کہا۔

”تو کیا آپ کے خیال کے مطابق واقعی ایک بار پھر زیرو لینڈ کی ناگن تھریسیا، عمران صاحب کی شادی رکوانے کے لئے آ سکتی ہے“...... صالحہ نے کہا۔

”عین ممکن ہے۔ وہ ایسا متعدد بار کر چکی ہے۔ عمران کی شادی رکوانے کے لئے وہ آندھی اور طوفانوں سے گزر کر کہیں بھی پہنچ سکتی ہے اور اس بار ہمیں اسے اس تقریب کو سبوتاژ کرنے کا کوئی موقع

نہیں دینا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”آپ واقعی بڑے دل کی مالکہ ہیں مس جولیا جو یہ سب کچھ برداشت بھی کر رہی ہیں اور کہہ بھی رہی ہیں۔ آپ کی جگہ کوئی اور ہوتی تو وہ اپنے ہاتھوں عمران صاحب یا اس لڑکی کو گولی مار دیتی جس سے عمران صاحب کی شادی ہونے جا رہی ہے“...... صدیقی نے جولیا کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے صدیقی۔ ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ میں اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر چکی ہوں لیکن عمران نے میرے لئے ہمیشہ کٹھور پن کا ہی مظاہرہ کیا ہے۔ یہ یکطرفہ چاہت تھی اور یکطرفہ چاہت کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے۔ اب تم سب کچھ بھول جاؤ۔ میں نے بھی عمران کو مکمل طور پر دل سے نکال دیا ہے“...... جولیا نے خشک لہجے میں کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو پھر چلیں۔ ایک بار اس کوٹھی کا جائزہ لے لیں اور پھر اپنے طور پر وہاں پوزیشن سنبھال لیں گے تاکہ اگر تھریسیا یا کسی اور طرف سے حملہ ہوا تو ہم اسے روک سکیں“...... تنویر نے کہا۔

”ہاں چلو“...... جولیا نے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر وہ سب بھی بوجھل دلوں کے ساتھ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

لوگاس اپنے آفس میں موجود تھا کہ کمرے میں سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ سیٹی کی آواز اس کی میز کی نچلی دراز میں سے آ رہی تھی۔ اس کا آفس مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا اور آفس کا دروازہ بند تھا اس لئے اس نے فوراً میز کی دراز کھولی اور اس کے خفیہ خانے سے وہی چھوٹا مگر جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا جس پر اس نے چیف سے بات کی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا تو دوسری طرف سے چیف اسے کال کر رہا تھا۔ اس نے فوراً ایک بٹن پریس کر دیا۔

"لوگاس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... اس نے کہا تو دوسری طرف سے چیف اس سے پہلے کی طرح کوڈ ورڈز کا تبادلہ کرنے لگا۔

"تم نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی ہے لوگاس۔ کیا ہوا ہے اس لڑکی کا۔ اوور"...... کوڈز پوچھنے کے بعد چیف نے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں چیف۔ اس کے لئے ہم نے سر عبدالرحمٰن کی رہائش گاہ کے ساتھ موجود ایک خالی کوٹھی میں سائنسی آلات نصب کر رکھے ہیں جس سے سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ میرے آدمیوں نے وہاں سے کافی دور ایک اور خالی کوٹھی پر قبضہ کر رکھا ہے اور وہ سائنسی آلات سے ہی افراب عالم کی بھی نگرانی میں مصروف ہیں لیکن پچھلے دو دنوں سے افراب عالم یا اس کی فیملی کا ایک فرد بھی اس کوٹھی سے نکل کر باہر نہیں آیا ہے۔ کوٹھی میں مسلسل شادی کی تقریبات کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ میں بھی اسی بات کا منتظر تھا کہ کچھ ہو تو ہی آپ کو اس کی تفصیل سے آگاہ کروں لیکن ابھی تک کوئی قابل ذکر بات سامنے نہیں آئی اس لئے آپ کو کیا رپورٹ دیتا چیف۔ اوور"...... لوگاس نے کہا۔

"تو کیا ابھی تک عمران کی شادی نہیں ہوئی ہے۔ اوور"۔ چیف نے پوچھا۔

"نہیں۔ شادی کی تقریب آج مغرب کی نماز کے بعد شروع ہو گی چیف۔ اس بارے میں میرے پاس پوری معلومات پہنچ گئی ہیں۔ اوور"...... لوگاس نے جواب دیا۔

"اور وہ کون سی لڑکی ہے جس سے عمران کی شادی کی جا رہی ہے۔ اوور"...... چیف نے پوچھا۔

"مجھے اب تک جو اطلاعات ملی ہیں ان کی مطابق سر عبدالرحمٰن

اور ان کی اہلیہ نے عمران کے لئے ہمارے ٹارگٹ کو ہی پسند کیا ہے اور کوٹھی میں اسی پر توجہ دی جا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسی سے عمران کی شادی طے پا جائے۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''اوہ۔ اگر اس لڑکی کی شادی عمران سے ہو گئی تو ہمارے لئے اس تک پہنچنا اور مشکل ہو جائے گا۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''اگر آپ حکم دیں تو ہم اس شادی کو روک سکتے ہیں چیف۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہو جانے دو یہ شادی۔ شادی کے بعد عمران اپنی بیوی کو لے کر یقیناً ہنی مون کے لئے کسی دوسرے ملک میں ضرور جائے گا۔ اگر وہ افراب کو لے کر کسی دوسرے ملک میں گیا تو یہ ہمارے لئے بہترین موقع ہو گا۔ میں نے ایک گروپ تیار کر رکھا ہے۔ عمران جس ملک میں جائے گا اس گروپ کو میں فوراً اس کے پیچھے روانہ کر دوں گا۔ وہاں چونکہ یہ دونوں اکیلے ہوں گے ان کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ ہو گی اس لئے مجھے یقین ہے کہ اکیلا عمران ہمارے گروپ کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ ہمارا گروپ عمران کو ہلاک کر دے گا اور اس لڑکی کو اپنی تحویل میں لے لے گا اور پھر وہ لڑکی مجھ تک پہنچ جائے گی۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ لیکن عمران اگر اپنی بیوی کو لے کر کسی دوسرے ملک میں نہ گیا تو۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''پھر تم اور تمہارا گروپ وہاں موجود ہے۔ پھر میں تمہیں ایک پلاننگ بتاؤں گا۔ اس پلاننگ پر عمل کر کے ہی اس لڑکی کو اغوا کیا جائے گا۔ اس کے لئے ممکن ہے اس بار تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی ٹکراؤ ہو جائے لیکن ایک بار مسز عمران ہمارے قبضے میں آ گئی تو پھر عمران اور اس کے ساتھی ہمارے خلاف کچھ نہ کر سکیں گے۔ لڑکی کو پاکیشیا سے نکالنا ہی مشکل ہے۔ وہ پاکیشیا سے نکل گئی تو پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ساری زندگی اسے ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''کیا ہوا۔ تم خاموش کیوں ہو گئے ہو۔ اوور''...... چیف نے اس کا مختصر سا جواب سن کر کہا۔

''اگر آپ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ہمیں بعد میں حرکت میں لانے کا سوچ رہے ہیں تو اب ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے چیف۔ ہمیں اس لڑکی کو ہی اغوا کرنا ہے۔ جو ہم آسانی سے کر سکتے ہیں۔ آپ موقع دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس انداز میں کارروائی کروں گا کہ لڑکی کو ہم اغوا بھی کر لائیں گے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو کانوں کان اس کی خبر بھی نہ ہو گی۔ پھر ہم لڑکی کو فوری طور پر پاکیشیا کی سرحد بھی کراس کرا دیں گے جس کے میں نے سارے انتظامات مکمل کرا رکھے ہیں۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''کیا انتظامات ہیں۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ اوور''...... چیف نے کہا تو لوگاس اسے تفصیل بتانے لگا کہ وہ کس طرح سے سرعبدالرحمٰن کی کوٹھی پر حملہ کر کے وہاں سے افراب عالم کر اغوا کر سکتے ہیں اور اسے کس طرح سے پاکیشیا کی سرحد سے نکال کر کافرستان پہنچا سکتے ہیں۔

''تمہاری ترکیب شاندار تو ہے لیکن اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ تم ابھی کوئی کارروائی نہ کرو تو بہتر ہو گا۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''لیکن کیوں چیف۔ اوور''...... لوگاس نے چونک کر کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ عمران کی ایک بار اس لڑکی سے شادی ہو جائے۔ اس لڑکی سے عمران کی شادی ہو گئی تو پھر ہم اس لڑکی کو اغوا کر کے اس سے دوہرا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک تو ہم اس سے وہ چیز حاصل کر لیں گے جو اس کے پاس موجود ہے اور دوسرا یہ کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس لڑکی کا پتہ چلانے یا اس تک پہنچنے کی کوشش کی تو ہم اس لڑکی کو یرغمال بنا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو روک سکتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ عمران کو ہماری تنظیم کے بارے میں کچھ بھی معلوم ہو۔ لڑکی نے اگر ہمارا کام آسانی سے کر دیا تو میں اسے اپنے پاس نہ رکھوں گا۔ اس کا برین واش کر کے اسے واپس عمران تک پہنچا دوں گا۔ عمران کو کسی بھی صورت میں اس بات کی خبر نہ ہو گی کہ اس کی بیوی کو کس نے اغوا

کیا تھا اور کیوں کیا تھا۔ اس کے پاس ایسا کیا تھا جو ہم نے اس سے حاصل کیا ہے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ بات تو آپ نے اب تک مجھے بھی نہیں بتائی ہے کہ آپ کے لئے یہ لڑکی اتنی اہمیت کیوں رکھتی ہے۔ اس کے پاس ایسا کیا ہے جو آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''یہ سیکرٹ ہے لوگاس بہت بڑا سیکرٹ جو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور میں اپنے سیکرٹ کسی شیئر نہیں کرتا۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم بھی اس سیکرٹ کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ کرو۔ اوور''...... چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''تم نے عمران، افراب اور سرعبدالرحمٰن کی رہائش گاہ کی نگرانی کے لئے جو انتظامات کئے ہیں کیا ان کی ریکارڈنگ بھی ہو رہی ہے یا نہیں۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''میں ان کی ہر موومنٹ کی مکمل ریکارڈنگ کرا رہا ہوں چیف۔ ان کا ہماری نگاہوں سے اوجھل ہونا ممکن نہیں ہے۔ اوور''۔ لوگاس نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ جب عمران اور افراب عالم کی شادی ہو جائے تو مجھے اس کی شادی کی تقریب کی ریکارڈنگ ضرور بھیج دینا۔ میں عمران کی شادی کی تقریب کو خود بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اوور''۔

چیف نے کہا۔

"اوکے چیف۔ میں ساری ریکارڈنگ آپ کو بھجوا دوں گا۔ اوور"...... لوگاس نے کہا۔

"اور کوئی خاص بات ہے تو بتاؤ۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"نو چیف۔ ابھی تک تو حالات نارمل ہیں اور کوئی خاص بات نہیں ہے جو آپ کو بتانے والی ہو۔ اوور"...... لوگاس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب کوئی پیشرفت ہو تو مجھے کال کر لینا۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... لوگاس نے کہا اور دوسری طرف سے چیف نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"یہ چیف کن چکروں میں پڑ گیا ہے۔ جب میں نے اس سے کہا ہے کہ میں سرعبدالرحمٰن کی رہائش گاہ میں گیس کیپسول فائر کروا کر سب کو بے ہوش کر کے آسانی سے وہاں سے افراب عالم کو نکال کر لا سکتا ہوں تو پھر چیف کیوں عمران اور افراب کی شادی کرانے پر بضد ہو ہے"...... ٹرانسمیٹر آف کرنے کے بعد لوگاس نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے سرحدی قصبے کے چند اسمگلروں سے بات بھی کر لی ہے۔ انہیں ایڈوانس رقم بھی دے دی ہے۔ وہ چند گھنٹوں میں لڑکی کو پاکیشیا سے کافرستان پہنچا سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود چیف اپنی ہی من مانی کرتا پھر رہا ہے اور یہ بھی نہیں بتا رہا ہے کہ آخر

اس لڑکی کے پاس ایسی کون سی چیز ہے جو چیف اسے اغوا کر کے خود ہی اس سے حاصل کرنا چاہتا ہے جس کے لئے چیف نے مجھے سختی سے حکم دیا ہے کہ لڑکی اس تک زندہ سلامت پہنچنی چاہئے اور اس کے جسم پر ایک خراش تک نہیں ہونی چاہئے"...... لوگاس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"لوگاس بول رہا ہوں"...... اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"راکی بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے راکی کی آواز سنائی دی تو لوگاس چونک پڑا۔

"کوئی خاص بات ہوئی ہے جو تم نے کال کیا ہے"۔ لوگاس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ایک اہم بات آپ کے نوٹس میں لانا ضروری تھی اس لئے کال کی ہے"...... راکی نے کہا۔

"کیا بات ہے۔ بتاؤ"...... لوگاس نے کہا۔

"سرعبدالرحمٰن کی رہائش گاہ کی سیکورٹی سخت کی جا رہی ہے باس اور یہاں جو افراد سیکورٹی کے لئے پہنچے ہیں ان کا تعلق یا تو ملٹری انٹیلی جنس سے ہے یا پھر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں"...... راکی نے جواب دیا تو لوگاس چونک پڑا۔

"اوہ۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان افراد کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس یا

پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو سکتا ہے''...... لوگاس نے چونک کر کہا۔

''ان کے کام کرنے کا انداز عام نہیں ہے باس۔ وہ نہایت باریک بینی سے کوٹھی اور اس کے ارد گرد کا جائزہ لے رہے ہیں۔ ان کے پاس سائنسی آلات بھی ہیں۔ ایسے آلات یا تو ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہو سکتے ہیں یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس''...... راکی نے جواب دیا۔

''کون سے آلات ہیں ان کے پاس اور کیا وہ ان آلات سے ہمارے سائنسی آلات کی چیکنگ کر سکتے ہیں جن سے تم نے اپنا نگرانی کا سیٹ اپ بنایا ہوا ہے''...... لوگاس نے کہا۔

''اوہ نو باس۔ ہم جدید ترین آلات کا استعمال کر رہے ہیں۔جنہیں کسی بھی سائنسی آلے سے چیک کرنا ممکن نہیں۔ اگر وہ لوگ ہمارے سیٹ اپ تک پہنچ بھی گئے تو ہم ان کے پہنچنے سے پہلے ہی اس سارے سیٹ اپ کو ختم کر سکتے ہیں۔ ہمارے آلات کی انہیں جلی ہوئی راکھ کے سوا کچھ نہیں ملے گا''...... راکی نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ انہیں واقعی ہمارے آلات کا بھی علم نہیں ہونا چاہئے۔ ان لوگوں کا تعلق پاکیشیا کی کسی بھی سروس سے ہو یا وہ کسی بھی ایجنسی سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان سے خود کو دور ہی رکھنا۔ چیف کے اس سلسلے میں سخت احکامات ہیں''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم ان کی پہنچ سے دور ہیں۔ وہ

کسی بھی صورت میں ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے''...... راکی نے کہا۔

''اگر ممکن ہو سکے تو مجھے سائنسی آلات کی مدد سے ان سب افراد کی تصویریں بھیج دو۔ میں ان کی اسکیننگ کراتا ہوں تاکہ پتہ چل سکے کہ وہ کون ہیں''...... لوگاس نے کہا۔

''میں نے سب کی تصویریں اسکیننگ سیکشن میں بھیج دی ہیں باس۔ ظفران تصویروں کی اسکیننگ کر رہا ہے۔ جلد ہی اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ ان افراد کا تعلق کس ایجنسی یا تنظیم سے ہے''۔ راکی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ظفران سے خود بات کر لیتا ہوں اور اس سے جلد سے جلد ان تصویروں کی اسکیننگ کراتا ہوں۔ اگر ان افراد کا ڈیٹا ہمارے ریکارڈ میں ہوا تو جلد ہی ان کا نام و پتہ معلوم ہو جائے گا''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس۔ ویسے وہ جو بھی ہیں ہمارے لئے کسی پریشانی کا باعث نہیں بن سکتے بلکہ وہ سب ہماری رینج میں ہیں اور ہم چاہیں تو انہیں کسی بھی وقت ٹارگٹ کر سکتے ہیں''...... راکی نے کہا۔

''ابھی کسی کو ٹارگٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا سارا دھیان عمران اور اس لڑکی پر ہونا چاہئے جس سے اس کی شادی ہو رہی ہے۔ چیف نے اس سلسلے میں واضح احکامات نہیں دیئے ہیں۔ جب تک وہ احکامات نہیں دیتا ہمیں سوائے نگرانی کے اور کچھ بھی نہیں کرنا ہے''...... لوگاس نے کہا۔

''اوکے باس''...... راکی نے کہا تو لوگاس نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''اسکیننگ سیکشن''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''لوگاس بول رہا ہوں''...... لوگاس نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ ظفران بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''راکی نے تمہیں چند تصویریں بھیجی ہیں''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس۔نو افراد کی تصویریں ہیں جن میں دو عورتیں اورسات مرد شامل ہیں''...... ظفران نے کہا۔

''ان کی جلد سے جلد اسکیننگ کرو اور دیکھو ان کا تعلق پاکیشیا کی کس ایجنسی یا تنظیم سے ہے''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے تصویریں کمپیوٹرائزڈ مشین میں ڈال دی ہیں۔ ان کی اسکیننگ شروع ہو چکی ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ مشین کا ڈیٹا کافی زیادہ ہے۔ اس لئے ان کی ڈیٹیل سامنے آنے میں کافی وقت لگ جائے گا''...... ظفران نے جواب دیا۔

''کتنا وقت''...... لوگاس نے پوچھا۔

''چار سے چھ گھنٹے باس''...... ظفران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے ہی ان کی ڈیٹیل کا پتہ چلے مجھے فوراً رپورٹ دینا''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس''...... ظفران نے کہا اور لوگاس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کی نوجوان پرسنل سیکرٹری اندر داخل ہوئی۔

''باس''......سیکرٹری نے مودبانہ لہجے میں کہا تو لوگاس چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''آؤ تہمینہ''...... لوگاس نے کہا تو لڑکی آگے بڑھ آئی۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی ایک فائل تھی۔

''باس۔ یہ سپلائی کی فائل ہے۔ ساری سپلائی آ گئی ہے''۔ تہمینہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کتنے باکس آئے ہیں''...... لوگاس نے پوچھا۔

''ایک سو دس باکس ہیں باس''...... تہمینہ نے جواب دیا۔

''تم نے انہیں کھول کر چیک کیا ہے''...... لوگاس نے پوچھا۔

''یس باس۔ سارا مال اوکے ہے''...... تہمینہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں تمہیں میں ان لوگوں کے نام و پتے دے دیتا ہوں۔ تم اپنی نگرانی میں مال کی سپلائی کر دو۔ سب کو برابر کا مال پہنچنا چاہئے''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ اس بار جب مال آئے گا تو آپ چار گنا تھری ون کو سپلائی کریں گے۔ اسے میں نے بھی یہی بتایا تھا کہ اسے مال زیادہ ملے گا''...... تہمینہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے زیادہ مال دے دو اور باقی جو بچ جائے

اسے برابر تقسیم کرا دینا'' ...... لوگاس نے کہا۔

''او کے باس'' ...... تہمینہ نے کہا۔

''اور ہاں۔ یہ کوبرا کہاں ہے۔ صبح سے آیا کیوں نہیں'' ...... لوگاس نے پوچھا۔

''اس کی کال طبیعت ٹھیک نہیں تھی باس۔ اسے تیز بخار تھا۔ وہ پھر بھی کام کر رہا تھا۔ مجھ سے اس کی حالت دیکھی نہ گئی تو میں نے اسے چھٹی دے دی تھی۔ صبح اس سے میری فون پر بات ہوئی تھی۔ وہ چیکنگ کے لئے ہسپتال گیا ہوا ہے'' ...... تہمینہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جب وہ ٹھیک ہو کر آ جائے تو اسے میرے پاس بھیج دینا۔ مجھے اس سے ایک ضروری کام ہے'' ...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس'' ...... تہمینہ نے کہا۔

''اب تم جا سکتی ہو'' ...... لوگاس نے کہا تو تہمینہ نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتی ہوئی آفس سے نکلتی چلی گئی۔ لوگاس نے اس کی لائی ہوئی فائل کھولی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

سر عبدالرحمٰن اور اماں بی کے ساتھ ثریا کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ عمران نے ان کے کہنے پر شادی کے لئے ہاں کر لی تھی۔ چونکہ اماں بی اور سر عبدالرحمٰن کی پسند سر عالم فراز کی بیٹی افراب تھی اس لئے ثریا نے بھی اپنی پسند کو نظر انداز کر کے افراب کو اپنی بھابھی بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سر عبدالرحمٰن نے عمران اور افراب عالم کی شادی کا اعلان کیا تو کچھ چہرے خوشی سے چمک اٹھے تھے اور کچھ کے چہرے مرجھا سے گئے تھے جن میں ظاہر ہے وہ چھ لڑکیاں بھی شامل تھیں جو عمران کو دیکھنے ثریا کے ساتھ اس کے فلیٹ میں گئی تھیں۔

عمران اس دوران دو تین مرتبہ کوٹھی سے باہر گیا تھا لیکن وعدے کے مطابق وہ جلد ہی لوٹ آتا تھا۔ اس بار وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک نوجوان تھا۔ سر عبدالرحمٰن کے پوچھنے پر عمران نے اس کا نام شہریار بتایا تھا۔ نوجوان کا قد کاٹھ عمران جیسا ہی تھا اور وہ عمران

کی طرح بے حد نفیس اور خوش مزاج دکھائی دیتا تھا جبکہ عمران کافی مضطرب اور بجھا بجھا سا دکھائی دے رہا تھا۔ ظاہر ہے شادی اس کی خوشی سے نہ ہو رہی تھی اس لئے وہ خاموش سا ہو کر رہ گیا تھا۔ ثریا اور اس کی سہیلیاں اسے ہنسانے اور تنگ کرنے کی بے حد کوشش کر رہی تھیں لیکن عمران یوں گم سم ہو گیا تھا جیسے اس کی منہ میں زبان ہی نہ ہو۔

عمران کے ساتھ آنے والا نوجوان اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہ کسی پل بھی عمران کو اکیلا نہ چھوڑتا تھا جیسے وہ اس کا سایہ بنا ہوا ہو۔ اس پر عمران کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ سر عبدالرحمٰن نے شادی میں شرکت کے لئے خوب اہتمام کے ساتھ بہترین تراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ خود بھی اس قدر جوان نظر آ رہے تھے جیسے عمران کی بجائے خود ان کی اپنی شادی ہو۔ عمران کے کہنے پر سر عبدالرحمٰن شادی کی تقریب سادگی سے کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جو مہمان آ چکے تھے بس یہ تقریب ان مہمانوں تک ہی محدود کر دی تھی حالانکہ سر عبدالرحمٰن، عمران کی شادی کے لئے پورے پاکیشیا کے اعلیٰ افسران بشمول پرائم منسٹر اور صدر مملکت کو بھی بلانا چاہتے تھے لیکن عمران نے ان سے اس انداز میں درخواست کی تھی کہ وہ عمران کی بات نہ ٹال سکے۔ یہاں تک کہ عمران نے اس تقریب میں سر سلطان اور سر داور سمیت نزدیکی دوستوں کو بھی بلانے سے منع کر دیا تھا جس پر سر عبدالرحمٰن کو بے حد حیرت ہو رہی تھی۔ اس پر انہوں

نے عمران پر غصہ بھی کیا تھا لیکن عمران کی یہی ضد تھی کہ وہ ان میں سے کسی کی موجودگی میں شادی نہیں کرے گا۔ یہ بات جب اس نے اماں بی سے کہلوائی تو سر عبدالرحمٰن کو خاموشی اختیار کرنا پڑی۔ ظاہر ہے وہ اماں بی کے سامنے کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ اس وقت تک کوٹھی کو کسی دلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا۔

عمران نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے ساتھی کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں جن میں جولیا بھی شامل ہے۔ اس نے جولیا اور اپنے کسی ساتھی سے کوئی بات نہ کی تھی۔ اس کے تمام ساتھیوں کے چہرے بگڑے ہوئے تھے اور وہ بھی جان بوجھ کر اس سے دور دور رہنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ویسے بھی کوٹھی کے گرد زبردست حفاظتی انتظامات تھے اور پرندہ بھی بغیر اجازت پر نہیں مار سکتا تھا۔ شام کے وقت سب مہمان جمع ہوئے اور پھر مغرب کی نماز کے بعد چند خاص خاص مہمانوں کی موجودگی میں عمران اور افراب کا نکاح کرا دیا گیا۔ افراب عالم کے والدین دلہن کو وہیں لے آئے تھے۔ نکاح ہوتے ہی عمران کو کوٹھی کے نئے تعمیر شدہ تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا تھا اور یہ تہہ خانہ اس طرح ڈیکوریٹ کیا گیا تھا جیسے وہ تہہ خانہ نہ ہو کسی بادشادہ کا محل ہو۔ سر عبدالرحمٰن نے شادی سادگی میں کرانے کی عمران کے سامنے ایک ہی شرط رکھی تھی کہ اسے اب اس کوٹھی کے تہہ خانے میں ہی رہنا پڑے گا جسے ناچار عمران نے مان لیا تھا۔

عمران ایک ایک چیز کا غور سے جائزہ لیتا ہوا اس کمرے کے

دروازے کے پاس پہنچ گیا جہاں اندر حسین ترین خوابگاہ میں افراب عالم دلہن بنی بیٹھی تھی عمران کے قدم دروازے پر ہی جم گئے۔ اس قسم کی باتوں پر دوسروں کے سامنے شرما جانے والے عمران کا چہرہ پتھر کی طرح سپاٹ تھا۔ وہ نجانے کب تک وہاں کھڑا رہا اور پھر وہ وہاں سے ہٹ ہی رہا تھا کہ ٹھٹھک گیا۔

''سرتاج''...... افراب کی آواز اس کے کانوں میں پڑی جو اب افراب عالم سے افراب عمران بن چکی تھی۔ پھر وہ بیڈ سے اتری اور عمران کے قریب آ کر کھڑی ہوگئی۔

''کیا بات ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''اب آپ کا مجھ پر غصہ کرنا بے معنی ہوگا سرتاج''...... افراب نے سر جھکا کر کہا۔

''کیا کہنا چاہتی ہو''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہی کہ اب میں آپ کی بیوی ہوں اور آپ کو ان حالات سے سمجھوتا کرنا ہی ہوگا''...... افراب نے کہا۔

''ہٹ جاؤ میرے سامنے سے''...... عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

''چلی جاتی ہوں۔ مگر ہم دونوں یہاں سے اس وقت تک نہیں نکل سکیں گے جب تک اماں بی نہ چاہیں گی''...... افراب نے کہا۔

''مجھے کسی کے چاہنے سے کوئی مطلب نہیں ہے اور تم بھی سن لو میرا تم سے نکاح کی حد تک ہی رشتہ رہے گا جسے میں کسی مناسب

وقت پر تین الفاظ کہہ کر منقطع کر دوں گا''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ ایسا نہیں کرسکیں گے سرتاج''...... افراب نے کہا۔

''تم روکو گی مجھے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں مگر ڈیڈی کا فیصلہ آپ کو ایسا نہیں کرنے دے گا''۔ افراب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے پوچھا۔

''آپ بھی سن لیں''...... افراب نے کہا اور آگے بڑھ کر خوابگاہ میں گئی اور چند لمحے بعد ایک ٹیپ ریکارڈر لئے باہر نکل آئی۔ ٹیپ ریکارڈر اس نے دیوار کے پاس رکھی میز پر رکھ کر اسے آن کر دیا فوراً ہی ٹیپ ریکارڈر سے سر عبدالرحمٰن صاحب کی سرد آواز ابھرنے لگی۔

''عمران نئی زندگی مبارک ہو۔ اب تم اس وقت تک یہاں رہو گے کہ جب تک تمہاری اماں بی کی ایک پوتا یا پوتی کھلانے کی خواہش پوری نہیں ہو جاتی۔ یہاں تمہیں ہر چیز مہیا کی جائے گی کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہوگی مگر اس کے ساتھ ہی تمہیں چند باتوں کا پورا پورا خیال رکھنا ہوگا۔ تم افراب بیٹی کو طلاق یا اور کوئی تکلیف نہیں دو گے نہ مار پیٹ کرو گے۔ یہاں سے فرار ہونے کے لئے اسے یرغمال نہیں بناؤ گے۔ جس قدر جلد ممکن ہوگا اپنی اماں بی کے ارمان پورے کرو گے تاکہ آزادی پا سکو۔ تہہ خانہ بہت مضبوط اور

محفوظ ہے مگر تمہاری شیطانی ذہانت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے اس لئے تم نے فرار ہونے کی کوشش بھی کی یا ان میں سے کسی بھی بات کی خلاف ورزی کی تو یاد رکھو میں تمہاری اماں بی کو گولی مارنے کے بعد اپنے آپ کو بھی ختم کر لوں گا یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اس سے میں تمہیں پہلے بھی آگاہ کر چکا ہوں۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں نئی زندگی گزارو اور خوش رہ کر دوسروں کو خوش کرنا سیکھو۔ میری، تمہاری اماں بی اور تمہاری بہن کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں''...... ان الفاظ کے ساتھ ہی ٹیپ ختم ہو گیا تھا اور یہ سب سن کر عمران کو اسے ایسا لگا تھا کہ جیسے اس کا وجود کو دہکتے ہوئے انگاروں پر رکھ دیا گیا ہو۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ نکاح کے بعد وہ مناسب وقت پر افراب کو طلاق دے کر چھٹکارہ پالے گا مگر اب وہ پوری طرح بے بس ہو گیا تھا۔ اس سے کسی سے رابطہ کرنے والی ہر چیز چھین لی گئی تھی اور اس کے پاس اب اپنے ساتھیوں سے رابطہ کرنے کا بھی کوئی ذریعہ نہیں تھا ورنہ وہ یہاں سے فرار ہونے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرتا مگر اب وہ بے بس تھا کسی بے ضرر کیچوے کی طرح سر عبدالرحمٰن کی دھمکی نے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے تھے وہ بے بال و پر کا ہو گیا تھا۔ اگرچہ تہہ خانے میں فون موجود تھا مگر وہ جانتا تھا کہ اس کا رابطہ صرف کوٹھی تک ہی محدود ہو گا اس فون سے وہ کوٹھی سے باہر کال نہیں کر سکے گا۔

اس نے بے بسی سے اپنے سر پر دو ہتڑ مارنے کی کوشش کی

لیکن دو حنائی ہاتھوں نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے تھے اس نے آنکھیں کھولیں دو حسین اور غزالی آنکھیں بڑی چاہت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ مگر عمران کا دل چاہ رہا تھا کہ اپنی آزادی چھیننے والی ان دونوں آنکھوں کو وہ پھوڑ ڈالے اس چہرے کو نوچ نوچ کر اتنا بھیانک بنا دے کہ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے مگر۔ مگر سر عبدالرحمٰن صاحب کی دھمکی کے آگے وہ بے بس تھا۔ وہ اماں بی اور اپنے ڈیڈی کی موت کا باعث کبھی نہیں بن سکتا تھا۔

اس نے افراب کے ہاتھ جھٹکے اور اس سے دور ہٹ کر ٹہلتا رہا اور دیوار گیر گھڑی کی سوئیاں تیزی سے آگے بڑھتی رہیں پھر جیسے ہی کلاک نے نو بجائے وہ اور افراب دونوں ہی چونک پڑے تھے۔ کمرے میں ہلکی ہلکی سرسراہٹ کی آواز ابھری تھی پھر سامنے کی ایک دیوار سرکتی چلی گئی اور دو فٹ لمبا اور ایک فٹ چوڑا خلا نمودار ہو گیا پھر اس خلا میں دیوار کے دوسری طرف سے کوئی چیز آ کر رکی۔ یہ لفٹ کی طرز کا ایک باکس سا تھا اور اس میں ایک ٹرے رکھی ہوئی تھی ٹرے میں کھانے پینے کی بہتری چیزیں تھیں افراب آگے بڑھی اور ٹرے اٹھا کر میز پر رکھ دی فوراً ہی باکس واپس چلا گیا چند منٹ بعد باکس پھر نیچے آیا اس بار اس میں دودھ کا جگ مٹھائی اور تحفوں کے ڈبے موجود تھے۔ یہ دیکھ کر عمران سر پکڑ کر صوفے پر گر پڑا۔ اس کا ایک اور منصوبہ سر عبدالرحمٰن صاحب کی ذہانت نے روبہ عمل ہونے سے پہلے ہی ناکام کر ڈالا تھا۔ ورنہ وہ

سوچ رہا تھا کہ جب کوئی کھانا وغیرہ لے کر آئے گا تو وہ اس پر قابو
پا لے گا اور پھر یہاں سے نکلنے کی کوشش کرے گا ممکن تھا کہ وہ
اپنے اس منصوبے میں کامیاب رہتا مگر یہ منصوبہ بھی سر عبدالرحمٰن کی
پیش بندی کی وجہ سے ناکام ہو گیا تھا۔

''کیا مجھے وہی سب کچھ کرنا ہو گا جو اماں بی چاہتی ہیں''۔
عمران نے سوچا اور اس سوچ کے ساتھ ہی اس کے جسم میں
چنگاریاں سی بھر گئیں اور اسے اپنا پورا جسم جلتا ہوا محسوس ہونے لگا۔
اگر اس کے ڈیڈی نے اس قسم کی دھمکی نہ ہوتی تو وہ کسی نہ کسی طرح
یہاں سے فرار ہو ہی جاتا لیکن اب وہ بے بسی سے دونوں ہاتھوں
سے سر پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے وہ اتنا بے بس کبھی
نہ ہوا تھا۔

اچانک سر عبدالرحمٰن چونک پڑے نجانے کیوں سوتے ہوئے ان
کی آنکھ کھل گئی تھی وہ اٹھ کر بستر پر بیٹھ گئے ذہن غنودہ سا تھا
اچانک سانس کے ساتھ ہی حلق میں عجیب سی کڑواہٹ اور ناک
میں گیس کی بو محسوس ہوئی تو وہ اچھل کر اٹھ کھڑے ہوئے اسی لمحے
خطرے کا احساس ذہن میں جاگا اٹھا انہوں نے بستر کی طرف پلٹ
کر تکیے کے نیچے سے ریوالور نکالا اور دروازے کی طرف بڑھ
گئے۔

ذہن بوجھل سا لگ رہا تھا انہوں نے سانس روک کر خود کو
نارمل کرنے کی کوشش کی اور دروازے کی چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا
باہر کوئی نہیں تھا مگر وہ مطمئن نہیں ہوئے اور کمرے سے باہر نکل
آئے راہداری میں بھی یہ عجیب بو موجود تھی۔ ذہن اس بو سے سویا
سویا سا محسوس ہونے لگا تھا۔

وہ جانتے تھے کہ یہ سینتھک گیس کی بو ہے اور بے ہوش کرنے

کے لئے پھیلائی جا رہی ہے وہ سانس روکنے اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اچانک انہیں کوئی نظر آیا۔ اگلے کمرے کے دروازے سے کوئی باہر نکل رہا تھا ایک آدمی جس نے گیس ماسک چہرے پر چڑھا رکھا تھا اور اس کی کمر پر ایک آکسیجن ٹینک جیسی چیز بندھی ہوئی تھی وہ دروازے بند کر کے آگے کی طرف بڑھا تھا اس ٹینک میں سے نکلا ہوا ایک چھوٹا سا پائپ اس آدمی کے ہاتھ میں تھا جس میں آگے ایک نوزل سا لگا ہوا تھا۔

"رکو۔ کون ہو تم"...... سر عبدالرحمٰن نے چلاتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تم ہوش میں ہو"...... اس آدمی کے منہ سے نکلا۔

"ہاں مگر تم کون ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے غرا کر کہا ٹھیک اسی لمحے ایک کمرے سے دو اور آدمی باہر نکل آئے ان دونوں کے چہروں پر بھی گیس ماسک موجود تھا اور ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"کیا ہوا"...... باہر آتے ہی ان میں سے ایک نے پوچھا اس کی نظر سر عبدالرحمٰن پر نہیں پڑی تھی جبکہ دوسرا انہی کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈائریکٹر صاحب ہوش میں ہیں ابھی"...... اس کے منہ سے نکلا۔

"اوہ۔ ان کو بے ہوش کر دو جلدی کرو احمق کہیں کے۔ پھوار مارو"......سوال کرنے والا سر عبدالرحمٰن کی جانب مڑا۔

"کون ہو تم تت"...... سر عبدالرحمٰن کے جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی گیس کی ٹنکی والے نے نوزل کا رخ ان کی طرف کر دیا تھا

فوراً ہی انہیں ایسا لگا جیسے ہوا کا تیز جھونکا ان سے ٹکرایا ہو ساتھ ہی تیز بو بھی ناک میں بڑی تیزی سے گھسی تھی انہوں نے سانس روک لیا اور بڑی تیزی سے ہاتھ اٹھا کر پے در پے دو فائر ان کی جانب جھونک دیئے دوسرے فائر کے ساتھ ہی وہاں ایک چیخ بھی بلند ہوئی تھی پھر کوئی دھڑام سے گرا تھا۔

سر عبدالرحمٰن نے تیسرا فائر بھی کیا لیکن پھر چوتھے فائر کی انہیں مہلت نہ ملی کسی کی لات ان کے ہاتھ پر پڑی تھی اور ریوالور ان کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے جیسے ہی انہوں نے رکا ہوا سانس خارج کر کے سانس لیا وہ لڑکھڑائے اور کٹے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گر پڑے۔

"اچھا ہوا بے ہوش ہو گیا ورنہ گولی مارنی پڑتی"...... ان میں سے ایک نے کہا۔

"ارے اسے سنبھالو یہ تو مر گیا"...... دوسرے نے کہا۔ سر عبدالرحمٰن نے بے ہوش ہونے سے یہی دو جملے سنے تھے پھر ان کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور پھر نجانے کتنی دیر بعد انہیں ہوش آیا تو کچھ دیر وہ لاشعوری کیفیت میں فرش پر پڑے اپنے آپ کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے رہے پھر اٹھے اور آس پاس کا جائزہ لیا۔

ان کا ریوالور ایک جگہ پڑا ہوا تھا انہوں نے آگے بڑھ کر ریوالور اٹھایا اور ثریا کے کمرے کی طرف بڑھے وہ بستر پر موجود تھی

مگر بے ہوش اس کے برابر ہی اس کی اماں بی لیٹی ہوئی تھیں۔
سرعبدالرحمٰن صاحب اس کمرے سے باہر نکل کر تیزی سے خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے تہہ خانے میں داخل ہوئے اور پھر انہوں نے تہہ خانے کے چاروں کمرے چیک کر لئے لیکن وہاں عمران اور اس کی بیوی موجود نہ تھی۔ سرعبدالرحمٰن وہاں موجود ایک ایک چیز کو دیکھنے لگے زبردستی اٹھالے جانے کا کوئی نشان نہیں تھا۔ وہ چند لمحے اردگرد کا جائزہ لیتے رہے پھر سر ہلا دیا کیونکہ یہاں بھی گیس کی ہلکی سی بو ابھی تک موجود تھی اس کا مطلب تھا کہ ان دونوں کو بھی پہلے گیس کے ذریعے بے ہوش کر دیا گیا تھا پھر ظاہر ہے جب انہوں نے افراب اور عمران کو اٹھایا تو وہ بے ہوشی کی حالت میں ہوتے ہوئے وہ جدوجہد کیسے کر سکتے تھے۔اس لئے بڑی آسانی سے وہ دونوں اغوا ہو گئے تھے۔

وہ پوری کوٹھی میں چکر لگانے لگے ہر ملازم ان کو بے ہوش ملا تھا گیٹ پر چوکیدار بھی بے ہوش پڑا تھا گیٹ بند ضرور تھا مگر مقفل نہیں تھا جبکہ چوکیدار گیارہ بجے کے بعد گیٹ مقفل کر کے برابر میں بنے ہوئے کواٹر میں جا کر بیٹھ جاتا تھا۔پوری کوٹھی کا جائزہ لینے کے بعد وہ واپس اپنے کمرے میں لوٹ آئے اور بیڈ پر بیٹھ کر انہوں نے سائیڈ تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلو''...... انہوں نے نمبر پریس کرنے کے بعد رسیور کان سے

لگاتے ہوئے کہا۔

''سوپر فیاض بول رہا ہوں''...... دوسری جانب سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی تو سرعبدالرحمٰن صاحب چونک پڑے۔

''تم۔ اتنی رات گئے آفس میں''...... سرعبدالرحمٰن نے حیرت سے پوچھا۔

''لیس سر۔ ایک لاش ملی تھی جناب اسی کے سلسلے میں موجود ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا ساتھ ہی سوپر فیاض کی ایڑیاں بجنے کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

''ہونہہ''...... سرعبدالرحمٰن صاحب نے ہنکارہ بھرا ان کی فون کال نے سوپر فیاض کو اتنا بوکھلا دیا تھا کہ اس سے بات تک نہیں ہو رہی تھی۔

''کوئی حکم سر''...... سوپر فیاض نے جلدی سے پوچھا۔

''کوٹھی میں سے عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کر لیا گیا ہے''...... سرعبدالرحمٰن نے نرم لہجے میں کہا اور سوپر فیاض اچھل پڑا۔

''اغوا۔ کک۔کک۔ کیا مطلب''...... سوپر فیاض نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اغوا کا مطلب اغوا ہی ہوتا ہے نانسنس۔ تم ضروری عملہ لے کر فوراً کوٹھی پہنچو۔ ہری اپ''...... سرعبدالرحمٰن نے جھلا کر کہا۔

''لیس۔ لیس سر''...... سوپر فیاض کی آواز آئی اور انہوں نے رابطہ منقطع کر دیا پھر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگے اس بار انہیں

انتظار کرنا پڑا تھا کیونکہ دوسری طرف سے کچھ دیر بعد رسیور اٹھایا گیا تھا۔

"ہیلو۔ ابن بطوطہ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں سرعبدالرحمٰن بول رہا ہوں"...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"خیریت تو ہے نا"...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

"خیریت ہوتی تو اتنی رات گئے فون کیوں کرتا"۔ سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"خیر اب رات کہاں صبح ہونے والی ہے"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"عمران کہاں ہے"...... سرعبدالرحمٰن نے پوچھا۔

"اس کا علم تو تم کو ہونا چاہئے"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"ہاں۔مگر"...... سرعبدالرحمٰن نے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"مگر کیا"...... سرعبدالرحمٰن کے خاموش ہونے پر ابن بطوطہ نے پوچھا۔

"وہ دونوں اغوا ہو گئے ہیں"...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"کیا"...... ابن بطوطہ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"آدھا گھنٹہ قبل ان کو اغوا کر لیا گیا ہے"۔ سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"اغوا۔کس نے کیا ہے کون لوگ تھے وہ۔ کیا تم نے انہیں دیکھا

تھا"...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ سب اپنے چہروں پر گیس ماسک لگائے ہوئے تھے اس لئے میں ان کے چہرے نہیں دیکھ سکا"...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"گیس ماسک"......ابن بطوطہ کا لہجہ سوالیہ تھا۔

"ہاں گیس ماسک۔ شاید ان میں سے کوئی مر بھی گیا ہے"۔ سرعبدالرحمٰن نے کہا اور مختصر طور پر ساری روداد دوہراتے چلے گئے۔

"اوہ۔ عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کر لیا گیا ہے یہ تو واقعی بہت بری ہے۔ رئیلی بیڈ نیوز"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"ہاں میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجرم یہ طریقہ اختیار کریں گے ورنہ میں اس کا بھی انتظام ضرور کرتا۔ سوری جناب۔ میں اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر نہیں نبھا سکا۔ عمران اور اس کی بیوی کی حفاظت کی جو ذمہ داری آپ نے مجھے دی تھی میں اس پر پورا نہیں اتر سکا ہوں۔ سوری۔ رئیلی ویری سوری"...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ مجھے اس بات کا پہلے سے ہی اندازہ تھا کہ یہ سب کچھ ہونے والا ہے۔ تم اپنی لاکھ کوشش بھی کرتے تب بھی ان دونوں کو اغوا کر لیا جاتا"...... ابن بطوطہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو سرعبدالرحمٰن چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... سرعبدالرحمٰن نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں پوچھا۔

”عمران کی شادی بہت سے لوگوں کو کھٹک رہی تھی۔ اس کی شادی کا کام اتنا آسان نہیں تھا جو تم سے لیا گیا ہے۔ بہرحال تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ہوا ہے بہتر ہوا ہے اور اب کیا کرنا ہے یہ میں خود دیکھ لوں گا“...... ابن بطوطہ نے کہا۔

”لیکن۔ ایسا ہوا کیوں ہے۔ کیا آپ نے یہ سب کرانے کے لئے عمران کی شادی کرائی تھی کہ جب وہ شادی کرے تو اسے اس کی بیوی سمیت اغوا کر لیا جائے“...... سرعبدالرحمٰن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں“...... دوسری طرف سے ابن بطوطہ نے کہا تو سرعبدالرحمٰن کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

”لیکن کیوں۔ اگر یہ ساری آپ کی پلاننگ تھی تو پھر اس پلاننگ کے بارے میں آپ نے مجھے کچھ کیوں نہیں بتایا۔ مجھے اندھیرے میں کیوں رکھا گیا“...... سرعبدالرحمٰن نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

”یہ ایک سپیشل گیم ہے میرے دوست۔ میرے بھائی۔ جلد ہی تمہیں اس سارے کھیل کا مقصد سمجھ آ جائے گا۔ تم ساری فکر چھوڑ دو۔ تم سے میں نے جو کام لینا تھا تم نے بہ احسن طریقے سے نبھایا ہے جس کے لئے تم واقعی داد کے مستحق ہو“...... دوسری طرف سے ابن بطوطہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ جیسا چاہتے تھے میں نے ویسا ہی کر دیا

ہے۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے“...... سرعبدالرحمٰن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”سوپر فیاض کو کال کرو تاکہ وہ آ کر معاملے کی تحقیق کرے۔ اس کے بعد کیا کرنا ہے یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا“...... ابن بطوطہ نے کہا۔

”میں نے اسے کال کر کے بلا لیا ہے۔ وہ پہنچنے ہی والا ہے“...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

”بس تو پھر اب تم خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ۔ سوپر فیاض کو اپنا کام کرنے دو۔ اس سے تم مستقل رپورٹس لیتے رہنا۔ میں وقتاً فوقتاً تم سے رابطہ کر کے پیش رفت کے بارے میں پوچھ لیا کروں گا“۔ ابن بطوطہ کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسا آپ کا حکم“...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔ ٹھیک اسی لمحے باہر کمپاؤنڈ میں گاڑیاں رکنے کی آواز سنائی دی شاید سوپر فیاض پہنچ گیا تھا۔

”سوپر فیاض پہنچ گیا ہے“...... سرعبدالرحمٰن نے کہا۔

”اوکے۔ اسے ڈیل کرو اور اسے کسی بات کا شک نہیں ہونا چاہئے“...... ابن بطوطہ نے کہا۔

”اوکے“...... سرعبدالرحمٰن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران جولیا کے فلیٹ میں جمع تھے۔ ان سب کو چیف کے حکم پر جولیا نے یہاں بلایا تھا۔ عمران کی شادی کو ایک ماہ سے زیادہ وقت گزر چکا تھا لیکن وہ سب ابھی تک اداس اور غمزدہ تھے۔ ایک دوسرے سے کم ہی ملے تھے۔ ان سب کو چونکہ جولیا کی فکر تھی اس لئے وہ فرداً فرداً اس سے آ کر بھی ملتے رہتے تھے اور فون پر بھی اس کے حال و احوال پوچھتے رہتے تھے۔ صفدر کے کہنے پر صالحہ کا زیادہ وقت جولیا کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔ شروع شروع میں جولیا بے حد اداس اور پریشان رہتی تھی لیکن آہستہ آہستہ اس نے خود کو سنبھالنا شروع کر دیا تھا اور یہ دیکھ کر صالحہ اور اس کے ساتھی واقعی حیران رہ گئے تھے کہ کچھ دن بعد جولیا اس طرح ہشاش بشاش سی رہنے لگی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

جولیا نے واقعی خود کو حیرت انگیز طور پر سنبھال لیا تھا اور اس نے سب کے ساتھ پہلے کی طرح ہنسنا بولنا شروع کر دیا تھا جیسے اسے

کچھ ہوا ہی نہ ہو یا وہ کسی عمران نامی شخص کو جانتی ہی نہ ہو۔ شروع شروع میں کوئی ممبر اس کے سامنے عمران کا نام بھی لیتا تھا تو وہ غصے سے آگ بگولہ ہو جاتی تھی لیکن اب وہ خود عمران کا بار بار ذکر کرتی تھی۔ اس کی بیوی کے بارے میں پوچھتی تھی لیکن چونکہ کسی کا عمران سے رابطہ نہ تھا اس لئے بھلا اسے کوئی کیسے بتا سکتا تھا کہ عمران اور اس کی نئی نویلی بیوی کس حال میں ہے۔

''آج کس کی شامت آئی ہے جو چیف نے ایک بار پھر ہم سب کو آپ کے ذریعے آپ کے فلیٹ میں بلایا ہے''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''شاید اس بار چیف نے صفدر اور صالحہ کو دولہا دلہن بنانے کا پروگرام بنایا ہے اور ہم سب کو یہاں اس لئے بلایا ہے تاکہ ہم سب مل کر ان کی شادی ارینج کر سکیں''۔ جولیا نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''میرا تو ابھی شادی کا کوئی پروگرام نہیں ہے''...... صالحہ نے فوراً کہا۔

''شادی کا پروگرام دلہن سے پوچھ کر نہیں بنایا جاتا یہ تو شادی کرانے والے بڑے جانتے ہیں کہ کس کی شادی کب اور کہاں ہو گی اور تمہارے بڑے ہم ہیں اور ہمارا بڑا چیف۔ چیف نے ایک بار فیصلہ سنا دیا تو پھر شاید وہ اپنی بھی نہیں سنتا''...... جولیا نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو

گئے۔

''اگر ایسا ہے تو میں چیف سے صاف انکار کر دوں گا کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی کیونکہ ابھی تو میرے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے ہیں''...... صفدر نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''بس پھر تو صالحہ کو تمہیں فوراً گود لینا پڑے گا۔ یہ پہلے اپنے دولہے کو پالے گی پھر ہی اس سے شادی کر دیں گے''۔ صدیقی نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''ویسے کسی بڑے نے کیا خوب کہا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''کیا کہا ہے''...... جولیا نے اس کی طرف اشتیاق بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہی کہ کیا خوب کہا ہے''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''اس خوب میں بھی کوئی خوبی چھپی ہو گی۔ وہ خوبی ہی بتا دو''......صفدر نے کہا۔

''کہا ہے کہ جو کام کل کرنا ہے اسے آج ہی کر لینا بلکہ ابھی کر لینا چاہئے۔ کل کا کیا بھروسہ بے چاری آئے یا نہ آئے''۔ چوہان نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''تو تم کیا چاہتے ہو کہ ہماری شادی آج اور ابھی ہو جائے''۔ صفدر نے اسے گھور کر کہا۔

''اگر یہ ایسا ہی چاہتا ہے تو اس کے منہ میں گھی شکر''...... صالحہ نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''میری طرف سے اس کے منہ میں جلا ہوا کوئلہ''...... صفدر نے کہا تو ان کی نان اسٹاپ ہنسی شروع ہو گئی۔

''ضروری نہیں ہے کہ چیف نے اس بار ہمیں کسی کی شادی کے حفاظتی انتظامات کے لئے ہی یہاں بلایا ہو۔ ممکن ہے کوئی کیس شروع ہو گیا ہو اور چیف ہمیں اس کی بریفنگ دینا چاہتے ہوں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''بریفنگ کے لئے چیف دانش منزل کے میٹنگ روم میں بلاتے ہیں یہاں میرے فلیٹ میں نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تو کیا آپ کو علم ہے کہ چیف نے ہم سب کو یہاں کیوں بلایا ہے''......تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن چیف نے ایک بات ضرور بتائی تھی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون سی بات''...... سب نے چونک کر کہا۔

''یہ کہ ہمارے لئے ایک سرپرائز ہے''...... جولیا نے کہا تو وہ چونک پڑے۔

''سرپرائز۔ کیا مطلب۔ یہ چیف ہمیں سرپرائز کب سے دینے لگ گئے ہیں''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید عمران کی شادی کے بعد چیف نے بھی شادی کر لی ہے

اور اس نے یہی بتانے کے لئے ہمیں یہاں اکٹھا کیا ہے''...... تنویر نے کہا تو وہ سب عمران کا نام لینے پر چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگے لیکن جولیا کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔ وہ نارمل تھی۔

''بس پھر اب ہمیں دو دو چیفس بھگتنے پڑیں گے۔ ایک چیف ایکسٹو اور دوسری لیڈی چیف ایکس تھری''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب پھر سے ہنسنا شروع ہو گئے۔

''شکر ہے عمران صاحب کا نام سن کر آپ کو غصہ نہیں آیا۔ ویسے واقعی آپ کا دل بے حد بڑا ہے جو آپ نے اتنا بڑا صدمہ برداشت کر لیا۔ آپ کی جگہ کوئی اور ہوتی تو یقیناً اب تک خودکشی کر چکی ہوتی''...... صدیقی نے کہا۔

''اس کے لئے میں صرف اتنا کہوں گی کہ میں سایوں کے پیچھے نہیں بھاگتی۔ میں آج میں زندہ رہنا چاہتی ہوں گزرا ہوا کل میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا''...... جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو وہ سب چونک پڑے۔

''ہم سب تو آ چکے ہیں۔ پھر اب اور کون آ گیا''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''شاید چیف نے سرپرائز بھیجا ہے اور شاید اس بار اس نے خود سرپرائز لے کر ہمارے سامنے آنے کا فیصلہ کر لیا ہو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کک کک۔ کیا۔ آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ چیف خود یہاں آئے ہیں''...... صالحہ نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''سوچنے میں کیا حرج ہے۔ سوچ کے ذریعے انسان چاند پر تو کیا سورج پر بھی پہنچ سکتا ہے''...... جولیا نے جواب دیا تو وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''آپ کے بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی آپ سیریس ہوں اور آپ کو یقین ہو کہ آنے والے چیف ہی ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم رکو۔ میں دیکھتا ہوں''...... نعمانی نے کہا تو صفدر اثبات میں سر ہلا کر دوبارہ بیٹھ گیا۔ نعمانی تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

''کیا ہوا۔ کون تھا دروازے پر''...... جولیا نے پوچھا۔

''ابن بطوطہ''...... نعمانی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''ابن بطوطہ۔ کیا مطلب۔ کون ابن بطوطہ''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے اپنا نام ابن بطوطہ بتایا ہے اور اس کا کہنا ہے اسے چیف نے بھیجا ہے''...... نعمانی نے کہا تو وہ سب حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

''چیف نے بھیجا ہے۔ کیا مطلب۔ چیف کسی اور کو یہاں کیسے

بھیج سکتا ہے اور ابن بطوطہ۔ یہ کیسا نام ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ اندر آنا چاہتا ہے لیکن میں نے اسے باہر رکنے کا کہا ہے''......نعمانی نے کہا۔

''لیکن وہ یہاں آیا کیوں ہے اور چیف اسے کیسے بھیج سکتا ہے اگر چیف نے کسی کو بھیجنا ہوتا تو وہ اس کے بارے میں مجھے پہلے ہی بتا سکتا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''ہوسکتا ہے چیف کی طرف سے یہ ابن بطوطہ ہی ہمارے لئے سرپرائز ہو''......کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' سرپرائز وہ بھی ایسے نام والا انسان جو نام رکھنے کا اس دور میں شاید کوئی سوچ بھی نہ سکتا ہو۔ ابن بطوطہ نامی انسان صدیوں پہلے سفرنامہ تحریر کرنے کی وجہ سے خاصا مشہور ہوا تھا اس نے اپنے حالات زندگی تفصیل کے ساتھ لکھے تھے کہ وہ کہاں سے کہاں گیا تھا اور کیا کرتا رہا تھا''......صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا نام تو وہی ہے لیکن نوجوان ہے۔ اتنا بوڑھا نہیں کہ میں کہہ سکوں کہ اصل ابن بطوطہ اپنی قبر سے نکل کر آ گیا ہے''......نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے۔

''تم اسے باہر روکو۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑنے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے سائیڈ تپائی پر پڑے فون کا

رسیور اٹھا لیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''..... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی تو جولیا چونک پڑی۔ اس نے فوراً فون کے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ وہ سب بھی اس کی اور چیف کی باتیں سن سکیں۔

''یس چیف ۔ ویسے میں آپ کو ہی فون کرنے لگی تھی چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ابن بطوطہ پہنچ گیا ہے تمہارے پاس''...... دوسری طرف سے سرد اور کرخت آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔

''یس چیف۔ وہ باہر دروازے پر کھڑا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اسے آپ نے بھیجا ہے۔ میں یہی کنفرم کرنے کے لئے آپ کو کال کرنے لگی تھی کہ آپ کا فون آ گیا''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے اندر بلا لو۔ یہ تم سب کے لئے سرپرائز کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ جو بھی بتائے گا اسے تم نے غور سے سننا بھی ہے اور اس پر عمل بھی کرنا ہے''...... دوسری طرف سے چیف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا، چیف سے کچھ پوچھتی چیف نے رابطہ ختم کر دیا۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ چیف نے کچھ بتائے بغیر ہی رابطہ بھی ختم کر دیا ہے''......صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف نے کہا تو ہے کہ ابن بطوطہ ہمارے لئے بطور سرپرائز

آیا ہے اور ہمیں اس کی ہر بات سننی بھی ہے اور ماننی بھی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن۔ یہ صاحب آخر ہیں کون اور چیف اسے ہمارے لئے سرپرائز کیوں قرار دے رہے تھے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات کا جواب یا تو چیف کے پاس ہے یا پھر اس صاحب کے پاس جو ابن بطوطہ کی قبر سے نکل کر آیا ہے"...... نعمانی نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"جاؤ۔ لے آؤ اسے۔ اب چیف کا حکم ہے اس لئے اسے اندر تو بلانا ہی ہوگا"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بلایا اور میں حاضر ہوگیا"...... اسی لمحے دروازے کے پاس سے ایک شوخ سی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے اور یہ دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے کہ دروازے کے پاس عجیب سے حلیئے کا ایک انسان کھڑا تھا۔ اس نے براؤن رنگ کی تنگ پتلون پہن رکھی تھی۔ سفید رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی جس کے بٹن کھلے ہوئے تھے اور اس کے نیچے بنیان دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے سر کے بڑے بڑے بال کھچڑی سے بنے ہوئے تھے اور اس کی گھنی بھنویں تھی۔ اس نے فرنچ کٹ داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ اس کی مونچھیں چھوٹی تھیں لیکن اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی ناک کے نیچے کوئی کوا اُڑ رہا ہو۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی

لیکن سونے کی موٹھ والی چھڑی تھی۔ وہ دروازے کی چوکھٹ سے ٹیک لگائے مسکراتے ہوئے انداز میں ٹانگ پر ٹانگ رکھے کھڑا تھا اور چھڑی کو ہاتھ سے گول گول گھما رہا تھا۔

"تم۔ کون ہو تم اور اس طرح منہ اٹھا کر اندر کیوں آ گئے ہو"...... جولیا نے اسے دیکھ کر غصیلے اور تیز لہجے میں کہا۔

"یہی وہ آدمی ہے مس جولیا۔ ابن بطوطہ"...... نعمانی نے فوراً کہا تو جولیا سمیت اس کے سارے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

"ابن بطوطہ۔ یہ احمق"...... صالحہ نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"احمق کہہ کر آپ نے میری عزت افزائی کی ہے محترمہ۔ اگر کبھی کوئی مجھے احمق کہتا ہے تو میرے کانوں میں عجیب سے جلترنگ سے بجنا شروع ہو جاتے ہیں۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ آنکھوں میں مستیوں بھرے ستارے ناچنا شروع کر دیتے ہیں اور میرا رواں رواں جھوم اٹھتا ہے اور میرا دل چاہتا ہے کہ احمق کہنے والوں کی جنت میں جا کر ان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر احمقانہ رنگ و نور کی محفل جما کر وہاں احمقانہ رقص کرنا شروع کر دوں اور یہ رقص اس وقت تک جاری رکھوں جب تک سارے احمق رقص کر کر کے تھک کر نہیں گر جاتے"...... نوجوان نے بڑے سریلے انداز میں گنگناتے ہوئے کہا تو ان کی آنکھوں میں واقعی حیرت کے دیئے جلنا شروع ہو گئے۔

”کیا تم سچ میں احمق ہو“...... جولیا نے اس کی طرف دیکھ کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”میں احمق ہوں۔ تم احمق ہو۔ یہ تمہاری ساتھی لڑکی احمق ہے۔ یہاں موجود سب احمق ہیں۔ باہر نکلو تو ہر طرف احمق ہی احمق موجود ہیں بلکہ پوری دنیا ہی احمقوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ تم مجھے احمق کہو، خود کو کہو، ان سب کو کہو، یا پھر پوری دنیا کو کہو کیا فرق پڑتا ہے“...... نوجوان نے اور زیادہ احمقانہ لہجے میں کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”ابن بطوطہ جس کی بغل میں ہے جوتا“...... نوجوان نے کہا تو ان کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

”اندر آؤ“...... جولیا نے کہا۔

”شکریہ۔ شکریہ۔ خاتون آپ کا بے حد شکریہ جو آپ نے مجھ احمق کو اپنے احمقستان میں آنے کی اجازت دی۔ اتنے سارے احمقوں میں خود کو اکیلا پا کر میں سچ مچ خود کو چغد محسوس کرنا شروع ہو گیا ہوں“...... ابن بطوطہ نے کہا اور پھر وہ بڑی شان بے نیازی سے ایک پاؤں اِدھر اور دوسرا پاؤں اُدھر رکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ چھڑی کو مسلسل گھما رہا تھا اور اس نے اپنا دوسرا بازو اپنی کمر پر رکھا ہوا تھا۔ وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ انہیں یہ عجیب و غریب انسان دنیا کا کوئی عجوبہ لگ رہا تھا۔ ابن بطوطہ آگے آیا اور پھر ان سب کو باری باری آنکھیں پھاڑ پھاڑ

کر دیکھنے لگا جیسے وہ انسانوں کی دنیا میں پہلی بار آیا ہو اور پہلی بار ہی انسانوں کو دیکھ رہا ہو۔

”ایسے کیا دیکھ رہے ہو“...... تنویر نے اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر قدرے غصے لہجے میں کہا۔

”چونکہ میں احمقستان میں پہلی بار آیا ہوں اور یہاں سب میری طرح احمق ہیں اس لئے سوچ رہا ہوں کہ کس احمق کو کس نمبر سے پکاروں۔ تم احمق نمبر ایک ہو یا احمق نمبر تین سو سترہ“...... ابن بطوطہ نے بڑے لہر بھرے لہجے میں کہا تو تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

”میرا نام تنویر ہے احمق“...... تنویر نے غرا کر کہا۔

”تنویر احمق۔ خوب۔ اچھا نام ہے“...... ابن بطوطہ نے کہا تو باقی سب ہنس پڑے جبکہ تنویر غصے سے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تنویر“...... تنویر کو اس طرح غصے سے اٹھتا دیکھ کر جولیا نے کہا تو تنویر وہیں رک گیا۔ ورنہ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ابھی آگے بڑھ کر اس احمق ابن بطوطہ کی گردن دبوچ لے گا۔

”یہ تو ہو گیا تنویر احمق اور اب تم سب احمق سے پہلے اپنے اپنے نام بتا دو“...... ابن بطوطہ نے کہا۔

”پہلے تم ہمیں اپنے بارے میں بتاؤ“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بیٹھ کر بتاؤں یا کھڑے کھڑے سب کچھ بتا دوں“...... ابن

بلطوطہ نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''بیٹھو''...... جولیا نے کہا تو ابن بطوطہ فوراً سنگل صوفے پر بیٹھ گیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر اس نے بیٹھنے میں دیر کی تو اس کی جگہ کوئی اور اس صوفے پر بیٹھ جائے گا۔

''اب بتاؤ''...... جولیا نے کہا۔ باقی سب بھی اس کی طرف دلچسپ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''کچھ کھا کر اور چائے پی کر بتاؤں یا بھوکا پیاسا ہی بتانا شروع کر دوں''...... ابن بطوطہ نے اسی انداز میں کہا۔

''میں نے یہاں کوئی لنگر خانہ نہیں کھول رکھا ہے کہ میں تمہارے کھانے پینے اور چائے کا بندوبست کرتی پھروں۔ تم اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''محترمہ ڈیش ڈیش احمق صاحبہ۔ مجھے چونکہ آپ کا نام معلوم نہیں ہے اس لئے احمق سے پہلے میں نے ڈیش ڈیش لگا دیا ہے۔ میں آپ سے غرض کرنا۔ اوہ نہیں۔ غرض کا تو نقطہ ہوتا ہے۔ نقطہ ویسے ہی خطرناک ہوتا ہے۔ وہ ایک بے چارے شاعر نے کس طرح اپنا دکھڑا روتے ہوئے سنایا تھا کہ ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے۔ اک نقطے کے فرق نے محرم سے مجرم بنا دیا۔ تو غرض کا نقطہ اتار کر میں عرض کرتا ہوں''...... ابن بطوطہ کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔

''عرض کرتے ہوئے رک کیوں گئے ہو۔ کرو عرض''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دو دنوں سے بھوکا ہوں۔ بھوکے رہنے سے جسم کمزور ہو جاتا ہے چائے نہ پیو تو سر چکرانا شروع کر دیتا ہے۔ میرے پیٹ و سر کا یہی حال ہے۔ وہ شاعر کہتا ہے کہ سر اور پیٹ کا درد بڑا ناہنجار ہوتا ہے۔ جسے یہ روگ لگ جائے تو وہ عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے اور''۔

ابن بطوطہ ایک بار پھر سٹارٹ ہونا شروع ہو گیا۔

''بس بس۔ اور کچھ نہ کہنا۔ کسی شاعر نے ایسا احمقانہ شعر کبھی نہیں کہا ہے کہ پیٹ اور سر کے درد میں مبتلا ہونے سے عشق میں مبتلا ہوا جا سکے''...... صفدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے کہا۔

''لیکن مجھ جیسا عظیم شاعر تو ایسے شعر کہتا ہی رہتا ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''تو تم شاعر ہو''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں شہنشاہ اکبر کے دربار کا طبلچی ہوں۔ شہنشاہ کے سامنے میں نے غلط طبلہ بجا دیا تھا جس پر اس نے مجھے فوراً اپنے محل سے نکل جانے کا حکم دے دیا تھا۔ شہنشاہ اکبر نے پورے ملک میں اعلان کر دیا تھا کہ جب تک میں صحیح طبلہ بجانا نہیں سیکھ جاتا اس وقت تک عوام میں سے کوئی مجھے کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں دے گا۔ تب سے میں در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہوں اور کھانے اور پینے کی چیزیں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔ اب دیار غیر میں پہنچ کر میں

آپ لوگوں کے دیار پر آ گیا ہوں کہ شاید آپ میں سے کوئی مجھ جیسے نانجار لوہار پر مہربان ہو جائے اور میرا شکم بھرنے کا بندوبست کر سکے اور اگر مجھے کوئی چائے نہ پلا سکے تو پانی گرم کر کے اس میں دودھ ،پتی اور چینی کی ملا کر دے دے۔ میں اسی سے کام چلا لوں گا''۔ ابن بطوطہ بولنے پر آیا تو ایک بار پھر بولنا شروع ہو گیا۔

''یہ آدمی ہے یا گھن چکر۔ بولتا ہے تو رکنے کا نام ہی نہیں لیتا ہے''...... خاور نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا خوب کہا ہے جناب ڈلیش ڈلیش احمق صاحب نے۔ ہر انسان ہی گھن چکر ہے۔ میں بھی گھن چکر۔تم بھی گھن چکر۔ یہ سب گھن چکر اور معاف کرنا آپ لوگوں میں دو خواتین بھی موجود ہیں اس لئے ان کے لئے گھن چکر کا لفظ مناسب نہ ہوگا''...... ابن بطوطہ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تو ان کے لئے کون سا لفظ مناسب ہو گا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گھن چکریاں''...... ابن بطوطہ نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''یہ تم سچ مچ ایسے ہی ہو یا تم نے خود پر حماقت کا نقاب چڑھا رکھا ہے''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نقاب عورتیں کرتی ہیں خاتون حسینہ۔ ہم تو مرد ہیں۔ ہماری داڑھی بھی ہے۔ موچھیں بھی ہیں اور ہمارے مردانہ حسن کی نشانی

ہماری یہ اونچی ناک ہے۔ ہمیں بھلا اپنا حسن چھپانے کے لئے نقاب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم جو ہیں جیسے ہیں آپ کے سامنے آپ کے صوفے پر تشریف فرما ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اس سے سنجیدگی سے بات کرنی چاہئے''......تنویر نے کہا۔

''تو کیا اب تک آپ رنجیدگی سے بات کر رہے تھے''...... ابن بطوطہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے احمقانہ انداز پر وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''واقعی بہت بڑے عجوبہ ہوتم''...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''عجوبہ ہوتے تو ہم کسی عجائب گھر میں ہوتے مسٹر ڈلیش ڈلیش احمق صاحب۔ ہم تو ہم ہیں اور جو ہم ہیں وہی ہم ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا تو ان کی ہنسی تیز ہو گئی۔

''آپ اپنا تعارف کرانا پسند کریں گے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جب تک آپ ہمیں کچھ بلکہ بہت کچھ کھلائیں پلائیں گی نہیں اس وقت تک ہم اپنا تعارف تو کیا اپنا نام بھی نہیں بتائیں گے کہ ہم ابن بطوطہ ہے اور ہم سرزمین مصر کے اہراموں میں سے نکل کر آئے ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اہرام مصر۔تو کیا آپ مصر سے آئے ہیں''......صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ہم جاپان سے آئے ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اگر آپ جاپان سے آئے ہیں۔ پھر آپ نے اہرام مصر کا کیوں کہا''...... صالحہ نے کہا۔

''کیونکہ ہم وہیں سے آئے ہیں اور ہمارے اہرام مصر، کافرستان میں ہیں''...... ابن بطوطہ نے حماقت بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

''اب کچھ زیادہ نہیں ہو رہا ہے''......تنویر نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ بہت کم ہوا ہے۔ زیادہ ہونا تو ابھی باقی ہے۔ ہمارے جتنے زیادہ بچے ہوں گے ہمیں باپ بننے میں اتنا ہی فخر و انبساط حاصل ہو گا کیونکہ مس ڈیش ڈیش احمق خاتون''...... ابن بطوطہ نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔

''یہ تم مجھے بار بار ڈیش ڈیش احمق خاتون کیوں کہہ رہے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیونکہ ابن بطوطہ آپ کا نام نہیں جانتا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''جولیا۔ میرا نام جولیا ہے سمجھے تم''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''اوکے۔ مس جولیا احمق خاتون''...... ابن بطوطہ نے کہا تو جولیا کا چہرہ اور زیادہ بگڑ گیا۔

''تم انسانیت کے جامے میں آ جاؤ ورنہ......'' جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ورنہ کیا جولیا احمق خاتون''...... ابن بطوطہ نے اسی انداز میں کہا۔

''ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گی''...... جولیا نے کہا۔

''گولی مارنے کے لئے آپ کو پہلے سکندر اعظم کے دربار میں جا کر بندوق چلانے کی پریکٹس کرنی ہو گی۔ سکندر اعظم آپ کو نشانہ بازی سکھانے کے لئے آپ سے دس شیروں، دس ہاتھیوں اور دس بن مانسوں کی کھالیں منگوائے گا تاکہ وہ ان کی کھالوں کے جوتے بنا سکے۔ اس کے بعد آپ کو اگلے پچاس سالوں تک اس کی کنیز بن کر رہنا ہو گا۔ جب سکندر اعظم کو نئی کنیز مل جائے گی تو وہ آپ کو مجھے گولی مارنے کی اجازت دے دے گا اور یہ سب کرنے کے بعد جب آپ مجھے گولی مارنے کے لئے یہاں آئیں گی تو میں تو کیا اس وقت تک میری نسلیں بھی قبر میں پہنچ چکی ہوں گی''...... ابن بطوطہ بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''یہ چیف نے ہمارے پاس کس نمونے کو بھیج دیا ہے۔ آخر یہ چاہتا کیا ہے''......تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں آپ کو ہرگز نہیں چاہتا مسٹر ڈیش ڈیش احمق صاحب اور آپ مجھے نمونہ مت کہیں مجھے نمونہ کہنے والے نمونیا کا شکار ہو جاتے ہیں اور جسے نمونیا ہوتا ہے وہ......'' ابن بطوطہ کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

''بس۔ اب خاموش ہو جاؤ۔ اب اگر تمہارے منہ سے ایک بھی

لفظ نکلا تو میرے ساتھی تمہیں اٹھا کر باہر پھینک دیں گے''...... جولیا نے اس کی بات کاٹ کر غراتے ہوئے کہا۔

''زبان بندی کے لئے مجھے اپنے منہ شریف پر انگلی رکھنی ہو گی۔ یہ لیں رکھ لی انگلی''...... ابن بطوطہ نے کہا اور اس نے سچ مچ منہ بند کر کے انگلی رکھ لی۔

''کیا سچ مچ اسے چیف نے ہی بھیجا ہے''...... جولیا نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیف نے فون پر تو یہی نام بتایا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں لیکن۔ چیف کا اس احمق سے کیا تعلق اور اس نے اسے یہاں کیوں بھیجا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''ہمارا دماغ چاٹنے''...... تنویر نے جھلا کر کہا۔

''معاف کیجئے مسٹر ڈیش ڈیش احمق صاحب۔ میں احمق ہوں اور کوئی احمق دوسرے احمق کا دماغ نہیں چاٹتا''...... ابن بطوطہ نے منہ سے انگلی ہٹاتے ہوئے کہا۔

''تم پھر بولے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو ابن بطوطہ نے ایک بار پھر منہ پر انگلی رکھ لی اور یوں سر ہلانے لگا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب وہ نہیں بولے گا۔

''چیف سے بات کریں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ چیف سے بات کرنا مناسب نہ ہوگا۔ چیف نے جب اس کے بارے میں بتا دیا ہے تو پھر اسے دوبارہ کال کرنے کی کیا

ضرورت ہے اور پھر آپ بھول رہی ہیں مس جولیا۔ چیف نے ہمیں اس کی باتیں سننے اور ماننے کا حکم دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن یہ تو احمقانہ انداز میں باتیں کر رہا ہے''...... خاور نے کہا

''سنو''...... جولیا نے ابن بطوطہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

''سننے کے لئے مجھے اپنے منہ سے انگلی ہٹانی پڑے گی''۔ اس نے مخصوص لہجے میں کہا تو وہ سب نہ چاہتے ہوئے ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''احمق انسان آخر تم چاہتے کیا ہو اور تمہاری ان احمقانہ باتوں کا مطلب کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''سب کچھ بتاؤں گا لیکن پہلے کھانا اور چائے کا ایک کپ پیوں گا پھر میری زبان کھلے گی ورنہ میں چپ''...... ابن بطوطہ نے کہا اور اس نے ایک بار پھر منہ بند کیا اور منہ پر انگلی رکھ لی۔

''تمہیں کچھ نہیں ملے گا یہاں سے۔ بتاؤ کون ہو تم اور چیف نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن ابن بطوطہ نے نہ منہ سے انگلی ہٹائی اور نہ کچھ بولا۔

''میں تم سے کچھ پوچھ رہی ہوں''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا لیکن ابن بطوطہ کے انداز میں کوئی فرق نہ آیا۔

''جب تم اپنے بارے میں سب کچھ بتا دو گے تو تمہیں کھانا بھی ملے گا اور چائے بھی''...... صفدر نے کہا۔

''پکا وعدہ کرتے ہو''...... ابن بطوطہ نے منہ سے انگلی ہٹائے

بغیر عجیب سی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ پکا وعدہ''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... ابن بطوطہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا اصل نام''...... صفدر نے پوچھا۔

''ابن بطوطہ۔ جس کی بغل میں جوتا''...... ابن بطوطہ نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تم کہاں سے آئے ہو''...... صفدر نے اس کی بات پر اس بار مسکرائے بغیر سنجیدگی سے پوچھا۔

''اپنے گھر سے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''کہاں ہے تمہارا گھر''...... اس بار جولیا نے پوچھا۔

''وہی تو ڈھونڈنے آیا ہوں۔ نہ گھر کا پتہ ہے اور نہ گھر والی کا۔ دربدر بھٹکتا پھر رہا ہوں کہ شاید کسی اللہ کی بندی کو مجھ پر ترس آ جائے اور مجھ سے شادی کر کے مجھے دو چار بچوں کا ڈیڈی بنا دے اور میرے ساتھ گھر بسا لے تو میں ساری زندگی اس کے ساتھ اسی کے گھر میں رہوں گا''...... ابن بطوطہ نے کراہ کر کہا۔

''تم کچھ دیر کے لئے سنجیدہ نہیں ہو سکتے''...... تنویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ان لیڈیز سے کہو کہ یہ اپنا میک اپ باکس لا دیں۔ میں ابھی زنانہ میک اپ کر کے سنجیدہ خاتون بن جاتا ہوں''...... ابن بطوطہ

نے کہا۔

''میں تم سے آخری بار کہہ رہی ہوں اپنے بارے میں بتا دو ورنہ اس بار میں واقعی تمہارا کوئی لحاظ نہیں کروں گی اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے تمہیں اٹھا کر باہر پھنکوا دوں گی''...... جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''ارے باپ رے۔ پھر وہی دھمکی''...... ابن بطوطہ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''بتاؤ۔ چیف نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے اور تم اصل میں ہو کون''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''میرا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے اور میں چیف ایجنٹ ہوں۔ چیف نے سپیشل آرڈرز کے ذریعے میرا ٹرانسفر پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کرایا ہے اور اب میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کروں گا''...... ابن بطوطہ نے اس بار بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر سے حماقت یکلخت ختم ہو گئی تھی اور اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور سختی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اسے اس قدر سنجیدہ دیکھ کر اور اس کی بات سن کر وہ سب اچھل پڑے۔

''چیف ایجنٹ''...... ان سب کے منہ سے نکلا۔

''ہاں۔ پہلے میں ملٹری سیکرٹ سروس میں سینئر ایجنٹ کے طور پر کام کرتا تھا اس لئے مجھے یہاں بھی سینئر اور چیف ایجنٹ کے طور پر لایا گیا ہے۔ آج سے بلکہ ابھی سے میں آپ سب کا سیکنڈ چیف

ہوں“...... ابن بطوطہ نے سنجیدگی سے کہا تو ان کے رنگ بدل گئے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ ہماری سیکنڈ چیف جولیا ہے۔ تم اس کی جگہ کیسے لے سکتے ہو“...... تنویر نے بھڑک کر کہا۔

”مس جولیانا فٹز واٹر میری اسسٹنٹ کے طور پر کام کرے گی۔ چیف ایکسٹو کے بعد میں نمبر ٹو ہوں۔ تم مجھے چیف ایجنٹ کہو یا سیکنڈ چیف ایک ہی بات ہو گی اور میرے احکامات کی تعمیل تم سب پر لازم ہو گی۔ اگر تم میں سے کسی ایک نے بھی میرے احکامات کو ماننے یا اس پر عمل کرنے سے انکار کیا تو میرے پاس یہ اختیارات بھی ہیں کہ میں اسے سیکرٹ سروس سے باہر کر سکتا ہوں یا گولی مار کر ہلاک کر سکتا ہوں۔ اگر یقین نہیں تو اپنی مس جولیانا فٹز واٹر سے کہو کہ یہ چیف کو فون کر کے پوچھ لے“...... ابن بطوطہ نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ ان سب کے چہرے دیکھنے والے تھے۔ کہاں کچھ دیر پہلے ابن بطوطہ ایک احمق اور پاگل سا آدمی دکھائی دے رہا تھا جسے بات کرنے کا سلیقہ بھی نہ تھا اور بے پر کیاں اڑا رہا تھا اور اب کہاں اس کے چہرے پر نہ صرف چٹانوں کی طرف ٹھوس سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی بلکہ اس کے چہرے پر درشتگی اور کرختگی کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ تنویر یا کوئی اور کچھ کہتا جولیا نے ان سب کو اشارے سے خاموش رہنے کا

کہا۔

”لیکن تمہیں اس طرح اچانک ملٹری سیکرٹ سروس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کیوں ٹرانسفر کیا گیا ہے“...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”سپیشل مشن کے لئے“...... ابن بطوطہ نے کہا۔

”سپیشل مشن۔ کیا مطلب۔ کون سا سپیشل مشن“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”تم سب کا ساتھی علی عمران۔ جس کی ایک ماہ قبل شادی ہوئی تھی۔ اپنی بیوی افراب سمیت غائب ہے۔ چیف نے مجھے تم سب کے ساتھ مل کر اسے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے“...... ابن بطوطہ نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر اچھل پڑے۔

”عمران صاحب اپنی مسز سمیت غائب ہیں۔ کیا مطلب۔ وہ تو شادی کے بعد اپنی کوٹھی میں منتقل ہو گئے تھے اور ہماری اطلاعات کے مطابق وہ وہیں ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”وہ وہیں تھا۔ سر عبدالرحمٰن نے اس خیال کے پیش نظر کہ عمران اپنی نئی نویلی بیوی کو چھوڑ کر بھاگ نہ جائے رہائش گاہ میں ایک تہہ خانہ بنایا تھا اور عمران اور اس کی مسز افراب کو اسی تہہ خانے میں رکھا گیا تھا۔ انہیں وہیں کھانا پینا مہیا کیا جاتا تھا۔ تہہ خانے کے سارے راستے بند کر دیئے گئے تھے۔ ایک ماہ اسی طرح گزر گیا لیکن پھر ایک دن جب سر عبدالرحمٰن جاگے تو انہیں بتایا گیا کہ تہہ

خانے کا مین دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ بھاگم بھاگ اندر پہنچے تو عمران اور مسز عمران وہاں نہیں تھے۔ سیلڈ تہہ خانہ اور سخت سیکورٹی کے باوجود عمران اور افراب وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ سر عبدالرحمٰن کو یقین تھا کہ یہ راستہ عمران نے ہی کسی طرح سے کھولا ہو گا اور وہ افراب کو لے کر بھاگ گیا ہے۔ انہوں نے سیکورٹی پر مامور افراد سے باز پرس کی لیکن کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ سوائے ایک بات کے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''کون سی بات''...... جولیا نے فوراً پوچھا۔

''تمام سیکورٹی افراد کا کہنا تھا کہ آدھی رات کے بعد اچانک انہیں تیز بو کا احساس ہوا تھا اور اس بو سے وہ فوراً بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ پھر دن کے وقت ہی ان سب کی آنکھ کھلی تھی اور اس وقت چیک کرنے پر معلوم ہوا کہ تہہ خانہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران اور مسز عمران وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ گھر کے تمام افراد کا بھی یہی کہنا تھا کہ رات کے وقت تیز گیس کے اثر سے وہ بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔ سر عبدالرحمٰن نے فوری طور پر وہاں تحقیقات کرائیں تو انہیں وہاں سے کئی ٹوٹے ہوئے کیپسول ملے جو گیس کیپسول تھے۔ وہ سمجھ گئے کہ حملہ آوروں نے پہلے رہائش گاہ میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی تھی جس سے کوٹھی کے تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر وہ اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے کسی سائنسی کٹر سے تہہ خانے کے دروازے کا لاک کاٹا اور پھر وہ

اندر موجود عمران اور افراب کو لے کر فرار ہو گئے۔ سر عبدالرحمٰن نے فوری طور پر سنٹرل انٹیلی جنس کی مدد سے پورے دارالحکومت کو سیلڈ کرا دیا اور عمران اور مسز عمران کو ہر جگہ تلاش کرایا گیا لیکن ان کا کچھ پتہ نہ چل سکا''...... ابن بطوطہ نے سانس لینے کے لئے رکتے ہوئے کہا۔

چیف نے سنٹرل انٹیلی جنس کی تحقیقات پر مبنی فائل مجھے دے کر حکم دیا کہ میں فوری طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بطور چیف ایجنٹ کمان سنبھال لوں اور اس کیس پر کام کرنا شروع کر دوں۔ چیف کے کہنے کے مطابق عمران ان کے لئے بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ اس نے ملک و قوم کے لئے بہت کچھ کیا ہے اور اس نے کئی بار ملک و قوم کی بقا اور سلامتی کے لئے اپنی زندگی بھی داؤ پر لگائی تھی۔ اس جیسے محب وطن اور اعلیٰ کارکردگی کے حامل افراد بہت کم ہوتے ہیں اس لئے چیف چاہتا ہے کہ میں آپ سب سے مل کر آپ کو ساری حقیقت سے آگاہ کروں اور پھر آپ کے ساتھ مل کر آپ کے چہیتے ساتھی عمران کو تلاش کروں اور اگر واقعی عمران اور اس کی مسز کو کسی تنظیم یا گروپ اغوا کر کے لے گیا ہے تو میں اس کے بارے میں بھی پتہ چلاؤں اور اس تنظیم یا گروپ کا مکمل خاتمہ کر کے ان کی قید سے عمران اور مسز عمران کو آزاد کراؤں۔ اور باس یہ ہے ساری کہانی''...... ابن بطوطہ نے چند لمحے سانس لینے کے بعد دوبارہ بولتے ہوئے کہا تو ان سب کے منہ کھلے کے کھلے

رہ گئے۔

''ہم تمہاری بات پر کیسے یقین کر لیں کہ یہ سب سچ ہے''۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''چیف میری ہر بات کی تصدیق کر سکتا ہے اور تم چاہو تو اس سلسلے میں عمران کی رہائش گاہ میں جا کر خود بھی تحقیقات کر سکتے ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کیا گیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عمران اور مسز عمران کو اغوا کیا گیا ہے''...... ابن بطوطہ نے ایک بار پھر اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو ان سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا تم جانتے ہو کہ عمران اور مسز عمران کو اغوا کرنے والے کون ہیں''...... صالحہ نے پوچھا۔

''ہاں۔ ان کا ایک کلیو میرے ہاتھ لگا ہے''...... ابن بطوطہ نے جواب دیا۔

''کون ہے اس اغوا کے پیچھے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''عمران اور مسز عمران کو اغوا کرنے میں بلیک ٹرائب کا ہاتھ ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا تو وہ چونک پڑے۔

''بلیک ٹرائب۔ تمہارا مطلب ہے کالا قبیلہ''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ بلیک ٹرائب ایک بہت بڑی، خطرناک اور انتہائی فعال

مجرم تنظیم ہے اور اس تنظیم کا تعلق صامالیہ سے ہے لیکن اس کے پنجے پوری دنیا میں گڑے ہوئے ہیں۔ یہ تنظیم دنیا کی سب سے زیادہ بے رحم اور سفاک تنظیموں میں شمار ہوتی ہے اس کے سامنے انسان کیڑے مکوڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ یہ جسے چاہیں پیروں تلے کچل دیتے ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا تو ان سب نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''اور تمہیں جو کلیو ملا ہے اس کے تحت تمہیں یقین ہے کہ یہ تنظیم پاکیشیا میں بھی موجود ہے اور اسی تنظیم نے عمران اور مسز عمران کو اغوا کیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ تنظیم پاکیشیا میں موجود ہے لیکن اس تنظیم کا کوئی گروپ ضرور یہاں موجود ہے اور عمران اور مسز عمران کو اغوا کرنے میں اسی گروپ کا ہاتھ ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''کون سا گروپ ہے۔ تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اس گروپ کا تعلق صامالیہ کی تشدد پسند تنظیم بلیک ٹرائب سے ہے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو ابن بطوطہ نے مسکراتے ہوئے اپنے لباس کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس کا ہاتھ جب جیب سے نکلا تو اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا پیتل کا ایک سکہ تھا جس پر ایک آدمی جھکا ہوا تھا۔ ایک تلوار چل رہی تھی اور اس جھکے ہوئے آدمی کا سر کٹ کر گرتا دکھائی دے رہا تھا۔ نیچے بی ٹی لکھا ہوا تھا۔

”یہ تمہیں کہاں سے ملا ہے“...... جولیا نے اس سے سکہ لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”سرعبدالرحمن نے اپنے محکمے سے ایک تحقیقاتی ٹیم کوٹھی بلائی تھی اور جب اس ٹیم نے کوٹھی اور تہہ خانے کی باریک بینی سے تلاش لی تو انہیں تہہ خانے سے یہ سکہ ملا تھا۔ کوئی اس سکے اور سکے پر بنے ہوئے نشان کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ اس لئے سکہ اعلیٰ تحقیقاتی ادارے کو بھیج دیا گیا۔ پھر یہ سکہ ملٹری سیکرٹ سروس تک پہنچا۔ ابھی ہم اس سکے کے بارے میں تحقیقات کرا ہی رہے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے ہمارے چیف سے بات کی اور یہ سکہ فوری طور پر اسے بھیجنے کا حکم سنا دیا۔ اس سکے کے ساتھ چیف ایکسٹو نے میرے ٹرانسفر کے احکامات بھی دے دیئے تھے۔ اس لئے میں خود سکہ لے کر چیف کے پاس پہنچ گیا۔ چیف سے میری سپیشل میٹنگ ہوئی۔ چیف نے مجھے ساری تفصیلات سے آگاہ کیا اور پھر چیف نے بتایا کہ یہ سکہ صامالیہ کی مجرم تنظیم بلیک ٹرائب کا شناختی بیج ہے۔ چیف کے پاس بلیک ٹرائب کے بارے میں معلومات تھیں اس نے ان معلومات کی فائل مجھے دے دی اور مجھے حکم دیا کہ میں فوری طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بطور چیف ایجنٹ کمان سنبھال لوں اور اس کیس پر کام شروع کر دوں اور اگر واقعی عمران اور اس کی مسز کو بلیک ٹرائب کا کوئی گروپ اغوا کر کے لے گیا ہے تو میں اس گروپ کا مکمل خاتمہ کر کے ان کی قید

سے عمران اور مسز عمران کو آزاد کراؤں۔ یہ ہے ساری کہانی باس“...... ابن بطوطہ نے کہا تو ان سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور مسز عمران خطرے میں ہیں“...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”صرف خطرے میں نہیں۔ وہ موت کے منہ میں ہیں“۔ ابن بطوطہ نے جواب دیا۔

”لیکن مجھے آپ پر کچھ اور ہی شک ہو رہا ہے“...... خاور نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میری باتوں اور میرے انداز سے تمہیں یہی لگ رہا ہو گا کہ میں عمران ہوں اور میک اپ میں آیا ہوں“...... ابن بطوطہ نے کہا۔

”تو کیا آپ عمران صاحب نہیں ہیں“...... خاور نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”میرے پاس میری شناخت کے حوالے سے تمام ضروری ڈاکمنٹس موجود ہیں اور میرے ابن بطوطہ اور ملٹری سیکرٹ سروس کے چیف ایجنٹ ہونے کا چیف کے پاس پورا ریکارڈ موجود ہے“۔ ابن بطوطہ نے کہا۔

”یہ سب بتایا بھی جا سکتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک بار آپ کو چیک کر لو۔ میزا مطلب ہے آپ کا میک اپ“۔ نعمانی نے کہا۔

’’ضرور۔ میک اپ واشر ہے یا کوئی بھی اینٹی میک اپ لوشن ہے تو وہ بھی لے آؤ۔ میں تمہاری پوری تسلی کرا سکتا ہوں‘‘...... ابن بطوطہ نے جواب دیا۔

’’رہنے دو۔ اگر یہ عمران ہے اور میک اپ میں ہے تو یہ ضرور اپنے تیار کردہ خصوصی میک اپ میں ہو گا جسے سوائے اس کے اور کوئی واش نہیں کر سکتا ہے‘‘...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

’’تو تم بھی مجھے عمران سمجھ رہے ہو‘‘...... ابن بطوطہ نے کہا۔

’’تم ہو ہی عمران۔ اس میں سمجھنے والی کون سی بات ہے‘‘۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

’’کیا عمران تم میں سے کسی کو گولی مار سکتا ہے‘‘...... اچانک ابن بطوطہ نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

’’کیا۔ کیا مطلب‘‘...... ان سب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

’’عمران کا جس طرح تم سب سے لگاؤ ہے اور اس کے بارے میں جو میں نے سنا ہے کہ وہ تم میں سے کسی کو بھی ذرا سی بھی تکلیف میں دیکھے تو بے چین ہو جاتا ہے اور تم لوگوں کی زندگیاں بچانے کے اپنی جان بھی جوکھم میں ڈالنے سے نہیں ہچکچاتا‘‘۔ ابن بطوطہ نے کہا۔

’’ہاں۔ وہ ہم سے بے حد انسیت رکھتے ہیں اور ہمارے ہر دکھ درد کے ساتھی ہیں‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’میں چیف ایجنٹ ابن بطوطہ ہوں اور میں اس معاملے میں

عمران سے قطعی مختلف ہوں‘‘...... ابن بطوطہ نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

’’تمہارا مطلب ہے کہ تم ہمیں تکلیف پہنچا سکتے ہو‘‘...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ جو میری حکم عدولی کرے یا میری کسی بھی بات سے اختلاف رکھتا ہو تو میں اسے ایسا کرنے پر سخت سزا دیتا ہوں اور اسے گولی بھی مار دیتا ہوں‘‘...... ابن بطوطہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ان کے چہروں کے رنگ بدل گئے۔

’’اگر تم عمران نہیں ہو تو مجھ پر گولی چلاؤ۔ میں تم سے بغاوت کا اعلان کرتا ہوں۔ تمہاری ہر بات سے اختلاف کرتا ہوں‘‘...... تنویر نے آگے بڑھ کر سینہ تان کر کہا اور یہ دیکھ کر وہ سب اچھل پڑے کہ ابن بطوطہ نے جیب سے ریوالور نکالنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ لگائی تھی۔ اس نے ریوالور کا رخ تنویر کی طرف کر دیا۔

’’یہ تم کیا کر رہے ہو‘‘...... جولیا نے غرا کر کہا۔

’’تنویر احمق کی خواہش پوری کر رہا ہوں‘‘...... ابن بطوطہ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا۔ اس نے یکلخت تنویر پر فائر کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ فائر کی تیز آواز کے ساتھ تنویر کی چیخ سے گونج اٹھا۔ تنویر اچھل کر پیچھے پڑے ہوئے ایک صوفے سے ٹکرایا اور صوفے سمیت الٹ کر گرتا چلا گیا۔

لوگاس اپنے آفس میں میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا رسیور کان سے لگائے فون پر بات کر رہا تھا کہ میز کی نچلی دراز سے سیٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

''میں تمہیں بعد میں کال کرتا ہوں''...... لوگاس نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور میز کی نچلی دراز کھول کر خفیہ خانے سے جدید ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس نے بٹن پریس کر کے اسے آن کر لیا۔ دوسری طرف سے چیف اسے کال کر رہا تھا۔

''یس۔ لوگاس اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... لوگاس نے کہا تو دوسری طرف سے اسے چیف کی آواز سنائی دی۔ چیف نے حسب سابق اس سے کوڈ ورڈز کا تبادلہ کرنا شروع کر دیا۔

''کیا تم نے دو گھنٹے پہلے ہیڈ کوارٹر کال کی تھی لوگاس۔ اوور''۔ دوسری طرف سے چیف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ آپ آفس میں موجود نہیں تھے اس لئے میں نے پیغام چھوڑ دیا تھا۔اوور''۔ لوگاس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ بتاؤ کیوں کی تھی کال۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''آپ کے حکم کے تحت میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کر لیا ہے اور اب وہ میرے پاس محفوظ ہے چیف۔ اوور''...... لوگاس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ انہیں کیسے اغوا کیا ہے۔ اپنی کارروائی کی تفصیل بتاؤ۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''ہم نے رات کے وقت کارروائی کی تھی چیف۔ میں اپنے بیس مسلح ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچا تھا اور پھر میرے حکم پر سر عبدالرحمٰن اور ان کے اردگرد کی رہائش گاہوں پر کثیر تعداد میں گیس کیپسول فائر کر دیئے گئے تھے۔ تیز گیس کی وجہ سے سر عبدالرحمٰن کی رہائش گاہ کے ساتھ ساتھ اردگرد کی رہائش گاہوں کے افراد بھی فوراً بے ہوش ہو گئے تھے۔ جب ہم رہائش گاہ کے اندر گئے تو ہم نے پوری رہائش گاہ میں پھیل کر عمران اور اس کی بیوی افراب کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ ہماری اطلاع کے مطابق سر عبدالرحمٰن نے اس ڈر سے کہ عمران اپنی بیوی کو چھوڑ کر فرار نہ ہو جائے ان دونوں کو ایک تہہ خانے میں قید کر رکھا تھا اس لئے ہم اپنے ساتھ سائنسی آلات لے گئے تھے جن کی مدد سے ہم نے ایک

تہہ خانے کو ٹریس کیا اور پھر ہم نے اس تہہ خانے میں بھی بے
ہوش کی تیز اور زود اثر گیس فائر کر دی تا کہ عمران اور اس کی بیوی
بھی بے ہوش ہو جائے۔ اس کے بعد ہم نے لیزر کٹر سے تہہ
خانے کے دروازے کا لاک کاٹا اور تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔
وہاں وہ دونوں موجود تھے اور بے ہوش تھے۔ ہم نے انہیں وہاں
سے نکالا اور پھر میں نے اپنی نگرانی میں ان دونوں کو سپیشل پوائنٹ
میں پہنچا دیا۔ اب وہ دونوں راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے ہارڈ
گلاس روم میں قید ہیں اور ہم انہیں مسلسل بے ہوش رکھ رہے ہیں۔
اوور''...... لوگاس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ کارروائی کے دوران تم نے وہاں اپنا ایسا کوئی نشان تو
نہیں چھوڑا جس سے تحقیقاتی اداروں کو اس بات کا پتہ چل سکے کہ
یہ کارروائی بلیک ٹرائب نے کی ہے۔ اوور''...... چیف نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا تو لوگاس چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا ہمیں وہاں اپنا مخصوص نشان نہیں چھوڑنا تھا۔
اوور''...... لوگاس نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ کوئی نشان نہیں چھوڑنا تھا۔ کیوں۔ کہیں تم نے یہ
حماقت تو نہیں کر دی کہ وہاں بی ٹی کا مخصوص سکہ چھوڑ دیا ہو۔
اوور''...... چیف نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس۔ یس چیف۔ میں نے تو ایسا ہی کیا ہے۔ بی ٹی کے
اصولوں کے تحت ہم جہاں بھی کارروائی کرتے ہیں وہاں بی ٹی کا

ریڈ کوائن ضرور چھوڑتے ہیں۔ یہاں بھی میں نے ایسا ہی کیا تھا۔
عمران اور اس کی بیوی کو اٹھا کر میں نے وہاں جان بوجھ کر ریڈ
کوائن پھینک دیا تا کہ پاکیشیا کے تحقیقاتی اداروں کو اس بات کا علم
ہو سکے کہ یہ کارروائی صامالی تنظیم بلیک ٹرائب کی ہے۔ اوور''۔
لوگاس نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ایسی
آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے دوسری طرف کوئی خونخوار بھیڑیا غرا
رہا ہو۔

''یہ تم نے کیا کر دیا ہے نانسنس۔ میں نے تمہیں ہر ممکن احتیاط
کرنے کا کہا تھا اور تمہیں خصوصی طور پر ہدایات دی تھیں کہ تم وہاں
ایسا کوئی نشان چھوڑ کر نہیں آؤ گے کہ کوئی تمہاری گرد بھی پا سکے اور
تم نے جان بوجھ کر وہاں ریڈ کوائن چھوڑ دیا تا کہ انہیں کوائن دیکھتے
ہی پتہ چل جائے کہ عمران اور اس کی بیوی کے اغوا کے پیچھے صامالی
تنظیم بلیک ٹرائب کا ہاتھ ہے۔ نانسنس۔ اوور''...... دوسری طرف
سے چیف نے بری طرح سے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو لوگاس
کا رنگ زرد پڑ گیا۔

''سس۔ سس۔ سوری چیف۔ اوور''...... لوگاس نے کانپتے
ہوئے کہا۔

''وہاٹ سوری نانسنس۔ تم میرے احکامات کو صحیح طور پر فالو
کیوں نہیں کرتے ہو۔ میں چاہتا تھا کہ پاکیشیا میں ابھی کسی کے
سامنے بلیک ٹرائب کا نام نہ آئے۔ اسی لئے تمہیں ہر قسم کی احتیاط

کرنے کا کہا تھا لیکن تم نے بلیک ٹرائب کا نشان وہاں چھوڑ کر بلیک ٹرائب کو ان کے سامنے بے نقاب کر دیا ہے۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اور عمران کے ساتھی بلیک ٹرائب کے بارے میں معلومات حاصل کر کے بھوتوں کی طرح بلیک ٹرائب کے پیچھے لگ جائیں گے۔ نانسنس۔ یہ تم نے کیا کر دیا۔ تم اتنے احمق کیسے ہو سکتے ہو۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف نے دھاڑتے ہوئے کہا تو لوگاس کو اپنے پیروں تلے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

''مم مم۔ میں سمجھا تھا کہ ہمیں اپنے گروپ کا کوئی نشان نہیں چھوڑنا ہے چیف جبکہ بی ٹی کا نام نمایاں رکھنا ہے تاکہ پوری دنیا میں بی ٹی کی دہشت بیٹھی رہے۔ اسی لئے میں نے ریڈ کوائن وہاں چھوڑ دیا تھا۔ اوور''...... لوگاس نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ میں ابھی پاکیشیا آ کر اپنے ہاتھوں سے تمہارے ٹکڑے اُڑا دوں۔ نانسنس۔ اوور''...... چیف نے اور زیادہ گرجتے ہوئے کہا تو لوگاس بھی کانپ اٹھا۔

''سس سس۔ سوری چیف۔ رئیلی سوری۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی۔ اوور''...... لوگاس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اب آئندہ غلطی کرنے کے لئے کیا رہ گیا ہے۔ بلیک ٹرائب کا نام تو ان کے سامنے آ چکا ہے اور یہ معلوم ہوتے ہی کہ پاکیشیا میں بلیک ٹرائب کا کوئی گروپ موجود ہے وہ اس کے خلاف نجانے

اب کیا اقدام کر رہے ہوں گے۔ جلد یا بدیر وہ تم تک پہنچ ہی جائیں گے اور پھر سارا کھیل ختم۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری چیف۔ اوور''...... لوگاس نے اسی انداز میں کہا۔

''اب مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا۔ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے کال کی تھی کہ میں پاکیشیا پہنچ رہا ہوں تاکہ مسز عمران سے بات کرسکوں اور اس سے ٹی ایس حاصل کرسکوں۔ لیکن اب میرا وہاں آنا رسکی ہو سکتا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا کے دوسرے ادارے بی ٹی کے سیکشن گروپ کی تلاش میں لگے ہوں گے۔ وہ یقیناً مجھ تک بھی پہنچ جائیں گے اور پھر میرا سارا کیا دھرا خاک میں مل جائے گا۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ اوور''...... لوگاس نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''فی الحال تمہارا جو سیٹ اپ ہے اس سیٹ اپ کو بحال رکھو لیکن ہر قسم کی سرگرمیاں معطل کر دو اور ہر قسم کی سپلائی بھی بند کر دو۔ صرف کلب پر اپنی توجہ مرکوز رکھو اور کلب کی سرگرمیوں پر ہی مصروف رہو تاکہ اگر عمران کے ساتھی تم تک پہنچیں تو انہیں تمہارے پاس سے ایسا کچھ نہ مل سکے جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ تمہارا تعلق بی ٹی کے سیکشن گروپ سے ہے۔ یاد رکھنا وہ میک اپ ایکسپرٹ ہیں وہ کسی بھی روپ میں تمہارے کلب میں تم تک پہنچ سکتے ہیں۔

ان سے جتنا زیادہ بچ کر رہو گے تمہارے لئے اتنا ہی فائدہ مند ثابت ہو گا۔ اگر انہیں تم پر معمولی سا بھی شک ہو گیا تو وہ تمہیں لے کر ایسی جگہ غائب ہو جائیں گے کہ خود تمہیں بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم کہاں ہو پھر وہ تمہاری ہڈیوں سے بھی عمران اور اس کی بیوی افراب کا پتہ پوچھ لیں گے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''مم مم۔ میں احتیاط کروں گا باس۔ اگر آپ حکم دیں تو میں انڈر گراؤنڈ ہو جاتا ہوں۔ اوور''...... لوگاس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ تمہیں انڈر گراؤنڈ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم انڈر گراؤنڈ ہوئے تو انہیں تم پر اور زیادہ شک ہو جائے گا اور وہ تمہاری تلاش میں زمین و آسمان ایک کر دیں گے۔ اس لئے تم سامنے رہو لیکن کلب کی ایکٹیوٹیز کے سوا تمہاری کوئی بھی سرگرمی نہیں ہونی چاہئے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ اوور''۔ لوگاس نے کہا۔

''میں اپنے دوسرے گروپ سیکشن کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا کی ان ایجنسیوں پر نظر رکھے گا جو بلیک ٹرائب کے خلاف کام کر سکتی ہیں۔ جب تک مجھے ان کی طرف سے کلیئرنس نہیں مل جاتی میں پاکیشیا نہیں آؤں گا۔ اوور''۔ چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ اب اس عمران اور اس کی مسز کا کیا کرنا ہے۔ اوور''...... لوگاس نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ اتنا عرصہ انہیں بے ہوش تو رکھا نہیں جا سکتا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ان دونوں کو ایس ایس کی ڈوز دینا شروع کر دو۔ جب وہ ایس ایس کی عادی ہو جائیں گے تو اسے روزانہ کی بنیاد پر نہ لینے پر انہیں شدید اذیت میں مبتلا رہنا پڑے گا اور ایس ایس کی ڈوز ملنے کی وجہ سے وہ تمہاری قید سے نکلنے کی بھی کوشش نہیں کریں گے۔ تم انہیں یہ ضرور بتا دینا کہ جب تک وہ زندہ ہیں انہیں روزانہ کی بنیاد پر ایس ایس کی ڈوز لینا ہی پڑے گی اور ایس ایس کی یہ ڈوز انہیں اسی قید میں مل سکتی ہے۔ وہ ایس ایس کی ڈوز کے بغیر زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹے زندہ رہ سکیں گے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''اوکے۔ چیف۔ میں انہیں اگلے دو روز تک اسی طرح بے ہوش رکھ کر ایس ایس کی ڈوز دیتا رہوں گا تاکہ ایس ایس ان کے خون میں رچ بس جائے اور وہ اس کے عادی بن جائیں اس کے بعد ہی میں انہیں ہوش میں لاؤں گا اور پھر انہیں ساری بات بتا دوں گا۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اس بات کا دھیان رکھنا کہ جب وہ ہوش میں ہوں تو تم میں سے کوئی بھی ان کے پاس نہیں جائے گا۔ انہیں ہر حال میں اسی قید خانے میں رہنا چاہئے جہاں سے وہ کسی بھی

صورت میں باہر نہ نکل سکیں۔ ان کے پاس جانے سے پہلے قید خانے میں بے ہوشی کی گیس پھیلا دینا تاکہ وہ بے ہوش ہو جائیں پھر اس کے بعد جا کر انہیں ایس ایس کے انجکشن دیئے جائیں۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ اوور''...... لوگاس نے کہا تو دوسری طرف سے چیف نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ لوگاس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر میز پر رکھتے ہوئے میز سے رومال اٹھایا اور اپنے ماتھے، چہرے اور گردن پر آیا ہوا پسینہ صاف کرنے لگا۔

''مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی جو میں نے بی ٹی کا نشان وہاں چھوڑ دیا اور اس سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ میں نے اس کے بارے میں چیف کو آگاہ کر دیا۔ اگر میں یہ بات چھپا لیتا تو چیف مجھے اتنی باتیں نہ سناتا۔ یہ تو میری قسمت اچھی ہے کہ چیف نے میرے خلاف فورا ایکشن نہیں لیا ہے ورنہ وہ غلطی کرنے والے کو کسی بھی صورت میں کبھی معاف نہیں کرتا ہے''...... لوگاس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کافی دیر بیٹھا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ایس کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''لوگاس بول رہا ہوں''...... لوگاس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ منگارا بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے

اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''قیدی پرندوں کے بارے میں پوچھنا تھا۔ وہ کس حال میں ہیں''...... لوگاس نے اسی انداز میں پوچھا۔

''وہ اسی پوزیشن میں ہیں باس جس پوزیشن میں کل شام آپ نے انہیں دیکھا تھا''...... منگارا نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ان پر نظر رکھو۔ انہیں کسی بھی طرح ہوش نہیں آنا چاہئے۔ میں شام کو وہاں آؤں گا''...... لوگاس نے کہا۔

''اوکے باس''...... منگارا نے کہا تو لوگاس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ نانسنس"...... ابن بطوطہ کو اس طرح تنویر پر فائر کرتے دیکھ کر جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے تنویر کی طرف لپکے۔ تنویر صوفے کے پیچھے سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے بایاں کاندھا پکڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ سے خون رس رہا تھا۔ ابن بطوطہ نے اس کے کاندھے پر گولی ماری تھی۔

"ابھی تو میں نے اسے صرف یہ بتانے کے لئے گولی ماری ہے کہ میں کچھ بھی کر سکتا ہوں کیونکہ میں ابن بطوطہ ہوں جو کسی کے لئے بھی رحمدل نہیں ہو سکتا۔ مجھے عمران سمجھنے کی کوئی غلطی نہ کرے تو بہتر ہو گا"...... ابن بطوطہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم ظالم اور وحشی درندے ہو"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ بھوکی شیرنی کی طرح ابن بطوطہ پر چل پڑے اور اس کی

بوٹیاں ہی اڑا کر رکھ دے۔ باقی سب کے چہروں پر بھی اس کے لئے غصے اور نفرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ سب سے زیادہ غصہ تنویر کے چہرے پر دکھائی دے رہا تھا۔

"تنویر کا خون بہہ رہا ہے۔ آپ میڈیکل ایڈ باکس لائیں میں اس کی ڈریسنگ کر دیتا ہوں"...... صفدر نے پریشانی کے عالم میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر ابن بطوطہ کو نفرت بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی تیزی سے دوسرے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"اب تم سب اسے سنبھالو۔ میں چلا۔ یاد رہے۔ میں چیف ایجنٹ ہوں اور تم چیف ایکسٹو کے بعد میرے ماتحت ہو۔ میرے احکامات پر عمل نہ کرنے والا میرا نہیں چیف ایکسٹو کا مجرم ہو گا اور چیف اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا یہ تم سب بخوبی جانتے ہو"۔ ابن بطوطہ نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

"رک جاؤ۔ تم ایسے نہیں جا سکتے ہو"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو ابن بطوطہ رک گیا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تو تم بتاؤ میں کیسے جا سکتا ہوں"...... ابن بطوطہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ بتاؤ کہ تم نے تنویر کو کیسے ماری ہے"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا تو ابن بطوطہ نے یکلخت تیزی سے ایک بار پھر جیب سے ریوالور نکالا اور اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا اس نے صفدر کی

طرف فائر کر دیا۔ گولی صفدر کے عین کان کے قریب سے گزر کر پیچھے موجود دیوار میں پیوست ہو گئی۔

''ایسے''...... ابن بطوطہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا تم سچ میں پاگل ہو''...... صالحہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''کوئی شک''...... ابن بطوطہ نے مسکرا کر کہا۔

''میں ابھی چیف سے بات کرتا ہوں۔ تم جیسے وحشی انسانوں کے ساتھ کام کرنا ہمیں پسند نہیں ہے۔ اگر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرو گے تو کم از کم میں سیکرٹ سروس چھوڑ دوں گا''۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ اسے لگنے والی گولی اس کے شولڈر کو چھو کر گزر گئی تھی۔ جولیا میڈیکل ایڈ باکس لائی تو کیپٹن شکیل نے تنویر کے قمیض کا بازو کا کپڑا پھاڑا اور اس کے زخم دیکھ کر ہونٹ چبانے لگا۔ گولی نے بس شولڈر کو ٹچ ہی کیا تھا۔ جس سے ابن بطوطہ کی نشانہ بازی کی مہارت کا واضح اندازہ ہوتا تھا۔ جولیا نے میڈیکل ایڈ باکس کھولا تو صفدر نے کاٹن اٹھا کر اس پر سپرٹ لگایا اور تنویر کا زخم صاف کرنے لگا۔

''اب میں جاؤں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''جاؤ۔ دفع ہو جاؤ اور پھر کبھی ہمیں اپنی شکل نہ دکھانا''۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب یہ شکل تو بار بار تمہارے سامنے آتی ہی رہے گی۔ اس

وقت تک جب تک تم اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ہیں۔ تنویر کہہ رہا ہے کہ اگر میں رہا تو یہ سیکرٹ سروس چھوڑ دے گا۔ ایسی کسی اور کی بھی سوچ ہے تو چیف سے بات کر لے اور بے شک سروس چھوڑ کر چلا جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن یہ طے ہے کہ میں سیکرٹ سروس چھوڑنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ گڈ بائی''۔ ابن بطوطہ نے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اسے ابھی نہیں جانا چاہئے تھا۔ چیف نے کہا تھا کہ ہمیں اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے۔ لیکن اس نے تو ہمیں کوئی ہدایات دی ہی نہیں ہیں''...... نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اچھا ہوا جو اس نے ہدایات نہیں دی ہیں۔ اگر دیتا تو بھی ہم اس کی کسی بات پر عمل نہ کرتے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو چیف کو کیا جواب دیتی آپ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں چیف کو صاف کہہ دیتی کہ ہمیں اس احمق اور سفاک آدمی کے ساتھ کام ہی نہیں کرنا ہے''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس نے جو کہا ہے وہ''...... چوہان نے کہا۔

''کیا کہا ہے اس نے''...... جولیا نے اس کی طرف پلٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہی کہ کوٹھی کے تہہ خانے سے عمران صاحب اور ان کی بیوی

کو اغوا کر لیا گیا ہے اور انہیں اغوا کرنے والوں کا تعلق صامالیہ کی سفاک اور خونی تنظیم بلیک ٹرائب سے ہے''...... چوہان نے کہا۔

''چیف اگر ہمیں حکم دے گا کہ ہمیں عمران اور اس کی بیوی کو بازیاب ہے تو یہ کام ہم خود کریں گے۔ اس کے لئے ہمیں کسی اور کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور خاص طور پر اس ابن بطوطہ کی جس کی بغل میں جوتا ہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''اس کا تعلق ملٹری سیکرٹ سے ہے اور چیف نے اسے خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ٹرانسفر کرایا ہے۔ اس کے پیچھے یقیناً چیف کی کوئی حکمت عملی ہو گی''...... صدیقی نے کہا۔

''اس میں چیف کی کیا حکمت عملی ہو سکتی ہے۔ میں ابھی چیف سے بات کرتی ہوں۔ آخر اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اس قدر احمق اور ظالم انسان ہی کیوں پسند آیا ہے جس نے ہم پر ہی گولیاں چلا دی ہیں''......جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں یہ بات چیف کو بتا دینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ ابن بطوطہ کے اس اقدام پر چیف کو بھی غصہ آئے اور وہ اس کی سرزنش کرے''......صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بات کرتی ہوں چیف سے''...... جولیا نے کہا اور وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی۔ نمبر پریس کر کے اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تا کہ سب اس کی اور چیف کی

باتیں سن سکیں۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص سرد آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس سے پہلے کہ تم کچھ کہو میں تم سب کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ عمران اور اس کی بیوی افراب کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ انہیں صامالیہ کی خوفناک اور انتہائی ظالم تنظیم بلیک ٹرائب نے اغوا کیا ہے جس کا ایک گروپ یہاں متحرک ہے۔ اس کیس کے سلسلے میں ابن بطوطہ نے خاصا کام کیا ہو اوراس گروپ کے بارے میں کچھ معلومات بھی حاصل کی ہیں اور میں نے اسے سوچ سمجھ کر تمہارے پاس بھیجا تھا۔ چونکہ وہ اس مشن میں تمہیں لیڈ کرے گا اس لئے تمہیں ہر حال میں اس کے احکامات پر عمل کرنا ہو گا۔ میں نے اسے ریڈ اتھارٹی دے دی ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اس کے کام میں رکاوٹ ڈالے گا یا اس کا کوئی بھی حکم ماننے سے انکار کرے تو وہ تمہیں گولی مار سکتا ہے۔ اس نے تنویر اور صفدر پر گولی چلائی ہے۔ اس لئے نہیں کہ انہوں نے ابن بطوطہ کی باتیں ماننے سے انکار کیا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ تم سب کو یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ تم اسے عمران سمجھنے کی غلطی نہ کرو۔ عمران کا اب ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ابن بطوطہ اور تم سب کو یہ مشن اس لئے دیا جا رہا ہے کہ ہمیں عمران سے زیادہ اس

لڑکی کی ضرورت ہے۔ اس لڑکی جس کا نام افراب ہے اس کے پاس کچھ ایسا ہے جس کا تعلق پاکیشیا کے مفاد اور سلامتی سے ہے۔ اسی وجہ سے ہی اسے اور اس کے ساتھ عمران کو اغوا کیا گیا ہے۔ اس لئے کچھ بھی ہو تمہیں ہر حال میں ابن بطوطہ کو سیکنڈ چیف سمجھ کر اس کے احکامات پر عمل کرنا ہی ہوگا۔ ریڈ اتھارٹی کی وجہ سے اسے میری طرف سے خصوصی اختیارات حاصل ہیں اور جب تک عمران اور افراب کو بازیاب نہیں کر لیا جاتا اس وقت تک تم میں سے کسی نے ابن بطوطہ سے بغاوت کرنے یا سیکرٹ سروس کو چھوڑنے کی بات بھی سوچی تو اس کا انجام برا ہو گا۔ دیٹس آل۔ گڈ بائی''۔ دوسری طرف سے چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور جولیا کی بات سنے بغیر ہی رابطہ ختم کر دیا۔ چیف کی باتیں سن کر وہ سب ششدر رہ گئے تھے۔ یہ شاید ان کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ چیف نے جولیا کو ڈپٹی چیف کے عہدے سے ہٹائے بغیر ان پر ایک اور نئے آدمی کو سیکنڈ چیف بنا کر بھیج دیا تھا جو احمقوں کا سردار تو تھا ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ انتہائی بے رحم اور سفاک طبیعت کا حامل تھا اور یہ سن کر ان سب کو اور بھی زوردار جھٹکا لگا تھا کہ چیف نے ہی اسے ریڈ اتھارٹی دی تھی کہ وہ جب چاہے اور جسے چاہے گولی مار کر ہلاک کر سکتا ہے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ چیف کیا کہہ رہا تھا۔ تم نے سنا چیف نے کیا کہا تھا''...... جولیا نے سر گھما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے

کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔ رسیور اس کے ہاتھ میں اور بدستور کان سے لگا ہوا تھا۔

''ہاں۔ ہم نے سب سن لیا ہے۔ چیف کی یہ کایا پلٹ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ وہ اس طرح ہم پر باہر کے کسی آدمی کو کیسے فوقیت دے سکتا ہے''...... صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''چیف نے تو آپ کی کوئی بات سنی ہی نہیں اور بس اپنی ہی بولتے ہی چلے گئے''...... صالحہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اور چیف کو دور بیٹھے بیٹھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اس نئے چیف ایجنٹ نے تنویر اور صفدر پر گولی بھی چلائی تھی''...... صدیقی نے کہا۔

''اب ہم کیا کریں۔ چیف نے تو نہایت جارحانہ انداز میں ہماری ہی سرزنش کر دی ہے کہ ہمیں ہر حال میں اس ابن بطوطہ کے احکامات کی تعمیل کرنی ہی ہوگی''...... چوہان نے کہا۔

''شاید اس ابن بطوطہ نے چیف پر کوئی جادو کر دیا ہے ورنہ چیف اور ہمارے خلاف ایسی بات کرے۔ مجھے تو اپنے کانوں پر ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے''...... خاور نے کہا۔

''جو بھی ہے۔ چیف کی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اسے عمران صاحب کی نہیں بلکہ اس لڑکی کی فکر ہے جو عمران صاحب کی بیوی ہے۔ افراب عمران''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ چیف نے یہ بھی تو کہا ہے کہ اس افراب کے پاس کچھ ایسا ہے جس کا تعلق ملک کے مفاد اور سلامتی سے ہے''...... نعمانی

نے کہا۔

''تو پھر اب ہم کیا کریں''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''سب سے پہلے تو آپ کان سے رسیور ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں''...... جولیا نے کہا اور اس نے فوراً رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ صفدر اس وقت تک تنویر کے زخم کو صاف کر اس کی مرہم پٹی کر چکا تھا۔ چوہان اور صدیقی نے پلٹے ہوئے صوفے کو سیدھا کیا اور وہ سب دوبارہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''کیا خیال ہے ہم مل کر اس بات کا پتہ نہ چلائیں کہ یہ ابن بطوطہ اصل میں ہے کون''...... نعمانی نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تمہیں اب بھی شک ہے کہ یہ عمران صاحب ہو سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ اب شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے۔ عمران صاحب کسی بھی حال میں ہم پر گولی نہیں چلا سکتے۔ چاہے وہ تنویر ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ عمران صاحب بھی ہنسی مذاق کرتے ہیں لیکن اس کے بات کرنے اور ہنسی مذاق کرنے کا طریقہ الگ ہے۔ بے حد عجیب جیسے واقعی اس کا اوپر والا خانہ بالکل ہی خالی ہو''...... خاور نے کہا۔

''تو پھر کیا ہمیں چیف کی بات مان لینی چاہئے''...... نعمانی نے کہا۔

''اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور چارہ ہے تو بتاؤ''۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یہ سب چیف نے نہ کہا ہوتا تو شاید ہم کچھ کرتے لیکن۔ ہم میں سے کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ ہم چیف کے خلاف جائے یا اس کے کسی بھی حکم کو ماننے سے انکار کرے''...... صفدر نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''ہمیں پتہ لگانا چاہئے کہ یہ ابن بطوطہ واقعی ملٹری سیکرٹ سروس سے ہی آیا ہے یا پھر''...... چوہان نے کہا۔

''یا پھر کیا''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

''یا پھر یہ کوئی اور ہے''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ اس نے اور چیف نے کہا ہے کہ اس کا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر یہ بات غلط نہیں ہو سکتی ہے۔ چیف ہم سے جھوٹ کیوں بولیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر ہمیں اس کے احکامات پر عمل کرنا ہی پڑے گا''۔ صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ معاملہ عمران صاحب کی بازیابی کا ہے اور چیف کے کہنے کے مطابق ابن بطوطہ کے پاس جاپانی تنظیم بلیک ٹرائب کے اس گروپ کے بارے میں کوئی کلیو موجود ہے جس نے عمران صاحب اور اس کی بیوی کو اغوا کیا ہے اس لئے ہمیں اس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہی پڑے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن وہ ہمارا سیکنڈ چیف بن کر ہمارے سروں پر مسلط ہونا چاہتا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونا نہیں چاہتا ہو چکا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اب یہ گیا کہاں ہے"...... خاور نے کہا۔

"معلوم نہیں۔ ہمیں تو نہ ہی اس کا کوئی پتہ ٹھکانہ معلوم ہے اور نہ ہی اس کا رابطہ نمبر"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر ہمیں انتظار کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی ہم سے رابطہ کرے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اب اس کے سوا اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔ پہلے ہم پر عمران اپنا حکم چلاتا تھا۔ وہ گیا ہے تو اس کی جگہ اس موصوف ابن بطوطہ نے سنبھال لی ہے جو عمران سے بھی دو ہاتھ آگے معلوم ہو تا ہے"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہمیں ابن بطوطہ کو نہیں دیکھنا چیف کے احکامات پر عمل کرنا ہے اور بس"...... جولیا نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ہم چیف کے احکامات کے خلاف کیسے کچھ کر سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔ ان سب کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ ابن بطوطہ کے لئے ان کے چہروں اور آنکھوں میں غصے کے تاثرات تھے لیکن چیف نے انہیں جس طرح سے سختی سے حکم دیا تھا کہ وہ ہر حال میں ابن بطوطہ کے احکامات پر عمل کریں گے تو ظاہر ہے اب وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

ابن بطوطہ جولیا کے فلیٹ سے نکل کر باہر مین سڑک پر آیا ہی تھا کہ اسی لمحے سیاہ رنگ کی ایک کار اس کے قریب آ کر رکی۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ جیسے ہی کار رکی اس کا عقبی دروازہ خود کار طریقے سے کھل گیا۔ ابن بطوطہ نے دائیں بائیں دیکھا اور پھر وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں کار میں گھس گیا اور اس نے کار کا دروازہ اس طرح مطمئن انداز میں بند کر لیا جیسے وہ جانتا تھا کہ یہ کار اسی کے لئے آئی ہے۔

کار کے عقبی اور فرنٹ سیٹوں کے درمیان سیاہ شیشے کی ایک دیوار بنی ہوئی تھی جس کے نہ اس پار دیکھا جا سکتا تھا اور نہ دوسری طرف سے اسے دیکھا جا سکتا تھا۔ ابن بطوطہ نے جیسے ہی کار کا دروازہ بند کیا کار فوراً حرکت میں آ گئی۔

"سنو۔ تمہارا نام کیا ہے"...... ابن بطوطہ نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص سے مخاطب ہو کر کہا جو اسے دکھائی تو نہیں دے

رہا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کار میں ایسا سسٹم موجود ہے جس کے ذریعے وہ ایک دوسرے سے بات کر سکتے تھے۔

''میرا نام جوزف ہے۔ جوزف دی گریٹ''...... کار کے عقبی حصے میں لگے اسپیکر سے ایک کرخت آواز سنائی دی تو ابن بطوطہ کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''صرف نام کے ہی گریٹ ہو یا سچ مچ گریٹ ہو''...... ابن بطوطہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چند دن میرے ساتھ رہو گے تو تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ میں نام کا گریٹ ہوں یا سچ مچ کا گریٹ''...... جوزف نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''اب تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''رانا ہاؤس''...... جوزف نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اب رانا ہاؤس ہی میرا ٹھکانہ ہو گا''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''چیف کے حکم کے مطابق تمہیں ہمارے ساتھ رانا ہاؤس میں ہی رہنا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ہمارے ساتھ۔ تمہارا مطلب ہے اس رانا ہاؤس میں تمہارے علاوہ کوئی اور بھی رہتا ہے''...... ابن بطوطہ نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ باس اسے میرا جوڑی دار کہتا تھا''...... جوزف نے کہا۔

''جوڑی دار۔ مطلب وہ کوئی لڑکی ہے''...... ابن بطوطہ نے

پوچھا۔

''نہیں۔ وہ میری طرح دیو ہے۔ انتہائی طویل القامت سیاہ فام دیو۔ اس کا نام جوانا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''لیکن جوڑیاں تو مرد اور عورت کی ہوتی ہیں پھر تم نے کیوں کہا کہ تمہارا باس اسے تمہارا جوڑی دار کہتا ہے''...... ابن بطوطہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کی مرضی''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تم نے مجھ سے عورتوں کی طرح پردہ کیوں کر رکھا ہے۔ تمہاری آواز اور نام سے تو پتہ چلتا ہے کہ تم مرد ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''چیف کا حکم ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ کیا چیف نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ مجھ سے پردہ کرو تاکہ کہیں تمہیں میری نظر نہ لگ جائے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''تم ضرورت سے زیادہ ہی بولتے ہو''...... جوزف نے جیسے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ میں کہاں بولتا ہوں۔ میں تو چپ رہتا ہوں''...... ابن بطوطہ نے جواب دیا۔

''یہ تم چپ رہتے ہو''...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ میرے ماں باپ نے مجھے بولنا ہی نہیں سکھایا۔ اگر

سکھایا ہوتا تو میں بولنے کے معاملے میں عورتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا اور نان سٹاپ بولتا ہی رہتا۔ اتنا بولتا کہ سننے والوں کے کان پک جاتے۔ پک کیا جاتے میری باتوں سے روسٹ ہو جاتے لیکن کیا کروں بولنا کیا ہوتا ہے یہ میں جانتا ہی نہیں......'' ابن بطوطہ بولنے پر آیا تو بس بولتا ہی چلا گیا۔

''بس بس۔ معلوم ہو گیا ہے کہ تم واقعی بولنا نہیں جانتے ہو۔ اب چپ ہو جاؤ پلیز ورنہ تمہاری باتیں سن کر واقعی میرے کان بھی روسٹ ہو جائیں گے''...... جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں تو کہتا ہوں میری دو چار باتیں سن لو۔ ہو سکتا ہے اس طرح مجھے بھی بولنا آ جائے ورنہ لوگوں کے سامنے میں احمق بن کر خاموش کھڑا رہتا ہوں۔ وہ کیا کہتے ہیں صماً بکماً''...... ابن بطوطہ نے کہا لیکن اس بار جوزف نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ ابن بطوطہ نے پھر کچھ کہنا چاہا لیکن اسی لمحے کار رک گئی۔

''لگتا ہے منزل آ گئی''...... ابن بطوطہ نے کہا۔ کار پھر تھوڑی سی آگے بڑھی اور ایک بار پھر رک گئی اور اس بار جیسے ہی کار رکی پچھلی سیٹ کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر ابن بطوطہ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ یہ رانا ہاؤس تھا۔ ابن بطوطہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس عظیم الشان اور خوبصورت ڈیزائن کے حامل رانا ہاؤس کو دیکھنے لگا۔ اسی لمحے کار کی

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور لمبا تڑنگا سیاہ فام جوزف کار سے نکل آیا۔ اسے دیکھ کر ابن بطوطہ بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم کار ڈرائیو کر رہے تھے۔ تمہارا ہی نام جوزفین ہے''...... ابن بطوطہ نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''جوزفین نہیں۔ میرا نام جوزف ہے۔ جوزف دی گریٹ''۔ جوزف نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے سائیڈ کمرے سے جوزف جیسے قد کاٹھ کا ایک اور لحیم شحیم سیاہ فام نکل کر اس طرف آ گیا تو ابن بطوطہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

''ارے باپ رے۔ دو دو دیو۔ کیا یہ عمارت جنات کا مسکن ہے۔ سیاہ فام جنات کا''...... ابن بطوطہ نے دوسرے سیاہ فام کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ لنگور کون ہے اور کہاں سے آیا ہے''...... آنے والے دیو قام سیاہ فام نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس لنگور کا نام ابن بطوطہ ہے اور تمہارا یہ ساتھی مجھے اسی چڑیا گھر سے لایا ہے جہاں پہلے یہ خود اور تم رہتے تھے''...... ابن بطوطہ نے کہا تو سیاہ فام اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

''کیا تم مجھے لنگور کہہ رہے ہو''...... سیاہ فام نے اس کی طرف پلٹتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میری نظریں اتنی بھی کمزور نہیں ہیں کہ میں جنگلی بن مانس

بلکہ کنگ کانگ کو لنگور کہوں۔ لنگور کا خطاب میرے لئے ہی ٹھیک ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا تو جوزف بے اختیار مسکرا دیا۔

''یہ جوانا ہے''...... جوزف نے ابن بطوطہ سے جوانا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''جوانا مطلب جوان۔ اب جوان کو جوان ہی کہا جاتا ہے میں نے کب کہا کہ یہ بوڑھانا ہے مطلب بوڑھا''...... ابن بطوطہ نے کہا تو جوانا غصے سے اس کی طرف بڑھا۔

''رکو جوانا''...... جوزف نے کہا تو جوانا رک گیا۔

''یہ ہے کون اور یہ اس انداز میں باتیں کیوں کر رہا ہے''۔ جوانا نے ابن بطوطہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

''یہ چیف کا گیسٹ ہے۔ چیف کے حکم کے تحت یہ کچھ دن ہمارے ساتھ رہے گا''...... جوزف نے جواب دیا تو جوانا چونک پڑا۔

''ہمارے ساتھ''...... جوانا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''نہیں۔ میں کسی الگ روم میں رہوں گا۔ تمہارے ساتھ رہا تو تم رات کو اٹھ کر کسی بھی وقت میری چٹنی بنا دو گے''...... ابن بطوطہ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ جوانا کچھ کہتا جوزف نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے ایک طرف لے گیا اور پھر آہستہ آواز میں اسے کچھ بتانے لگا۔ جوانا نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ایک نظر اس پر ڈال کر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف

بڑھتا چلا گیا۔

''کیا یہ دن رات اسی طرح مرچیں چباتا رہتا ہے جو اس کی آنکھوں میں سرخی اور زبان پر تلخی رہتی ہے''......ابن بطوطہ نے کہا۔

''یہ ایسا ہی ہے۔ بچ کر رہنا اس سے۔ اگر اسے غصہ آ جائے تو یہ کسی کا بھی لحاظ نہیں کرتا۔ اس میں اتنی طاقت ہے کہ یہ ایک انگلی مار کر کسی کی بھی کھوپڑی میں سوراخ کر سکتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تمہارے کھوپڑی پر تو مجھے کوئی سوراخ دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... ابن بطوطہ نے اس کے سر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اس کا مزاج آشنا ہوں۔ اس لئے جانتا ہوں کہ اس سے کب اور کیسے بات کرنی ہے۔ جب یہ غصے میں ہوتا ہے تو میں اس کے قریب بھی نہیں جاتا''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں بھی اس سے دور ہی رہوں گا۔ مجھے بھی اپنی کھوپڑی میں سوراخ بنوانے کا کوئی شوق نہیں ہے''...... ابن بطوطہ نے خوف بھرے انداز میں اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو جوزف ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دیتا ہوں''۔ جوزف نے کہا۔

''میرا کمرہ اسی عمارت میں ہی ہے نا یا اسے دیکھنے کے لئے مجھے کوہ قاف جانا پڑے گا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''یہیں ہے۔ آؤ''...... جوزف نے کہا اور اسے لے کر ایک طرف چل پڑا۔ عمارت واقعی کافی بڑی تھی اور انتہائی جدید طرز تعمیر کی حامل تھی۔ جوزف اسے لے کر ایک بڑے اور خوبصورت روم میں آ گیا جہاں انسانی ضروریات کی ہر چیز موجود تھی۔ ابن بطوطہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

''کیا مجھے چائے یا کافی ملے گی یا اس کے لئے مجھے کسی ڈھابے یا ریسٹورنٹ میں جانا ہوگا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ تم چیف کے مہمان ہو اس لئے تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھنا ہماری ذمہ داری ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تو پھر بھاگ کر جاؤ اور دو منٹ میں میرے لئے ایک اچھی سی چائے بنا کر لے آؤ''...... ابن بطوطہ نے کہا تو جوزف اسے گھورتا ہوا سر ہلا کر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ ابھی وہ باہر نکلا ہی تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ابن بطوطہ چونک پڑا۔ وہ سیدھا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ابن بطوطہ، جس کی بغل میں جوتا، عقل کا اندھا اور غصے والا ہے بندہ بول رہا ہوں''...... ابن بطوطہ نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''سوری۔ یہاں کوئی ایکسٹو نہیں رہتا''...... ابن بطوطہ نے منہ بنا

کر کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور ایک بار پھر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے جوزف چائے کا ایک کپ لے کر اندر آ گیا۔ اس نے چائے کا کپ لا کر عمران کے سامنے میز پر رکھا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''تمہارے لئے فون ہے''...... جوزف نے ابن بطوطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے نہیں۔ کسی ایکسٹو کے لئے ہے۔ کیا تم دونوں کے علاوہ یہاں کوئی ایکسٹو بھی رہتا ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''نانسنس۔ ایکسٹو چیف ہے اور وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے''...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا تو ابن بطوطہ اچھل پڑا۔

''ارے باپ رے۔ ایکسٹو تو واقعی چیف ہے۔ جلدی کرو رسیور اٹھا کر اپنے کان سے لگاؤ تب تک میں اس سے سوری کرنے کے لئے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا لیتا ہوں''...... ابن بطوطہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ جوزف نے اسے گھورتے ہوئے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ جبکہ ابن بطوطہ نے دونوں کان پکڑ لئے۔

''جوزف بول رہا ہوں چیف''...... جوزف نے کہا۔

''یس چیف۔ او کے۔ میں بات کراتا ہوں''...... دوسری طرف کی بات سن کر جوزف نے کہا اور پھر اس نے رسیور کان سے ہٹا کر ابن بطوطہ کی طرف بڑھا دیا۔

"چیف سے کرو بات"...... جوزف نے کہا۔

"مم مم۔ میں نے کان پکڑ رکھے ہیں۔ رسیور کیسے پکڑوں"۔ ابن بطوطہ نے مسمسی سے لہجے میں کہا۔

"بکو مت۔ بات کرو"...... جوزف نے کہا۔

"تت۔ تت۔ تم لاؤڈر آن کر دو"...... ابن بطوطہ نے کہا تو جوزف نے ایک طویل سانس لیا اور لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ یس۔ چیف۔ ابن بطوطہ دست بدست بلکہ دست با کان بول رہا ہوں"...... ابن بطوطہ نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور چیف کے سامنے اسے خوفزدہ انداز میں بات کرتے دیکھ کر جوزف کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"مجھے خوشی ہے ابن بطوطہ کہ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں اپنی جگہ بنا لی ہے اور اب تم مستقل طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرو گے"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"کیوں چیف۔ کیا آپ کی لاٹری لگی ہے یا آپ کی شادی خانہ آبادی کے لئے آپ کے ممی ڈیڈی نے آپ کے لئے لڑکی پسند کر لی ہے"...... ابن بطوطہ نے ڈرے ڈرے لیکن اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فضول بکواس مت کرو۔ میں تمہاری احمقانہ حرکتیں اور باتیں اس لئے برداشت کر رہا ہوں کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس میں نئے آئے ہو۔ ورنہ میں نہ تو مذاق برداشت کرتا ہوں اور نہ کسی کام میں

کوتاہی۔ اس لئے سنبھل کر رکھو اور مجھ سے جب بھی بات کیا کرو تو سوچ سمجھ کر کیا کرو"...... ایکسٹو کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"لیکن سوچنے سمجھنے کے لئے عقل کا بھی ہونا تو ضروری ہوتا ہے چیف۔ میں ابن بطوطہ، بغل میں جوتا، عقل کا اندھا اور بے چارہ سا اللہ کا بندہ ہوں۔ عقل کیا ہوتی ہے میں جانتا ہی نہیں"...... ابن بطوطہ نے اسی انداز میں کہا۔

"جب میری اصلیت کے بارے میں تمہیں پتہ چلے گا تو تمہاری ساری عقل ٹھکانے پر آ جائے گی"...... ایکسٹو نے کہا۔

"تو پھر آپ مجھے جلد سے جلد اپنی اصلیت بتا دیں چیف۔ میری عقل ٹھکانے پر رہتی ہی نہیں۔ اسی بہانے ٹھکانے پر تو آ ہی جائے گی"...... ابن بطوطہ بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"جوزف"...... اس بار ایکسٹو نے ابن بطوطہ کی بجائے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا مشین پسٹل کہاں ہے"...... چیف نے پوچھا۔

"میرے پاس ہے چیف"...... جوزف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے اپنا مشین پسٹل نکال لیا۔

"اس کا لاک ہٹا کر اس کا رخ ابن بطوطہ کی طرف کرو۔ اگر اب یہ ہنسی مذاق یا کوئی احمقانہ بات کرے تو اسے فوراً شوٹ کر دینا"...... چیف نے کہا تو ابن بطوطہ بری طرح سے اچھل پڑا۔

جوزف نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر دیا تھا۔

''چ۔ چ۔ چیف''...... ابن بطوطہ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ اب میری بات دھیان سے سنو''...... چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... ابن بطوطہ نے شرافت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں جو ہدایات دی گئی ہیں تم ان پر عمل کرو۔ تمہارا کام عمران اور افراب کو ٹریس کرنا اور یہ پتہ لگانا ہے کہ بلیک ٹرائب کی تنظیم کا پاکیشیا میں اپنا کوئی گروپ بھیجنے کا مقصد کیا ہے۔ یہ کام تمہیں نہایت خاموشی اور ہوشیاری سے کرنا ہے۔ اس انداز میں کہ بلیک ٹرائب کے گروپ کے کسی بھی آدمی کو اس بات کا علم نہ ہو کہ ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے یا انہیں ڈھونڈا جا رہا ہے۔ اگر یہاں ایک گروپ ہے تو اس کے سربراہ تک پہنچنا ضروری ہے اور اگر یہاں بلیک ٹرائب کے ایک سے زیادہ گروپس کام کر رہے ہیں تو ان کی بیخ کنی کی ذمہ داری بھی تمہاری ہے۔ اس سلسلے میں سیکرٹ سروس کے ممبران کو میں نے ہدایات جاری کر دی ہیں۔ وہ تم سے مکمل تعاون کریں گے''۔ چیف نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ میں آج سے ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہوں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''یہی مناسب ہوگا۔ ویسے تمہارا کیا اندازہ ہے۔ یہ لوگ یہاں

کس مقصد کے لئے آئے ہیں''...... چیف نے کہا۔

''ابھی مجھے کچھ اندازہ نہیں ہے چیف۔ بہرحال ان کے جو بھی مقاصد ہیں جلد ہی معلوم ہو جائیں گے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اوکے''...... چیف نے کہا اور پھر چیف نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور رابطہ ختم کر دیا۔ ابن بطوطہ نے ایک طویل سانس لیا اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ جبکہ جوزف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''یاد سے چائے پی لینا ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی''...... جوزف نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ابن بطوطہ نے آنکھیں نہ کھولیں تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خاصا تھکا ہوا ہو اور کچھ دیر ریسٹ کرنا چاہتا ہو۔

پاکیشیا دارالحکومت کے فائیو سٹار ہوٹل الفراق کے ٹاپ فلور کے کمرہ نمبر آٹھ سو دس میں ایک لمبا تڑنگا لیکن ادھیڑ عمر آدمی آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس ادھیڑ عمر آدمی کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے لیکن اس کا چہرہ جوانوں جیسا چمکدار اور ٹھوس دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے پیشانی پر ایک لمبے کٹ کا نشان تھا۔ وہ آنکھیں موندھے آہستہ آہستہ کرسی پر جھول رہا تھا۔ اسی لمحے دستک کی آواز سنائی دی تو اس نے بے اختیار جھولتی ہوئی کرسی کو روکا اور آنکھیں کھول دیں۔

"یس کم اِن"...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس لڑکی نے سیاہ رنگ کا اسکرٹ پہنا ہوا تھا اور اس کے سر کے بال اخروٹی رنگ کے تھے۔ لڑکی قد آور تھی اور اس کی آنکھیں بڑی اور چمکدار تھیں جو اس کی ذہانت کا غماز تھیں۔

"ہیلو میکائے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہائے میڈنا۔ کیسی ہو"...... ادھیڑ عمر آدمی جس کا نام میکائے تھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ آؤ بیٹھو"...... میکائے نے کہا تو لڑکی آگے بڑھی اور اس کے سامنے پڑی ہوئی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کافی دیر لگ گئی تمہیں آنے میں"...... میکائے نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کچھ نجی کام میں مصروف تھی اور پھر یہاں ہر وقت ٹریفک جام رہتا ہے کہ ایک بار پھنس جاؤ تو گھنٹوں راستہ نہیں ملتا"...... میڈنا نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔ بہرحال یہاں آنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا"...... میکائے نے کہا۔

"مسئلہ۔ کیا مطلب۔ کیسا مسئلہ"...... میڈنا نے چونک کر کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ کہیں تمہارا تعاقب تو نہیں کیا گیا"۔ میکائے نے پوچھا۔

"اوہ۔ نہیں۔ میں دو نہیں ہزار آنکھیں رکھتی ہوں۔ کوئی میرا تعاقب کرے اور اس کا مجھے علم نہ ہو ایسا ہونا ناممکن ہے"...... میڈنا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کیا منگواؤں تمہارے لئے"...... میکائے نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ میں لنچ کر کے ہی آئی ہوں۔ ہاں تھوڑی دیر بعد مجھے کافی کی طلب ہو گی تب منگوا لینا''...... میڈنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابھی منگوا لیتا ہوں''...... میکائے نے کہا۔

''نہیں۔ اتنی جلدی بھی نہیں ہے''...... میڈنا نے کہا۔

''چلو۔ جب طلب ہو بتا دینا''...... میکائے نے کہا تو میڈنا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''بہرحال بتاؤ۔ اب کیا کرنا ہے''...... میڈنا نے کہا۔

''آرڈر کیا ملے ہیں''...... میکائے نے پوچھا۔

''یہی کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ان سب کو ہر قیمت پر ختم کر دیا جائے''...... میڈنا نے کہا۔

''لیکن میڈنا۔ ہمیں ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے''...... میکائے نے کہا۔

''میرے پاس ان لوگوں کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات ہیں''...... میڈنا نے کہا۔

''کیا معلومات ہیں''...... میکائے نے پوچھا۔

''کچھ لوگوں کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ نہایت خاموشی سے عمران اور اس کی بیوی افراب کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ وہ ہر بار مختلف میک اپ میں ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہیں زیادہ تر سپیشل کلب کے آس پاس دیکھا گیا

ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں جو عمران اور افراب کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم ان میں سے کسی ایک کو کور کر لیں تو ان سے باقی سارے ممبران کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اور پھر انہیں ایک ایک کر کے ختم بھی کیا جا سکتا ہے''...... میڈنا نے کہا۔

''ضروری تو نہیں کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہی ہوں۔ یہاں اور بھی ایجنسیاں ہیں۔ ممکن ہے یہ کام کوئی اور ایجنسی کر رہی ہو''...... میکائے نے پوچھا۔

''جو بھی ہے۔ ان میں سے ایک آدھ کا ہمارے ہاتھ لگنا ضروری ہے۔ جب تک ان میں سے کوئی ہمارے ہاتھ نہیں آ جاتا اس وقت تک یہ پتہ چلانا مشکل ہے کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے یا کسی دوسری ایجنسی سے۔ اگر وہ کسی دوسری ایجنسی سے منسلک ہوا تو اس سے بھی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے''...... میڈنا نے کہا۔

''کیا دوسری ایجنسیوں والے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے بارے میں جانتے ہوں گے''...... میکائے نے پوچھا۔

''نہ جانتے ہوں۔ یہ تو پتہ چل ہی جائے گا کہ وہ کس کی ایماء پر عمران اور افراب کو تلاش کر رہے ہیں''...... میڈنا نے کہا۔

''مجھے تو ابھی تک یہی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ آخر عمران اور اس کی بیوی افراب کو اغوا ہی کیوں کیا گیا ہے اور انہیں رکھا

کہاں گیا ہے''...... میکائے نے پوچھا۔

''یہ سارا کھیل چیف کا ہے وہ اپنا کھیل کیسے کھیلتا ہے اس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہوتا۔ اسے جو کرانا ہوتا ہے اس کے لئے وہ اپنے کسی بھی گروپ کو آگے کر دیتا ہے اور پھر اس گروپ کو وہی کرنا پڑتا ہے جو چیف چاہتا ہے اور بس''...... میڈنا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تو درست ہے۔ ہم تو چیف کی کٹھ پتلیاں ہیں وہ جیسے ہماری ڈور ہلاتا ہے ہمیں ویسے ہی ہلنا پڑتا ہے''۔ میکائے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر یہ مت سوچو کہ عمران اور اس کی بیوی افراب کو کیوں اغوا کیا گیا ہے اور انہیں کہاں رکھا گیا ہے۔ ہمیں تو چیف نے یہ بھی نہیں بتایا ہے کہ عمران اور اس کی بیوی افراب کو اغوا کرنے کے لئے بلیک ٹرائب کا جو گروپ ہم سے پہلے یہاں آیا تھا وہ کہاں ہے اور اس کا سربراہ کون ہے۔ ہمیں بس وہی کرنا ہے جس کی ہمیں ہدایات دی گئی ہیں اور جس کے لئے ہمیں خصوصی طور پر یہاں بھیجا گیا ہے۔ ہمارا تعلق کلنگ سیکشن سے ہے اور ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت اس کے سربراہ کو ختم کرنا ہے اور بس''...... میڈنا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن مسئلہ وہی ہے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو آخر تلاش کیسے کریں۔ میں نے اب تک جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نہ صرف ہمیشہ میک

اپ میں رہتے ہیں بلکہ وقتاً فوقتاً اپنی رہائش گاہیں بھی تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ وہ کب کس میک اپ میں ہوں ان کا کچھ پتہ نہیں ہوتا''...... میکائے نے کہا۔

''یہی تو ہمیں پتہ چلانا ہے''...... میڈنا نے کہا۔

''تو کیا تمہارے خیال مین یہ کام ہمارے لئے آسان ہو گا''...... میکائے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہم اپنا کام ہر صورت میں کریں گے اور ان سب کے ساتھ ان کے چیف کو بھی تلاش کر کے رہیں گے''۔ میڈنا نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا خاتمہ آسان نہیں تو مشکل بھی نہیں ہو گا البتہ ایکسٹو کا مسئلہ ایسا ہے جو دانتوں چنے چبوا دے گا''...... میکائے نے کہا۔

''وہ کیوں''...... میڈنا نے پوچھا۔

''اسے کوئی بھی نہیں جانتا''...... میکائے نے کہا۔

''ایسا کیسے ممکن ہے۔ وہ کم از کم اپنے ماتحتوں کے سامنے تو آتا ہی ہو گا وہ تو اسے اچھی طرح جانتے ہوں گے''...... میڈنا نے کہا۔

''نہیں۔ یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے ایکسٹو کے بارے میں اس ملک کا صدر اور پرائم منسٹر بھی کچھ نہیں جانتا بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ایکسٹو کے اختیارات اس ملک میں پرائم منسٹر اور صدر سے بھی بڑھ کر ہیں''...... میکائے نے کہا۔

''وہ کس کے انڈر میں ہے''...... میڈنا نے پوچھا۔

''وزارت خارجہ کے''...... میکائے نے کہا۔

''پھر تو وزارت خارجہ کے سیکرٹری یا وزیر خارجہ ضرور اسے جانتے ہوں گے''...... میڈنا نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک تھی۔

''نہیں وہ ان سب کے سامنے سیاہ نقاب پہن کر آتا ہے''۔ میکائے نے کہا۔

''جب وہ سیکرٹری خارجہ سے ملنے کے بعد اپنی قیام گاہ روانہ ہوتا ہوگا تو کیا اس وقت اس کا تعاقب کر کے پتہ......'' میڈنا نے کہنا چاہا۔

''وہ سیکرٹری خارجہ سے ملنے خود نہیں جاتا صرف فون پر مخصوص لب و لہجے میں بات کرتا ہے اور وہ بھی کوڈ میں۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب اور کہاں کس کے سامنے نقاب میں آئے گا''۔ میکائے نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

''ہونہہ۔ کیا یہ سب واقعی سچ ہے''...... میڈنا نے ہنکارہ بھرا۔

''ہاں''...... میکائے نے اثبات میں سر ہلایا۔

''مجھے تو یہ سب کچھ قصے کہانیوں والی باتیں لگتی ہیں''...... میڈنا نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین نہیں ہے ان باتوں کا''...... میکائے نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''میں عملی زندگی پر یقین رکھتی ہوں میکائے اور چیف نے مجھے کچھ سمجھ کر ہی یہاں بھیجا ہے''...... میڈنا نے کہا۔

''تو پھر تم خود ہی معلوم کر لو گے کہ کیا سچ ہے اور کیا افسانہ''۔ میکائے نے منہ بنا کر کہا۔

''ان مشکوک لوگوں کی نگرانی کون کر رہا ہے''...... میڈنا نے پوچھا۔

''میرے آدمی نگرانی کر رہے ہیں''...... میکائے نے کہا۔

''انچارج کون ہے''...... میڈنا نے پوچھا۔

''اوسس۔ وہی ان سب کا انچارج ہے''...... میکائے نے کہا۔

''گڈ۔ ان کی طرف سے کوئی رپورٹ بھیجی گئی ہے یا نہیں''...... میڈنا نے کہا۔

''ہاں یہ لو۔ تم اسے دیکھو اتنی دیر میں، میں تمہارے اور اپنے لئے کافی منگواتا ہوں''...... میکائے نے کہا اور جھک کر میز پر پڑی ایک فائل اٹھا کر میڈنا کو تھما دی اور خود فون کا رسیور اٹھا کر روم سروس کو کافی کا آرڈر دینا شروع کر دیا۔

''اوکے''...... میڈنا نے کہا اور آرام سے صوفے کی پشت سے ٹک کر فائل کھولی اور اس کا مطالعہ کرنے لگی پھر وہ اس وقت چونکی جب ویٹر کافی کا سامان ٹرے میں لئے کمرے میں داخل ہوا۔

''مطالعہ کر لیا''...... میکائے نے کافی بناتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ مگر کوئی خاص بات نہیں ہے رپورٹ میں''...... میڈنا

نے کہا۔

''بالکل ٹھیک۔ اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ انہیں تلاش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ ہو گا''...... میکائے نے مگ میڈنا کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اب کیا کیا جائے''...... میڈنا نے کہا۔

''وہی تمہاری ہی ترکیب پر عمل کرنا پڑے گا۔ جو ہاتھ آئے اس سے پوچھ گچھ کی جائے۔ ان میں سے کسی ایک ممبر پر ہاتھ ڈالنے کی دیر ہے اس کے بعد ہمارے لئے باقی ممبران تک پہنچنا مشکل ثابت نہ ہو گا''...... میکائے نے کہا۔

''تو پھر اوسس کو کال کر دو کہ وہ سپیشل کلب کی نگرانی کرنے والوں میں کسی کو اٹھا سکتا ہے تو اسے اٹھا کر نائن پوائنٹ پر پہنچا دے۔ وہاں جا کر میں خود اس سے پوچھ گچھ کروں گی اگر اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوا تو وہ میرے سامنے زیادہ دیر اپنا منہ بند نہ رکھ سکے گا''...... میڈنا نے پوچھا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کہہ دیتا ہوں''...... میکائے نے کہا اور فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''رکو''...... میڈنا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو میکائے کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

''کیا ہوا''...... میکائے نے چونک کر کہا۔

''ہم احمق ہیں''...... میڈنا نے کہا تو میکائے چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو''...... میکائے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بلیک ٹرائب کے دوسرے گروپ نے عمران اور اس کی بیوی افراب کو اغوا کر کے قید میں رکھا ہوا ہے۔ اگر میں چیف سے بات کروں اور ہمیں عمران تک رسائی مل جائے تو ہم عمران سے ایکسٹو اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے ایک ایک ساتھی کو جانتا ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ ایکسٹو کے ٹھکانے کی بھی معلومات رکھتا ہو۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بے حد کائیاں انسان ہے۔ ممکن ہے اس نے ایکسٹو کو دیکھا بھی ہو''...... میڈنا نے سوچتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ہاں ایسا ممکن ہے''...... میکائے نے چونک کر کہا۔

''تو پھر ہمیں سیکرٹ سروس کے ممبران اور ایکسٹو کو ڈھونڈنے کے لئے اس طرح مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چیف سے بات کر کے عمران سے ملتی ہوں اور پھر اس سے ساری معلومات حاصل کرنا میرے لئے مشکل نہ ہو گا۔ عمران ہمیں اپنے سارے ساتھیوں سمیت اپنے چیف کے پتے ٹھکانے کا بتا دے تو ہم وہاں قیامت بن کر ٹوٹ پڑیں گے پھر نہ سیکرٹ سروس رہے گی اور نہ خود ایکسٹو''...... میڈنا نے کہا۔

''کیا چیف تمہیں عمران تک رسائی دے دے گا''...... میکائے نے پوچھا۔

’’کیوں نہیں دے گا۔ چیف نے ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کے کلنگ آرڈر دے کر بھیجا ہے تو اس کے لئے ہم چیف سے کچھ بھی مانگ سکتے ہیں‘‘...... میڈنا نے کہا۔

’’تو ٹھیک ہے۔ پھر تم چیف سے بات کر کے دیکھ لو۔ اگر عمران کی زبان کھلوا لی جائے تو ہمیں واقعی اتنی تگ و دو نہ کرنی پڑے گی اور ہم آسانی سے جا کر اپنے ٹارگٹ ہٹ کر کے یہاں سے نکل جائیں گے‘‘...... میکائے نے کہا۔

’’چیف سے بات کرنے کے لئے مجھے پوائنٹ نائن پر ہی جانا ہو گا۔ وہیں سپیشل ٹرانسمیٹر موجود ہے‘‘...... میڈنا نے کہا۔

’’ٹھیک ہے تم وہاں جا کر چیف سے بات کر لو پھر مجھے فون پر مطلع کر دینا۔ میرے پاس سیلائٹ فون ہے اس پر تم کھل کر بات کر سکتی ہو‘‘...... میکائے نے جواب دیا۔

’’جانتی ہوں‘‘...... میڈنا نے کہا۔

’’ویسے عمران کے بارے میں ایک بات ضرور بتا دوں‘‘۔ میکائے نے کہا۔

’’کیا‘‘...... میڈنا نے کہا۔

’’میری اطلاعات کے مطابق اسے اور اس کی بیوی افراب کو مسلسل بے ہوش رکھا جا رہا ہے۔ یہ سمجھ لو کہ وہ سویا ہوا شیر ہے اگر جاگ گیا تو بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اور اگر تم یہ توقع کرتی ہو کہ اس سے تشدد کر کے کچھ پوچھ سکو گی تو یہ بہت بڑی غلطی ہو

گی‘‘...... میکائے نے کہا۔

’’جو لوگ تشدد برداشت کر لیتے ہیں اور کسی طرح سے بھی نہیں ٹوٹتے۔ جانتے ہو وہ کس چیز سے خریدے جا سکتے ہیں‘‘...... میڈنا نے میکائے کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

’’تم ہی بتا دو‘‘...... میکائے نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

’’عورت سے۔ ایک حسین ترین پرشباب عورت اور ایک بوتل شراب ان کی ساری وفاداریاں خرید لیتی ہے اور ان کی مضبوط قوت ارادی کے پرخچے اڑا دیتی ہے۔ سمجھے مسٹر میکائے‘‘...... میڈنا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’سمجھ گیا۔ مگر عمران ایسا انسان نہیں ہے اور اس کے سامنے یہ سارے حربے بیکار ہیں‘‘...... میکائے نے منہ بنا کر کہا۔

’’وہ کیوں‘‘...... میڈنا نے پوچھا۔

’’عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ عورت اور شراب دونوں سے دور بھاگتا ہے‘‘...... میکائے نے جواب دیا۔

’’تم دیکھتے رہو۔ اس کا واسطہ پہلے کبھی میڈنا سے نہیں پڑا۔ میڈنا کیا چیز ہے اس کا جلد ہی اسے پتہ چل جائے گا اور میں دیکھتی ہوں کہ وہ کس طرح میرے سامنے زبان نہیں کھولتا‘‘۔ میڈنا نے کہا۔

’’پہلے چیف سے بات کر کے اس تک پہنچ تو جاؤ‘‘...... میکائے نے کہنا چاہا۔

''کیا مطلب۔تمہارا کہنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ چیف مجھے اس سے ملنے کی اجازت نہیں دے گا''...... میڈنا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے بھی اس سلسلے میں چیف سے بات کی تھی لیکن اس نے کہا تھا کہ عمران اور اس کی بیوی جہاں ہیں محفوظ ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں کچھ بھی جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت چیف کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا''...... میکائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات اور ہے۔ میں جس مقصد کے لئے ملنا چاہتی ہوں مجھے امید ہے چیف مجھے انکار نہیں کرے گا''...... میڈنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے کوشش کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے''...... میکائے نے کہا۔

''میرے بارے میں ادسس کو کیا بتایا ہے''...... میڈنا نے پوچھا۔

''کچھ بھی نہیں۔ کلنگ سیکشن کی تم انچارج ہو۔تم سے مشورہ کئے بغیر کیسے بتا دیتا''...... میکائے نے کہا۔

''عقلمندی کی ہے۔ فی الحال میرے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتاؤ۔تم ہی انہیں ہینڈل کرتے رہو مجھے جو بھی کام کرانا ہو گا وہ میں تمہاری معرفت ادسس اور اس کے آدمیوں سے کرا لوں گی''۔ میڈنا نے کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی''...... میکائے نے کہا۔

''آگے جیسے حالات ہوں گے اسی طرح کر لیا جائے گا الجھنے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے''...... میڈنا نے کہا تو میکائے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ابن بطوطہ رانا ہاؤس میں موجود تھا۔ اس نے ممبران کو چیف ایجنٹ کی حیثیت سے وہیں سے مختلف ہدایات دی تھیں اور انہیں کام پر لگا دیا تھا۔ ممبران اس کا حکم سن کر تلملاتے تھے لیکن چونکہ چیف نے انہیں سختی سے ہدایات دی ہوئی تھیں کہ انہیں ہر حال میں ابن بطوطہ کا ہر حکم ماننا ہے اس لئے وہ سب نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے احکامات پر عمل کر رہے تھے اور ابن بطوطہ کو پل پل کی خبریں بھی دے رہے تھے۔

جوزف اور جوانا بھی وہیں تھے لیکن وہ اس کے پاس زیادہ آتے جاتے نہ تھے۔ ضرورت پڑنے پر ابن بطوطہ ہی انہیں بلاتا تھا اور ان سے چائے ناشتہ یا اپنی ضرورت کا کام کہتا تھا اور وہ بلا چوں چراں کئے اس کی ہر ضرورت پوری کر دیتے تھے۔ اس دوران چیف نے عمران کے شاگرد ٹائیگر کو بھی رانا ہاؤس میں بھیجا تھا جس نے ابن بطوطہ سے خصوصی ملاقات کی تھی۔ چیف نے ٹائیگر کو بھی

ہدایات دی تھیں کہ ابن بطوطہ عمران کی تلاش کے لئے کام کر رہا ہے اس لئے وہ اس کی ہر ممکن مدد کرے اور اسے عمران کی جگہ سمجھ کر اس کے ہر معاملے میں ساتھ دے۔ شروع شروع میں ٹائیگر کو ابن بطوطہ کی باتیں عجیب سی لگی تھیں۔ اسے ابن بطوطہ کے نام پر ہی غصہ آتا تھا لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ اس سے مانوس ہو گیا اور چیف نے چونکہ خصوصی طور پر اسے ہدایات دی تھیں اس لئے وہ ابن بطوطہ کے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا لیکن وہ ابن بطوطہ کو عمران کا درجہ دینے سے انکاری تھا۔ وہ اسے باس بھی کہنے سے ہچکچاتا تھا۔

اس وقت بھی ابن بطوطہ سٹنگ روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر فون پڑا ہوا تھا۔ جوزف اس کے سامنے چائے کا کپ بنا کر رکھ گیا تھا جو پڑے پڑے ٹھنڈی ہو رہی تھی لیکن ابن بطوطہ ہر چیز سے بے خبر گہرے خیالوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”ابن بطوطہ بول رہا ہوں“...... ابن بطوطہ نے کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں جناب“...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”یس ٹائیگر۔ کوئی رپورٹ“...... ابن بطوطہ نے سنجیدگی سے کہا۔

”سپیشل کلب کا لوگاس جو پچھلے کچھ دنوں سے غائب تھا اس کے بارے میں ایک اطلاع ملی ہے“...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے

کہا تو ابن بطوطہ چونک پڑا۔

''گڈ شو۔ کیا اطلاع ہے''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''مجھے معلومات ملی تھیں کہ لوگاس اور اس کے چند ساتھی باس کی شادی کے دنوں میں سرعبدالرحمٰن کی رہائش گاہ کے گرد منڈلاتے دیکھے گئے تھے۔ سرعبدالرحمٰن نے چونکہ باس کی شادی کی حفاظت کے کڑے انتظامات کئے تھے اس سلسلے میں انہوں نے چند مقامات پر سیکورٹی کیمرے بھی نصب کرائے تھے۔ ان سیکورٹی کیمروں کی فوٹیج سے یہ بات تو معلوم نہیں ہوسکی کہ باس اور ان کی بیوی کو کب اور کیسے اغوا کر کے لے جایا گیا تھا لیکن مجھے ان میں کچھ ایسی فوٹیج ملی ہیں جن میں لوگاس کو سرعبدالرحمٰن کی کوٹھی کے اندر اور باہر دیکھا گیا ہے۔

لوگاس ہر بار نئے میک اپ میں ہوتا تھا لیکن اس کا قد کاٹھ، اس کے ہاتھ جھٹکنے اور سر پر پھیرنے کا مخصوص انداز میں بخوبی پہچانتا ہوں اس لئے مجھے شک ہے کہ اس آدمی کا باس اور ان کی بیوی کے اغوا میں ہاتھ ہوسکتا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں پتہ کرایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں وہ سپیشل کلب کا مالک اور جنرل منیجر ہے لیکن پچھلے کچھ روز سے وہ انڈر گراؤنڈ ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوٹل کا منیجر بنا ہوا تھا جو اس بات سے لاعلم تھا کہ لوگاس کہاں ہے''۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اس کے بارے میں ٹپ کیسے ملی''...... ابن بطوطہ نے

کہا۔ اسی نے عمران اور اس کی بیوی افراب کو ٹریس کرنے کا ٹاسک ٹائیگر کو یہ کہہ کر دیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے طور پر کام کرے گی اور وہ ان سے ہٹ کر کام کرے گا۔

''جیسے ہی مجھے معلوم ہوا کہ باس اور ان کی بیوی کے اغوا کے پیچھے لوگاس کا ہاتھ ہوسکتا ہے میں نے مسلسل اس کلب کی نگرانی کرنی شروع کر دی تھی اور میں یہاں ہر آنے جانے والے پر نظر رکھتا تھا۔

آج میں کلب کے ہال میں بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ایک آدمی کو دیکھا۔ اس آدمی کا قد کاٹھ لوگاس سے ملتا جلتا تھا۔ میں نے اس کی خصوصی طور پر نگرانی کرنی شروع کر دی لیکن وہ مخصوص انداز میں نہ ہاتھ جھٹک رہا تھا اور نہ ہی بار بار اپنے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ میں نگرانی کرتا رہا پھر وہ کلب کے منیجر سے ملنے کے لئے چلا گیااور تقریباً دو گھنٹوں تک منیجر کے آفس میں رہا پھر وہ کلب سے باہر آیا تو وہ رکے بغیر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن دروازے سے باہر جانے سے پہلے اس نے نہ صرف مخصوص انداز میں ہاتھ جھٹکا بلکہ اس کا ایک ہاتھ بھی اس کے سر تک پہنچ گیا اور یہ دیکھتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ یہ لوگاس ہی ہے۔ میں فوراً اٹھا اور اس کے پیچھے لگ گیا۔ وہ کلب سے نکل کر ایک نئی اور جدید کار میں سوار ہوا اور ایک طرف روانہ ہوگیا۔ میری کار بھی پارکنگ میں موجود تھی۔

میں نے کار نکالی اور اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا اوراس تعاقب کے نتیجے ،میں میں نے اس کا ٹھکانہ معلوم کر لیا ہے۔ وہ عسکری کالونی، ڈی بلاک کی کوٹھی نمبر سات سو دس میں موجود ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔تم کہاں ہو''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''میں اس کوٹھی کے قریب ہی موجود ہوں اور اس کی نگرانی کر رہا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کوٹھی کی کیا پوزیشن ہے''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''کوٹھی کے باہر دو مسلح محافظ موجود ہیں جو شکل وصورت سے ہی چھٹے ہوئے غنڈے معلوم ہو رہے ہیں۔کوٹھی کے اندر کتنے افراد ہیں ان کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں''...... ابن بطوطہ نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا باہر آ گیا۔ سامنے سٹول پر جوزف اور جوانا بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

''جوزف۔ کار نکالو۔ ہمیں باہر جانا ہے''...... ابن بطوطہ نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔تھوڑی ہی دیر میں عمران، جوزف کے ہمراہ عسکری کالونی کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ ڈی بلاک پہنچ کر اس نے کوٹھی نمبر دیکھ کر جوزف کو کار آگے بڑھانے کا کہا اور پھر اس

نے کار کوٹھی نمبر سات سو دس سے کچھ پیچھے کار رکوا لی۔

''تم کار میں رہو۔ میں ابھی آتا ہوں''...... ابن بطوطہ نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابن بطوطہ کار سے اترا اور پھر ٹہلنے والے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اسی لمحے ایک کوٹھی کے پلر کے پیچھے سے ٹائیگر نکل کر تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔

''وہ سامنے والی کوٹھی ہے جس کا گیٹ براؤن رنگ کا ہے''۔ ٹائیگر نے ابن بطوطہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ابن بطوطہ نے براؤن گیٹ والی کوٹھی دیکھی جس کے باہر واقعی دو لمبے تڑنگے نوجوان کھڑے تھے جو شکل سے ہی چھٹے ہوئے بدمعاش دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے پہلوؤں میں ہولسٹر لگے ہوئے تھے جن میں بھاری دستے والے ریوالور جھلک رہے تھے۔

''کوٹھی کے عقب کا جائزہ لیا ہے۔کیا وہاں سے ہم کوٹھی میں داخل ہو سکتے ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''کوٹھی کے عقب میں بھی دو مسلح افراد موجود ہیں اور اس کے اطراف کوٹھیوں کے چھتوں پر مسلح افراد موجود ہیں جو ارد گرد کی نگرانی کر رہے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران محتاط انداز میں کوٹھی نمبر سات سو دس اور اس کے دائیں بائیں موجود کوٹھیوں کی چھتوں کی طرف دیکھنے لگا جہاں واقعی دو دو مسلح افراد ٹہلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''گویا ہم ان کی نظروں میں آئے بغیر کوٹھی میں نہیں جا سکتے ہیں''...... ابن بطوطہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر کوئی ایسی ترکیب بتاؤ کہ ہم ان کی نظروں میں آئے بغیر کوٹھی میں داخل ہو سکیں''۔ ابن بطوطہ نے کہا۔

''فی الحال تو میرے ذہن میں ایسی کوئی ترکیب نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ دن کا وقت ہے۔ ہم جس طرف سے بھی کوٹھی میں جانے کی کوشش کریں گے ان کی نظروں میں آ جائیں گے''۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

''تو پھر رات ہونے کا انتظار کیا جائے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''ہاں۔ رات کے وقت ہم عقب میں موجود دونوں مسلح افراد پر حملہ کر کے انہیں بے ہوش کر سکتے ہیں اور پھر عقبی دیوار پھاند کر اندر جا سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تب تک اگر لوگاس کوٹھی سے نکل گیا تو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''وہ جس طرح سے اس کوٹھی میں گیا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ یہیں مستقل رہائش رکھتا ہے۔ اس کے یہاں سے جانے کے چانس کم ہیں پھر بھی اس رہائش گاہ کی نگرانی کی جا سکتی ہے۔ اگر وہ کہیں اور گیا تو اس کا تعاقب کر کے پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ

وہ کہاں جا رہا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا تم نگرانی کر سکتے ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اگر آپ کی جگہ باس ہوتے تو یہ سوال کبھی نہ کرتے''۔ ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''میں تمہارا باس نہیں ہوں۔ اسی لئے تو پوچھ رہا ہوں''۔ ابن بطوطہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ میں اپنا کام کرنا جانتا ہوں''...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''او کے۔ تو پھر تم نگرانی جاری رکھو۔ میں رات کے وقت آؤں گا پھر ہم اس کوٹھی میں داخل ہو کر اس لوگاس سے دو دو ہاتھ کریں گے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مجھے دو گھنٹے دے دیں۔ دو گھنٹوں تک لوگاس آپ کے پاس رانا ہاؤس پہنچ جائے گا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا اور پھر وہ پلٹا اور تیز تیز چلتا ہوا واپس کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ کار کا عقبی دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

''چلو''...... ابن بطوطہ نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے کار سٹارٹ کی اور اسے موڑ کر واپس چل پڑا۔ جوزف تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کرتا ہوا رانا ہاؤس کی طرف جا رہا تھا۔ تھوڑی

دیر بعد وہ رانا ہاؤس جانے والی سڑک پر مڑا ہی تھا کہ سامنے سے آنے والی ایک گاڑی کی چھت سے اس کی گاڑی پر تیز روشنی پڑی۔ تیز چمک دیکھ کر جوزف نے تیزی سے کار گھما دی۔ مگر اس تیز روشنی کے ساتھ ہی ایک کڑاکا ہوا اور دوسرے لمحے ماحول یکلخت تیز اور زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور ابن بطوطہ کو یوں محسوس ہوا جیسے کار سمیت اس کے چیتھڑے اُڑ گئے ہوں۔

میڈنا پوائنٹ ٹائن میں داخل ہو کر ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ اندر داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کیا اور آگے بڑھ کر ایک صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔

''بہت زیادہ تھکی ہوئی لگ رہی ہو۔ میڈنا''...... اچانک عقب سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو وہ بری طرح سے اچھل پڑی اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی مڑی۔

''آپ۔ مادام تاز۔ آپ یہاں......'' اس نے عقب میں موجود پختہ عمر کی ایک خوبصورت عورت کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ عورت بے اختیار مسکرا دی۔

''کیوں۔ مجھے یہاں دیکھ کر تمہیں حیرت ہو رہی ہے میڈنا''...... عورت نے صوفے کے گرد گھوم کر سامنے آ کر میڈنا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ آپ کو اس طرح اچانک یہاں دیکھ کر مجھے واقعی

حیرت ہو رہی ہوں''...... میڈنا نے کہا۔

''ہاں ہونی بھی چاہئے کیونکہ چیف نے تمہیں یہاں بھیجنے کے باوجود مجھے بھی خاص طور پر یہاں بھیجا ہے تاکہ میں تم سے اور میکائے سے اپنے مخصوص طریقے سے کام لے سکوں''...... مادام نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو خوشی کی بات ہے مادام''...... میڈنا نے کہا۔

''چیف کو اس بات کا احساس تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان کے چیف کی ہلاکت تم دونوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے چیف نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اپنی نگرانی میں یہ مشن مکمل کرا سکوں''...... مادام نے کہا۔

''یہ تو اور بھی اچھا ہے مادام۔ ہمارا کام تو اپنا مشن مکمل کرنا ہے اور بس''...... میڈنا نے کہا۔

''اس وقت تم کہاں سے آ رہی ہو''...... مادام نے پوچھا۔

''میں ہوٹل میں میکائے سے ملنے گئی تھی مادام۔ ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک ہم پاکیشیا میں میں اپنے اس مشن کو مکمل نہیں کر لیتے اس وقت تک ہم ایک دوسرے سے الگ رہیں گے۔ وہ ہوٹل میں رہے گا اور میں یہاں پوائنٹ نائن پر''...... میڈنا نے کہا۔

''پھر کیا بات ہوئی اس سے''...... مادام تاؤ نے کہا تو میڈنا نے اسے میکائے سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''گڈ۔ تمہارا یہ پلان واقعی اچھا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈھونڈنے کے لئے مارے مارے پھرنے کی بجائے اپنے قبضے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا علی عمران سے ہم اس کے ساتھیوں اور چیف کے بارے میں اس سے پوچھ سکتے ہیں۔ ایک بار وہ ان سب کے پتے ٹھکانے بتا دے تو پھر ہم مل کر ان سب کو ہلاک کر سکتے ہیں''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''یس مادام۔ عمران اور اس کی بیوی کو لوگاس نے اپنی قید میں رکھا ہوا ہے۔ اب لوگوس نجانے کہاں غائب ہے۔ میں نے چیف کو کال کیا تھا۔ چیف نے کہا تھا کہ وہ لوگاس سے بات کر کے مجھے آگاہ کر دے گا''...... میڈنا نے کہا۔

''ہونہہ۔ میں جانتی ہوں کہ لوگاس کہاں پر موجود ہے اور اس نے عمران اور اس کی بیوی کو کہاں پر رکھا ہوا ہے''...... مادام تاؤ نے کہا تو میڈنا چونک پڑی۔

''اوہ۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا مادام''...... میڈنا نے چونک کر کہا۔

''تم جانتی ہو کہ میں چیف کے بے حد قریب ہوں۔ میرا زیادہ وقت اس کے آفس میں اس کے ساتھ ہی گزرتا ہے اور اس سے جو بھی ملنے آتا ہے یا اس سے فون پر جو بھی بات چیت ہوتی ہے میرے سامنے ہی ہوتی ہے۔ لوگاس نے عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کیا اور پھر چیف کے منع کرنے کے باوجود اس نے بی ٹی کا مخصوص ریڈ کوائن والا سکہ جائے واردات پر چھوڑ دیا جس پر چیف

نے اسے فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ چیف نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ جہاں بھی جائے اسے اپنے ٹھکانے کے بارے میں ضرور بتائے اور اس نے عمران اور اس کی بیوی کو جہاں رکھا ہوا ہے اس کے بارے میں بھی اسے ساری تفصیل بتائے۔تو لوگاس نے چیف کو ساری تفصیل بتا دی تھی۔ چیف میری موجودگی میں فون کا لاؤڈر آن رکھتا ہے اس لئے میں نے ساری باتیں سن لی تھیں''...... مادام تاؤ نے کہا تو میڈنا کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''گڈ شو۔ پھر تو ہمیں چیف سے بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم سیدھی لوگاس کے پاس جاتی ہیں اور اس سے عمران کا پتہ پوچھ کر وہاں پہنچ جائیں گی''...... میڈنا نے کہا۔

''نہیں۔ لوگاس انتہائی کینہ پرور اور مفاد پرست انسان ہے۔تم جانتی ہو کہ اس کی اور میری شروع سے ہی نہیں بنتی ہے۔ میں چونکہ چیف کے ساتھ ہوتی ہوں اس لئے وہ مجھے ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسے اگر پتہ چل گیا کہ میں یہاں ہوں تو وہ اور زیادہ ہوشیار ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے اپنا ٹھکانہ بدلنے کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کی بیوی کو بھی کہیں اور منتقل کر دے کیونکہ یہ بات اسے بھی معلوم ہے کہ اس نے جو تفصیلات چیف کو بتائی تھیں ان کا مجھے علم ہے۔ چیف نے باتوں باتوں میں اسے میری موجودگی کا بتا دیا تھا''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''تو پھر چیف سے بات کر کے عمران سے ملنے کی اجازت لے لی جائے۔ چیف کے حکم پر تو لوگاس ہمیں عمران سے ملنے سے نہیں روک سکے گا''...... میڈنا نے کہا۔

''نہیں۔ چیف بھی اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ ہم عمران پر کسی قسم کا تشدد کریں یا اس پر کوئی بھی دباؤ ڈال کر اس کے ساتھیوں کے بارے میں اور خاص طور پر ایکسٹو کے بارے میں پوچھ گچھ کریں۔ اسی لئے میں چیف سے بہانہ بنا کر اس مشن کو اپنی نگرانی میں مکمل کرانے کے لئے آئی ہوں کیونکہ مجھے اس بات کا بخوبی اندازہ تھا کہ تم اور میکائے لاکھ ایڑی چوٹی کا زور لگا لو تب بھی تم دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور ان کے چیف ایکسٹو تک نہ پہنچ سکو گے۔ ان کا پتہ اگر کوئی بتا سکتا ہے تو وہ ہے عمران اور عمران لوگاس کی قید میں ہے جس تک وہ تم دونوں کو کسی بھی حال میں نہ پہنچنے دے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم دونوں کا تعلق میرے گروپ سے ہے اور وہ میرے گروپ کو کسی بھی حال میں کریڈٹ نہیں لینے دے گا''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''لیکن چیف ہمیں عمران سے پوچھ گچھ کرنے کی اجازت کیوں نہیں دے گا مادام''...... میڈنا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف نے عمران اور اس کی بیوی کو ایک خاص مقصد کے لئے اغوا کرایا ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ یہاں خود آنا چاہتا ہے۔ لیکن چونکہ ابھی اس کے یہاں آنے کے لئے حالات

ساز گار نہیں ہیں اس لئے اس نے لوگاس کو حکم دیا ہوا ہے کہ وہ عمران اور اس کی بیوی کو بدستور اپنی نگرانی میں رکھے اور انہیں ایس ایس کی ڈوز دیتا رہے تاکہ وہ اس کی قید سے فرار ہونے کی کوشش نہ کر سکے اور ہمیں چونکہ عمران سے معلومات حاصل کرنی ہیں جس کے لئے ہمیں عمران کی زبان کھلوانے کے لئے اس پر مخصوص تشدد کرنا پڑے گا اور اس تشدد سے اس کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس لئے چیف ہمیں اس سے پوچھ گچھ کی اجازت نہیں دے گا۔

چیف نے ہمارے گروپ کو اس لئے بھیجا ہے تاکہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت ان کے چیف کو بھی ہلاک کر دیں۔ ان کے ہلاک ہوتے ہی چیف خود یہاں آئیں گے اور پھر وہ عمران اور اس کی بیوی سے نجانے کیا سلوک کریں گے''...... مادام تاؤ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر ہم کیسے عمران سے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے چیف کے بارے میں معلومات حاصل کریں گیں''...... میڈنا نے کہا۔

''جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں جانتی ہوں کہ لوگاس نے عمران اور اس کی بیوی کو کس خفیہ ٹھکانے پر رکھا ہوا ہے۔ تو میں نے یہ پلاننگ کی ہے کہ ہم وہاں خاموشی سے جائیں گے اور لوگاس کی قید سے عمران اور اس کی بیوی کو نکال کر لے آئیں گیں''۔

مادام تاؤ نے کہا تو میڈنا چونک پڑی۔

''اوہ۔ تو آپ انہیں لوگاس کی قید سے اغوا کر کے لانا چاہتی ہیں''...... میڈنا نے چونک کر کہا۔

''ہاں اور یہ کام ہم اس قدر خاموشی سے کریں گے کہ لوگاس تو کیا چیف کو بھی اس بات کی کانوں کان خبر نہ ہو سکے گی۔ ہم عمران کو اپنی تحویل میں لے کر کسی اور خفیہ مقام پر منتقل ہو جائیں گی اور پھر وہاں ہم عمران پر تشدد کریں گے۔ عمران نے اگر بتا دیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی نظروں کے سامنے جب میں اس کی بیوی کے ٹکڑے ٹکڑے کروں گی تو وہ یہ سب برداشت نہ کر سکے گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے سارے ساتھیوں کے نام و پتوں کے ساتھ اپنے پراسرار چیف ایکسٹو کے بارے میں بھی ساری حقیقت اگل دے گا''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''لیکن جہاں لوگاس نے ان دونوں کو رکھا ہے وہاں اس نے یقیناً حفاظت کے سخت انتظامات کر رکھے ہوں گے''...... میڈنا نے کہا۔

''ظاہر سی بات ہے لیکن لوگاس نے جتنے مرضی حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں میرے سامنے وہ سارے انتظامات ہیچ ثابت ہوں گے۔ میں ایک منٹ میں اس کے سارے انتظلات زیروکر دوں گی''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے لئے واقعی عمران اور اس کی بیوی کو

وہاں سے نکال کر لانا مشکل ثابت نہ ہوگا''...... میڈنا نے کہا۔

''ہاں۔تم بے فکر رہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ دیکھنا میرے ساتھ مل کر تم اور میکائے کس قدر تیزی سے اپنا مشن مکمل کرتے ہیں''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''تو کیا ہمیں اپنے ساتھ میکائے کو بھی لینا ہوگا''...... میڈنا نے پوچھا۔

''ہاں۔ ایک سے بھلے دو اور دو سے بھلے تین ہوتے ہیں''۔ مادام تاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا تو میڈنا بھی مسکرا دی۔

''تو میں میکائے سے بات کروں''...... میڈنا نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی رہنے دو۔تم نے چیف سے بات کی ہے پہلے چیف کی طرف سے جواب مل جانے دو پھر دیکھتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ چیف کو تمہاری بات کی سمجھ آ گئی ہو اور وہ لوگاس سے کہہ کر تمہیں اور میکائے کو عمران سے پوچھ گچھ کرنے کی اجازت دے دے''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''اب آپ ہمارے ساتھ ہی رہیں گی نا''...... میڈنا نے کہا۔

''ہاں بالکل۔مشن کے مکمل ہونے تک میں تمہارے ساتھ یہیں رہوں گی''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''چیف نے کہا تھا کہ وہ رات کے وقت جواب دے گا''۔ میڈنا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں لوگاس کے اس خفیہ ٹھکانے کا پتہ بتا

دیتی ہوں۔تم اچھی طرح ذہن نشین کر لو اور جا کر اس خفیہ ٹھکانے کا اچھی طرح جائزہ لے لو''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''آپ کہیں اور جائیں گی''...... میڈنا نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں اپنے طور پر جائزہ لوں گی اور پھر دونوں مل کر وہاں ریڈ کرنے کے لئے پلاننگ کریں گیں''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''یس مادام۔ میں سمجھ گئی''...... میڈنا نے کہا۔

''ڈنر کا کیا پروگرام ہے''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''میں لباس بدلنے کے لئے یہاں آئی تھی مادام۔ ناشتہ، لنچ اور ڈنر میں باہر ہی کرتی ہوں۔ کبھی کسی ریسٹورنٹ میں اور کبھی کسی ہوٹل میں''...... میڈنا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔تم تیار ہو جاؤ پھر ہم دونوں ڈنر کے لئے ایک ساتھ ہی جائیں گی''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''یس مادام''...... میڈنا نے کہا اور ڈریسنگ روم میں جانے کے لئے مڑی لیکن پھر رک گئی۔

''کیا ہوا''...... مادام تاؤ نے اسے رکتے دیکھ کر پوچھا۔

''مادام۔ اگر ہم لوگاس کی قید سے عمران اور اس کی بیوی کو نکال لانے میں کامیاب ہوگئیں تو ہم ان دونوں کو رکھیں گے کہاں۔ کیا ہم اسے یہاں پوائنٹ نائن پر لائیں گے''...... میڈنا نے پوچھا۔

"نہیں۔ پوائنٹ تائن کے بارے میں چیف کو علم ہے اور چیف کے بے شمار خفیہ ورکرز یہاں موجود ہیں جو ہم پر بھی نظریں رکھتے ہیں تاکہ چیف کو ہماری کارکردگی کی اطلاع دے سکیں۔ اس لئے ہم یہ کام نہ صرف خاموشی سے کریں گے بلکہ عمران اور اس کی بیوی کو ایسی جگہ لے جا کر رکھیں گے جہاں چیف کے لوگ نہ پہنچ سکیں"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"یس مادام"...... میڈنا نے کہا۔

"میں اسی لئے تم سے الگ ہو رہی ہوں کہ لوگاس کے خفیہ ٹھکانہ کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ کوئی ایسی جگہ تلاش کر سکوں جسے ہم اپنا خاص ٹھکانہ بنا سکیں۔ تم فکر نہ کرو اس کے لئے میں کسی اچھی جگہ کا انتظام کر لوں گی"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"کوئی بہت محفوظ جگہ ہونی چاہئے۔ اگر شہر سے باہر ہو تو اور بھی اچھا ہے وہاں تشدد میں آسانی ہو گی"...... میڈنا نے کہا۔

"یہ سب کچھ میرے ذہن میں بھی ہے میڈنا۔ میں ان کو اغوا کر کے وہاں رکھوں گی جہاں پرندہ بھی پر نہ مار سکے"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"پھر تو ہماری کامیابی یقینی ہے"۔ میڈنا نے کہا اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھری تھی۔

"کوئی بات اس وقت تک یقینی نہیں ہوتی میڈنا کہ جب تک وہ ہو نہ جائے۔ ممکن ہے ہمارے اندازے غلط ثابت ہوں"...... مادام

تاؤ نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ عمران اپنی بیوی کے دباؤ میں آ کر بھی کچھ نہیں بتائے گا"...... میڈنا نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں یہ بھی ممکن ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی ایکسٹو کے بارے میں کچھ جانتا ہو اور ہم اس پر وقت ضائع کرنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ کر سکیں"...... مادام تاؤ نے کہا اور میڈنا کے چہرے پر سوچ وفکر کی لکیریں ابھر آئیں۔

"عمران۔ انتہائی زیرک، تربیت یافتہ اور انتہائی حد تک خطرناک انسان ہے۔ لوگاس اسے مسلسل بے ہوش رکھ رہا ہو گا یا پھر اسے مسلسل ایس ایس کی ڈوز دے رہا ہو گا اس سے ہو سکتا ہے کہ عمران کا مائنڈ کمزور پڑ گیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو ہم اس کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ورنہ عمران سے کچھ اگلوا لینا ہمارے لئے بھی آسان نہ ہو گا"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"یس مادام"...... میڈنا نے کہا۔

"اب جلدی کرو۔ مجھے شدید بھوک لگی ہوئی ہے۔ جلدی تیار ہو کر آؤ تاکہ باہر جا سکیں"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"یس مادام۔ بس پانچ منٹ"...... میڈنا نے کہا اور پھر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں سوار پاکیشیا کی سڑکوں پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ مادام تاؤ بار بار عقبی شیشے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا مادام"...... میڈنا نے عبرانی زبان میں پوچھا۔

"ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے"...... مادام تاؤ نے بھی عبرانی میں جواب دیا تھا وہ ٹیکسی ڈرائیور کی وجہ سے عبرانی میں بات کر رہی تھیں۔

"آپ کو غلط فہمی تو نہیں ہوئی"...... میڈنا نے پوچھا۔

"نہیں۔ سیاہ رنگ کی ایک کار پوائنٹ نائن سے ہی ہمارے پیچھے چلا آ رہی ہے۔ کار میں ایک نوجوان سوار ہے جس نے سیاہ رنگ کے چمڑے کی جیکٹ پہن رکھی ہے"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"پھر تو پہلے ہمیں اس سے چھٹکارہ پانا ہو گا"...... میڈنا نے پوچھا۔

"ٹیکسی میں رہتے ہوئے ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی میڈنا۔ البتہ اسے گھیرا کر پکڑا جا سکتا ہے"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"وہ کس طرح سے"...... میڈنا نے پوچھا۔

"ٹیکسی ڈرائیور سے کہو کہ ٹیکسی شہر سے باہر یا کسی سنسان مقام کی طرف لے چلے"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"کیا ایسا نہ کریں کہ اس کے قریب آنے پر مشین پسٹل کی نال پر رومال رکھ کر اسے گولی مار دوں۔ کسی کو فائر کی سمت کا اندازہ تک نہ ہو سکے گا اور ہمیں اس سے چھٹکارہ بھی مل جائے گا"...... میڈنا نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ کس کے

لئے کام کرتا تھا اور پوائنٹ نائن کی نگرانی کیوں کی جا رہی ہے"۔ مادام تاؤ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ روگا قصبے کی طرف چلے چلو"...... میڈنا نے پہلے مادام تاؤ سے عبرانی میں پھر ڈرائیور سے مقامی زبان میں کہا۔

"جی بہتر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"یہ علاقہ شہر سے باہر مضافات میں ہے اور وہاں تک جاتے ہوئے کافی سنسان اور ویران علاقہ آتا ہے ہم اسی جگہ ٹیکسی سے اتر جائیں گیں وہاں آسانی سے اسے گھیرا جا سکتا ہے"...... میڈنا نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... مادام تاؤ نے کہا اور ونڈ اسکرین سے باہر دیکھنے لگی بیس بائیس منٹ بعد ٹیکسی مضافات میں داخل ہو گئی۔

"بس اب وہ علاقہ آنے والا ہے"...... میڈنا نے کہا۔

"نصف علاقہ عبور کر کے تم ٹیکسی رکوا لینا"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"میں نے بھی یہی سوچا تھا"...... میڈنا نے کہا پھر ویران اور جھاڑیوں سے بھرا ہوا علاقہ آتے ہی اس نے ٹیکسی رکوائی اور ایک بڑا نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کو دے کر وہ بڑی پھرتی سے ٹیکسی سے اتر گئیں اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

"ابھی نصف حصہ تو نہیں ہوا"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"میں جان بوجھ کر اتری ہوں مادام"...... میڈنا نے کہا اور

جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا اور پھر جیسے ہی سیاہ کار قریب پہنچی۔ میڈنا نے کار کے اگلے ٹائر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ زور دار دھماکے کے ساتھ ہی کار لڑکھڑائی اور پھر بری طرح سے ڈگمگاتی ہوئی اچھل کر الٹی اور سڑک پر ترچھی ہو کر گھسٹتی چلی گئی اور پھر سڑک سے اتر کر جھاڑیوں میں جا گھسی۔

''آئیں مادام''...... میڈنا نے چیخ کر کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے الٹی ہوئی کار کی طرف دوڑ پڑیں۔

دھماکے سے کار کو زور دار جھٹکا لگا تھا لیکن کار چونکہ بلٹ پروف تھی اس لئے اسے سوائے جھٹکا لگنے کے کچھ نہ ہوا تھا۔ کار سڑک پر تیزی سے گھومی لیکن جوزف نے نہایت ماہرانہ انداز میں کار کو الٹنے سے بچایا اور اسے روکے بغیر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا تھا جبکہ جس کار سے لیزر گن سے فائر کیا گیا تھا ان کے عقب میں بڑی تیزی سے دور ہوتی جا رہی تھی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ۔ پٹاخہ کس نے چلایا تھا''...... ابن بطوطہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''ہم پر ریز گن سے حملہ کیا گیا تھا اور حملہ کرنے والے نکل گئے ہیں''...... جوزف نے سنجیدگی سے کہا۔

''ریز گن۔ ارے باپ رے۔ رکو میں اپنا جسم چیک کر لوں کہیں ٹوٹ پھوٹ تو نہیں گیا''...... ابن بطوطہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ سچ مچ اپنے ہاتھ پاؤں، سر اور چہرے کو ٹٹول

ٹٹول کر دیکھنا شروع ہو گیا۔

"یہ بلٹ پروف کار ہے۔ اس پر میزائل بھی فائر کیا جاتا تب بھی کار اور کار میں موجود افراد کو نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا"۔ جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

"اسی لئے کار سمیت ہم دونوں بھی محفوظ ہیں"...... ابن بطوطہ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔ ابن بطوطہ نے پلٹ کر دیکھا لیکن جس کار سے لیزر گن سے ان کی کار پر لیزرز فائر کی گئی تھی اس کا دور دور تک نام ونشان تک نہ تھا۔سوال یہ پیدا ہوا تھا کہ اس کے دشمنوں کو اس کی اس وقت یہاں آمد کا پتہ کیسے چلا۔ کیسے علم ہوا کہ وہ رانا ہاؤس والی سڑک پر مڑنے ہی والا ہے یقیناً ان کو اس کی آمد کا پہلے سے علم تھا اسی لئے وہ پوری طرح تیار تھے اور موڑ مڑنے کے فوراً بعد ہی اس پر حملہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق یہ حملہ بلیک ٹرائب کے ایجنٹوں نے کیا تھا لیکن حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہ تھا۔

"یہ لوگ پہلے سے ہی یہاں موجود تھے اس کا مطلب ہے کہ رانا ہاؤس ان کی نظروں میں آ چکا ہے"...... ابن بطوطہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کچھ کہا"...... جوزف نے پوچھا۔

"نہیں"...... ابن بطوطہ نے سر جھٹک کر کہا۔ کار تھوڑی ہی دیر

میں رانا ہاؤس کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ جوزف نے گیٹ کے پاس جیسے ہی کار روکی ابن بطوطہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"تم کار اندر لے جاؤ میں باہر کی چیکنگ کر کے آتا ہوں"۔ ابن بطوطہ نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو اندر موجود جوانا نے فوراً گیٹ کھول دیا تو وہ کار اندر لے گیا۔ کار اندر جاتے ہی گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔ ابن بطوطہ تیز نظروں سے اردگرد کا جائزہ لینے لگا۔ بظاہر آس پاس ایسا کوئی نہیں تھا جس پر وہ دشمن ہونے کا شبہ کر سکتا۔ وہ آگے بڑھا اور پھر اس کی نظریں رانا ہاؤس کے ساتھ والی ایک رہائش گاہ پر جم گئیں۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جو بند تھی۔ گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ ابن بطوطہ کچھ دیر اس کوٹھی کو دیکھتا رہا پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور گیٹ کا جنگلا پکڑ کر اوپر چڑھتا چلا گیا اور پھر چھلانگ لگا کر وہ کوٹھی کے اندر آ گیا۔ کوٹھی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سامنے لان تھا جہاں خودرو جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ ان جھاڑیوں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے یہ رہائش گاہ طویل عرصہ سے بند پڑی ہوئی ہے۔ سامنے عمارت کا رہائشی حصہ تھا جس کی کھڑکیاں اور دروازے بھی بند دکھائی دے رہے تھے۔ ابن بطوطہ جھاڑیوں کے درمیان بنے ٹائلوں کے راستے پر آگے بڑھا اور اس نے اس کوٹھی کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ لکڑی کے دروازے پر آٹو میٹک لاک تھا۔ اس نے مڑا تڑا اتار کر ٹکڑا جیب سے نکالا اور

لاک پر جھک گیا نصف منٹ بعد کٹاک کی آواز کے ساتھ لاک کھل گیا۔ جیسے ہی لاک کھلا اسی لمحے اسے اندر سے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔ وہ فوراً دروازے کی سائیڈ کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

دروازے پر آنے والا چند لمحے وہیں کھڑے ہو کت سن گن لیتا رہا تھا پھر دروازے کا ہینڈل گھومتے اور پٹ کھلتے دکھائی دیئے۔ اس سے پہلے کہ کوئی دروازہ کھول کر باہر آتا۔ ابن بطوطہ تیزی سے دیوار سے ہٹ کر دروازے کے سامنے آیا اور اس نے یکلخت جست لگائی اور اس کی دونوں لاتیں دروازے کے نیم وا پٹوں پر پڑیں۔ دوسرے ہی لمحے ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ایک کراہ ابھری تھی دروازے کے پٹ اندر سے آنے والے فرد سے ٹکرائے تھے اور وہ پشت کے بل فرش پر جا گرا تھا۔ ابھی وہ سنبھل ہی رہا تھا کہ ابن بطوطہ اس کے سر پر پہنچ گیا۔ پہلی ٹھوکر اس کی کھوپڑی پر پڑی تھی دوسری اس کی پسلیوں پر لگی اور وہ ڈکراتا ہوا کئی قلابازیاں کھا گیا پھر وہ بڑی پھرتی سے اٹھا تھا۔ ساتھ ہی اس کی جیب سے ریوالور بھی نکل آیا تھا مگر ابن بطوطہ کی ٹانگ اس کی کلائی پر پڑی اور نوجوان کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا بے ساختہ اس کے منہ سے کراہ نکلی اور اس نے کلائی دوسرے ہاتھ سے دبا لی۔ وہ ایک نوجوان اور انتہائی لحیم شحیم آدمی تھا۔ ابن بطوطہ نے آگے بڑھا اور اس کے بال پکڑ کر ایک مکا اس کے جبڑے پر مارا پھر دوسرا تیسرا

مکا کھا کر وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ پھر کٹے ہوئے درخت کی طرح وہ فرش پر گر پڑا۔ اس کے ناک و منہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ فرش پر لیٹا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔

''اٹھتے ہو یا دو ایک لاتیں اور کھانی ہیں''...... ابن بطوطہ نے غراتے ہوئے کہا تو وہ کروٹ بدل کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا مگر اٹھتے اٹھتے اس نے ابن بطوطہ کے پیٹ کے نچلے حصے پر ٹکر مارنے کی کوشش کی تھی مگر دوسرے ہی لمحے وہ بلبلاتا اور بری طرح سے چیختا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا تھا کیونکہ اس کے آگے بڑھتے ہی ابن بطوطہ نے اپنا گھٹنا آگے کر دیا تھا اور اس سے ٹکرانے کے بعد اس کی کھوپڑی کی چولیں تک ہل کر رہ گئی تھیں۔

''بس۔ اب اگر کوئی حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا''...... ابن بطوطہ نے اس کی گردن پکڑ کر اسے جھنجھوڑتے ہوئے سرد اور سفاکی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

''کک۔ کیا چاہتے ہو''...... اس نے کراہ بھری آواز میں کہا۔

''اپنے بارے میں بتاؤ کیا نام ہے تمہارا''......ابن بطوطہ نے کہا۔

''اوسں۔ میرا نام اوسں ہے''......نوجوان نے جواب دیا۔

''یہاں کیا کر رہے تھے''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''مم۔ میں یہاں چچ چوری کرنے آیا تھا''...... اوسں نے ہکلا کر کہا۔

''اچھا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''ہاں مگر اندر داخل ہوتے ہی تم یہاں آ گئے''...... اوسس نے کہا۔

''اور یہ ریوالور کیوں رکھا ہوا ہے''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''اپنی حفاظت کے لئے''......اوسس نے کراہ کر کہا۔

''کس نے بھیجا ہے تمہیں۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ......'' ابن بطوطہ نے سرد لہجے میں کہا۔

''لوگاس نے مجھے یہاں نہیں بھیجا ہے''......اوسس نے جلدی سے کہا۔

''گڈ۔ گویا تمہیں یہاں لوگاس نے ہی بھیجا ہے کیونکہ میں نے لوگاس کا نام تو لیا ہی نہیں تھا پھر تم نے کیسے کہہ دیا کہ تمہیں لوگاس نے نہیں بھیجا ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''وہ۔ وہ۔ مم۔ مم۔ میں۔ میں......'' اوسس ہکلا کر رہ گیا۔

''جلدی جواب دو ورنہ''...... ابن بطوطہ نے غراتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور وہ منہ پر مکا کھا کر پھر فرش پر جا گرا۔

''پپ۔ پچھتاؤ گے مسٹر''...... اوسس نے خون تھوکتے ہوئے کہا۔

''لوگاس اور تمہارا تعلق صامالی تنظیم بلیک ٹرائب سے ہے نا۔ بولو۔ جواب دو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''نہیں۔ میں کسی بلیک ٹرائب تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے''......اوسس نے جواب دیا۔

''یہاں کا پتہ تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''یہاں کی ہم شروع سے ہی نگرانی کر رہے ہیں۔ عمران کا یہاں آنا جانا رہتا تھا اور اس رانا ہاؤس نامی عمارت میں عمران کے دو غلام بھی موجود ہیں جو عمارت خالی ہونے کے باوجود اس کی زبردست انداز میں حفاظت کرتے ہیں۔ جس پر ہمیں شک تھا کہ یہ عمارت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا ہیڈکوارٹر ہو سکتی ہے لیکن......'' اوسس نے کہا۔ شاید ابن بطوطہ کے زوردار پنچ کھا کر اس کے ہوش ٹھکانے آ گئے تھے اس لئے اس نے سچ بولنے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔

''تو تم یہاں سے اپنے باس لوگاس کو رپورٹس دیتے ہو''۔ ابن بطوطہ نے کہا۔

''ہاں۔ جب سے تم آئے ہو۔ تم پر بھی نظر رکھی جا رہی ہے۔ ہمیں اس بات پر حیرت تھی کہ عمران اور اس کی بیوی کے غائب ہونے کے کچھ عرصے بعد تم یہاں آ گئے تھے۔ تمہارا انداز بالکل عمران جیسا ہے لیکن تم میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو تمہیں عمران سے مختلف ہیں۔ میں یہاں تم پر ہی نظر رکھنے کے لئے رکا ہوا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ آخر تم ہو کون''...... اوسس نے کہا۔

''عمران اور اس کی بیوی تم لوگوں کے قبضے میں ہیں''...... ابن

بلطوطہ نے کہا۔

''ہاں۔ انہیں چیف نے اپنے کسی سپیشل سیل میں رکھا ہوا ہے''..... اوسس نے جواب دیا۔

''کہاں ہے اس کا سپیشل سیل''..... ابن بلطوطہ نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔ سوائے باس کے اور کوئی بھی نہیں جانتا ہے کہ وہ سپیشل سیل کہاں ہے''..... اوسس نے کہا۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو اوسس۔ مجھے اس سپیشل سیل کے بارے میں بتاؤ۔ اگر تم نے سچ نہ بولا تو تمہارا انجام بھیانک ہو گا''..... ابن بلطوطہ نے غرا کر کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی نہیں جانتا کہ سپیشل سیل کہاں ہے۔ عمران اور اس کی بیوی کو حفاظت سے رکھنے کے لئے باس نے ہی اس سپیشل سیل کا انتظام کیا تھا اور اس نے مجھے یا میرے کسی ساتھی کو بھی اس سیل کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا''..... اوسس نے کہا تو ابن بلطوطہ اس کے لہجے سے سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''لوگاس سے تم کیسے رابطہ کرتے ہو''..... ابن بلطوطہ نے کہا۔

''میرے پاس سپیشل ون سائیڈ ٹرانسمیٹر ہے۔ لوگاس ہر دو گھنٹے بعد مجھے کال کر کے رپورٹ لیتا ہے''..... اوسس نے کہا۔

''کہاں ہے وہ ٹرانسمیٹر۔ دکھاؤ''..... ابن بلطوطہ نے کہا تو اوسس نے جیب سے ایک چھوٹا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال

کر ابن بلطوطہ کی طرف بڑھا دیا۔ ابن بلطوطہ نے چیک کیا تو واقعی وہ محض ایک رسیور تھا۔ اس پر کال تو سنی تو جا سکتی تھی لیکن اس سے کال کرنا ممکن نہ تھا۔

''میری کار پر حملہ کرنے والے کون تھے''..... ابن بلطوطہ نے کہا۔

''انہیں باس نے ہی بھیجا تھا البتہ ان کا تعلق میرے ہی گروپ سے ہے''..... اوسس نے جواب دیا۔

''کیا وہ لوگاس کی رہائش گاہ پر گئے ہیں''..... ابن بلطوطہ نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ہمارا ایک الگ ٹھکانہ ہے۔ باس مجھے اس ٹرانسمیٹر پر اور میں فون پر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتا ہوں''..... اوسس نے جواب دیا۔

''مجھے پر کس گن سے فائر کیا گیا تھا''..... ابن بلطوطہ نے کہا۔

''ریڈ گن سے۔ یہ ایک لیزر گن ہے جس میں بلاسٹنگ ریز تھی۔ اس بلاسٹنگ گن سے پہاڑی چٹانوں کو بھی ریزہ ریزہ کیا جا سکتا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ تم جس کار میں گئے ہو وہ بلٹ پروف ہے لیکن وہ بلاسٹنگ ریز کی تباہی سے بھی بچ سکتی ہے اس کا مجھے اندازہ نہ تھا''..... اوسس نے کہا۔

''میری ہلاکت کے احکامات ظاہر ہے تمہیں لوگاس نے ہی دیئے ہوں گے''..... ابن بلطوطہ نے کہا۔

"ہاں"...... اوسس نے کہا۔

"تم میرے تمام سوالوں کے سچ سچ جواب دے رہے ہو۔ ایسا کیوں ہے۔ بلیک ٹرائب کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ اس کے ایجنٹ مر تو سکتے ہیں لیکن شدید ترین تشدد کے باوجود بھی زبان نہیں کھولتے"...... ابن بطوطہ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تشدد اور مرنے سے ڈرتا ہوں"...... اوسس نے کہا۔

"کیوں"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"میرے بیوی بچے ہیں۔ انہیں میری ضرورت ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرے بعد انہیں سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے"...... اوسس نے کہا۔

"اس کے باوجود بدنام زمانہ مجرم تنظیم کے لئے کام کرتے ہو"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"میری مجبوری ہے۔ صامالیہ کے حالات ایسے ہیں کہ کئی خاندانوں نے مل کر مجرمانہ گروپس بنا رکھے ہیں یا پھر وہ مجرم تنظیموں کے نمائندے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں تو ہمارا گزر بسر نہیں ہوسکتا ہے"۔ اوسس نے کہا تو ابن بطوطہ نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ اوسس کی اس بات سے متفق ہو۔ ابن بطوطہ آگے بڑھا اور اس نے اوسس کا گرا ہوا ریوالور اٹھا لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ دیسی ساخت کا عام سا ریوالور تھا۔ اسے ریوالور اٹھاتے دیکھ کر

اوسس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"کیا تم مجھے گولی مارو گے"...... اوسس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ اب مجھے تمہارا آچار تو ڈالنا نہیں۔ گولی مار کر یہیں پھینک دوں گا۔ تھوڑے ہی دنوں میں تمہاری لاش یہاں پڑے پڑے گل سڑ جائے گی"۔ ابن بطوطہ نے کہا تو اوسس کے جسم میں لرزش سی آ گئی۔

"مجھے جانے دو۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے گولی مت مارو"...... اوسس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ چلے جاؤ"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"کک۔ کک۔ تم مذاق کر رہے ہو"...... اسوسس نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میرا تمہارے ساتھ مذاق کرنے کا کوئی موڈ ہے۔ جاؤ۔ فوراً چلے جاؤ یہاں سے"...... ابن بطوطہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو اوسس کے چہرے پر حیرت کا سمندر موجزن ہو گیا۔ شاید اسے یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ یہ آدمی اسے اس طرح جانے کی اجازت بھی دے سکتا ہے۔ وہ دروازے کی طرف بڑھا پھر دو قدم چل کر رک گیا اور پلٹ کر ابن بطوطہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں رک کیوں گئے آگے بڑھو"...... ابن بطوطہ نے اسے رکتے دیکھ کر کہا۔

"کیا تم واقعی مجھے جانے دو گے"...... اس نے آہستہ سے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں پیچھے سے وار نہیں کرتا"...... ابن بطوطہ نے منہ بنا کر کہا۔

"لیکن......" اوسس نے کہنا چاہا۔

"لیکن کیا"...... ابن بطوطہ نے کہا۔ اس سے پہلے کہ اوسس کوئی جواب دیا۔ ابن بطوطہ نے اسے بری طرح سے لرزتے دیکھا۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کا سر کسی بم کی طرح پھٹ کر بکھرتا چلا گیا۔

اس کا سر گردن تک غائب ہو گیا تھا۔ دھماکہ اس قدر زور دار تھا کہ ابن بطوطہ دھماکے کی رزسٹس سے اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرا۔ اوسس اس سے کافی فاصلے پر تھا اگر وہ قریب ہوتا تو ابن بطوطہ بھی اس کے سر کے دھماکے کی زد میں آ جاتا۔ اس کا پورا جسم اور کمرے کی دیواریں اور چھت تک خون اور سر کے لوتھڑوں سے بھر گئی تھیں۔

اوسس کا اس قدر بھیانک انجام دیکھ کر ابن بطوطہ کا دل لرز کر رہ گیا۔ اس کی گردن میں شاید کوئی ڈیوائس لگی ہوئی تھی جسے بلاسٹ کر کے اسے ہلاک کیا گیا تھا اور یہ کام ظاہر ہے لوگاس کا ہی ہو سکتا تھا جو شاید اس کی مانیٹرنگ کر رہا تھا۔ ابن بطوطہ کے اسے زندہ چھوڑ دینے پر اس نے جان بوجھ کر اوسس کو ہلاک کیا تھا۔ وہ کافی دیر تک وہاں رکا رہا پھر اس نے رہائش گاہ کی تلاشی لی اور اسے

وہاں سے جو سامان ملا وہ اسے لے کر کوٹھی سے باہر آ گیا اور رانا ہاؤس کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اسی لمحے اس کی نظریں رانا ہاؤس سے کچھ فاصلے پر کھڑی اس کار پر پڑیں جس کی چھت پر ایک کھلونا نما گن لگی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کار کو دیکھ کر ابن بطوطہ کی ساری حسیں بیدار ہو گئیں اور خطرے کے احساس نے اس کے جسم میں گویا بجلیاں سی بھر دی تھیں اور وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کار کی طرف بڑھا لیکن شاید کار میں موجود فرد یا افراد نے اسے دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ جیسے ہی وہ آگے بڑھا کار تیزی سے پیچھے ہٹنے لگی۔ اسے پیچھے ہٹتا دیکھ کر ابن بطوطہ تیزی سے اس کی طرف دوڑا لیکن وہ تیز رفتار کار کا دوڑ کر پیچھا نہ کر سکتا تھا۔ کار پیچھے ہٹتے ہٹتے یکلخت تیزی سے مڑی اور پھر نہایت برق رفتار سے دوڑتی چلی گئی۔ ابن بطوطہ کچھ دیر کار کے دوڑتا رہا لیکن پھر کار کو نظروں سے دور جاتا دیکھ کر وہ رک گیا۔

تنویر کافی دیر سے ویسٹرن کالونی کی ایک رہائش گاہ پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ وہ ایک ٹیکسی کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آیا تھا۔ اس نے ایک چوراہے پر اس ٹیکسی میں ایک عورت کو دیکھا تھا۔ وہ غیر ملکی عورت تھی۔ اس کا چہرہ دیکھتے ہی تنویر کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ عورت میک اپ میں تھی۔ چونکہ چیف اور خاص طور پر ابن بطوطہ نے ان سب کو شہر بھر میں گھوم پھر کر مشکوک افراد کو چیک کرنے کا حکم دیا تھا اس لئے وہ الگ الگ پورے شہر میں گھومتے پھر رہے تھے۔ اس عورت کو میک اپ میں دیکھ کر تنویر نے اس کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر اس عورت نے ٹیکسی ویسٹرن کالونی کی ایک کوٹھی کے گیٹ پر رکوا کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا۔ لیکن وہ عورت اس وقت تک کوٹھی سے باہر ہی رکی رہی تھی جب تک کہ ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی لے کر دوسری سڑک پر نہ مڑ گیا۔ جب ٹیکسی دور چلی گئی تو عورت نے پیدل ہی آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر تک وہ پیدل چلتی رہی پھر وہ جس کوٹھی کے پاس ٹیکسی سے اتری تھی اس سے کچھ فاصلے پر موجود ایک اور کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ اس نے گیٹ کا لاک کھولا اور پھر وہ گیٹ سے اندر داخل ہو گئی۔

تنویر نے کئی بار سوچا کہ وہ اس کوٹھی میں جا کر اس عورت کے بارے میں معلومات حاصل کرے لیکن چونکہ یہ ایک عورت تھی اور اس نے دیکھا تھا کہ عورت لاک کھول کر اندر گئی تھی جس کا مطلب تھا کہ اس کوٹھی میں سوائے اس کے اور کوئی موجود نہیں ہے اس لئے اکیلی عورت کے ہوتے ہوئے وہ کوٹھی کے اندر جانے سے گریز کر رہا تھا۔ اس نے اپنی مدد کے لئے جولیا اور صالحہ کو کال کرنے کا بھی سوچا تھا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے ان دونوں میں سے کسی کو کال نہ کیا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس عورت کے کوٹھی کے اندر جانے کے بعد کون وہاں آتا ہے۔ اس لئے وہ کافی دیر سے اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا تھا پھر یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ اندر اکیلی لڑکی گئی تھی لیکن اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر عورت بھی باہر آئی تھی اور اس ادھیڑ عمر عورت کو دیکھ کر تنویر کا شک مزید گہرا ہو گیا کیونکہ یہ عورت بھی اندر جانے والی لڑکی کی طرح میک اپ میں تھی۔

لڑکی نے سڑک سے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی رکوائی اور پھر وہ دونوں اس ٹیکسی میں سوار ہو کر ایک طرف روانہ ہو گئیں۔ تنویر نے نہایت محتاط انداز میں اس ٹیکسی کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ پہلے

ٹیکسی شہر میں ہی گھومتی رہی پھر اس کا رخ شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف ہو گیا تو تنویر سمجھ گیا کہ ان عورتوں نے اسے اپنا تعاقب کرتے چیک کر لیا ہے۔

ٹیکسی کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ تنویر انہیں کسی بھی صورت میں نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتا تھا اس لئے اس نے بھی کار کی رفتار تیز کر دی۔ آدھے گھنٹے بعد ٹیکسی دو تین موڑ مڑنے کے بعد غائب ہو گئی تو تنویر نے کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا اور پھر وہ ایک موڑ مڑ کر جیسے ہی سیدھی سڑک پر آئی تو تنویر کو سڑک کے دونوں اطراف گھنی اور قد آدم جھاڑیاں دکھائی دیں۔ وہ تھوڑا ہی آگے گیا ہو گا کہ یکلخت ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کی کار بری طرح سے لہرانے لگی۔

اس کی کار کا اگلا ٹائر برسٹ ہو گیا تھا۔ تنویر نے کار سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن تیز رفتار کار آؤٹ آف کنٹرول ہو کر الٹ کر سڑک پر گھسٹتی چلی گئی اور پھر سائیڈ میں جھاڑیوں میں گھس گئی۔ اس نے جھاڑیوں سے ایک شعلہ سا لپکتے دیکھا تھا جس کا مطلب تھا کہ اس کی کار کا ٹائر خود برسٹ نہیں ہوا تھا بلکہ فائر کر کے برسٹ کیا گیا تھا۔

تنویر تیزی سے کار کی کھڑکی سے رینگتا ہوا باہر آیا اور پھر وہ رکے بغیر اسی طرح کرالنگ کرتا ہوا جھاڑیوں میں مزید آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا رخ مخالف سمت کی جھاڑیوں کی جانب تھا پھر

جھاڑیوں میں دبک کر وہ اسی طرح دیکھنے لگا جس طرف سے فائر ہوا تھا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود اسے کچھ نظر نہیں آ سکا تھا۔ یہاں گہری تاریکی اور سناٹا تھا۔ اس کے گمان میں بھی یہ نہیں تھا کہ وہ جن مشکوک عورتوں کا تعاقب کر رہا تھا وہ اس کی کار کا ٹائر اس طرح سے برسٹ کر کے اسے آگے بڑھنے سے روک دیں گی۔

اب وہ جھاڑیوں میں لیٹا سوچ رہا تھا کہ وہ دونوں کس طرف ہو سکتی ہیں۔ اچانک وہ چونک پڑا۔ قریب ہی سے جھاڑیوں کے چرمرانے کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ چوکنا ہو گیا اور اس نے اپنی ساری توجہ آوازوں کی طرف لگا دی یقیناً کوئی اسی طرف آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی پھر وہ دونوں عورتیں بالکل قریب آ کر رک گئیں اب اس کا ان سے دو ڈھائی فٹ سے زیادہ کا فاصلہ نہیں تھا۔

''دیکھو وہ کار میں ہی ہو گا''...... ایک عورت کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ ان دو عورتوں کو واقعی تعاقب کا علم ہو گیا تھا اور ان میں سے ہی کسی نے اس کی کار کا ٹائر فائر کر کے برسٹ کیا تھا۔

''میرے پاس ٹارچ نہیں ہے مادام۔ ہمیں احتیاط سے کار کی طرف بڑھنا ہو گا۔ اس کے پاس اسلحہ ہو سکتا ہے''...... دوسری لڑکی

کی آواز سنائی دی تو تنویر کا یقین اور پختہ ہو گیا کہ یہ وہی دو عورتیں ہیں جن کا وہ تعاقب کر رہا تھا۔

''کار بری طرح سے پلٹتی ہوئی اس طرف آئی تھی۔ وہ شدید زخمی ہو گا اور ہو سکتا ہے کار میں بے ہوش پڑا ہوا ہو۔ تم دائیں طرف سے آگے بڑھو میں دائیں طرف سے آتی ہوں''...... پہلی آواز نے کہا جو ادھیڑ عمر عورت کی تھی اور پھر وہاں خاموشی چھا گئی البتہ جھاڑیوں کے مسلنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے دو اطراف سے وہ دونوں کار کے فرنٹ کی طرف بڑھ رہی ہوں۔

''یہ کیا۔ کار میں تو کوئی نہیں ہے''...... نوجوان لڑکی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''شاید وہ زخمی اور بے ہوش ہونے سے بچ گیا ہے۔ دیکھو وہ کار سے نکل کر زیادہ دور نہ گیا ہو گا''...... ادھیڑ عمر عورت نے کہا اور پھر تنویر ان کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سننے لگا۔ شاید ان کے پاس بھی ٹارچیں نہ تھیں اس لئے وہ اندھیرے میں ہی اسے ڈھونتی پھر رہی تھیں۔

''آخر وہ کہاں جا سکتا ہے۔ اور پتہ نہیں وہ زخمی بھی ہے یا بچ نکلا ہے''...... نوجوان لڑکی کی تشویش زدہ آواز سنائی دی۔

''اگر وہ زخمی ہوتا تو اتنی تیزی سے کار سے باہر نہ نکل سکتا تھا''...... ادھیڑ عمر عورت نے کہا۔

''جو بھی ہے ہمیں اسے ہر صورت میں ڈھونڈ کر اسے ہلاک کرنا

ہو گا۔ اسے نجانے کیوں ہم پر شک ہوا تھا اور مسلسل ہمارے تعاقب میں لگا ہوا تھا''...... اسی عورت نے کہا۔

''کاش ہمارے پاس ٹارچ ہوتی تو ہم اسے آسانی سے ڈھونڈ سکتے تھے''...... نوجوان لڑکی نے کہا۔

''ٹارچ ہونے کی صورت میں ہم اسے جیسے ہی روشن کرتے وہ ہم پر فائر کر سکتا تھا۔ اس لئے اچھا ہی ہے کہ ہمارے پاس ٹارچ نہیں ہے اور ہم ڈنر کرنے نکلی تھیں۔ کسی ایڈونچر کے لئے نہیں کہ ٹارچیں ساتھ لاتی''...... ادھیڑ عمر عورت نے کہا۔

''اس تاریکی میں روشنی کے بغیر اسے تلاش نہیں کیا جا سکتا''۔ لڑکی نے کہا۔

''تم احمق ہو میڈنا''...... ادھیڑ عمر عورت نے کہا۔

''کک کک۔ کیوں مادام''...... میڈنا شاید اس نوجوان لڑکی کا نام تھا۔

''اگر ہم جھاڑیوں کو چیک کریں تو مسلی ہوئی جھاڑیوں سے پتہ چل سکتا ہے کہ وہ کس طرف گیا ہوگا''...... ادھیر عمر عورت نے کہا۔

''اگر ہم اس کی طرف بڑھے تو کیا وہ ہم پر فائر نہیں کر دے گا''۔ میڈنا نے کہا۔

''احمق ہو۔ ہم دو سمتوں سے اس کی طرف بڑھتی ہیں ایک آہٹ کرے گی جبکہ دوسری دبے پاؤں آگے بڑھے گی اور جب وہ فائر کرے گا تو دوسری عقب سے اسے دبوچ لیتی''۔ ادھیڑ عمر عورت

نے کہا۔

"لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ وہاں نہیں ہو گا جہاں اس کی کار الٹی تھی۔ وہ کار سے نکل کر آگے بڑھ گیا ہو گا"...... میڈنا نے کہا۔

"ڈھونڈو اسے"...... ادھیڑ عمر عورت نے کہا۔

"ممکن ہے وہ ہمارے آس پاس ہی موجود ہو"...... میڈنا نے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا تو وہ اب تک ہمیں نشانہ بنا چکا ہوتا"...... ادھیڑ عمر عورت نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس کی کوئی مصلحت ہو"...... میڈنا نے کہا۔

"شاید"...... ادھیڑ عمر عورت نے کہا اور خاموشی ہو گئی۔ تنویر نے سوچا کہ ان پر ایک ساتھ تو قابو نہیں پا سکتا اس لئے کیوں نہ ان دونوں کو الگ الگ کر کے ایک ایک پر قابو پایا جائے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے زمین پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرا مقصد کسی پتھر کی تلاش تھی۔ تلاش میں ناکامی نہیں ہوئی تھی۔ ایک درمیانے سائز کا پتھر اس کے ہاتھ میں آ گیا تھا پہلے اس نے ہاتھ اوپر کر کے یہ اندازہ لگایا کہ اس کے ہاتھ ہلانے سے جھاڑیاں تو آواز نہیں کریں گی پھر جب اطمینان ہو گیا کہ سر پر جھاڑیاں نہیں ہیں اس نے ہاتھ گھمایا اور پتھر کو سامنے کی سمت اچھال دیا۔ بھاری پتھر زور دار آواز سے جھاڑیوں میں گرا تھا۔

"اوہ۔ اس طرف سے آواز آئی ہے مادام"...... میڈنا کی آواز

ابھری۔

"تم نے آواز سنی"...... مادام نے کہا۔

"یس مادام۔ ایسا لگا ہے جیسے وہ ان جھاڑیوں میں موجود ہے اور اب پیچھے ہٹ رہا ہے"...... میڈنا نے کہا۔

"ممکن ہے اس نے پہلو بدلا ہو یا"...... مادام تاؤ نے کہنا چاہا۔

"ایک منٹ"...... میڈنا نے مادام تاؤ کی بات کاٹ کر کہا۔

"کیا بات ہے"...... مادام تاؤ نے پوچھا۔

"مجھے ایسا لگا ہے جیسے ہمارے آس پاس بھی کوئی موجود ہو"۔ میڈنا نے کہا۔

"نہیں۔ یقیناً کوئی جانور ہو گا اگر وہ ہوتا تو آہٹ پیدا کر کے ہمیں اپنی طرف ہرگز متوجہ نہ کرتا"...... مادام تاؤ کی آواز ابھری۔

"کیا اسے گھیرا جائے"...... میڈنا کی آواز آئی۔

"ہاں۔ تم دائیں سے بڑھو میں بائیں سے بڑھوں گی"۔ مادام نے کہا۔

"اوکے"...... آواز کے ساتھ ہی تنویر نے دائیں سمت سے آہٹیں سنیں وہ اسی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ غیر مسلح تھا۔ اس کا مشین پسٹل کار کے ڈیش بورڈ میں رہ گیا تھا جو وہ جلدی میں نہ نکال سکا تھا جبکہ ان عورتوں کی باتوں سے اسے بخوبی اندازہ ہو رہا تھا کہ دونوں ہی مسلح تھیں۔ اس لئے تنویر فوراً ان کے سامنے آنے کا رسک نہ لینا چاہتا تھا۔ وہ دم سادھے بیٹھا رہا پھر جب اسے یقین

ہو گیا کہ ایک عورت اس سے خاصی دور چلی گئی ہے تو اس نے جھاڑیوں سے سر نکال کر دیکھا تو ایک سایہ اسے کافی دور دکھائی دیا۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھا اور جھاڑیاں ہونے کے باوجود آواز پیدا کئے بغیر اس سائے کے طرف بڑھا جو اس کے قریب تھا۔ سائے کے جثے سے لگ رہا تھا کہ وہ ادھیڑ عمر مادام تھی۔ تنویر جب اس کے قریب پہنچا تو اسے مادام کے ہاتھ میں مشین پسٹل دکھائی دیا۔ وہ مزید محتاط ہو گیا۔ مادام کا سایہ دائیں بائیں گھوم رہا تھا وہ ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔

جیسے ہی مادام کا رخ اس طرف ہوتا جہاں تنویر موجود تھا تو تنویر فوراً جھاڑیوں میں دبک جاتا۔ چند لمحے انتظار کرنے کے بعد وہ سر نکال کر مادام کی طرف دیکھتا اور پھر اس کی طرف بڑھنے لگتا اور پھر جب وہ مادام کے بہت قریب پہنچ گیا تو وہ جھاڑیوں سے چیتے کی طرح اچھلتا ہوا نکلا اور مادام پر جھپٹ پڑا۔ وہ پہلے ایک جھاڑی پر گرا تھا مادام تاؤ اسی جھاڑی کے پاس تھی اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ تنویر نے الٹی قلابازی کھائی اور وہ مادام کے سر کے پاس سے گزرتا چلا گیا۔ مادام کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس کی ٹانگیں تیزی سے حرکت میں آئیں اور مادام کے سر سے ٹکرائیں۔ مادام کے حلق سے پھر چیخ نکلی اور وہ الٹ کر گر گئی۔ تنویر گھوم کر اس کے سر کی طرف آیا اور ایک بار پھر مادام پر جھپٹا۔ اس نے نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے مادام کا کاندھا

پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ مادام نے اسے ہٹانے کے لئے ہاتھ چلائے لیکن تنویر نے اپنا جسم اس سے فاصلے پر رکھا ہوا تھا۔ اسی لمحے اسے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ شاید میڈنا، مادام کی چیخیں سن کر اس طرف آئی تھی۔

"مادام تاؤ"...... دور سے میڈنا کی آواز ابھری۔ اسی لمحے تنویر نے پوری قوت سے مکا مادام کی کنپٹی پر مارا۔ مادام کا جسم ایک لمحے کے لئے پھڑکا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اسے ساکت ہوتے دیکھ کر تنویر نے اسے جھاڑیوں میں گھسیٹ لیا۔ میڈنا پاگلوں کی طرح مادام تاؤ کو پکارتی پھر رہی تھی۔ تنویر نے احتیاطاً مادام کے سر پر ایک اور ضرب لگائی کہ اگر وہ مکر کر رہی ہو تو اس ضرب سے وہ بے ہوش ہو جائے لیکن اس ضرب پر مادام نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔ وہ ساکت تھی شاید تنویر کے پہلے ہی مکے نے اسے ہوش و حواس کی دنیا سے بے گانہ کر دیا تھا۔ اب تنویر نے اسے چھوڑا اور وہ جھاڑیوں میں ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگا جہاں اس نے مادام کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کے گرنے کی آواز سنی تھی۔ لیکن کافی کوشش کے باوجود اسے مشین پسٹل نہ ملا تو اس نے میڈنا پر خالی ہاتھوں سے ہی قابو کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ مادام کو چھوڑ کر جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ اس طرف بڑھ رہا تھا جس طرف سے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی۔ تین چار فٹ چلنے کے بعد وہ زمین پر لیٹ گیا اور کان زمین سے لگا دیا۔ اسے

آہٹیں سنائی دی تھیں مگر وہ سمت کا اندازہ نہیں کر سکا اس نے
قریب ہی سے ایک پتھر اٹھا کر ایک جانب اچھال دیا۔

پتھر کے جھاڑیوں میں گرنے سے آواز پیدا ہوتے ہی بیک
وقت دو سمتوں سے فائر ہونے پر تنویر بری طرح چونک پڑا تھا۔ دو
سمتوں سے فائر ہونے کا مطلب یہی تھا کہ مادام تاؤ بے ہوش نہیں
ہوئی تھی بلکہ اس نے اسے دھوکہ دیا تھا اس وقت وہ بے بس تھی
اس لئے اس نے شاید یہی سوچا ہوگا کہ بے ہوش بن کر ہی وہ اس
کی گرفت سے نکل سکتی ہے اور اس نے یہی کیا بھی تھا لیکن تنویر
اس کی چال کو ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سمجھ سکا۔ وہ تصدیق کے
لئے تیزی سے اسی طرف بڑھا جس طرف اس نے مادام تاؤ کو
چھوڑا تھا مگر اچانک وہ ٹھٹک کر رک گیا کیونکہ بجلی کی طرح یہ خیال
ذہن میں ابھرا تھا کہ اس طرف بڑھ کر وہ غلطی کر رہا ہے وہ تیزی
سے بے آواز طریقے سے اس جگہ سے دور ہونے لگا۔

دس بارہ فٹ ہی پیچھے ہٹا ہوگا کہ بیک وقت کئی فائر ہوئے اور
گولیاں ٹھیک انہی جھاڑیوں میں پیوست ہوتی چلی گئیں جہاں کچھ
دیر پہلے اس نے مادام تاؤ کو بے ہوش کیا تھا۔ وہ سانپ کی تیزی
سے فائروں کی سمت بڑھنے لگا وہ چاہتا تھا کہ ان میں سے کوئی
ایک تو ہاتھ آ جائے۔ وہ اٹھا اور غور سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔
اسی لمحے اسے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوتو وہ پھرتی
سے جست لگا کر ایک جانب ہٹ گیا۔

"آہ"...... فوراً ہی کسی کے گرنے اور کراہنے کی آواز ابھری تھی
اس نے بجلی کی سی تیزی سے آواز پر چھلانگ لگا دی وہ کسی انسانی
جسم سے ٹکرایا تھا اس کے منہ سے نکلنے والی کراہ نے بتا دیا کہ وہ
میڈنا ہے۔ تنویر نے مخصوص داؤ استعمال کئے اور پھر اس کے ہاتھ
تیزی سے چلنے لگے۔ وہ میڈنا کے منہ اور سر پر مکے برسا رہا تھا کہ
اچانک اسے اپنے عقب میں ایک بار پھر کسی کی موجودگی کا احساس
ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا اچانک اس کی کمر سے گن کی نال
لگ گئی۔

"بس ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ"...... اچانک مادام تاؤ کی سرد
آواز ابھری۔ تنویر ایک طویل سانس لے کر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا
ہو گیا۔ کھڑے ہوتے ہوتے اس کا ایک ہاتھ حرکت میں آیا۔
دوسرے ہی لمحے مادام تاؤ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ تنویر کا مکا
مادام کے منہ پر پڑا تھا وہ لڑکھڑا کر اچھلی اور جھاڑیوں پر جا گری
خود تنویر بھی فضا میں اچھل کر جھاڑیوں میں جا گرا تھا کیونکہ نیچے گری
ہوئی میڈنا نے اس کے اٹھتے ہی اس پر حملہ کر دیا تھا اور اس کی
گھومتی ہوئی ٹانگ پوری قوت سے تنویر کی کمر پر پڑی تھی۔ نیچے
گرتے ہی تنویر نے تیزی سے کروٹ بدلی اور پھر وہ جھاڑیوں میں
رول ہوتا چلا گیا۔ اس کا یہی رول ہونا اس کی زندگی کی ضمانت بن
گیا کیونکہ وہ جیسے ہی گرا تھا اسی لمحے میڈنا اور مادام نے اس پر
فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ان کے مشین پسٹلز سے نکلنے والی گولیاں

ٹھیک اس جگہ پڑیں جہاں تنویر گرا تھا۔ وہ دونوں فائرنگ کرتی ہوئیں آگے بڑھ رہی تھیں اور تنویر ان کی فائرنگ سے بچنے کے لئے تیزی سے دائیں بائیں کروٹیں بدل رہا تھا۔ اسی لمحے دور سڑک کی جانب سے پولیس کی گاڑیوں کا سائرن سنائی دیا تو وہ چونک پڑا۔ پولیس کی گاڑیوں کے سائرن کی آوازیں سن کر دونوں عورتیں بھی چونک پڑیں اور انہوں نے فائرنگ روک دیا اور پھر وہ مڑیں اور تیزی سے ایک طرف دوڑتی چلی گئیں۔ تنویر تیزی سے اٹھا اور اس نے بھی اسی طرف دوڑنا شروع کر دیا جس طرف وہ عورتیں گئی تھیں۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اس کا پیر کسی چیز سے ٹکرایا۔ اسے زور دار جھٹکا لگا وہ چھلانگ لگانے والے انداز میں اچھلا اور منہ کے بل جھاڑیوں پر گرا۔ اگر وہ پتھریلی جگہ ہوتی تو یقیناً اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔ جب تک وہ اٹھ کر دوبارہ ان عورتوں کی طرف دوڑتا۔ عورتیں کے سائے غائب ہو چکے تھے۔ وہ دونوں نجانے کس طرف نکل گئی تھیں۔

کال بیل کی آواز سن کر جوانا چونک پڑا۔ وہ گیٹ کے پاس سٹول پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ جوزف ضروری سامان لینے کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ ان کا نیا مہمان ابن بطوطہ بھی صبح صبح کار لے کر نکل گیا تھا اور ابھی تک نہ لوٹا تھا اس لئے جوانا رانا ہاؤس میں اکیلا ہی موجود تھا۔

''کون ہو سکتا ہے''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں [illegible] اس نے اخبار سمیٹ کر ایک طرف رکھا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ کے پاس آ کر اس نے سائیڈ کھڑکی کھول کر باہر دیکھا تو چونک پڑا۔ باہر عمران کا باورچی سلیمان موجود تھا۔

''سلیمان۔ تم یہاں''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیوں۔ میرے یہاں آنے پر پابندی ہے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں۔ رکو میں دروازہ کھولتا ہوں''...... جوانا نے کہا اور پھر

اس نے کھڑکی بند کی اور آگے بڑھ کر گیٹ کے ساتھ لگا ہوا چھوٹا دروازہ کھول دیا۔ سلیمان اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا بیگ تھا۔ اس کا منہ بنا ہوا تھا جیسے وہ یہاں اپنی مرضی سے نہ آیا ہو بلکہ اسے زبردستی کسی نے ڈانٹ ڈپٹ کر بھیجا ہو۔

''کہاں ہے وہ ابن بطوطہ''...... سلیمان نے اندر آتے ہی چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ صبح سے کہیں گیا ہوا ہے۔ ابھی تک نہیں لوٹا۔ کیوں کیا ہوا اور تم اس قدر غصے میں کیوں دکھائی دے رہے ہو''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اچھا بھلا بڑے صاحب کی کوٹھی میں رہ کر وہاں کے ملازمین پر حکمرانی کر رہا تھا کہ مجھے چیف کا فون آ گیا۔ چیف نے مجھے فوری طور پر کوٹھی سے رانا ہاؤس شفٹ ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ تم دونوں کے ساتھ ایک مہمان یہاں ٹھہرا ہوا ہے جس کا نام ابن بطوطہ ہے۔ مجھے اس کی خدمت کرنی ہے اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ہے''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ لیکن ہم اس کا ہر کام تو کر ہی دیتے ہیں پھر چیف کو تمہیں یہاں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ چیف تو چیف ہے۔ ایک بار جو حکم دے دے اس پر تو عمل کرنا ہی پڑتا ہے۔ چیف نے ایک گھنٹے کے اندر

اندر مجھے یہاں پہنچنے کا حکم دیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ مجھے گولی مار دے گا''...... سلیمان نے کہا تو جوانا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر چیف کا حکم ہے تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں''۔ جوانا نے کہا۔

''گیا کہاں ہے وہ پاگل انسان''...... سلیمان نے کہا۔

''معلوم نہیں۔ کیا تم اس سے ملے ہو''...... جوانا نے پوچھا۔

''نہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''عجیب احمق قسم کا انسان ہے وہ۔ شکل وصورت سے ہی جوکر دکھائی دیتا ہے اور اس کی حرکتیں اور باتیں واقعی ایسی ہیں جیسے وہ پاگل ہو۔ میں چیف اور جوزف کی وجہ سے خاموش رہتا ہوں ورنہ میرا تو دل کرتا ہے کہ اسے اٹھا کر یہاں سے باہر پھینک دوں''۔ جوانا نے منہ بنا کر کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں آ گیا ہوں۔ اب دیکھنا میں اس کی ایسی خدمت کروں گا کہ وہ روتا پیٹتا ہوا یہاں سے بھاگ جائے گا''۔ سلیمان نے کہا۔

''کیا کرو گے تم اس کے ساتھ''...... جوانا نے چونک کر کہا۔

''خدمت۔ اور یہ الگ قسم کی ہو گی۔ شکر والی چائے کی بجائے اسے نمک ملی چائے پلاؤں گا۔ جلا ہوا کھانا دوں گا اور کسی وقت سالن میں نمک مرچ اتنی زیادہ کر دوں گا کہ اس کی ناک اور کانوں

سے بھی دھواں نکلنا شروع ہو جائے گا۔ میرے لذیذ کھانے ہی اسے یہاں سے دوڑا دینے کے لئے کافی ہوں گے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا بھی مسکرا دیا۔

''اس نے تمہاری چیف سے شکایت کر دی تو کیا کرو گے''۔ جوانا نے پوچھا۔

''جب وہ ایسا کرے گا تو دیکھا جائے گا''...... سلیمان نے کہا۔

''لیکن تم کوٹھی میں کیوں گئے ہوئے تھے۔ ماسٹر کے ساتھ ان کے فلیٹ میں کیوں نہیں رہتے تھے''...... جوانا نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی شادی یا پھر بدلی ہوئی صورتحال سے بالکل نا آشنا ہو۔

''صاحب۔ غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ جب وہ فلیٹ میں نہیں ہوتے تو اماں بی یا بڑے صاحب مجھے کوٹھی بلا لیتے ہیں اور صاحب کی واپسی تک مجھے وہیں رہنا پڑتا ہے''...... سلیمان نے بات بناتے ہوئے کہا۔ چیف نے اسے بتایا تھا کہ جوزف اور جوانا عمران کی شادی اور اس کی بیوی کے اغوا سے بے خبر ہیں اس لئے وہ انہیں کچھ نہ بتائے۔ اس پر سلیمان کو حیرانی ضرور ہوئی تھی لیکن وہ خاموش رہا تھا۔

''جوزف کہاں ہے''...... سلیمان نے پوچھا۔

''وہ بھی ضروری سامان لینے کے لئے مارکیٹ گیا ہوا ہے''۔ جوانا نے جواب دیا۔

''کب تک آئے گا''...... سلیمان نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم''...... جوانا نے کہا۔

''کیا بات ہے۔ بڑے بجھے بجھے سے دکھائی دے رہے ہو''...... سلیمان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ کافی وقت ہو گیا ہے ماسٹر سے ملے ہوئے۔ عید کا چاند تو نظر آ جاتا ہے لیکن ماسٹر تو عید پر بھی دکھائی نہیں دیتا ہے اس لئے تھوڑا سا اداس ہوں اور بس''...... جوانا نے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

''وہ ایسا چاند ہے جو ہر وقت بادلوں میں ہی گھرا رہتا ہے۔ بادل اسے بری نظروں سے بچانے کے لئے اپنے پیچھے چھپا کر رکھتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... جوانا نے چونک کر کہا۔

''خود مجھے بھی سمجھ نہیں آئی ہے کہ میں نے کون سی فلاسفی بول دی ہے۔ بہرحال رکو۔ میں کسی کمرے میں سامان رکھ کر آتا ہوں''...... سلیمان نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سلیمان آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک گیٹ کے اوپر سے کوئی چیز اڑتی ہوئی اندر آ گری۔ سلیمان کے ساتھ جوانا بھی چونکا ہی تھا کہ یکلخت دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے سلیمان کو یوں محسوس ہوا جیسے یکلخت اس کے دماغ پر سیاہ رنگ کا پردہ پھیل گیا ہو۔ اس نے سر جھٹک کر اندھیرا دور کرنا چاہا لیکن لا حاصل۔ وہ لہرایا اور کٹے ہوئے درخت

کی طرح گرتا چلا گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے جوانا کے بھاری بھرکم وجود کے بھی گرنے کی آواز سنی تھی۔ پھر جس طرح دور اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اسی طرح روشنی کا ایک نقطہ سا اس کے دماغ کے پردے پر چمکا اور پھر تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ اسے ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک کمرے میں پایا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح سے چونک پڑا کہ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔

اس کے سامنے تین غیر ملکی افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تینوں کے ہاتھوں میں بھاری ریوالور دکھائی دے رہے تھے۔ وہ شکل وصورت سے ہی غنڈے ٹائپ کے دکھائی دے رہے تھے۔ کمرے کا ماحول دیکھ کر سلیمان کو علم ہو گیا کہ یہ رانا ہاؤس کا ہی ایک کمرہ تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم اور مجھے اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے''...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی آواز سن کر وہ تینوں جو آپس میں باتیں کر رہے تھے چونک پڑے اور اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا''...... ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔

''ہوش تو آ گیا ہے لیکن تم تینوں کو دیکھ کر میرا پھر سے بے ہوش ہونے کو دل کر رہا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''کیوں ہماری شکلیں اتنی ہی بری ہیں جو ہمیں دیکھ کر تمہارا

ایک بار پھر بے ہوش ہونے کو دل کر رہا ہے''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''شکلیں نہیں میں تمہارے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر مجھے ڈر لگ رہا ہوں۔ ایک آدمی کے لئے تین تین آدمی اور تینوں کے پاس اسلحہ''...... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تم عمران کے ملازم ہو۔ عمران کی طرح تم بھی ڈھیٹ ہڈی ہو سکتے ہو اس لئے تمہارے لئے یہ تین ریوالور اور ان کی گولیاں بھی کم ہیں''...... تیسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تم پورے شہر کے ریوالور اکٹھے کر کے یہاں لا کر مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو''...... سلیمان نے کہا۔

''ایسا ہی سمجھو''...... پہلے بولنے والے آدمی نے کہا۔

''جوانا کہاں ہے''...... سلیمان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اسے جوانا وہاں دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''تو اس کالے دیو کا نام جوانا ہے''...... اسی آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ جوانوں کا جوان ہے اس لئے اس نے اپنا نام جوانا رکھا ہوا ہے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''وہ واقعی بے حد خطرناک لگتا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد ہم پر بھاری پڑ سکتا تھا اس لئے ہم نے اسے طویل مدت کے لئے بے ہوش رکھنے کے لئے انجکشن لگایا ہے۔ یہ ایسا انجکشن ہے جس کا

جب تک اسے اینٹی نہ لگایا جائے اس وقت تک اس کا ہوش میں آنا ممکن نہیں ہے۔ صرف جوانا نہیں۔ اس جیسا دوسرا کالا دیو بھی اس کے ساتھ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ وہ باہر گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو ہم نے اس کے لئے گیٹ کھولا اور اس کے اندر آتے ہی ہم نے اسے بھی گیس کیپسول کے ذریعے بے ہوش کر دیا تھا۔ اب ہمیں ایک اور آدمی کا انتظار ہے۔ وہ آ جائے تو پھر یہاں کسی اور کے آنے کا کوئی امکان نہیں رہے گا۔ پھر ہم ان تینوں کو ایک ساتھ گولیاں مار کر ہلاک کر دیں گے اور ضرورت پڑی تو تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے''...... ایک آدمی نے کہا تو سلیمان بری طرح سے اچھل پڑا۔

''لل لل۔ لیکن کک۔ کیوں''...... سلیمان نے چیخ پڑنے والے انداز میں کہا۔

''ہماری مرضی''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''تم لوگ ہو کون اور یہاں کیوں آئے ہو''...... سلیمان نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''ہمیں اس رہائش گاہ کی ضرورت ہے۔ ہم یہاں قبضہ کرنا چاہتے ہیں''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''قبضہ''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''لیکن کیوں اور تم لوگ ہو کون اور کہاں سے آئے ہو''۔

سلیمان نے کہا۔

''ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ تمہارے بہتری اسی میں ہے کہ تم خاموش رہو''...... تیسرے آدمی نے کہا۔

''نہیں۔ میں خاموش نہیں رہ سکتا۔ اگر میں خاموش رہا تو میرے پیٹ میں درد ہونا شروع ہو جائے گا''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا تو وہ تینوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

''چلو پیٹ کے درد سے بچنے کے لئے جتنا بول سکتے ہو بول لو لیکن ہم سے نہ پوچھنا کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں''۔ پہلے والے آدمی نے کہا۔

''تم نے جوزف اور جوانا کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے ہیں۔ میرے ساتھ ایسا کیوں نہیں کیا۔ کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں''...... ایک آدمی نے کہا۔

''تو بتاؤ''...... سلیمان نے کہا۔

''جوزف اور جوانا ہمارے کام کے آدمی نہیں تھے۔ وہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے تھے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ تم بے ضرر سے آدمی ہو اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تم عمران کے باورچی ہو۔ تمہارے بارے میں مشہور ہے کہ تم سے اچھی چائے اور کھانا کوئی نہیں بنا سکتا ہے۔ ہمیں چونکہ اب مستقل طور پر یہاں رہنا ہے

اس لئے ہم نے تمہیں زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ تم ہماری خدمت کر سکو''...... دوسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خدمت''...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ ہمارے لئے کھانا بنانا، چائے کافی کا بندوبست کرنا۔ ہمارے لباس دھونا انہیں پریس کرنا اور وہ سب کچھ جو تم عمران کے لئے کرتے تھے۔ جب تک تم ہماری خدمت کرتے رہو گے زندہ رہو گے۔ نخرے کرنے یا کوئی بھی شرارت کرنے کی کوشش کرو گے تو ہمارے ہاتھوں مارے جاؤ گے''...... پہلے والے آدمی نے کہا تو سلیمان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''لیکن تم یہاں اندر کیسے آ گئے''...... سلیمان نے کہا۔

''ہم اس وقت باہر ہی موجود تھے جب تک یہاں آئے تھے۔ ہم اندر آنے کا پروگرام بنا رہے تھے کہ تمہارے لئے اس کالے دیو نے دروازہ کھول دیا اور تم اندر گئے تو وہ دروازہ بند کرنا بھول گیا۔ ہم نے باہر سے گیس کیپسول فائر کئے جس کے نتیجے میں تم دونوں بے ہوش ہو گئے اور ہمارے لئے اندر جانے کا راستہ بن گیا۔ گیٹ کھلنے کی صورت میں چند لمحوں کے لئے ہی سہی اس عمارت کے سارے حفاظتی سسٹم آف ہو جاتے ہیں اور ہم نے اسی کا فائدہ اٹھایا ہے ورنہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس عمارت کے حفاظتی سسٹم بے حد پاورفل ہیں۔ یہاں اگر ایٹم بم بھی گرایا جائے تو اس سے بھی عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہاں ہر قسم کی گیس

کے اثرات کو زائل کرنے کے سسٹم بھی لگے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی اندر گیس کیپسول فائر کیا جائے تو وہ سسٹم فوراً حرکت میں آ جاتا ہے اور ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں یہاں ایسی گیس پھیلا دیتا ہے جو یہاں موجود ہر قسم کی زہریلی گیس کے اثرات کو ختم کر دیتی ہے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا کہ گیٹ یا اس کا دروازہ کھلنے کی وجہ سے کچھ وقفے کے لئے سارے حفاظتی سسٹم لاکڈ ہو جاتے ہیں اس لئے ہمارا کام بن گیا ورنہ ہم لاکھ کوشش بھی کرتے تو شاید اندر داخل نہ ہو سکتے تھے اور اب چونکہ ہم اندر ہیں اس لئے اس عمارت پر ہمارا قبضہ ہے۔ اب ابن بطوطہ بھی ہم سے نہیں بچ سکے گا''۔ ایک آدمی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سلیمان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''یہ ابن بطوطہ ہے کون۔ اس کے بارے میں تو میں بھی کچھ نہیں جانتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''تمہیں اس کے بارے میں کچھ جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ تم ہمارے بارے میں سب کچھ جان لو کیونکہ تمہیں ہمارے لئے کام کرنا ہے عمران یا ابن بطوطہ کے لئے نہیں''...... ایک آدمی نے کہا۔

''تمہارے نام کیا ہیں''...... سلیمان نے پوچھا۔

''میرا نام جیگر ہوں۔ یہ رانگا ہے اور یہ تیسرا موہش''۔ پہلے والے آدمی نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''تینوں کو ہیلو۔ میرا نام سلیمان آغا پاشا ہے''...... سلیمان نے کہا تو وہ تینوں بے اختیار ہنس پڑے۔

''آج ہم تمہارا نیا نام رکھیں گے''...... موہش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نیا نام۔ کیا مطلب''...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

''ہمیں سلیمان نام پسند نہیں ہے۔ اب چونکہ تم نے ہماری خدمت کرنی ہے اس لئے نام بھی ہم اپنی مرضی کا رکھیں گے''۔ رانگا نے کہا۔ وہ تینوں غیر ملکی تھے لیکن اس کے باوجود نہایت روانی سے مقامی زبان میں بات کر رہے تھے جیسے وہ اسی ملک میں پلے بڑھے ہوں۔

''کیا نام''...... سلیمان نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''جوکر۔ آج سے تم ہمارے لئے جوکر ہو اور ہم تمہیں اسی نام سے پکاریں گے''...... جگر نے کہا تو سلیمان نے منہ بنا لیا۔

''صرف جوکر نہیں۔ بلائنڈ جوکر ٹھیک رہے گا''...... موہش نے کہا تو اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''میں اندھا نہیں ہوں''...... سلیمان نے غرا کر کہا۔

''نہیں ہو تو بن جاؤ۔ جب تک تم ہمارے ساتھ ہو، اندھے بھی رہو گے۔ گونگے بھی اور بہرے بھی۔ تم صرف وہی سنو گے جو ہم کہیں گے۔ وہی بولو گے جو ہم سننا پسند کریں گے اور وہی دیکھو گے جو ہم تمہیں دیکھنے کی اجازت دیں گے''...... رانگا نے سرد لہجے

میں کہا تو سلیمان نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

''ایک بات بتاؤ بلائنڈ جوکر''...... جگر نے کہا تو سلیمان اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے منہ سے کچھ نہ کہا تھا۔

''یس باس بولو ورنہ گولی سر میں اتار دوں گا''...... موہش نے ریوالور کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا۔

''یس باس''...... سلیمان نے مرے مرے سے لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ آج سے ہم تینوں تمہارے باس ہیں''...... موہش نے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے بارے میں کچھ جانتے ہو''...... جگر نے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف۔ کیا مطلب۔ میرا اس سے کیا تعلق''...... سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔

''تعلق تو ہے تمہارا اس سے کیونکہ تم عمران کے ساتھ کام کرتے تھے اور عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق چیف اس عمران سے ہی زیادہ رابطے میں رہتا تھا۔ پہلے ہمارا خیال تھا کہ یہ عمارت سیکرٹ سروس کے چیف کا ہیڈ کوارٹر ہے لیکن جب ہم نے یہاں کی مانیٹرنگ کی ہے تو ہمیں پتہ چلا کہ یہاں جوزف اور جوانا کے سوا کوئی نہیں رہتا لیکن اس بات کی ہمیں اب تک سمجھ نہیں آئی کہ اگر یہ عمارت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے تو پھر یہاں اس قدر حفاظتی انتظامات

کیوں کیے گئے ہیں''۔ جیگر نے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... سلیمان نے کہا۔

''جانتے نہیں یا ہمیں بتانا نہیں چاہتے ہو''...... رانگا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی کچھ نہیں جانتا''...... سلیمان نے کہا۔

''تم عمران کے ساتھ فلیٹ میں رہتے تھے۔ عمران ان دنوں یہاں نہیں ہے تو تمہارے بارے میں پتہ چلا تھا کہ تم سرعبدالرحمٰن کی کوٹھی میں شفٹ ہو گئے ہو پھر اب تم یہاں کیا کرنے آئے تھے''...... جیگر نے کہا۔

''اس جوزف اور جوانا نے مجھ سے قرض لیا تھا۔ بار بار ان سے قرض واپس مانگ رہا تھا لیکن یہ قرض واپس کرنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے میرا فون بھی سننا بند کر دیا تھا۔ مجھے ان پر غصہ آ گیا۔ اس لئے میں نے سرعبدالرحمٰن کی کوٹھی سے اپنا بوریا بستر اٹھایا اور یہاں آ گیا کہ تب تک ان کے سر سوار رہوں گا جب تک یہ میرا سارا قرض نہیں اتار دیتے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''اس سے بری کہانی کوئی ہو تو وہ بھی سنا دو''...... موہش نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ کہانی نہیں ہے۔ جوزف اور جوانا کو تم نے بے ہوش کیا ہے

ہلاک نہیں۔ میری باتوں پر یقین نہیں تو انہیں ہوش میں لا کر ان سے پوچھ لو''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ انہیں ہوش میں لانے کی ہم غلطی نہیں کر سکتے۔ باس کا حکم تھا کہ انہیں زندہ رکھنا ہے ورنہ ہم تو انہیں اب تک ہلاک بھی کر چکے ہوتے''۔ رانگا نے کہا۔

''باس۔ تو کیا تمہارا بھی کوئی باس ہے''...... سلیمان نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ جلد ہی وہ بھی یہاں پہنچ جائے گا''...... جیگر نے کہا۔

''اسے اب یہیں پڑا رہنے دو۔ آؤ ہم ایک بار پھر اس عمارت کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمیں تہہ خانے میں جانے کا راستہ ڈھونڈنا ہے۔ اس عمارت کے حفاظتی انتظامات کا کنٹرولنگ سسٹم یقیناً اس عمارت کے تہہ خانے میں ہی ہو گا''...... موہش نے کہا۔

''ہم نے کئی بار عمارت کا جائزہ لیا ہے لیکن ہمیں پوری عمارت میں کہیں کسی تہہ خانے یا خفیہ راستے کے آثار دکھائی نہیں دیئے اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ اس جوانا یا جوزف میں سے کسی ایک کو اچھی طرح سے باندھ کر اس پر تشدد کرتے ہیں۔ وہ ہمیں اس عمارت کے بارے میں سب کچھ بتا دے گا''...... رانگا نے کہا۔

''شاید اب ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ باس نے ہمیں کہا ہے کہ جب تک ہمارا اس عمارت پر مکمل کنٹرول نہیں ہو گا وہ یہاں نہیں آئے گا کیونکہ وہ اسی عمارت کو اپنا ٹھکانہ بنانا چاہتا ہے''۔ موہش

نے کہا۔

''ہمارے پاس سائنسی آلات بھی نہیں ہیں جن سے تہہ خانے اور کسی خفیہ راستے کو تلاش کر سکیں۔ اگر ہوتے تو اب تک عمارت پر مکمل طور پر ہمارا کنٹرول ہوتا''...... جیگر نے کہا۔

''مجھے بس اس ابن بطوطہ کا انتظار ہے۔ وہ آ جائے تو اسے بھی قابو کر کے باندھ کر جوزف اور جوانا کے ساتھ کمرے میں پھینک دیں گے۔ اس کے بعد ہم میں سے کوئی جا کر باس سے سائنسی آلات لے آئے گا اور پھر ہم اطمینان سے یہاں چیکنگ کر سکیں گے''......رانگا نے کہا۔

''تو اس کے لئے ہم تینوں کی کیا ضرورت ہے۔ ابن بطوطہ کے لئے میں اور جیگر ہی کافی ہیں۔تم جاؤ اور جا کر سائنسی آلات لے آؤ''...... موہش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں چلا جاتا ہوں''...... رانگا نے کہا اور وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''رکو''...... سلیمان نے کہا تو وہ تینوں رک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''بولو''...... رانگا نے کہا۔

''اب جبکہ تم نے مجھے اپنا ملازم بنا ہی لیا ہے تو مجھے اپنی خدمت کرنے کا موقع بھی دے دو۔ اور کچھ نہیں تو میں تمہیں چائے ہی بنا کر پلا دیتا ہوں''......سلیمان نے بڑی لجاجت سے کہا۔

''اور اگر تم نے کوئی حرکت کی تو''...... جیگر نے کہا۔

''تو ہم اسے گولی مارنے میں دیر نہیں کریں گے''...... رانگا نے کہا۔

''تمہیں شاید چائے کی طلب ہو رہی ہے جو اس کی حمایت کر رہے ہو۔ موہش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ایک بے ضرر سا آدمی ہے۔ اس نے ہمارا کیا بگاڑ لینا ہے۔ یہ بندھا رہے یا آزاد۔ ہمارے سامنے دم نہیں مار سکے گا۔ جب ہم نے اس سے کام لینا ہے تو اسے باندھ کر رکھنے کی کیا ضرورت ہے''...... رانگا نے کہا۔

''رانگا ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مجھے بھی چائے کی طلب ہو رہی ہے اور ہم تینوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو چائے کافی بھی بنا سکتا ہو۔ اس لئے اسے کھول کر ایک موقع دینا چاہئے۔ اگر یہ شرافت کے ساتھ رہا تو ٹھیک ہے ورنہ......'' جیگر نے کہا۔

''ورنہ۔ اس کا کام تمام''...... رانگا نے کہا تو سلیمان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ٹھیک ہے کھول دو اسے''...... موہش نے کہا تو رانگا آگے بڑھا اور اس نے کرسی کے عقب میں آ کر سلیمان کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ جب ساری رسیاں کھل گئیں اور سلیمان کے ہاتھ آزاد ہو گئے تو رانگا پیچھے ہٹ گیا۔

''اب باقی کی رسیاں کھولو اور سیدھے کچن میں پہنچ جاؤ اور

ہمارے لئے بہترین چائے بنا کر لاؤ۔ اگر ہمیں چائے اچھی لگی تو تمہیں انعام بھی ملے گا''...... رانگا نے کہا تو سلیمان نے اپنے گرد لپٹی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ وہ تینوں مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

''تم تینوں نے مجھے آزاد کر کے کتنی بڑی حماقت کی ہے۔ اس کا اندازہ تمہیں ابھی ہو جائے گا۔ میں تم سب کو ایسی چائے پلاؤں گا کہ اس کے بعد زندگی میں تم کسی سے چائے مانگو گے ہی نہیں''۔ سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کمرے کے دروازے کی طرف لپکا۔ وہ تینوں باہر صحن میں موجود تھے۔ سلیمان نے اپنے چہرے پر یتیمیت سی طاری کی اور کمرے سے باہر آ گیا اور آہستہ آہستہ کچن کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ کچن میں داخل ہو کر اس نے اپنی جیبیں چیک کیں لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ شاید ان تینوں نے اس کی تلاشی لے کر اس کی جیبوں سے سب کچھ نکال لیا تھا۔

''کمبخت انسانوں نے میرا سیل فون بھی نکال لیا ہے''۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ کچن کی تلاشی لینے لگا۔ وہ کوئی ایسی چیز تلاش کر رہا تھا جس سے وہ ان تینوں سے نپٹ سکے ابھی وہ کچن کی تلاشی لے رہا تھا کہ اسی لمحے رانگا اندر داخل ہوا۔

''کیا کر رہے ہو''...... رانگا نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر سلیمان اچھل پڑا۔

''وہ میں دودھ پتی اور چینی تلاش کر رہا ہوں''...... سلیمان نے

گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سنک کے پاس تینوں چیزیں پڑی ہیں۔ اندھے ہو کیا دکھائی نہیں دیتا''...... رانگا نے کہا تو سلیمان نے چونک کر دیکھا واقعی سنک کے پاس چینی کا مرتبان، پتی کا ڈبہ اور خشک دودھ کا ڈبہ ایک ساتھ پڑے تھے۔

''اوہ۔ سوری۔ واقعی میری نظر نہیں پڑی۔ تم جاؤ۔ میں ابھی پانچ منٹ میں چائے بنا کر لے آتا ہوں''...... سلیمان نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ جگر اور موہش کا خیال ہے کہ تم چائے میں کچھ ملا کر ہمیں پلا سکتے ہو اس لئے تمہاری نگرانی ضروری ہے۔ تم میرے سامنے چائے بناؤ''...... رانگا نے کہا تو سلیمان کا دل چاہا کہ وہ اچھل کر اس کی گردن پکڑ لے۔ ایسا تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔ واقعی یہ آسان طریقہ تھا۔ اگر اسے کچھ مل جاتا تو وہ ان کی چائے میں ملا کر انہیں پلا دیتا جس سے تینوں ایک ساتھ یا تو انٹا غفیل ہو جاتے یا پھر دنیا سے ہی رخصت ہو جاتے۔

''ٹھیک ہے بھائی''...... سلیمان نے کہا اور پھر طوعاً کرہاً اس کے سامنے چائے بنانے لگا۔ اس نے تین کپ نکالے اور ان میں چائے انڈیلنے لگا۔

''چار کپ بناؤ''...... رانگا نے کہا۔

''چار کیوں۔ تمہارا باس بھی آ گیا ہے کیا''...... سلیمان نے

چونک کر کہا۔

''نہیں۔ چوتھا کپ تمہارے لئے ہوگا۔ ہم سے پہلے چائے تمہیں پینی پڑے گی''...... رانگا نے کہا۔

''وہ کیوں''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم پر اتنی جلدی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم نے مجھ سے نظر بچا کر چائے میں کچھ ڈال ہی دیا ہو۔ تم عمران کے ملازم ہو۔ اس کی طرح تیز اور شیطانی دماغ رکھتے ہو اس لئے تم سے کوئی بعید نہیں کہ تم کب کیا کر گزرو''...... رانگا نے کہا تو سلیمان نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''میرے بارے میں اور صاحب کے بارے میں ضرورت سے زیادہ ہی جانتے ہو تم''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''جانتے ہیں تو یہاں آئے ہیں۔ ورنہ کسی اور مجرموں میں اتنی ہمت کہاں کہ وہ اس پراسرار عمارت میں داخل بھی ہوسکیں''۔ رانگا نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے چوتھا کپ لیا اور پھر اس نے بچی ہوئی چائے اس میں ڈال لی۔ پھر رانگا کے کہنے پر اس نے چاروں کپ ٹرے میں رکھے اور اس کے ساتھ چلتا ہوا باہر آ گیا۔ اس نے ایک ایک کپ ان تینوں کو دے دیا۔

''اس سے پہلے کہ ہم سپ لیں۔ تم چائے پیو''...... رانگا نے کہا تو سلیمان اسے گھورنے لگا۔ وہ ضرورت سے زیادہ ہی شکی مزاج ثابت ہو رہا تھا۔ سلیمان نے ایک ہاتھ میں ٹرے پکڑی۔ اور

دوسرے ہاتھ سے چائے کا کپ اٹھایا اور پھر اس نے چائے پینا شروع کر دیا۔ اسے چائے پیتے دیکھ کر ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ یہاں سے لیکن کسی کمرے میں نہ جانا۔ باہر ایسی جگہ پر بیٹھنا جہاں ہم تم پر نظر رکھ سکیں موہش نے کہا۔

''چھت پر جا کر بیٹھ جاؤں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ سامنے گیٹ کی طرف جاؤ۔ وہاں سٹول رکھا ہے اس پر بیٹھ جاؤ''..... جیگر نے کہا تو سلیمان منہ بناتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور سٹول پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر غصہ اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ ان تینوں پر قابو پانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ان تینوں نے اسے گیٹ کے پاس بھیج کر خود اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مار لی تھی۔ عقب میں ایک کیبن تھا اور سلیمان جانتا تھا کہ اس کیبن میں ایک خفیہ بٹن ہے جسے پریس کرتے ہی کیبن کے اندر تہہ خانے میں جانے کا راستہ کھل جاتا ہے۔ اگر وہ تہہ خانے میں پہنچ جاتا اور پھر وہ ساری زندگی بھی لگے رہتے تو اس تک نہ پہنچ سکتے تھے۔

سلیمان تہہ خانے میں موجود آپریشن روم کے بارے میں جانتا تھا۔ وہ اس سسٹم کو آپریٹ بھی کر سکتا تھا۔ تہہ خانے میں بیٹھ کر وہ نہ صرف ان تینوں کو مانیٹر کر سکتا تھا بلکہ انہیں رانا ہاؤس کی دیواروں میں چھپی ہوئی سیکرٹ گنوں سے گولیاں مار کر چھلنی بھی کر

سکتا تھا۔ وہ ان تینوں کے اندر جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ ان کے سامنے اگر وہ کیبن میں جا کر غائب ہو جاتا تو وہ سمجھ جاتے کہ کیبن میں ایسا کوئی راستہ ہے جو انہیں باہر نکال سکتا ہے یا پھر عمارت کے تہہ خانے میں پہنچا سکتا ہے۔ وہ کیبن میں گھس کر خفیہ راستہ کھولنے والے بٹن کو ڈھونڈ لیتے تو سلیمان کے لئے مشکل ہو سکتی تھی۔ وہ تینوں صحن میں ہی کھڑے ہو کر چائے پی رہے تھے۔

''اب اندر بھی دفع ہو جاؤ تاکہ میں تم تینوں کا شکار کھیل سکوں''...... سلیمان نے ان تینوں کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا لیکن وہ اپنی جگہ سے جیسے ہٹنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے۔ سلیمان کافی دیر تک بے چینی کے عالم میں انہیں دیکھتا رہا آخرکار اس کی امید بر آئی اور وہ تینوں چائے کے کپ ایک پلر کے پاس رکھ کر مڑے اور عمارت کے عقب کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ شاید وہ عمارت کے عقبی حصے کا راؤنڈ لگانے گئے تھے۔ سلیمان کے لئے یہ موقع اچھا تھا۔ اس نے فوراً چائے کا کپ نیچے رکھ دیا اور وہ اٹھ کر تیزی سے کیبن میں گھستا چلا گیا۔

تھوڑی دیر میں وہ کیبن کا خفیہ راستہ کھول کر تہہ خانے میں پہنچ چکا تھا۔ تہہ خانے کے مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ آپریشن روم میں آ گیا۔ آپریشن روم کی تمام مشینیں کام کر رہی تھیں۔ وہ ایک مشین کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس مشین پر بڑی سی اسکرین نصب تھی۔ اس نے جلدی جلدی اس مشین کو آپریٹ کرنا

شروع کر دیا۔ مشین پر مختلف رنگوں کے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے اور اس پر لگے ڈائلوں کی سوئیاں تھرکنے لگیں۔ سلیمان نے سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین پر لگی ہوئی اسکرین بھی روشن ہو گئی۔ اسکرین پر اسے رانا ہاؤس کا بیرونی منظر دکھائی دیا۔ یہ صحن اور گیٹ کے پاس کا منظر تھا جہاں سے اٹھ کر وہ نیچے آیا تھا۔

سلیمان نے ایک لیور پکڑا اور پھر وہ لیور سے باہر لگے کیمروں کے ذریعے رانا ہاؤس کی مختلف لوکیشن چیک کرنے لگا۔ اس نے عمارت کے عقب میں لگے کیمرے کو اوپن کیا تو اسے وہ تینوں عقبی حصے کا جائزہ لیتے دکھائی دیئے۔

''اب دیکھنا میں تم تینوں کا کیا حشر کرتا ہوں۔ تم دونوں نے مجھے اپنا ملازم بنانے کی کوشش کی تھی نا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو آپریشن روم میں لگے ہوئے اسپیکر آن ہو گئے اور اسے ان تینوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''کیا ہم نے اس ملازم کو آزادی دے کر اچھا کیا ہے''۔ موہش اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔

''وہ ایک بے ضرر سا باورچی ہے اور بس۔ ادھیڑ عمر ہونے کے ساتھ ساتھ احمق بھی ہے''...... رالگا نے کہا۔

''موہش ٹھیک کہہ رہا ہے رالگا۔ بعض اوقات بے ضرر دکھائی دینے والے کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں اس کا تمہیں اندازہ

نہیں ہے۔ وہ دیکھنے میں ادھیڑ عمر اور احمق ضرور ہے لیکن یہ مت
بھولو کہ وہ عمران جیسے انسان کا باورچی ہے اور وہ عمران کو بھی تگنی کا
ناچ نچاتا رہا ہے''...... جیگر نے کہا۔
''تو پھر ہم نے اسے آزاد رکھ کر واقعی غلطی کی ہے''...... موہش
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ ہمیں چاہئے تھا کہ جب اس نے ہمیں چائے سرو کر دی
تھی تو اسے پھر کسی کمرے میں بند کر دیتے تاکہ اسے ہمارے
خلاف کوئی شرارت کرنے کا موقع نہ ملتا''...... جیگر نے کہا۔
''تو یہ کام اب بھی ہو سکتا ہے۔ میں جا کر اسے کسی کمرے میں
بند کر آتا ہوں''...... رانگا نے کہا۔
''ہاں۔ جاؤ یہ ضروری ہے۔ جب تک ہمیں اس عمارت کا
آپریشن روم نہیں مل جاتا اور ہم اس عمارت پر مکمل طور پر قبضہ نہیں کر
لیتے اس وقت تک اس کا آزاد رہنا ہمارے لئے نقصان دہ ہو سکتا
ہے''...... موہش نے کہا تو رانگا نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی
سے دوسری طرف دوڑتا چلا گیا۔
''اب ڈھونڈ سکو تو ڈھونڈ لو مجھے''...... سلیمان نے زیر لب
مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ چاہتا تو ان تینوں کو یہیں بیٹھے بیٹھے قابو کر
سکتا تھا لیکن چونکہ اب وہ مکمل طور پر سیف تھا اس لئے وہ جان
بوجھ کر انہیں موقع دے رہا تھا۔ اس کا انداز کسی بلی جیسا تھا جو
چوہوں کو پکڑ تو لیتی ہے لیکن کھانے سے پہلے ان سے کھیلنا شروع

کر دیتی ہے۔ جیگر اور موہش دیواروں کے ساتھ باؤنڈری وال کا
بھی جائزہ لے رہے تھے کہ اسی لمحے رانگا دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔
اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔
''جیگر۔ موہش''...... اس نے ان دونوں کو دیکھ کر دور سے چیختے
ہوئے کہا تو وہ دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔
''کیا ہوا''...... ان دونوں نے چونک کر کہا۔
''وہ غائب ہو گیا ہے''...... رانگا نے اسی انداز میں کہا۔
''غائب ہو گیا ہے۔ کیا مطلب''...... موہش نے چونک کر کہا۔
''ہم اسے گیٹ کے پاس چھوڑ کر آئے تھے لیکن اب وہ وہاں
پر موجود نہیں ہے''...... رانگا نے جواب دیا تو وہ دونوں بری طرح
سے اچھل پڑا۔
''اندر کمروں میں دیکھنا تھا۔ وہ کسی کمرے میں یا کچن میں نہ
چلا گیا ہو''...... جیگر نے تیز لہجے میں کہا۔
''نہیں۔ اس نے ہمیں ڈاج دیا ہے۔ وہ اس عمارت کے
آپریشن روم میں پہنچ چکا ہے''...... رانگا نے کہا تو اس کی بات سن کر
وہ دونوں بری طرح سے اچھلے جبکہ سلیمان کے لبوں کی مسکراہٹ اور
گہری ہو گئی۔
''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ آپریشن روم میں چلا گیا ہے''۔ جیگر
نے تیز لہجے میں کہا۔
''اس نے رہائشی عمارت کے تمام دروازے لاکڈ کر دیئے ہیں۔

چھوٹا اور بڑا گیٹ بھی لاکڈ ہے۔ یہاں تک کہ اس نے چھت پر جانے والا دروازہ بھی بند کر دیا ہے''...... رانگا نے کہا تو ان دونوں کے چہروں پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

''اوہ۔ آؤ ہمارے ساتھ''...... جیگر نے کہا اور پھر وہ تینوں دوڑتے ہوئے فرنٹ کی طرف آئے اور پاگلوں کی طرح کمروں اور عمارت کے دوسرے حصوں کو چیک کرنے لگے لیکن سلیمان نے مشین سسٹم سے واقعی سارے کمرے لاکڈ کر دیئے تھے اور وہاں کا خصوصی حفاظتی سسٹم بھی آن کر دیا تھا۔ عمران کے ساتھ ساتھ جوزف نے اسے بھی آپریشن روم کے بارے میں ساری تفصیلات بتا رکھی تھیں اس لئے سلیمان کے لئے یہ سب کچھ آپریٹ کرنا مشکل ثابت نہ ہوا تھا۔

''یہ تمہاری غلطی سے ہوا ہے نانسنس۔ نہ تم اس کی بات مان کر اسے کرسی سے آزاد کرتے اور نہ یہ سب ہوتا''...... موہش نے جیگر کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب مجھے کیا پتہ تھا کہ وہ اتنا شاطر انسان ہو سکتا ہے''۔ جیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''اب ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا پڑے گا۔ وہ آپریشن روم میں موجود ہے۔ اگر اس نے ہم پر کسی سیکرٹ ویپن سے حملہ کیا تو ہم نہیں بچ سکیں گے''...... رانگا نے کہا۔

''لیکن ہم نکلیں گے کیسے۔ تم بتا رہے ہو کہ اس نے چھوٹا اور

بڑا گیٹ بھی لاکڈ کر دیا ہے''...... جیگر نے کہا۔

''ہمارے پاس ایس تھری بم ہیں۔ ہم بموں سے گیٹ اُڑا دیتے ہیں''...... موہش نے کہا۔

''تو چلو۔ جلدی کرو''...... جیگر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف دوڑے۔ دوڑتے ہوئے وہ گیٹ کے پاس آئے اور پھر موہش نے جیب سے دو تکونے بم نکالے اور انہیں لے کر گیٹ کی سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک بم کا ایک بٹن پریس کر کے اسے دیوار سے لگایا اور پھر دوسری دیوار کی طرف بڑھا اور دوسرے بم کا بٹن پریس کر کے اس نے بم کو وہاں لگایا اور تیزی سے پیچھے ہٹ آیا۔ جیگر اور رانگا بھی تیزی سے پیچھے ہٹتے آئے۔

''ابھی ایک ساتھ دھماکے ہوں گے اور یہ دونوں سائیڈ کی دیواریں اُڑ جائیں گی اور گیٹ اچھل کر باہر جا گرے گا''۔ موہش نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ صحن کے پلروں کے پیچھے آ کر چھپ گئے تھے تاکہ بم یا گیٹ کا کوئی ٹکڑا ان کر انہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہ کافی دیر تک رکے رہے لیکن وہاں کوئی دھماکہ نہیں ہوا۔

''یہ کیا۔ ابھی تک بم بلاسٹ کیوں نہیں ہوئے''...... جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے بموں کو آن کیا تھا''...... رانگا نے پوچھا۔

"کیا میں تمہیں احمق دکھائی دیتا ہوں کہ بغیر آن کئے بم وہاں نصب کر آیا ہوں"...... موہش نے منہ بنا کر کہا۔

"تو پھر یہ دونوں بم ابھی تک بلاسٹ کیوں نہیں ہوئے"۔ رانگا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"میں دیکھتا ہوں"...... موہش نے کہا اور پھر وہ تیزی سے پلر کے پیچھے سے نکلا اور ایک بار پھر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھا۔

"رکو"...... جگر نے کہا تو موہش رک گیا۔

"کیا ہوا"...... موہش نے کہا۔

"واپس پلر کے پاس آؤ"...... جگر نے کہا تو موہش واپس آ گیا۔ جگر نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

"میں دائیں طرف والے بم پر فائرنگ کرتا ہوں تم اپنے مشین پسٹل سے بائیں دیوار پر لگے بم پر فائر کرو۔ بم آن ہیں ہمیں گیٹ کے پاس جانے کا رسک نہیں لینا چاہئے"...... جگر نے کہا تو موہش نے سمجھ جانے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر دونوں نے تین تک گنتی گنی اور ایک ساتھ ٹریگر دبا دیا۔ لیکن یہ دیکھ کر وہ تینوں بری طرح سے اچھل پڑے کہ ٹریگر دبنے کے باوجود فائرنگ نہ ہوئی تھی۔ وہ بار بار ٹریگر دبانے لگے لیکن مشین پسٹل سے فائرنگ ہی نہ کر رہی تھی۔

"یہ کیا۔ ہمارے مشین پسٹل سے فائرنگ کیوں نہیں ہو رہی

ہے"...... جگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس باورچی کے بچے نے یہاں جیمر آن کر دیا ہے۔ جیمر کی وجہ سے نہ بم بلاسٹ ہو رہے ہیں اور نہ مشین پسٹل کام کر رہے ہیں"...... موہش نے غراتے ہوئے کہا۔

"ڈھونڈو اسے۔ وہ باہر تھا۔ یقیناً باہر سے ہی کوئی راستہ تہہ خانے کی طرف جاتا ہے۔ ایک بار وہ میرے سامنے آ جائے تو میں اسے فوراً گولی مار کر ہلاک کر دوں گا"...... جگر نے غراتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے آگے بڑھے۔

"بس۔ اب بہت ہو گیا تمہارا کھیل تماشہ"...... سلیمان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین پر موجود سرخ رنگ کے ایک بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس نے بٹن پریس کیا تو اچانک باہر موجود موہش، جگر اور رانگا کو ایک ساتھ زوردار جھٹکے لگے۔ ان کے حلق سے تیز اور دردناک چیخیں نکلیں اور وہ یوں ہوا میں اچھل کر دور گرتے نظر آئے جیسے کسی نے عقب سے انہیں پوری قوت سے اٹھا کر پھینکا ہو۔ وہ زمین پر گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔

"خس کم جہاں پاک"...... سلیمان نے کہا اور اس نے قریب پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''رانا ہاؤس سے سلیمان بول رہا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ سلیمان تم۔ کیسے فون کیا ہے''...... سلیمان کی آواز سن کر بلیک زیرو نے اصل لہجے میں کہا۔

''میں نے یہاں تین شکار کئے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''تین شکار۔ کیا مطلب''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''یہاں رانا ہاؤس کے صحن میں تین آدمی بے ہوش پڑے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''کون ہیں وہ''...... طاہر نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا''...... سلیمان نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو ساری تفصیل بتا دی''...... سلیمان نے کہا۔

''اوہ۔ تم نے جوزف اور جوانا کو چیک کیا ہے۔ کیا واقعی انہوں نے ان دونوں کو بے ہوش ہی کیا ہے یا...... بلیک زیرو نے کہا۔

''انہوں نے تو دونوں کالے دیوؤں کو بے ہوش کرنے کا بتایا تھا۔ بہرحال میں انہیں دیکھ لیتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''ویری گڈ سلیمان''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب ان کا کیا کروں۔ کیا انہیں باہر پھینک دوں''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ تم جوزف اور جوانا کو چیک کرو۔ انہیں ہوش میں لاؤ اور پھر ان کی مدد سے ان تینوں کو بلیک روم میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دو۔ تھوڑی دیر میں ابن بطوطہ پہنچ جائے گا پھر وہ خود ہی ان

سے پوچھ گچھ کر لے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''میں ہولڈ کرتا ہوں۔ تم فوراً جا کر جوزف اور جوانا کو چیک کرو۔ مجھے ان کی طرف سے فکر لاحق ہو رہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی انہیں چیک کر کے آ کر آپ کو بتاتا ہوں''...... سلیمان نے کہا اس نے رسیور سائیڈ پر رکھا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ خفیہ راستے سے باہر آیا اور پھر ان تینوں کو صحن میں پڑا دیکھ کر برے برے منہ بناتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں ان تینوں کے کہنے کے مطابق جوزف اور جوانا کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر بند کیا گیا تھا۔

ٹیکسی ہولڈن کلب کے گیٹ کے پاس رکی تو ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھلا اور مادام تاؤ نئے میک اپ میں نکل کر باہر آ گئی۔ اس نے خوبصورت اور قیمتی لباس پہنا ہوا تھا۔ لباس کا رنگ گرین تھا اور اسی رنگ کا اس کے ہاتھ میں ہینڈ بیگ بھی تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کی گاگلز لگائی ہوئی تھی۔ اس نے ڈرائیور کو کرایہ ٹیکسی کے اندر ہی دے دیا تھا اس لئے جیسے ہی وہ ٹیکسی سے نکل کر کلب کے احاطے کی طرف بڑھی ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

مادام تاؤ آگے بڑھی تو کلب کے ہال کے باہر دروازے پر کھڑے دربان نے اس کے سامنے سر جھکایا اور اس کے لئے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھول دیا۔ مادام تاؤ شان بے نیازی سے ہال میں داخل ہوگئی۔ کلب میں بے شمار لوگ بیٹھے ہوئے تھے جن کا تعلق ہر قسم کے طبقے سے تھا۔ وہ بیٹھے شراب اور منشیات کا آزادانہ استعمال کر رہے تھے۔ دائیں طرف ایک بڑا سا گول کاؤنٹر

بنا ہوا تھا جہاں دو کاؤنٹر گرل بڑی مستعدی سے اپنا کام کر رہی تھیں۔ سائیڈ پر ایک بارٹینڈر تھا جو کاؤنٹر گرلز کو آرڈر سپلائی کر رہا تھا۔ مادام تاؤ رکے بغیر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

''یس مادام''...... ایک کاؤنٹر گرل نے اسے دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''منیجر والٹر سے ملنا ہے''...... مادام تاؤ نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ مادام''...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کئے اور رسیور کان سے لگا لیا۔

''یس''...... دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔

''کاؤنٹر سے ہاشیا بول رہی ہوں باس''...... کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کیوں کال کی ہے''...... باس نے اسی انداز میں کہا۔

''ہمارے پاس ایک مادام تشریف لائی ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتی ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''کون ہے وہ۔ اس کا نام''...... باس نے پوچھا۔

''میں پوچھتی ہوں باس''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔ اس نے رسیور پر ہاتھ رکھا اور مادام تاؤ کی طرف دیکھنے لگی۔

''آپ کا نام مادام''...... کاؤنٹر گرل نے مادام تاؤ سے پوچھا۔

''ڈارلینا''...... اس نے جواب دیا۔

''مادام ڈارلینا ہیں باس''...... کاؤنٹر گرل نے رسیور سے ہاتھ ہٹا کر باس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے اندر بھیج دو''...... باس نے کہا۔

''لیس باس''...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آپ دائیں طرف راہداری میں چلی جائیں مادام۔ سب سے آخر میں باس کا کمرہ ہے''...... کاؤنٹر گرل نے کہا تو مادام تاؤ نے اثبات میں سر ہلایا اور تیز تیز چلتی ہوئی کاؤنٹر کے سائیڈ پر بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھی اور پھر رکے بغیر آگے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کے آخر میں آ کر وہ ایک کمرے کے دروازے پر رک گئی۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازہ کھولنے کے لئے ہینڈل کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسی لمحے دروازہ کھل گیا اور ایک لمبے چوڑے اور انتہائی سفاک چہرے والے ادھیڑ عمر آدمی کا چہرہ دکھائی دیا۔

''خوش آمدید مادام تاؤ۔ مجھے آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو میں خود آپ کے استقبال کے لئے دروازے پر آ گیا ہوں''...... اس آدمی نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''شکریہ''...... مادام تاؤ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''آئیں۔ تشریف لائیں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے راستہ چھوڑتے ہوئے کہا تو مادام تاؤ شان بے نیازی سے آگے بڑھی اور اندر

داخل ہوئی۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جسے قیمتی اور خوبصورت دفتری سامان سے سجایا گیا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز پڑی تھی جس کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ سائیڈ کی دیوار کے پاس صوفے اور کرسیاں رکھی تھیں جن کے سامنے ایک خوبصورت آبنوسی میز رکھی ہوئی تھی۔ جس پر گلدان رکھا ہوا تھا اور اس گلدان میں تازہ پھول موجود تھے۔

''آئیں مادام''...... ادھیڑ عمر آدمی نے اسی طرح خوشامد بھرے لہجے میں کہا تو مادام تاؤ صوفے اور کرسیوں والے حصے کی طرف بڑھ گئی۔ آفس میں اس ادھیڑ عمر آدمی کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔

''تشریف رکھیں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو مادام تاؤ بڑے نخوت بھرے انداز میں صوفے پر بیٹھ گئی۔ ادھیڑ عمر آدمی اس کے سامنے یوں ادب سے کھڑا ہو گیا تھا جیسے وہ اس کا غلام ہو۔

''تم بھی بیٹھ جاؤ والٹر''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''لیس مادام''...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا جس کا نام والٹر تھا۔ وہ آگے بڑھا اور مادام تاؤ کے سامنے صوفے پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

''کیا منگواؤں مادام آپ کے لئے''...... اس نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ ابھی مجھے کسی چیز کی طلب نہیں ہے۔ جب ہو گی تو میں بتا دوں گی''...... مادام تاؤ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''لیس مادام۔ یہ آپ کا ہی کلب ہے''...... والٹر نے کہا۔

''میں تم سے ایک اہم کام کے سلسلے میں ملنے آئی ہوں والٹر''۔ مادام تاؤ نے چند لمحے توقف کے بعد برسر مطلب آتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ فرمائیں۔ آپ کے کام آنا میرے لئے باعث تقویت ہو گا''...... والٹر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ نجانے کیوں وہ مادام تاؤ کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ مادام تاؤ کے قدموں میں بیٹھ جائے۔

''مجھے ایک اہم معاملے میں تمہاری مدد کی ضرورت ہے والٹر''۔ مادام تاؤ نے کہا۔

''حکم فرمائیں مادام''...... والٹر نے پوچھا۔

''تمہارا مضافاتی فارم آج کل کیسا جا رہا ہے''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''بہت شاندار۔ مرغیوں اور انڈوں کے کاروبار میں مجھے خاصا منافع ہو رہا ہے مادام''...... والٹر نے کہا۔

''میں مرغیوں اورانڈوں کی بات نہیں کر رہی۔ نانسنس۔ تمہارے دوسرے دھندے کی بات کر رہی ہوں زیر زمین بزنس کی''۔ مادام تاؤ نے کہا۔

''وہ آسمان کی بلندیوں کو چھورہا ہے مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے اس دھندے کی بات کیوں کی ہے کوئی خاص بات ہے''...... والٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہاں تمہارے محافظ بھی ہوتے ہیں''...... مادام تاؤ نے اس کا

جملہ نظر انداز کرتے ہوئے والٹر کو گھور کر کہا۔

''یس مادام۔ وہاں میری اجازت کے بغیر پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا''...... والٹر نے کہا۔

''گڈ شو''...... مادام تاؤ کی آنکھوں میں یہ سن کر تیز چمک ابھری تھی۔

''آپ کیوں پوچھ رہی ہیں مادام''...... والٹر نے پوچھا۔

''تمہارے فارم کو میں ایک خاص مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہوں''...... مادام تاؤ نے کہا اور تفصیل سے اسے بتانے لگی کہ وہ اس کا فارم ہاؤس کس مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتی ہے۔

''اوہ۔ میں سمجھ گیا۔لیکن مادام اس کام کے لئے وہ فارم ہاؤس مناسب نہیں ہو گا۔ اس کام کے لئے میری ڈسلڈ فیکٹری زیادہ بہتر ہے''...... والٹر نے کہا۔

''کیا یہاں شراب بنانے کی اجازت ہے''...... مادام تاؤ نے حیرت سے پوچھا۔

''مقامی حکومت سے برسوں پہلے جو معاہدہ کیا گیا تھا اس کے تحت میرے فیکٹری ابھی مزید دس سال شراب بنا سکتی ہے البتہ مقامی حکومت یہ پابندی لگا دی ہے کہ میں شراب یہاں فروخت نہیں کر سکتا''...... والٹر نے کہا۔

''اس کا مطلب یہ ہوا کہ فیکٹری کے گرد سیکورٹی اور ایکسائز والوں کا جال بچھا ہوا ہو گا''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''ہاں۔ مگر ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ حکومت کے ملازم ہوتے ہوئے بھی میرے آگے پیچھے کتے کی طرح دم ہلاتے ہیں کیونکہ میں ان کو ہر ماہ ایک خطیر رقم رشوت کے طور پر دیتا ہوں''...... والٹر نے کہا۔

''پھر بھی میں پہلے فیکٹری دیکھنا چاہتی ہوں''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''فیکٹری یہاں سے پچاس کلو میٹر دور ہے۔ وہاں ایک بڑی جھیل ہے۔ جسے بہار جھیل کہا جاتا ہے۔ یہ حال ہی میں قدرتی طور پر بننے والی جھیل ہے جو کئی کلو میٹر تک پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں ہم سڑک اور جھیل کے راستے بھی پہنچ سکتے ہیں۔ آپ بتائیں وہاں کیسے جانا پسند کریں گی''...... والٹر نے پوچھا۔

''کیا اس جھیل میں موٹر بوٹس اور لانچیں بھی چلائی جا سکتی ہیں''...... مادام تاؤ نے پوچھا۔

''یس مادام۔ خاصی گہری اور طویل جھیل ہے کسی دریا کی طرح دور دور تک پھیلی ہوئی ہے''...... والٹر نے جواب دیا۔

''تو پھر سفر کے لئے لانچ ہی ٹھیک رہے گی''...... مادام تاؤ نے پوچھا۔

''میری لانچیں موجود ہیں دو موٹر بوٹس بھی ہیں۔ آپ کب جانا پسند کریں گی۔ ابھی یا صبح''...... والٹر نے پوچھا۔

''تم کیا کہتے ہو۔ میرا کب جانا مناسب رہے گا ابھی یا

صبح''...... مادام تاؤ نے والٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔

''مادام تاؤ کو مہمان بنا کر مجھے خوشی ہو گی۔ صبح میں خود آپ کے ساتھ فیکٹری چلا چلوں گا''...... والٹر نے کہا۔

''گڈ۔ تو پروگرام طے رہا''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''یس مادام۔ کیا آپ اکیلی ہیں یا آپ کے ساتھ کوئی ہو گا''۔ والٹر نے کہا۔

''میرے ساتھ میری اسسٹنٹ بھی ہے۔ وہ میرے ساتھ ہی جائے گی''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''اوکے مادام۔ میں آپ اور اس لڑکی کے لئے رہائش کے لئے ہدایات دے دیتا ہوں''...... والٹر نے کہا اور مادام تاؤ کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے میز پر رکھا ہوا فون اپنی جانب کھسکایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا جبکہ مادام تاؤ صوفے پر نیم دراز سی ہو گئی تھی۔

حصہ اول ختم شد

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ناقابل فراموش کارنامہ

مصنف ظہیر احمد

ساڈال پلان

حصہ دوم

------- ساڈال کون تھا -------

مادام تاؤ اور میڈ نا۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیوں ہلاک کرنا چاہتی تھیں اور وہ کس کے لئے کام کر رہی تھیں ——؟

کیا۔۔۔ عمران اور اس کی بیوی واقعی اغوا ہو چکے تھے ——؟

------- ابن بطوطہ کا اصل کردار کیا تھا -------

ایکسٹو۔۔۔ جس نے ابن بطوطہ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایجنٹ تعینات کر دیا تھا۔ آخر کیوں ——؟

کھاد فیکٹری۔۔۔ جہاں ایک ہولناک کھیل کھیلا جا رہا تھا۔ وہ کھیل تھا کیا؟

ساڈان پلان۔۔۔ کیا تھا اور ساڈان کا تعلق کس سے تھا۔ ایک حیرت انگیز سوال۔ جس کا جواب معلوم ہوتے ہی آپ اچھل پڑیں گے۔

وہ لمحہ۔۔۔ جب عمران کی آنکھوں کے سامنے اس کے دو ساتھیوں کو ہولناک موت دی گئی۔ کون تھے اس کے دو ساتھی ——؟

کھاد فیکٹری کی حفاظت کے لئے ساڈال نے کیا انتظامات کئے تھے پڑھ کر آپ سب دنگ رہ جائیں گے۔

عمران کی زندگی کا ایک ناقابل فراموش اور انتہائی حیرت انگیز ناول۔ جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھا ہوگا۔

شائع ہوگیا ہے

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

ڈارک کیمپ

فاسٹ ایکشن ۔۔۔ ایسا ایکشن جس کے لئے عمران کو پوری ٹیم لے کر کافرستان جانا پڑا۔ کیوں ——؟

فاسٹ ایکشن ۔۔۔ ایسا ایکشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے اپنی جانیں بچانا مشکل ہوگیا۔

پلوشہ ۔۔۔ ایک معصوم سی لڑکی جو صالحہ سے ملی تھی اور صالحہ اسے جولیا کے پاس لے آئی تھی، اس نے ان دونوں کے سامنے ایک انکشاف کیا، ایسا انکشاف جسے سن کر جولیا اور صالحہ دنگ رہ گئیں۔ وہ انکشاف کیا تھا ——؟

پلوشہ ۔۔۔ جس کے پاس ایک کوڈ بک تھی۔ اس کوڈ بک میں کیا تھا ——؟

پلوشہ ۔۔۔ جو جولیا اور صالحہ کے فلیٹ میں تھی کہ مسلح افراد نے وہاں حملہ کیا اور انہوں نے جولیا اور صالحہ کو گولیاں مار دیں اور پلوشہ کو اٹھا کر لے گئے۔ کیوں؟

ڈی کیمپ ۔۔۔ ایک ایسا کیمپ جہاں پاکیشیا سمیت پوری دنیا کے مسلم ممالک کے خلاف بھیانک سازش کی جا رہی تھی۔

ڈی کیمپ ۔۔۔ جس کا نقشہ کافرستان کے ڈی کلب میں تھا اور عمران اس ڈی کیمپ سے وہ نقشہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ——؟

ڈی فورس ۔۔۔ ڈی کیمپ کی حفاظت کرنے والی فورس جو عمران اور اس کے

ساتھیوں کے لئے سوہان روح بن گئی تھی اور انہیں ایک انچ آگے بڑھنے کا موقع نہ دے رہی تھی۔

عمران --- جسے اس کے تمام ساتھیوں سمیت پکڑ لیا گیا اور انہیں گولیوں سے بھون دیا گیا۔ کیا واقعی ---؟

وہ لمحہ --- جب عمران اور اس کے ساتھی پہاڑیوں میں موجود ڈی کیمپ کو تباہ کرنے کے لئے تباہ کن ایکشن میں آ گئے۔

وہ لمحہ --- جب ان پہاڑیوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں پر ہر طرف سے گولیوں اور بموں کی بارش شروع ہو گئی اور پھر ---؟

کیا --- عمران ڈی کلب سے ڈارک کیمپ کا نقشہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکا ---؟

کیا --- عمران اور اس کے ساتھی ڈی کیمپ تباہ کر سکے۔ یا ---؟

تیز رفتار ایکشن، سسپنس اور مزاح سے بھرپور ناول۔ ایسا فاسٹ ایکشن جسے آپ نے پہلے کبھی نہ پڑھا ہوگا۔ یادگار اور انوکھے واقعات سے لبریز دلوں کی دھڑکن روک دینے والی کہانی جس کا ایک ایک لفظ آپ کو اپنے اندر سمو لے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں تحیر اور اسرار کا سمندر لئے ایک ہوشربا کہانی

کارمارا

مصنف
ظہیر احمد

ماورائی نمبر

کارمارا ⊙ ایک خوفناک سحر جو عمران پر چلایا جانا مقصود تھا۔ یہ سحر کیا تھا ---؟

کارمارا ⊙ جسے چلانے کے لئے کافرستانی ایجنسی کے سربراہ نے ایک بڑے ساحر سے رابطہ کر لیا اور پھر اس نے عمران پر کارمارا کا وار کرنے کا پروگرام بنا لیا۔

عمران ⊙ جو ہر بات سے بے خبر اپنے ساتھیوں اور ٹائیگر کے ہمراہ کافرستان کی ایک ایجنسی کے ایجنٹوں سے نبرد آزما تھا۔

عمران ⊙ جسے بار بار نشانہ پختہ کرنے کی ہدایات دی جا رہی تھیں۔

کیا ⊙ واقعی عمران کا نشانہ ناپختہ تھا اور اسے اپنا نشانہ پختہ کرنے کی ضرورت تھی؟

عمران ⊙ جسے بار بار پاکیشیا کے قدیم شہر مانجوداڑ جانے کا کہا گیا اور پھر عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔

وہ لمحہ ⊙ جب عمران ایک شیطانی ذریت کا شکار ہو گیا۔ پھر ---؟

وہ لمحہ ⊙ جب عمران کی جان بچانے کے لئے جوزف، جوانا اور ٹائیگر کافرستان روانہ ہوئے۔ اور پھر ---؟

⊙ ایک حیرت انگیز اور بالکل نئے اور انوکھے انداز میں لکھا گیا ماورائی ناول ⊙

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران اور اس کے ساتھی، ڈاکٹر سائمن اور اس کے ساتھی، ایک ماورائی داستان علق کے تعاقب میں، سحر و اسرار کے سرمئی دھندلکوں میں لپٹے ہوئے سرزمین مصر کے خفیہ اور خفتہ اہراموں میں ایک یادگار، جان لیوا اور سنسنی خیز ایڈونچر

مصنف
سید علی حسن گیلانی

(ماورائی مصریات نمبر)

ہنٹ اینڈ ہنٹر

ڈاکٹر سائمن — اور بیرسٹر کلارہ جن سے دو پراسرار روحیں ملنے آتی ہیں اور ان سے مدد مانگتی ہیں لیکن کیوں اور یہ پراسرار روحیں کون تھیں ——؟

عمران — جسے ڈاکٹر سائمن اپنی مدد کے لئے مصر بلاتا ہے اور عمران بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر پہنچ جاتا ہے اور مصریات کے سحر میں الجھ جاتا ہے۔

وہ خوفناک لمحہ — جب جولیا، عمران، ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ ایک خوفناک اہرام کے قیدی بن جاتے ہیں۔ مگر کیسے ——؟

وہ خوفناک لمحات — جب عمران اور ڈاکٹر سائمن کے ساتھی ایک پراسرار کتاب کے لئے ایک اہرام میں جاتے ہیں لیکن شیطانی طاقتیں انہیں وہاں قید کر دیتی ہیں۔ مگر کس طرح ——؟

وہ حیرت انگیز لمحہ — جب جولیا جوزف کی طرح ایک پراسرار عمل کرتی ہے تا کہ ان کے ساتھی ہلاک ہونے سے بچ سکیں کیا اس کا یہ عمل کامیاب رہا؟

عمران — اور اس کے ساتھی ارواح کی پراسرار دنیا میں کتابِ ارواح کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ وہ کتابِ ارواح کیا تھی اور کیا انہیں مل سکی ——؟

جوزف — جس نے اس پراسرار مصری مہم میں اپنی صلاحیتوں کی بدولت کتابِ ارواح میں درج خفیہ تحریر کو پڑھ لیا۔ مگر کیسے ——؟

رابرٹ — اور کیپٹن مائیکل جو قدیم مصری اصولوں پر چلتے ہوئے ارواح کی دنیا میں کتابِ ارواح تک پہنچے۔ مگر وہ قدیم مصری اصول کیا تھے ——؟

پروفیسر رابون — جو ایک مہان ساحر تھا اور وہ ہر قیمت پر ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ کو شیطان کی بھینٹ دینا چاہتا تھا۔ لیکن کیوں۔ اس میں اس کا کیا مقصد پوشیدہ تھا ——؟

کتابِ ارواح — جس کی جوزف کو تلاش تھی۔ کیونکہ اس میں درج راز پڑھے بغیر جوزف کا اپنے کسی وچ ڈاکٹر سے رابطہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اور عمران جوزف کو بے بس دیکھ رہا تھا۔ اس کتاب میں آخر کیا راز پوشیدہ تھا ——؟

کیا — ساحر پروفیسر رابون ڈاکٹر سائمن اور بیرسٹر کلارہ کو اپنی سیاہ طاقتوں سے شکار کر سکا یا خود شکار ہو گیا ——؟

ڈاکٹر سائمن اور پروفیسر رابون کی جنگ میں کون ہنٹ ہوا اور کون بنا ہنٹر؟

مصر کی مستند معلومات سے مزین مصری اثاثہ تیر میں الجھا ہوا
ایک یادگار اور پراسرار ناول جو آپ کو مدتوں یاد رہے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ — ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ناقابل فراموش کارنامہ

مکمل ناول

ساکال

مصنف
ظہیر احمد

ساکال ..... ایک خوفناک اور انتہائی بے رحم تنظیم جس کا تعلق صامالیہ سے تھا۔

ساکال ..... نام کی ہی ایک ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کافرستان میں بھی کام کر رہی تھی۔

ساکال ..... جس کے ایجنٹ پاکیشیا کے ایک ریٹائرڈ بیوروکریٹ کو اغوا کرنے اور اسے ہلاک کرنے کے درپے تھے۔ کیوں ——؟

عمران ..... جس نے آفاق زبیری کی حفاظت کے لئے جولیا، صفدر اور تنویر کو بھیجا۔ مگر ——؟

آفاق زبیری ..... جس نے اپنی حفاظت کے لئے اپنی رہائش گاہ کو جنگی قلعہ بنا رکھا تھا۔ مگر ——؟

وہ لمحہ ..... جب تنویر کو ساکال کے آدمی اٹھا کر لے گئے۔ کیا انہوں نے تنویر کو ہلاک کر دیا ——؟

وہ لمحہ ..... جب تنویر کو ساکال کے ایک ایجنٹ نے اپنی ٹرانس میں لے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا دشمن بنا دیا۔

تنویر ..... جو اپنے جسم پر بم باندھ کر آیا اور پھر اس نے بم عین اس وقت بلاسٹ کیا جب عمران اور اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچے۔

کیا ..... واقعی تنویر سمیت سب ہلاک ہو گئے۔ یا ——؟

ایک ایسا ناول جس میں عمران آپ کو نئے اور انوکھے کردار میں دکھائی دے گا۔

ایک ایسا ناول جس میں عمران اور اس کے ساتھی اس بار ماہر سراغرسانوں کے روپ میں کام کرتے دکھائی دیں گے۔

مجرموں کا ایک بھیانک منصوبہ۔ ایسا منصوبہ جس سے پردہ اٹھتے ہی آپ دھک سے رہ جائیں گے۔

ساکال کے ایجنٹ پاکیشیا میں ایک ایسا کھیل کھیل رہے تھے جو مستقبل میں انتہائی تباہ کن ثابت ہو سکتا تھا۔ وہ کھیل کیا تھا۔

انتہائی سسپنس سے بھرپور ایک انوکھا ناول۔ جو آپ نے پہلے نہ کبھی پڑھا ہوگا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ ون سائیڈ سٹوری

مکمل ناول

اسانگا

مصنف
ظہیر احمد

اسانگا ... ایک دہشت، ایک درندہ صفت، ایک خوفناک ایجنسی۔
اسانگا ... ایک ایسی تنظیم جو جس ملک میں وارد ہوتی تھی اس ملک میں تباہی اور بربادی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔
سردار گڑھ ... جہاں ایک حیرت انگیز اور پراسرار کھیل کھیلا جا رہا تھا۔
سر سلطان ... جس نے عمران کو اس کی ٹیم کے ساتھ سردار گڑھ جانے کا حکم دیا۔
عمران ... جو اپنے ساتھیوں کو لے کر سردار گڑھ جانے کے لئے نکلا تو اس کے راستے میں جگہ جگہ موت کے جال پھیل گئے۔
اسانگا... جس کے گروپ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہر صورت میں سردار گڑھ پہنچنے سے روکنا چاہتے تھے۔ کیوں ——؟
عمران ... جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سردار گڑھ جانے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی لیکن اس کی ہر کوشش ناکام بنا دی گئی اور پھر ——؟
... ایک حیرت انگیز، جاسوسی اور سسپنس سے بھرپور ون سائیڈ سٹوری ...

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز
ساڈال پلان
ظہیر احمد

94B
عمران سیریز نمبر

ساڈال پلان

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق دائمی بحق ناشران محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ بعض نام، مقام اور کردار بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف پرنٹر قطعی ذمہ دار نہ ہوں گے۔ کتاب میں درج خیالات اور تحقیقات مصنف کی اپنی تحریر کردہ ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے ان خیالات اور تحقیقات سے متفق ہو۔ (ناشران)

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 185/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین۔

السلام علیکم۔ میرے نئے ناول ''ساڈال پلان'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے ساڈال پلان کی کہانی جس تیزی سے اپنے انجام اور عروج کی طرف بڑھ رہی ہے اسے پڑھنے کے لئے آپ یقیناً بے تاب ہو رہے ہوں گے۔ ناول کا منفرد اور دلچسپ انداز آپ کی امنگوں کے عین مطابق ہے جسے پڑھ کر آپ یقیناً محظوظ ہو رہے ہوں گے۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اس پیش لفظ میں بھی آپ کو میں اپنی نئی اور فریش تصویر کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جو آپ سب کی پرزور فرمائش پر جلد شائع کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ میں آپ سے ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ سنچری نمبر ناول کا نام تجویز کریں جس میں آپ کے تینوں پسندیدہ عظیم کردار، عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود ایک ساتھ مشترکہ کارنامہ سرانجام دینے کے لئے یکجا ہو رہے ہیں۔

مجھے سنچری نمبر ناول کے لئے خوبصورت اور سب سے یونیک ٹائٹل نیم کی ضرورت ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مجھے اس ناول کا ٹائٹل نیم سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ میرے ذہن میں کئی خوبصورت نام موجود ہیں۔ جن میں سے چند نام میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ ۱۔ میگا ہنڈرڈ پاور۔ ۲۔ سپیشل ہنڈرڈ ماسٹر۔ ۳۔ ون ڈبل زیرو مشن۔ ۴۔ ڈیتھ

آف ماسٹرز۔ ۵۔ ریوینج ماسٹر۔ اگر ان سے بڑھ کر اور خوبصورت ٹائٹل نیم آپ کے ذہن میں ہے تو مجھے لکھ بھیجیں۔ میں آپ کا ہی بتایا ہوا ٹائٹل نیم سنچری نمبر کی زینت بناؤں گا۔ اس لئے جلد سے جلد انوکھا اور خوبصورت ٹائٹل نیم سوچیں اور مجھے فوری طور پر ایک عدد خط میں لکھ بھیجیں۔ جس کا نام زیادہ بہترین، انوکھا اور خوبصورت ہوا۔ میں یہ سنچری نمبر ناول اسی کے نام منسوب کروں گا۔ ناول کی قیمت کا انحصار ناول کی ضخامت پر ہے کہ یہ کتنے صفحات پر مبنی ہوگا۔ میں اس بار پہلے سے یہ نہیں بتا سکوں گا کہ میرا یہ ناول کتنے صفحات مشتمل ہوگا۔

ناول کی کہانی اور اس کے ٹیمپو کے مطابق اس کا اختتام ہوگا اس لئے ناول مکمل ہونے کے بعد ہی اس کی طوالت کا پتہ چلے گا۔ ممکن ہے یہ ناول ایک حصے یا پھر دو حصوں تک ہی محدود ہو لیکن یہ طے ہے کہ یہ ناول سابقہ ناولوں سے بڑھ کر دلچسپ، بہترین اور خوبصورت تحریر نگاری کے امتزاج سے بھرپور ہوگا۔ امید ہے آپ جلد خط لکھیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص۔

ظہیر احمد

ابن بطوطہ نے رانا ہاؤس سے کار نکالتے ہی اس طرف دوڑانا شروع کر دی تھی جس طرف اس نے اس کار کو جاتے دیکھا تھا جس پر سے جوزف کی کار پر شعاعی حملہ کیا گیا تھا۔ ابن بطوطہ ساتھ والی رہائش گاہ سے نکلا تو اسے رانا ہاؤس سے کچھ فاصلے پر وہی کار دکھائی دی تھی اور ابن بطوطہ دوڑ کر اس کار کے پاس نہ جا سکا تھا کیونکہ اسے دیکھتے ہی کار تیزی سے ریورس ہوئی تھی اور پھر مڑ کر دوسری طرف چلی گئی تھی اس لئے ابن بطوطہ کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ رانا ہاؤس سے کار نکال کر اس کے پیچھے جاتا چنانچہ رانا ہاؤس سے کار نکالتے ہی اس نے پوری رفتار سے اس طرف دوڑانا شروع کر دی جس طرف اس نے وہ کار جاتے دیکھی تھی۔کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر کار دوڑانے کے باوجود جب اسے وہ کار کہیں دکھائی نہ دی تو اس نے واپس جانے کا سوچا لیکن اسی لمحے اس کی نظریں بیک ویو مرر پر پڑیں تو وہ

چونک پڑا۔ اس نے اس کار کو اپنی کار کے عقب میں آتے دیکھا۔ وہ کار شاید کسی سڑک سے مڑ کر اچانک اس کے پیچھے آ گئی تھی۔ وہ چوکنے انداز میں گاڑی ڈرائیور کر رہا تھا نظریں عقبی منظر دکھانے والے آئینے میں اس گاڑی کا بار بار جائزہ لے رہی تھیں وہ تین چار گاڑیوں کے عقب میں تھی اور اب تک چار پانچ گاڑیوں کو اوور ٹیک کر چکی تھی۔ شاید وہ آگے آنا چاہتے تھے۔ ابن بطوطہ سمجھ گیا کہ وہ اس بار اس کے بالکل عقب میں آ کر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس طرح ان کے حملے کی کامیابی کا یقینی تھی۔ دشمنوں کے ارادے جان کر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری آئی۔

اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ وہ کار کو ایسی سڑک پر لے جانا چاہتا تھا جہاں ٹریفک نہ ہو کیونکہ اگر بھری پری سڑکوں پر اس کی کار پر شعاع فائر کی جاتی تو وہ اپنی کار تو اس شعاع سے بچا لیتا لیکن اس شعاع کی زد میں دوسری کاریں آ سکتی تھیں جس سے جانی اور مالی نقصان ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے وہ کار کو زگ زیگ انداز میں دوڑا رہا تھا تا کہ عقب سے آنے والی کار کو اس پر شعاع فائر کرنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ ویسے بھی ابھی تک عقب میں آنے والی کار اس کا موقع نہیں ملا تھا کہ وہ اس کے بالکل پیچھے آ جاتی۔ اب بھی دو تین کاریں درمیان میں حائل تھیں۔

اچانک ابن بطوطہ کو کوئی خیال آیا تو اس نے کار سڑک پر مزید آگے لے جانے کی بجائے چوراہے کے قریب موجود ایک

ریسٹورنٹ کی طرف جانے والے راستے کی جانب گھما دی۔ اس نے کار کی رفتار تیز کر کے دو تین کاروں کو اوور ٹیک کیا تا کہ اس کار سے اس کا فاصلہ مزید بڑھ جائے۔ کچھ ہی دیر میں وہ کار کو ایک ریسٹورنٹ کے احاطے میں موڑتا ہوا پارکنگ کی طرف لے آیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر گیٹ کی طرف دیکھے بغیر ہال کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کن انکھیوں سے اس نے اس کار کو احاطے میں مڑتے دیکھ لیا تھا۔

ہال میں زیادہ رش نہ تھا۔ وہ دروازے سے کچھ فاصلے پر موجود ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا جہاں بیٹھ کر وہ باہر سے آنے والے ہر فرد کو دیکھ سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد تین آدمی اندر داخل ہوئے۔

ان میں سے ایک کو وہ پہچان گیا یہ وہی تھا جو شعاعی حملہ آور گاڑی کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ ان تینوں نے ہال پر سرسری نظر ڈالی اور پھر اسے دیکھنے کے بعد اس سے کچھ فاصلے پر موجود ایک میز پر جا کر بیٹھ گئے۔ ابن بطوطہ کے لبوں پر زہریلی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

''یس سر''...... ٹھیک اسی لمحے ویٹر آ موجود ہوا تھا۔

''کافی''...... ابن بطوطہ نے ویٹر سے کہا اور لاپرواہی سے ہال کا جائزہ لینے لگا۔ اسی لمحے زائیں کی آواز کے ساتھ ابن بطوطہ کو اپنے کان کے پاس سے ایک انگارہ سا نکلتا محسوس ہوا۔ ابن بطوطہ نے فوراً خود کو دائیں طرف کرسی سمیت گرا لیا۔ اسی لمحے ابن بطوطہ کے عقب میں ایک تیز چیخ کی آواز ابھری جس نے اسے بری

طرح سے چونکا دیا تھا۔ ابن بطوطہ کی میز پر ایک اور گولی لگی تو وہ فوراً ایک سائیڈ پر ڈائیو لگا گیا۔ ٹھیک اسی لمحے ایک چیخ اور فضا میں ابھری تھی یہ پہلی چیخ سے زیادہ کربناک تھی۔ اس پر چلائی جانے والی گولی کسی دوسرے انسان کو چاٹ گئی تھی۔ ابن بطوطہ ابھی تک فرش پر پڑا ہوا تھا پھر اس نے لات مار کر اپنی میز الٹ دی ساتھ ہی قریب کی میز پر اپنی کرسی اچھال دی ایک دھماکے سے کرسی دوسری میز پر گری اور وہ لوگ چیختے چلاتے ہوئے کھڑے ہو گئے ہال میں ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔ لوگ خارجی دروازے کی طرف بھاگ رہے تھے۔

ابن بطوطہ بھی بڑی تیزی سے گھٹنوں کے بل آگے بڑھا اور پھر تی سے اٹھ کر لوگوں کی بھیڑ میں شامل ہو گیا۔ وہ فرش پر خواہ مخواہ ہی نہیں پڑا رہا تھا گولی کے گزرتے ہی اسے سمت کا اندازہ ہو گیا تھا گولی گیلری کی جانب سے چلائی گئی تھی اور اس نے فائر کرنے والے کے لباس کی ہلکی سی جھلک دیکھی تھی وہ نیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا پھر وہ اس وقت تک فرش پر ہی پڑا رہا تھا۔ جب تک کہ نیلے سوٹ والا نیچے آ کو لوگوں کی بھیڑ میں نہ شامل ہو گیا اور اب ابن بطوطہ اس کے پیچھے تھا وہ چاہتا تو بڑی آسانی سے اسے پکڑ لیتا مگر یہ جگہ اس کام کے لئے مناسب نہ تھی۔ لوگوں کی بھیڑ میں شامل ہو کر وہ بھی باہر نکل آیا اس کی جیب میں سائیلنسر لگا ریوالور موجود تھا وہ نیلے سوٹ والے سے چند قدم پیچھے چلتا رہا پھر

پارکنگ میں پہنچ کر اس نے ایک گاڑی کا دروازہ کھولا پھر کوئی چیز اپنے کوٹ کے اندر سے نکال کر عقبی سیٹ پر ڈالی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر دوسری طرف کے دروازے کا شیشہ نیچے کرنے لگا۔ شیشہ نیچے کرنے کے بعد وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا تو ابن بطوطہ عقب سے گھوم کر دوسری طرف پہنچا اور دروازہ کھول کر اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''کون ہو تم''...... وہ غرایا۔ اس کے چہرے پر شناسائی کی ہلکی سی جھلک بھی نہیں تھی۔

''وہی جسے تم نے کچھ دیر پہلے گولی مارنے کی ناکام سی کوشش کی تھی''...... ابن بطوطہ نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ وہ اپنی جیب سے ریوالور نکالتا ابن بطوطہ نے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس کی کنپٹی سے لگا دیا تو وہ ساکت ہو کر رہ گیا۔

''ہونہہ''...... اس کی غراہٹ بڑی خونخوار تھی۔

''ہاتھ جیب سے باہر نکالو اور اسٹیرنگ پر دوسرے ہاتھ پر رکھ دو''...... ابن بطوطہ نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔

''تم پچھتاؤ گے''...... اس نے ہاتھ جیب سے نکال کر اسٹیرنگ وہیل پر رکھتے ہوئے کہا۔

''یہ میرا شوق ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''تم کیا سمجھتے ہو۔ کیا تم بچ نکلو گے''...... اس آدمی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''کوئی حسینہ مسکرا کر دیکھ لے تو ابھی چت گروں گا اور پٹ مر جاؤں گا مگر''...... ابن بطوطہ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

''مگر کیا''...... وہ غرایا۔

''تم جیسے کوڑھ مغز کے ہاتھوں مرنا پسند نہیں کروں گا جس کا نشانہ تک صحیح نہیں ہے''...... ابن بطوطہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شکر کرو تم نے مجھے فائر کرنے سے ایک لمحے پہلے دیکھ کر خود کو بچا لیا تھا ورنہ گولی تمہاری کھوپڑی میں ہی سوراخ کرتی''۔ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں اسے روشندان کہتا کیوں''...... ابن بطوطہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لاشیں اپنے جسم میں بننے والے سوراخوں کو اگر گننے کی سکت رکھتیں تو کوئی بھی آج قبر میں نہ سو رہا ہوتا''...... اس نے کہا۔

''واہ اچھی باتیں کر لیتے ہو۔ چلو گاڑی آگے بڑھاؤ کیا ساری رات اسی جگہ گزارنا چاہتے ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے چلو۔ مگر یاد رکھو تم نہ میرا کچھ بگاڑ سکو گے اور نہ ہی زندہ بچ کر نکل سکو گے''...... اس نے کہا۔

''پرواہ مت کرو''...... ابن بطوطہ نے کہا اور اس نے گاڑی کا انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی کو حرکت میں لے آیا دونوں ہونٹ اس نے بھینچ رکھے تھے اور پیشانی پر سلوٹیں ابھری ہوئی تھیں۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''سوری میرا کوئی نام نہیں ہے''...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ تمہارے ماں باپ نے تمہارا کوئی نام نہیں رکھا یا تم بن ماں باپ کے ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''جو مرضی سمجھو''...... اس آدمی نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر مجھے تمہارے ماں باپ کا فرض پورا کرنا پڑے گا''۔ ابن بطوطہ نے کہا۔

''کیا مطلب''...... اس آدمی نے چونک کر کہا۔

''تمہارا نام مجھے رکھنا پڑے گا۔ چونکہ تم غصیلے مزاج کے ہو اور غصہ ہر وقت تمہاری ناک پر سوار نظر آ رہا ہے اس لئے تمہارا نام اینگری مین ٹھیک رہے گا''...... ابن بطوطہ نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے اپنی طرف ایسی نظروں سے دیکھتا پا کر ابن بطوطہ بے اختیار مسکرانے لگا۔

''میں نے تو تمہارا فرضی نام سوچا تھا اب مجھے کیا معلوم کہ یہی تمہارا اصل نام ہو گا''...... ابن بطوطہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم مجھے کیسے جانتے ہو''...... اس آدمی نے غرا کر کہا۔

''نہیں جانتا۔ میں نے واقعی بنا سوچے سمجھے تمہارا نام رکھا ہے اور اب یہ تمہارا اصل نام ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں''...... ابن بطوطہ نے معصومیت سے کہا تو اینگری مین غرا کر رہ گیا۔

''ایک میں ہی تمہارے پیچھے نہیں ہوں''...... اینگری مین نے

کہا۔

''مجھے علم ہے۔ وہ شعاعی گن والے بھی میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور وہ ٹپ ٹاپ کلب میں بھی موجود تھے''..... ابن بطوطہ نے کہا۔

''تو تم ان سے واقف ہو''..... اینگری مین نے چونک کر کہا۔

''کہو تو ان کے لباسوں کے رنگ بھی بتاتا چلوں''..... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اس کے باوجود تم ٹپ ٹاپ چلے آئے''..... اینگری مین نے کہا۔

''تمہارا کیا مطلب ہے۔ میں ان کے ڈر سے کسی چوہے کی طرح کسی بل میں دبک کر بیٹھ جاتا یا شہر سے بھاگ جاتا''۔ ابن بطوطہ نے منہ بنا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تم آخر ہو کون اور تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہے۔ اس سے پہلے تو تمہیں کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ نہیں دیکھا گیا تھا''..... اینگری مین نے کہا تو ابن بطوطہ کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

''تو تم لوگوں کی نیندیں اسی لئے اڑی ہوئی ہیں کہ میرے بارے میں پتہ لگا سکو کہ میں کون ہوں اور میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہے''..... ابن بطوطہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم لوگ ہر صورت میں تمہارے بارے میں جاننا چاہتے

ہیں کہ تم ہو کون اور کہاں سے آئے ہو''..... اینگری مین نے کہا۔

''میں نے کہاں سے آنا ہے۔ میں بھی وہیں سے آیا ہوں جہاں سے ساری دنیا آئی ہے۔ مطلب آسمانوں سے''..... ابن بطوطہ نے کہا۔

''لیکن تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہے''..... اینگری مین نے پوچھا۔

''اگر میں کہوں کہ میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے تو پھر''..... ابن بطوطہ نے کہا۔

''ہم یہ مان ہی نہیں سکتے ہیں کہ تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تم جوزف اور جوانا کے ساتھ اس عمارت میں رہ رہے ہو جو علی عمران یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا سپیشل ہیڈ کوارٹر ہے۔ ہمارے ایک آدمی نے ہمیں اطلاع دی تھی تم جوزف اور جوانا سے رعب سے بات کر رہے تھے اور تم نے فون پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے بھی بات کی تھی اور فون پر ہی تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہدایات بھی جاری کی تھیں ہمارے آدمی کے کہنے کے مطابق تمہیں بطور پاکیشیا سیکرٹ سروس میں چیف ایجنٹ تعینات کیا گیا ہے''..... اینگری مین نے کہا۔

''اور تمہارے اس آدمی کا نام اوسس تھا''..... ابن بطوطہ نے کہا تو اینگری مین بری طرح سے اچھل پڑا۔

''تم۔تم اس کا نام کیسے جانتے ہو''...... اینگری مین نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اسی بنے بتایا تھا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ کہاں ملا تھا وہ تمہیں''...... اینگری مین نے کہا۔

''جہاں وہ چھپ کر میری اور اس عمارت کی نگرانی کر رہا تھا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہاری وجہ سے باس نے اسے ہلاک کیا ہے نانسنس۔اگر وہ ایسا نہ کرتا تو تم اس کے ذریعے باس تک پہنچ جاتے۔ اس لئے باس نے اس کی گردن میں لگی ہوئی ڈیوائس چارج کر کے بلاسٹ کر دی تھی''...... اینگری مین نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اور تمہارے اس باس کا نام لوگاس ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا تو اینگری مین اسے گھور کر رہ گیا۔

''میں باس کا نام نہیں جانتا''...... اینگری مین نے کہا۔

''یہ تو جانتے ہو کہ تمہارا اور تمہارے باس کا تعلق صامالی مجرم تنظیم بلیک ٹرائب سے ہے اور تم سب اس تنظیم کے ایک گروپ سے متعلق ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''نہیں۔ یہ جھوٹ ہے''...... اینگری مین نے کہا۔ اس کے لہجے کا کھوکھلا پن محسوس کر کرا ابن بطوطہ مسکرا دیا۔

''تو پھر سچ تم بتا دو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''میں مر تو سکتا ہوں لیکن تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا''...... اینگری مین نے کہا۔

''تو پھر تم میری جان کے دشمن کیوں بنے ہوئے ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''تمہارا انداز اور تمہاری حرکتیں انتہائی مشکوک ہیں۔ باس کے خیال کے مطابق تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے دوسرے عمران ثابت ہو سکتے ہو اس لئے باس نے ہمیں تمہاری ہلاکت کا حکم دیا ہے اور ہم اس کے حکم پر عمل کر رہے ہیں اور بس''...... اینگری مین نے کہا۔

''ارے۔ تمہارے باس کو اس بات کا پتہ کیسے چلا کہ میں اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہوں اور عمران کی جگہ لے سکتا ہوں۔ میں کہاں عمران کہاں۔ اس بے چارے نے تو شادی کر لی ہے اب وہ پڑا ہو گا اپنی بیگم کے ساتھ۔ اس کے ہی ناز نخرے اٹھاتا ہو گا''...... ابن بطوطہ نے منہ بنا کر کہا۔

''وہ جہاں بھی ہے اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں ہے۔ ہمیں بس تم پر نظر رکھنے کے احکامات ملے ہیں''...... اینگری مین نے کہا۔

''صرف نظر رکھنے کے''...... ابن بطوطہ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ موقع ملنے پر تمہیں ہلاک بھی کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا تھا''...... اینگری مین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اور ہر بار تمہارا نشانہ چوک گیا''...... ابن بطوطہ نے منہ بنا کر کہا۔

''تمہاری قسمت اچھی ہے۔ ورنہ مجھ سے بڑا شارپ شوٹر کوئی نہیں۔ آج تک میرا ایک بھی نشانہ خطا نہیں گیا''...... اینگری مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اسی کا تمہیں افسوس تو ہو گا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔ اس بار اینگری مین نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ وہ خاموشی سے کار ڈرائیور کرتا رہا۔ دوسری کار بدستور ان کے پیچھے آ رہی تھی۔

''رفتار کچھ تیز کرو دوست''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا''...... اینگری مین نے کہا۔

''میں ہر کام فائدے ہی کے لئے نہیں کیا کرتا''...... ابن بطوطہ نے منہ بنا کر کہا۔

''پھر''...... اینگری مین نے ہونٹ بھینچ کر پوچھا۔

''کچھ کام نقصان کے لئے بھی کر لیتا ہوں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اگر تم چاہو تو تمہاری جان بچ سکتی ہے''...... اینگری مین نے کہا۔

''تمہیں چھوڑ دوں اور خود ٹمبکٹو چلا جاؤں کیوں ٹھیک ہے نا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''نہیں۔ بلکہ تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ''...... اس نے نفی

میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''واہ کیا خوب ترکیب بتائی ہے''...... ابن بطوطہ نے منہ بناتے ہوئے کہا ساتھ ہی وہ بیک مرر میں تعاقب میں آنے والی گاڑی کو بھی دیکھ رہا تھا وہ جس میں سوار افراد ایک لمحے کے لئے بھی ان کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔

''یقین کرو یہی تمہارے بچنے کی آخری صورت ہے''...... اینگری مین نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''اچھا''...... ابن بطوطہ نے کہا۔ اب وہ مضافاتی علاقے میں نکل آئے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ جب تک وہ عقب میں آنے والوں سے پیچھا نہیں چھڑا لے گا اپنے منصوبے پر عمل نہیں کر پائے گا۔ اس کے ذہن میں ایک خاص منصوبہ تھا جس پر وہ عمل کرنا چاہتا تھا۔ مگر ان سے پیچھا کیسے چھڑایا جائے یہی ایک سوال اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا۔ اگر کار کا اسٹیرنگ وہیل اس کے ہاتھ میں ہوتا تو اسے ان سے پیچھا چھڑانے میں کوئی دشواری نہ ہوتی پھر اس نے سوچا چند لمحے بعد اس نے اس طرح سر ہلایا جیسے کوئی ترکیب سمجھ میں آ گئی ہو پھر اس نے عقب میں آنے والی گاڑی کو دیکھا۔ ا، کا فاصلہ اتنا ہی تھا جتنا وہ شروع سے رکھتی چلی آ رہی تھی ابن بطوطہ نے آہستہ سے سر کو جنبش دی پھر اس نے ریوالور کو اس طرح پکڑ لیا کہ ایک لمحے میں اسے نال کی طرف سے پکڑ سکے پھر وہ اس سے مخاطب ہوا۔

"سنو مسٹر اینگری مین۔ اپنے ساتھیوں کو سگنل دو کہ وہ تعاقب سے باز آ جائیں"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"وہ میرے حکم کے پابند نہیں ہیں"...... اینگری نے کہا۔

"پھر"......ابن بطوطہ غرایا۔

"میں ان کا پابند ہوں"...... اس نے جواب دیا۔

"تم کوشش تو کرو شاید وہ مان جائیں"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"اگر نہ مانے تو پھر"...... اینگری مین نے کہا۔

"میں تمہیں گولی مار کر گاڑی سے باہر پھینک دوں گا اور نکل جاؤں گا"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"اتنا آسان نہیں ہے نکل جانا"...... اینگری مین نے کہا۔

"میرے لئے یہ ایک کھیل ہے"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"ہو گا مگر جیسے ہی تم مجھے گاڑی سے گراؤ گے لیزر گن کی ایک شعاع گاڑی سمیت تمہارے چیتھڑے اڑا دے گی"...... اینگری مین نے کہا۔

"اسے بھی دیکھ لوں گا"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"تو تم باز نہیں آؤ گے"...... اس نے غرا کر پوچھا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے ریوالور ابن بطوطہ کے نہیں اس کے ہاتھ ہو۔

"نہیں چلو۔ اپنے ساتھیوں کو سنگل دو کہ وہ واپس چلے جائیں ورنہ تم مارے جاؤ گے"...... ابن بطوطہ نے ریوالور اس کے سر سے لگا کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر سخت اور سرد تھا

کہ اینگری مین یکبارگی کانپ کر رہ گیا۔

"اوہ۔ رکو۔ میں دیتا ہوں انہیں سگنل"...... اینگری مین نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے کار کی رفتار کم کرنا شروع کر دی اور پھر اس نے کھڑکی سے سر نکالا اور ہاتھ کھڑکی سے باہر نکال کر اپنے پیچھے آنے والی کار والوں کو مخصوص اشارہ کرنے لگا۔ اسی لمحے ابن بطوطہ نے یکلخت ریوالور کا دستہ اس کی کنپٹی پر مارا دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ اسٹیرنگ پر ڈھیے سا گیا۔ کار لہرائی لیکن ابن بطوطہ نے فوراً اسٹیرنگ سنبھالا اور ایک ہاتھ سے اینگری مین کی گردن پکڑی اور اسے اٹھا کر پچھلی سیٹ پر پھینکنے کی کوشش کرنے لگا لیکن ایک تو اینگری مین وزنی تھا اور دوسرا اس کی کمر سے سیٹ بیلٹ بندھی ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ کوشش کے باوجود اسے سیٹ سے نہ اٹھا سکا۔ ابن بطوطہ ترچھا ہو کر بیٹھ گیا تاکہ وہ اسٹیرنگ کے ساتھ اسپیڈ پیڈ اور بریک پر بھی پاؤں رکھ سکے۔ ایسا کرنا مشکل تو تھا لیکن ابن بطوطہ نے خود کو اس طرح ایڈجسٹ کر لیا کہ اب وہ کار سنبھال سکتا تھا۔ اس نے اچانک رفتار تیز کی اور پھر آنے والی پہلی سڑک کی طرف اسے موڑ دیا چند لمحے بعد اس نے پلٹ کر دیکھا دوسری کار بھی اسی سڑک کی طرف مڑ رہی تھی۔ ابن بطوطہ کے ہونٹ بھینچ گئے اس نے کار پھر دوسری سڑک میں موڑ دی پھر ایک اور پھر ایک اور وہ ہر نظر آنے والی سڑک میں گاڑی موڑ رہا تھا دس منٹ بعد وہ ان لوگوں سے چھٹکارہ پا چکا تھا۔

اس نے کار روکی اور پھر وہ کار سے نکلا۔ اس نے کار کا فرنٹ ڈور کھول کر اینگری مین کو نکالا اور پھر اس نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے سیٹ پر ڈالا اور دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے کار کو جھٹکا لگا اور کار کسی جیٹ جہاز کی طرح تیزی سے آگے کی طرف دوڑنا شروع ہو گئی۔ وہ جلد سے جلد کسی محفوظ جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا۔ مضافات سے باہر نکلتے ہی کھیتوں کے سلسلے شروع ہو گئے تھے۔ ابن بطوطہ نے ایسے ہی ایک سلسلے میں گاڑی اتار دی۔ ابن بطوطہ نے ایک جگہ کار روکی پھر وہ کار سے اترا اور پھر اس نے پچھلی سیٹ سے اینگری مین کو نکال کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور ایک طرف دوڑنے لگا۔ اس جگہ سے دو سو گز دور نکل آنے کے بعد وہ بھوسے کے ایک ڈھیر کے پاس رک گیا پھر اپنا بوجھ اس نے بھوسے پر پٹخ دیا اینگری مین کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور وہ کسمسانے لگا ابن بطوطہ اس کے قریب بیٹھ گیا ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔ چند لمحے بعد اینگری مین اٹھ کر بیٹھ گیا اور ابن بطوطہ نے اس کا گریبان پکڑ کر ریوالور کی نال اس کی کھوپڑی سے لگا دی۔

''تمہارا تعلق بلیک ٹھائب سے ہے نا''...... ابن بطوطہ نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا''......اینگری مین نے انجان بننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''جلدی جواب دو''...... ابن بطوطہ غرایا لہجہ اتنا ہی سرد تھا کہ اینگری مین کو خوف سے اپنے جسم میں سرد لہریں سی دوڑتی محسوس ہوئی تھیں۔

''ہاں''......اینگری مین نے اثبات میں جواب دیا۔

''مجھے قتل کرنے کا پروگرام ہے یا محض اغوا کرنے کا''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''قتل کرنے کا تاکہ کوئی ہمارے پیچھے نہ آ سکے''...... اینگری مین نے کہا۔

''اس کا حکم تمہیں لوگاس نے دیا ہے''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''ہاں''...... اینگری مین نے کہا۔

''وہ مجھے کیوں قتل کرانا چاہتے ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''وجہ باس جانتا ہے ہم اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور بس''......اینگری مین نے جواب دیا۔

''کتنے لوگ مقرر کئے گئے ہیں میرے قتل پر''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''دس یا پندرہ۔ صحیح تعداد کا مجھے علم نہیں ہے''...... اینگری مین نے کہا۔

''تمہارے کتنے ساتھی ہیں اور کہاں کہاں رہائش پذیر ہیں''۔ ابن بطوطہ نے کہا۔

''یہ نہیں بتاؤں گا''...... اینگری مین نے منہ بنا کر کہا۔

''اس بار میں تمہارا کوئی لحاظ نہیں کروں گا اینگری مین۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو میں تمہارے سر میں گولی مار دوں گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ جو پوچھ رہا ہوں۔ بتاتے جاؤ۔ ورنہ......'' ابن بطوطہ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میرے ساتھی ابھی یہاں پہنچنے والے ہوں گے''...... اینگری مین نے کہا۔

''انتظار کرو صبح وہ تمہاری لاش ضرور حاصل کر لیں گے''۔ ابن بطوطہ نے کہا۔

''احمق مت بنو۔ میرے جسم میں بھی ویسی ہی ڈیوائس نصب ہے جیسی اوسس کی گردن میں تھی۔ اس ڈیوائس کی مدد سے باس نہ صرف مجھے مانیٹر کر سکتا ہے بلکہ میری باتیں بھی سن سکتا ہے اور اسی ڈیوائس کے ذریعے میرے ساتھی مجھے ٹریک بھی کر سکتے ہیں۔ تم جہاں بھی مجھے لے جاؤ گے وہ وہیں جا پہنچیں گے''...... وہ غرایا۔

''اچھا''...... ابن بطوطہ نے کہا مگر دل ہی دل میں وہ بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی اس کے جسم میں ڈیوائس موجود ہے اور یہ جھوٹ نہیں کہہ رہا تھا تو وہ واقعی سخت خطرے میں تھا۔ اس کے ساتھی کسی بھی لمحے پہنچ سکتے تھے اور آتے ہی اسے گولیوں سے چھلنی کر ڈالتے ظاہر ہے اس کے قتل ہی کا حکم ان کو ملا ہوا ہے۔

''اچھا یہی بتا دو کہ لوگاس کہاں......'' الفاظ ادھورے رہ گئے

کیونکہ اچانک بڑی تیز روشنی ہوئی تھی مگر یہ روشنی ان سے خاصے فاصلے پر ہوئی تھی اس کے باوجود ایسا لگ رہا تھا جیسے دن ہی نکل آیا ہو۔

''دیکھا تم نے۔ آ گئے نا میرے ساتھی''...... اینگری مین نے ہنس کر کہا۔

''کیا وہ تمہیں بچا لیں گے''...... ابن بطوطہ نے غرا کر کہا۔

''فائر کر کے دیکھ لو''...... اینگری مین نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

''جب میں تمہاری کنپٹی پر ریوالور کی نال دبا کر فائر کروں گا نا تو اس کی آواز صرف چھ انچ کے فاصلے پر تو سنائی دی گی چھ گز کے فاصلے پر نہیں اس لئے تمہارا خوش ہونا بیکار ہے اس لئے میرے سوال کا جواب دو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''ہونہہ''...... وہ غرایا پھر شاید اس نے چیخنے کے لئے منہ کھولا تھا کہ ابن بطوطہ نے ریوالور کی نال اس کے منہ میں گھسا دی۔

''اب تو بالکل بھی آواز نہیں ہو گی پیارے کیا خیال ہے''۔ ابن بطوطہ نے کہا۔ جواباً وہ غوں غاں کر کے رہ گیا ظاہر ہے جب ریوالور کی نال اس کے منہ میں تھی تو اس کے حلق سے آواز کیسے نکلتی۔

''ہاں تو لوگاس کے کسی ایسے ٹھکانے کا پتہ بتاؤ جہاں وہ مجھے مل سکے''...... ابن بطوطہ نے نال اس کے منہ سے نکالتے ہوئے کہا مگر

اس بار نال اس کے ہونٹوں سے چپکی رہی تھی اور وہ خاصا خوفزدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''باس کا پتہ مجھے نہیں معلوم''...... اینگری مین نے کراہتے ہوئے کہا۔

''اپنے ساتھیوں کی رہائش گاہ کے بارے میں بتاؤ''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''وہ۔ وہ......'' اچانک اس کے حلق سے غرغرانے کی سی آواز نکلی۔ یہ دیکھ کر ابن بطوطہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس نے دائیں طرف چھلانگ لگائی اور زمین پر گرتے ہی تیزی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا۔ ٹھیک اسی لمحے زوردار دھماکہ ہوا۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اینگری مین کی گردن بھی اس کے تن سے جدا ہو چکی تھی۔ یہ دھماکہ اس کے جسم میں ہی ہوا تھا جس نے اس کا گردن سمیت پورا سر غائب کر دیا تھا جبکہ اس کا نچلا دھڑ بھوسے پر گر کر تڑپ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے تلوار مار کر اینگری مین کا سر اڑا دیا ہو۔ اینگری مین کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر ابن بطوطہ کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ کام لوگاس نے کیا ہے۔ وہ اینگری مین اور اس کی ساری باتیں سن رہا تھا۔ جب تک اینگری مین اسے کچھ نہ بتا رہا تھا اس وقت تک لوگاس نے کچھ نہ کیا تھا اور جیسے ہی اینگری مین نے اسے کچھ بتانا چاہا اسی لمحے لوگاس نے کوئی بٹن پریس کر کے اینگری مین کی گردن میں موجود ڈیوائس کو چارج کر دیا

جس کے نتیجے میں دھماکہ ہوا اور اینگری مین کی گردن اس کے تن سے جدا ہو گئی۔

ابن بطوطہ نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنا لباس جھاڑنے لگا۔ شاید بلیک ٹرائب کے ہر کارکن کی گردن میں ایسی ہی ڈیوائس لگی ہوئی تھی تاکہ باس لوگاس ان کی مانیٹرنگ کر سکے اور جیسے ہی اسے خطرہ لاحق ہو وہ بٹن پریس کر کے اپنے ہی ہاتھوں اپنے ساتھی کو ہلاک کر دے اور یہ دوسرا آدمی تھا جس کی گردن ابن بطوطہ کے سامنے اس طرح اُڑ گئی تھی۔ اسی لمحے اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔ وہ یکلخت اس طرح چوکنا ہو گیا جیسے کوئی زخمی شیر شکار کی آہٹ محسوس کر کے چوکنا ہو جاتا ہے وہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا دوسرے لمحے تیز روشنی کا دائرہ اس پر پڑا اور وہ بری طرح اچھل پڑا۔ اس کے ساتھ ہی مشین گن کی مخصوص ریٹ ریٹ کی آوازیں سنائی دیں اور دوسرے لمحے ماحول یکلخت ابن بطوطہ کی تیز اور انتہائی دلخراش چیخوں سے گونج اٹھا۔

حالات کے تحت لوگاس تیزی سے اپنے ٹھکانے بدل رہا تھا۔ اس نے ایسا سیٹ اپ بنا رکھا تھا کہ وہ جس رہائش گاہ میں جاتا تھا وہاں کچھ دن ٹھہرنے کے بعد وہاں سے نکل کر کسی دوسرے ٹھکانے کی طرف روانہ ہو جاتا تھا۔ وہ سائنسی آلات کی مدد سے اپنی حفاظت خود کر رہا تھا اور اس بات کا خاص خیال رکھتا تھا کہ کوئی اس کے تعاقب میں نہ ہو۔ جیسے ہی اسے اپنے تعاقب میں کوئی دکھائی دیتا یا اپنی رہائش گاہ کے پاس مشکوک آدمی دکھائی دیتا تو وہ اس پر حملہ کرنے یا کرانے کی بجائے اپنی رہائش گاہ سے ہی نکل جاتا تھا اس دوران وہ اپنے کلب کے منیجر سے ملنے گیا تو وہاں سے واپسی پر اس نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اس کا تعاقب کرتا ہوا اس کی رہائش گاہ تک آیا تھا۔

اس آدمی پر وہ مسلسل نظر رکھ رہا تھا۔ پھر اس آدمی سے ملنے ایک کار میں دو آدمی آئے تھے جن میں ایک سیاہ فام آدمی تھا۔

اس آدمی کو دیکھ کر لوگاس چونک پڑا تھا کیونکہ وہ اس سیاہ فام آدمی کو بخوبی جانتا تھا وہ جوزف تھا عمران کا ساتھی۔ جوزف کے ساتھ آنے والا نوجوان اس کے لئے قطعی انجان تھا۔ اس کے بارے میں اس کے ساتھی اوسس نے اسے اطلاع دی تھی کہ اس کا نام ابن بطوطہ ہے۔ عجیب سا نام تھا لیکن اس کی حرکتیں بالکل عمران جیسی تھیں۔

اس ابن بطوطہ کو وہاں دیکھ کر لوگاس کو خطرہ لاحق ہوا تو اس نے اپنے مسلح ساتھیوں کو اس کے پیچھے لگا دیا کہ وہ اسے کسی طرح سے اغوا کرنے کی کوشش کریں یا پھر اسے ہلاک کر دیں۔ اس کے ساتھیوں نے ریز گن سے اس کی کار پر حملہ کیا تھا لیکن جوزف اسے جس کار میں لایا تھا وہ کار بلٹ پروف تھی جس پر بلاسٹ ریز کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ نجانے کیوں عمران کے بعد لوگاس کو یہ ابن بطوطہ اپنے لئے شدید خطرہ بنتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس لئے اس نے اپنے آدمیوں کو مسلسل ابن بطوطہ کے پیچھے لگا دیا تھا کہ وہ اسے جیسے بھی ممکن ہو سکے اغوا یا پھر ہلاک کر دیں۔ لوگاس کے پاس جدید سیٹلائٹ مشین تھی جس سے وہ اپنے تمام ساتھیوں کو ان کی گردنوں میں لگی ہوئی ڈیوائسز کی مدد سے نہ صرف مانیٹر کر سکتا تھا بلکہ انہیں ٹریک کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ہدایات بھی جاری کر سکتا تھا جو ان کے سیل فون کے ذریعے ان کے کانوں مین لگی ہوئی ڈیوائسز سے ان تک آسانی سے پہنچ جاتی تھیں۔ ابن بطوطہ کی وجہ

سے اسے اب تک اپنے دو ساتھیوں اوسس اور اب اینگری مین کو ہلاک کرنا پڑا تھا جس کا اسے شدید غصہ تھا۔

اس وقت وہ نئے ٹھکانے کے آفس میں موجود تھا اور سیل فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے فوراً سیل فون پر رابطہ ختم کیا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''لوگاس بول رہا ہوں''...... لوگاس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف کی کال ہے۔ ایس دن پر آؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لوگاس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اس نے جھک کر میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں سے وہی مخصوص چھوٹا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا جس پر وہ چیف سے بات کرتا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا تو ہیڈ کوارٹر سے اسے مسلسل کال کی جا رہی تھی اس نے کال رسیو کی اور پھر کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد چیف اس سے بات کرنے لگا۔

''میں نے تمہیں منع کیا تھا لوگاس کہ تم عمران کے ساتھیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرو گے۔ اوور''...... دوسری طرف سے چیف نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی ہے چیف۔ میں تو اس نئے آدمی کے خلاف کام کر رہا ہوں جو میری تلاش میں

لگا ہوا ہے۔ اوور''...... لوگاس نے فوراً کہا۔

''نیا آدمی۔ کون ہے یہ نیا آدمی۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''اس کا نام ابن بطوطہ ہے چیف۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہے جبکہ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ورلڈ کراس آرگنائزیشن سے معلومات لی تھیں۔ ان معلومات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ایسا کوئی آدمی موجود نہیں ہے جس کا نام ابن بطوطہ ہو۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''اگر اس نام کا کوئی ایجنٹ نہیں ہے تو پھر یہ کہاں سے آ گیا۔ اوور''...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسی بات کی تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے زیادہ سرگرمی سے وہ مجھے تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ یہ آدمی اچانک ہی مجھے نظر آیا تھا۔ عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کرنے اور انہیں اپنی حفاظت میں رکھنے کے بعد مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے ایک ٹھکانے کے بارے میں معلومات ملی تھیں۔ جس کا نام رانا ہاؤس ہے۔ میں نے اس عمارت کو سائنسی آلات اور فلائنگ آئی سے چیک کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس عمارت میں ایسے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں کہ نہ تو کوئی اس عمارت میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی سائنسی آلات سے اس عمارت کی چیکنگ کی جا سکتی ہے۔ اس کے باوجود میں نے اپنے ساتھی اوسس کو وہاں بھیج دیا تھا۔ اوسس کے پاس جدید سائنسی آلات تھے۔ اتفاق

سے اسے رانا ہاؤس کے ساتھ ایک عمارت خالی مل گئی تھی۔ اس نے اس عمارت پر قبضہ کیا اور وہیں سے اس نے جدید سائنسی آلات کی مدد سے اس عمارت رانا ہاؤس کی نگرانی کرنا شروع کر دی۔ اس کے پاس جو آلات تھے وہ شاید ان حفاظتی آلات سے زیادہ طاقتور تھے کیونکہ ان آلات کی وجہ سے اسے ساری معلومات حاصل ہو رہی تھی۔

وہ نہ صرف ان آلات سے عمارت کے چند مخصوص حصوں کو چیکنگ کر سکتا تھا بلکہ وہاں موجود افراد کو بھی چیک کر سکتا تھا، اسے وہاں عمران کے دو ساتھی دکھائی دیئے جن میں سے ایک کا نام جوزف ہے اور دوسرے کا نام جوانا۔ پھر اچانک وہاں یہ ابن بطوطہ آ گیا''۔ لوگاس نے کہا اور پھر اس نے چیف کو تفصیل بتانی شروع کر دی کہ ابن بطوطہ وہاں کیسے پہنچا تھا اور اس کی جوزف اور جوانا سے کیا بات ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ نے چیف ایکسٹو کو کال بھی کی تھی اور وہ جس انداز میں چیف سے بات کر رہا تھا اس سے پتہ چلتا تھا کہ اس کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہے اور اسے حال ہی میں بطور چیف ایجنٹ تعینات کیا گیا ہے۔

پھر اس نے چیف کو بتایا کہ ابن بطوطہ باہر گیا تو اسے شک ہوا کہ وہ اسی عمارت میں گیا ہے جہاں اوسس موجود تھا۔ اوسس سے ہونے والی جھڑپ اور اس سے ہونے والی بات چیت سے اسے صاف اندازہ ہو گیا کہ وہ اس کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہو

سکتا ہے۔

گو کہ ساری بات چیت کر کے ابن بطوطہ نے اوسس کو زندہ چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن اس وقت اسکرین پر لوگاس نے ابن بطوطہ کی آنکھوں میں ایسی چمک دیکھی تھی جس سے اسے ڈر پیدا ہو گیا تھا کہ وہ اوسس کا تعاقب کر سکتا ہے اور اوسس ان کے سارے ٹھکانوں کے بارے میں جانتا تھا اس لئے اس نے اس کی گردن میں لگی ہوئی ڈیوائس کو بلاسٹ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اینگری مین اور اپنے گروپ کے آدمیوں کو ابن بطوطہ کے پیچھے لگا دیا تا کہ وہ اسے ہر صورت میں اغوا یا پھر ہلاک کر دیں۔ وہ ساری تفصیل بتاتا جا رہا تھا۔ اس دوران چیف نے نہ تو اسے روکنے کی کوشش کی تھی اور نہ اس سے کچھ پوچھا تھا۔

''پھر کیا ہوا۔ کیا ابن بطوطہ ابھی تک زندہ ہے۔ اوور''۔ ساری تفصیل سن کر چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ وہ بھی عمران کی طرح ڈھیٹ ہڈی ثابت ہو رہا ہے اس کی وجہ سے مجھے اپنے دو بہترین آدمیوں کو ہلاک کرنا پڑا ہے۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر ایکسٹو کو ہلاک کرانے کے لئے مادام تاؤ کا گروپ پاکیشیا بھیجا ہوا ہے۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ نے ہی بتایا تھا کہ جلد ہی دوسرا گروپ

آئے گا تاکہ وہ ان سب کا خاتمہ کر سکے لیکن میری اطلاعات کے مطابق مادام تاؤ اور اس کا گروپ اب تک کسی ایک ممبر کو نہ ٹریس کر سکا ہے اور نہ ہلاک۔ اوور''...... لوگاس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ اپنی کوششوں میں لگی ہوئی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ٹریس کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ وہ مستقل طور پر میک اپ میں رہتے ہیں اور اپنے ٹھکانے بھی بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ کب کہاں ہوں اور کس روپ میں ہوں اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ مادام تاؤ نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں اسے اور اس کی نمبر ٹو میڈنا کو تمہارے قید میں موجود عمران تک رسائی دے دوں۔ اوور''...... چیف نے کہا تو لوگاس چونک پڑا۔

''اوہ۔ وہ کیوں چیف۔ وہ عمران سے کیوں ملنا چاہتی ہیں۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''ان دونوں کا خیال ہے کہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے پتے ٹھکانے جانتا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف ایکسٹو کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ وہ عمران کے مائنڈ کی اسکیننگ کرنا چاہتی ہیں تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور چیف ایکسٹو کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں اور پھر وہ انہیں ہلاک کر سکیں۔ اوور''...... چیف نے کہا۔

''تو پھر آپ نے انہیں کیا جواب دیا ہے چیف۔ اوور''۔ لوگاس

نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''میں عمران کو ہوش میں لانے کی غلطی نہیں کرنا چاہتا ہوں لوگاس۔ میں جانتا ہوں کہ وہ دنیا کا انتہائی خطرناک انسان ہے۔ جب تک اس کا ذہن سویا ہوا ہے وہ بے ضرر ہے لیکن اگر وہ جاگ گیا اور اس کے دماغ نے کام کرنا شروع کر دیا تو وہ ان دونوں کا اور تمہارا تختہ الٹنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائے گا اور یہ ناممکن ہے کہ وہ عمران کے مائنڈ کو اسکین کر کے اس سے کسی بھی قسم کی معلومات حاصل کر سکیں۔ اس لئے میں نے انہیں انکار کر دیا تھا۔ اوور''...... چیف نے کہا تو لوگاس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''آپ نے انہیں انکار کر کے بہت اچھا کیا ہے چیف۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ عمران کو ہوش میں لانا ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''تم نے اسے اور اس کی بیوی کو سپیشل ڈوز دینی شروع کی ہے یا نہیں۔ اوور''...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں دونوں کو اپنے ہاتھوں سے سپیشل ڈوز دے رہا ہوں اور انہیں مسلسل بے ہوش رکھنے کے لئے بھی انجکشن لگا رہا ہوں۔ انہیں خوراک پہنچانے کے لئے میں نے انہیں ڈرپس لگا رکھی ہیں اور ساتھ ساتھ انہیں طاقت کے انجکشن بھی لگائے جا رہے ہیں۔ اوور''۔ لوگاس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں ابھی اسی حال میں ہی رکھو۔ ان کی صحت کا خیال رکھنا بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔ ایک بار پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان کے چیف کا خاتمہ ہو جائے تو پھر میں خود وہاں آ جاؤں گا۔ میں اس لڑکی کی زبان اپنے سامنے کھلوانا چاہتا ہوں۔ اوور"۔ چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... لوگاس نے کہا۔

"اور کوئی خبر"...... چیف نے پوچھا۔

"اور کوئی اہم خبر نہیں ہے چیف۔ اوور"...... لوگاس نے کہا۔

"او کے۔ اگر کوئی نئی بات سامنے آئے تو کال کر لینا۔ اوور"...... چیف نے کہا۔

"او کے چیف۔ اوور"...... لوگاس نے کہا تو دوسری طرف سے چیف نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ ابھی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے میز میں رکھ کر میز کی دراز بند کی ہی تھی کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے نام لینے کی بجائے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

"فولر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ فولر بھی اسی کے گروپ سے تھا اور اوسس کے ہلاک ہونے کے بعد لوگاس نے اسے اپنا نمبر ٹو بنا لیا تھا۔

"یس فولر۔ کیوں فون کیا ہے"...... لوگاس نے کہا۔

"بری خبر ہے جناب"...... فولر نے کہا۔

"بولتے جاؤ رکو مت"...... لوگاس نے کہا۔

"عمران پر جب کلب میں حملہ کیا گیا تھا اس وقت وہاں بگ مادام بھی موجود تھیں"...... فولر نے کہا تو لوگاس چونک پڑا۔

"بگ مادام۔ کیا مطلب۔ وہ وہاں کیا کر رہی تھیں"۔ لوگاس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا باس لیکن وہاں جب ہڑبونگ مچی اور سب لوگ نکل گئے تو سب سے آخر میں، میں نے بگ مادام کو بھی وہاں سے نکل کر جاتے دیکھا تھا۔ شاید وہ کسی کے ساتھ سپیشل کیبن میں موجود تھیں۔ فائرنگ کی آواز سن کر وہ وہاں سے نکل آئی تھیں۔ اس کے علاوہ مادام تاؤ اور اس کی نمبر ٹو میڈنا کو بھی میں نے ایک کیبن سے نکلتے دیکھا تھا"...... فولر نے کہا تو لوگاس کو ایک اور جھٹکا لگا۔

"مادام تاؤ اور میڈنا بھی اس کلب میں موجود تھیں۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کہیں مادام تاؤ اور میڈنا، بگ مادام کے پیچھے تو نہیں تھیں"...... لوگاس نے کہا۔

"ہو سکتا ہے باس۔ اگر مجھے پہلے علم ہوتا کہ تینوں وہاں ہیں تو میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا لیکن......" فولر نے کہا۔

''ہونہہ۔ کہیں مادام تاؤ اور میڈنا کو اس بات کا پتہ تو نہیں چل گیا کہ میرا بگ مادام سے کوئی تعلق ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ میرے لئے خطرناک ہو سکتا ہے''...... لوگاس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''اس بات کا پتہ تو مادام تاؤ یا پھر میڈنا کو ہو گا باس کہ انہیں بگ مادام کے بارے میں کیسے پتہ چلا اور وہ ان کے بارے میں کیا جانتی ہیں''...... فولر نے کہا۔

''ان میں سے کون پہلے کیبن سے باہر نکل تھا بگ مادام یا وہ دونوں''...... لوگاس نے پوچھا۔

''پہلے بگ مادام باہر آئی تھیں باس ان کے دس منٹ کے بعد وہ دونوں بھی باہر آ گئی تھیں''...... فولر نے کہا۔

''دس منٹ بعد۔ کافی وقت ہے یہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں بگ مادام کے پیچھے نہیں گئی ہوں گی''...... لوگاس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ بگ مادام جس سمت روانہ ہوئی تھیں ان کے جانے کے بعد وہ دونوں ٹیکسی میں سوار ہو کر مخالف سمت میں گئی تھیں۔ انہوں نے بگ مادام کا تعاقب نہیں کیا تھا''...... فولر نے کہا۔

''تب مادام تاؤ اور میڈنا کا اس کلب میں ہونا اتفاق بھی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے وہ وہاں شراب پینے آئی ہوں اور انہیں بگ مادام کا علم ہی نہ ہو''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس۔ ایسا ممکن ہے۔ میں نے ان دونوں کی فیس

ریڈنگ کی تھی۔ ان کے چہروں پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا کہ وہ پر جوش ہوں یا بگ مادام کے بارے میں انہیں کچھ علم ہو''...... فولر نے کہا۔

''ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔ پھر فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے لیکن اگر وہ بگ مادام کے بارے میں جان گئی ہیں تو پھر مجھے ان کے خلاف بھی کارروائی کرنی ہو گی اور ان دونوں کو ہلاک کرنا ہو گا کیونکہ اگر چیف کو معلوم ہوا کہ میں یہاں بگ مادام کے لئے بھی کام کر رہا ہوں تو وہ کسی بھی صورت میں مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ یہ بات مجھے علاوہ صرف اوسس کو معلوم تھی کہ ہم بگ مادام کے لئے بھی کام کر رہے ہیں۔ اوسس ہلاک ہو چکا ہے اس لئے میں نے اس راز میں تمہیں بھی شریک کر لیا ہے اور تمہیں بگ مادام سے ملا بھی دیا تھا تاکہ انہیں جب بھی میری یا تمہاری ضرورت پڑے تو ہم ان کی مدد کر سکیں''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس۔ یہ راز مرتے دم تک میرے سینے میں ہی رہے گا''...... فولر نے کہا۔

''اس وقت تم کہاں ہو''...... لوگاس نے پوچھا۔

''میں اس وقت اپنے ہوٹل کے کمرے میں ہوں باس۔ چونکہ آپ نے کوئی نیا حکم جاری نہیں کیا اس لئے میں آرام کرنے آ گیا تھا۔ آرام کرنے سے پہلے میں نے آپ کو کال کر کے یہ سب بتانا ضروری تھا اسی لئے میں نے آپ کو کال کی ہے''...... فولر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ابھی تم آرام کرو۔ ضرورت ہوئی تو میں تمہیں خود کال کر لوں گا''...... لوگاس نے کہا۔

''یس باس''...... فولر نے کہا تو لوگاس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے میز پر پڑا ہوا نیا اور جدید ماڈل کا سیل فون اٹھایا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ اسکرین پر کوئی نمبر نہ تھا۔ صرف اَن نان کال آ رہا تھا۔

''اوہ۔ یہ تو تگ مادام کی کال ہے۔ وہ ہی اَن نان نمبر سے کال کرتی ہے''...... لوگاس نے کہا اس نے فوراً ایک بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''لوگاس بول رہا ہوں تگ مادام''...... لوگاس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ مادام تاؤ اور میڈنا پاکیشیا میں کیا کر رہی ہیں''...... دوسری طرف سے ایک ادھیڑ عمر عورت کی کسی ناگن کی طرح پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی تو لوگاس چونک پڑی۔

''ان دونوں چیف نے کسی مشن پر پاکیشیا بھیجا ہے تگ مادام''...... لوگاس نے فوراً کہا۔

''کس مشن پر''...... تگ مادام نے پوچھا۔

''میں نے چیف سے بات کی تھی کہ میں عمران کے ساتھیوں، میرا مطلب ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا کام کر سکتا ہوں

لیکن چیف نے مجھے اس کام کی اجازت نہ دی تھی اور پھر چیف نے مجھے بتائے بغیر پہلے میڈنا اور اس کے ساتھیوں کو اور پھر مادام تاؤ کو اس مقصد کے لئے یہاں بھیج دیا۔ اوور''...... لوگاس نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا مادام تاؤ اور میڈنا یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے خاتمے کا مشن لے کر آئی ہیں''...... تگ مادام نے چونک کر کہا۔

''یس مادام۔ چیف نے مجھے مادام تاؤ کے کسی کام میں اور مادام تاؤ کو میرے معاملات میں مداخلت کرنے سے سختی سے منع کر رکھا ہے۔ ان کا کام عمران کے ساتھیوں کو تلاش کر کے انہیں ہلاک کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو بھی تلاش کر کے اسے بھی ہلاک کر دیں''...... لوگاس کے کہا۔

''کیا تمہارا چیف پاگل ہو گیا ہے جو اس نے عمران کے ساتھیوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو ہلاک کرنے کے لئے احمق عورتوں کو یہاں بھیج دیا ہے''...... تگ مادام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ معلوم نہیں تگ مادام''...... لوگاس نے ہکلا کر کہا۔

''اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا اتنا آسان ہوتا تو اب تک وہ لاکھوں نہیں تو ہزاروں بار ضرور مر چکے ہوتے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو۔ وہ دنیا کی پراسرار ترین ہستی

ہے جس کے بارے میں اس ملک کا صدر اور وزیر اعظم تک نہیں
جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے اور یہ مادام تاؤ اور میڈنا سمجھ
رہی ہیں کہ وہ اس کا پتہ چلا لیں گی۔ بلیک ٹرائب کا چیف فیلڈ میں
نیا ہے اس لئے وہ ان کے کارناموں سے آگاہ نہیں ہے اسی لئے
ایسی حماقتیں کرتا پھر رہا ہے۔ اس نے مادام تاؤ اور میڈنا کو یہاں
بھیج کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران
کو کیا ہلاک کریں گی الٹا ان کے ہاتھوں اپنے پورے گروپ سمیت
ختم ہو جائیں گی اور ان کے ذریعے بلیک ٹرائب کا سارا سیٹ اپ
بھی چیف ایکسٹو کو معلوم ہو جائے گا اس کے بعد نہ بلیک ٹرائب
رہے گا اور نہ ہی تمہارا چیف''...... بگ مادام نے تیز تیز بولتے
ہوئے کہا۔

''یس مادام۔لیکن یہ چیف کا اپنا فیصلہ ہے۔ میں کیسے اسے کچھ
کہہ سکتا ہوں''...... لوگاس نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

''لگتا ہے تمہارے چیف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو
ہلاک کرنے کا سوچ کر اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑی مارنے کا
فیصلہ کر کیا ہے۔ جلد ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو بلیک ٹرائب
کے بارے میں ساری حقیقت کا علم ہو جائے گا اس کے بعد ان کا
مکمل خاتمہ سمجھو''...... بگ مادام نے کہا۔

''یس مادام''...... لوگاس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میرے کام کا کیا کیا ہے تم نے''...... بگ مادام نے چند لمحے

توقف کے بعد کہا۔

''میں معلوم کر رہا ہوں بگ مادام۔ لیکن یہ عمران نجانے کہاں
غائب ہو گیا ہے۔ میرے آدمیوں نے پورا شہر چھان مارا ہے لیکن
وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہے۔ جیسے ہی اس کے
بارے میں کچھ پتہ چلے گا میں آپ کو بتا دوں گا''...... لوگاس نے
فوراً کہا۔ بلیک ٹرائب کے ساتھ لوگاس بگ مادام کے لئے بھی کام
کرتا تھا۔

بگ مادام کو یہ تو معلوم تھا کہ لوگاس کا تعلق بلیک ٹرائب سے
ہے جس کے نمائندے کے طور پر وہ یہاں ایک خاص قسم کی نشہ آور
ادویات کا غیر قانونی کام کرتا تھا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ لوگاس
نے بلیک ٹرائب کے چیف کے حکم پر عمران اور اس کی بیوی کو اغوا
کر کے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ ویسے بھی بگ مادام نے عمران اور
اس کی بیوی کے اغوا ہونے کے بعد اس سے رابطہ کیا تھا۔ وہ
اچانک ہی اس کے ایک ٹھکانے پر پہنچ گئی تھی اور اس نے اسے حکم
دیا تھا کہ وہ عمران کو تلاش کرائے جس کے بارے میں اسے معلوم
ہوا ہے کہ اس ہے۔

بگ مادام کی اطلاع کے مطابق عمران نے شادی کر لی تھی اور
اسے اور اس کی بیوی کو اس کے باپ سر عبدالرحمٰن نے اپنی کوٹھی
کے تہہ خانے میں چھپایا ہوا تھا۔ بگ مادام نے اسے حکم دیا تھا کہ
وہ پتہ کرائے کہ کیا عمران اور اس کی بیوی وہاں موجود ہے یا نہیں۔

لوگاس جانتا تھا کہ اگر وہ بگ مادام کا یہ کام کر دے تو وہ اسے معاوضے میں لاکھوں ڈالرز دے دے گی لیکن چونکہ اس کا تعلق بلیک ٹرائب سے بھی تھا اور اس نے چیف کو بتا دیا تھا کہ اس نے عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کر کے اپنی قید میں کر رکھا ہے اس لئے وہ بگ مادام کو یہ سب نہیں بتا سکتا تھا۔ اگر وہ بگ مادام کو اس بارے میں بتا دیتا تو بگ مادام اسے عمران کو اپنے کسی ٹھکانے پر پہنچانے کا حکم دیتی اور اس بات کا چیف کو علم ہو جاتا تو اس کی موت طے تھی۔ اس لئے اس نے عمران کے بارے میں بگ مادام کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ بگ مادام بار بار اسے کال کر کے عمران کے بارے میں پوچھتی تھی اور وہ ظاہر ہے اسے ٹالنے کے سوا کر بھی کیا سکتا تھا۔

اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر چیف نے عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کروا کر اس طرح قید کیوں کرا رکھا تھا اور یہ بگ مادام بھی عمران کے پیچھے یہاں پہنچ گئی تھی۔ بگ مادام کے بارے میں بھی اسے زیادہ معلومات نہ تھیں۔ اسے صرف اتنا پتہ تھا کہ بگ مادام کا تعلق بھی بلیک ٹرائب جیسی کسی خطرناک اور انتہائی طاقتور تنظیم سے ہے جس کا تعلق ایکریمیا سے ہے اور وہ اس قدر طاقتور اور فعال تنظیم ہے کہ بلیک ٹرائب کا آسانی سے خاتمہ کرا سکتی ہے۔ ان دنوں لوگاس ایکریمیا میں ہی تھا جب بگ مادام کے آدمی اسے اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گئے تھے اور اسے بگ مادام کے سامنے

لے جا کر پیش کیا گیا تھا۔ بگ مادام نے اسے اپنے ساتھ کام کرنے کی آفر کی تھی۔ اس نے صاف لفظوں میں بگ مادام کو بتا دیا تھا کہ وہ صاما لی تنظیم بلیک ٹرائب کے لئے کام کرتا ہے جس پر بگ مادام نے اسے بتایا کہ اسے اسی مقصد کے لئے وہ اپنے ساتھ ملا رہی ہے اگر بلیک ٹرائب کا چیف اسے کسی دوسرے ملک میں بھیج کر کوئی بھی مشن سونپے تو وہ اسے اس مشن کے بارے میں آگاہ کر سکے۔ لوگاس دو کشتیوں کا سوار بن چکا تھا۔ اگر وہ بگ مادام کا ساتھ دیتا تو بلیک ٹرائب کا چیف اس کے لئے موت کا فرشتہ بن سکتا تھا اور اگر وہ بگ مادام کے احکامات پر عمل نہ کرتا تو اس کے گرگے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے جو اسے اس کے خاندان سمیت موت کی نیند سلا سکتے تھے۔ اس لئے وہ بے حد ہاتھ پاؤں بچا کر کام کرتا تھا۔

”میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں بگ مادام۔ بس مجھے ایک بار پتہ چل جائے کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے تو میں وہاں سے اسے نکال کر آپ کے پاس پہنچا دوں گا“...... لوگاس نے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس مجھے اس کا پتہ بتا دینا۔ اس کے بعد باقی کام میں خود کر لوں گی“۔ بگ مادام نے کہا۔

”یس مادام“...... لوگاس نے کہا تو دوسری طرف سے بگ مادام نے رابطہ ختم کر دیا اور لوگاس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے

سیل فون آف کر دیا۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنوں کے ساتھ پسینے کے قطرے چمکنا شروع ہو گئے تھے کیونکہ بگ مادام، بلیک ٹرائب کے چیف سے بھی زیادہ پراسرار اور خطرناک تھی۔ جو آندھی اور طوفان سے بھی زیادہ تیزی سے اس تک پہنچ سکتی تھی اور وہ اس لئے پریشان ہو رہا تھا کہ اگر بگ مادام کو اس بات کی ذرا سی بھی بھنک مل گئی کہ عمران اور اس کی بیوی اس کے قبضے میں ہے اور وہ اس سے جھوٹ بول رہا ہے تو اس سے جھوٹ بولنے کے نتیجے میں وہ اس کا کیا حشر کرے گی اس خیال سے ہی اس کی روح تک کانپ اٹھتی تھی۔

''کیا بات ہے مس جولیا۔ آپ اس قدر خاموش کیوں ہیں''۔ صفدر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جو خاصی چپ چپ اور اداس سی دکھائی دے رہی تھی۔

''میں خود بھی نہیں جانتی''...... جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی کے ساتھ ساتھ درد و کرب بھی موجود تھا۔

''میں آپ کی پریشانی کی وجہ جانتا ہوں۔ آپ اب تک عمران صاحب کو نہیں بھول سکی ہیں''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''سب کچھ جانتے ہو اس کے باوجود میری خاموشی پر معترض ہو اور پلیز میرے سامنے عمران کا نام نہ لیا کرو۔ مجھے اب اس کا نام بھی سننا پسند نہیں ہے''...... جولیا نے کہا لہجہ شکایتی بھی تھا اور مایوسانہ بھی۔

''کیا یہ آپ دل سے کہہ رہی ہیں''...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ جب تک سانس ہے اس وقت تک آس ہے سانس ٹوٹ گئی تو آس بھی گئی"...... جولیا نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

"ہاں آپ کی سانس باقی ہے مس جولیا اور آپ......" صفدر نے کہنا چاہا۔

"نہیں۔ میں اب صرف اس لئے زندہ ہوں کہ اس ملک اور قوم کی خاطر کچھ کر سکوں ورنہ میں حقیقت میں نہ زندوں میں ہوں اور نہ مردوں میں"...... جولیا نے بات کاٹ کر کہا۔

"کاش عمران صاحب ایسا نہ کرتے"...... صفدر نے کہا۔

"اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ وہ مجھے پسند نہیں کرتا تھا۔ میں ہی بس اس کے لئے پاگل ہوتی رہیں۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو۔ اب جو ہونا تھا ہو گیا"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر آپ کا اس طرح رنجیدہ رہنا بھی مناسب نہیں ہے۔ آپ سنبھالیں خود کو"...... صفدر نے کہا۔

"کوشش تو کرتی ہوں لیکن اس دل کا کیا کروں جو مردہ ہو چکا ہے لیکن پھر بھی آس لگائے بیٹھا ہے"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ دونوں اس وقت لوگاس کے سپیشل کلب کے ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔ دونوں ایک ہی کار میں گھوم پھر کر مشکوک افراد کو چیک کر رہے تھے جب چیف نے جولیا کو کال کر کے بتایا کہ وہ دونوں سپیشل کلب پہنچ جائیں۔ وہ دونوں اس کلب کے ریسٹورنٹ میں جا کر بیٹھ جائیں اور وہاں رات کھانا

کھائیں یا چائے کافی پی لیں۔ ہوٹل کا ایک ویٹر انہیں اس کا ایک پیغام پہنچائے گا اور انہیں اس پر عمل کرنا ہے۔ چیف کا حکم اس نے صفدر کو بتایا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں یہاں پہنچ گئے۔ یہاں زیادہ رش نہ تھا۔ چونکہ رات کے کھانے کا وقت تھا اس لئے انہوں نے ڈنر کا آرڈر دے دیا۔ ان کا آرڈر سرو ہوا تو وہ ڈنر کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ڈنر کی ایک پلیٹ کے ساتھ ویٹر سرخ رنگ کا ایک لفافہ بھی چھوڑ گیا تھا۔ جولیا نے نہایت احتیاط سے وہ لفافہ اٹھا کر اپنے ہینڈ بیگ میں ڈالا اور صفدر کو بتا کر ریسٹورنٹ کے واش روم میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی اور اس نے صفدر کو بتایا کہ سرخ لفافے میں ان کے لئے چیف کا پیغام ہے۔

ان کی میز سے چار میزیں چھوڑ کر دو نوجوان آدمی بیٹھے ہوئے ہیں انہیں ان دونوں کی نگرانی کرنی ہے۔ چیف کے خیال کے مطابق ان دونوں افراد کا تعلق لوگاس سے ہو سکتا ہے جس پر شک کیا جا رہا ہے کہ اس نے عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کیا ہے۔ چیف کا پیغام سن کر صفدر چونک پڑا اور پھر انہوں نے ان دونوں کی نگرانی کرنا شروع کر دی۔ وہ نجانے وہاں پر کب سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈنر کرنے کے بعد اب وہ کافی پی رہے تھے اور آپس میں نہایت آہستگی سے باتیں بھی کر رہے تھے۔

"اگر آپ یہ سب برداشت نہ کر سکتی تھیں تو آپ نے کھل کر

عمران سے بات کیوں نہیں کی''...... صفدر نے کہا۔

''میں سمجھتی تھی کہ وہ جذبوں کی زبان سے آگاہ ہوگا''...... جولیا نے کہا۔

''اس کا نتیجہ دیکھ لیا نا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ سچ پوچھو تو تم جیسے دوست اور بھائی نہ ہوتے تو میں تو کبھی کی مر چکی ہوتی''...... جولیا نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پریشان نہ ہوں۔ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا''۔ صفدر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''ارے''...... اچانک جولیا چونک پڑی۔

''کیا ہوا''...... صفدر نے پوچھا۔

''وہ آدمی کہاں گیا جس کی نگرانی ہم کر رہے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''ان میں سے صرف ایک بیٹھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا کہیں اندر گیا ہے''...... صفدر نے چوتھی میز کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''فرار نہ ہو گیا ہو''...... جولیا نے خدشہ ظاہر کیا۔

''نہیں جاتے تو دونوں جاتے ایک نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ''...... جولیا نے ہنکارہ بھرا۔

''ممکن ہے واش روم گیا ہو''...... صفدر نے کہا۔

''شاید''...... جولیا نے کہا اسے اپنا ذہن حاضر محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

''وہ آ گیا''...... صفدر نے کہا اور جولیا نے پلٹ کر دیکھا۔

''ہاں آ گیا ہے''...... جولیا نے اندرونی دروازے سے نکل کر آنے والے کو دیکھتے ہوئے کہا وہ آ کر اسی میز پر بیٹھ گیا تھا جس پر ان کا پہلا شکار موجود تھا وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے۔

''اب کیا کرنا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''حکم حاکم مرگ مفاجات''...... جولیا نے کہا۔

''یعنی''...... صفدر نے پوچھا۔

''ایکسٹو کے حکم کی تعمیل''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو نے ہمیں ان لوگوں کے بارے میں کوئی واضح حکم نہیں دیا ہے اور صرف نگرانی سے کچھ ہوگا نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''پھر۔ تم کیا چاہتے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔

''ثبوت حاصل کرنا''...... صفدر نے کہا۔

''کیا ان دونوں کو اغوا کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے کہا جن کی وہ نگرانی کر رہے تھے۔

''نہیں''...... صفدر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ایک ہی طریقہ رہ جاتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ کیا''...... صفدر نے پوچھا۔

''یہ کہ یہ لوگاس کا کلب ہے۔ اس کی جگہ کسی اور نے سنبھال لی ہے۔ اگر اس وقت یہاں مینجر موجود نہیں ہے تو ہم اس کے آفس میں جا کر وہاں کی تلاشی لے سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں سے ہمیں

کوئی کام کی چیز مل جائے اور کچھ نہیں تو لوگاس کے کسی اور پتے
ٹھکانے کا ہی کوئی کلیو ہمارے ہاتھ لگ جائے''...... جولیا نے کہا۔
''گڈ۔ میرے ذہن میں بھی یہی بات تھی''...... صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
''پھر کیا خیال ہے''...... جولیا نے پوچھا۔
''ہمیں لوگاس کے دفتر میں داخل ہونا ہے''...... صفدر نے سرگوشی
کرتے ہوئے کہا۔
''ان دونوں کا کیا کرنا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔ نظریں
دونوں افراد پر تھیں جو شکل وصورت سے ہی تھرڈ کلاس غنڈے معلوم
ہو رہے تھے۔
''یہ یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔
''وہ کیوں''...... جولیا نے پوچھا۔
''اس لئے کہ یہ نجانے یہاں کب سے موجود ہیں اور ان کے
بیٹھنے کا انداز بھی ایسا ہی ہے کہ فوری طور پر یہ یہاں سے اٹھ کر
کہیں نہیں جائیں گے یا پھر انہیں یہیں رہنے کی مخصوصی ہدایات
دی گئی ہوں''...... صفدر نے کہا۔
''تمہارے دلائل معقول ہیں''...... جولیا نے کہا
''اب بس یہ پتہ چل جائے کہ نیا منیجر آفس میں موجود ہے یا
نہیں''...... صفدر نے کہا۔
''یہ کام تم آسانی سے کر سکتے ہو۔ جس ویٹر نے ہمیں پیغام

پہنچایا ہے وہ یقیناً چیف کا آدمی ہے۔ اس کے پاس جاؤ اور اس
سے جا کر معلوم کرلو''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر
ہلایا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ پھر اس کی نظریں اس ویٹر پر جم گئیں جس
نے انہیں پیغام پہنچایا تھا۔ وہ اندر جانے والی ایک راہداری کے
پاس کھڑا تھا جیسے ہی صفدر نے اس کی طرف دیکھا اس نے اسے
اشارہ کیا تو صفدر چونک پڑا۔
''کیا ہوا''...... جولیا نے اسے چونکتے دیکھ کر کہا۔
''ویٹر نے مجھے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا ہے۔ شاید وہ کچھ
اور بھی بتانا چاہتا ہے''...... صفدر نے کہا۔
''تو ٹھیک ہے۔ تم جاؤ تب تک میں ان پر نظریں رکھتی
ہوں''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ
کھڑا ہوا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس راہداری کی طرف
بڑھتا چلا گیا جہاں وہ ویٹر موجود تھا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر ویٹر وہاں
سے ہٹ گیا تھا اور دوسری راہداری میں جا کر غائب ہو گیا تھا۔
صفدر بھی اسی طرف چلا گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ کے بعد وہ واپس آ
گیا۔
'کیا کہا ہے اس نے''...... جولیا نے کہا۔
''چیف کا دوسرا پیغام دیا ہے''...... صفدر نے کہا۔
''کیا''...... جولیا نے پوچھا۔
''وہی جو ہم نے سوچا تھا''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو

جولیا چونک پڑی۔

"تمہارا مطلب ہے چیف نے ہمیں لوگاس کے آفس کی تلاشی لینے کا کہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں"...... صفدر نے کہا۔

"گڈ۔ تو پھر دیر کس بات کی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے ویٹر سے معلوم کر لیا ہے۔ نیا مینجر آفس میں موجود نہیں ہے۔ اس کا آفس لاکڈ ہے۔ ویٹر نے ایک چابی مجھے دی ہے کہ اس سے آفس کا لاک کھل جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ویٹر کو جانتے ہو۔ کون ہے وہ"...... جولیا نے پوچھا۔

"خاور ہے"...... صفدر نے جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"گویا۔ چیف اس کلب کو کافی اہمیت دے رہا ہے اور اسے یقین ہے کہ عمران اور اس کی بیوی کے اغوا کے پیچھے اسی لوگاس کا ہاتھ ہے جس کا تعلق بلیک ٹرائب سے ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یقیناً۔ ورنہ خاور کا یہاں پہلے سے موجود ہونا اور ہمیں یہاں بھیجنے کا چیف کا اور کیا مقصد ہو سکتا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو ہمیں جا کر جلد سے جلد اپنا کام پورا کر لینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ مینجر واپس آ جائے اور ہمارے لئے مشکل ہو جائے"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ"...... صفدر نے کہا پھر دونوں اُٹھے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے کاؤنٹر کے ساتھ ہی واش روم والی راہداری تھی۔

"کیا اس طرف سے راستہ ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن صفدر۔ کاؤنٹر کی دوسری طرف سے بھی ایک راہداری نکلتی ہے اور وہ سیدھی لوگاس"...... جولیا نے کہنا چاہا۔

"نہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ مجھے خاور نے لوگاس کے آفس کے بارے میں تفصیل بتا دی ہے"...... صفدر نے جولیا کی بات کاٹ کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ راہداری میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں چھ سات واش روم تھے اور اس وقت سب خالی پڑے تھے۔

"راستہ کس طرف ہے"...... جولیا نے سرگوشی کی۔

"واش روم سے گزر کر ہمیں دوسری جانب جانا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"کارنس کتنی چوڑی ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے ایک فٹ چوڑی ضرور ہو گی"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ"...... جولیا نے سر ہلایا۔

"کیا سوچنے لگیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"کچھ نہیں چلو"...... جولیا نے کہا اور صفدر ایک واش روم میں

داخل ہو گیا یہ سرے والا واش روم تھا اس نے واش روم کی عقبی کھڑکی کھولی اور آہستگی سے دوسری جانب موجود کارنس پر اتر گیا۔

"کارنس ایک فٹ سے بڑی ہے مس جولیا"...... صفدر نے سرگوشی کی۔

"آگے دیکھو۔ جس کمرے کی کھڑکی تک ہمیں جانا ہے وہ کتنی دور ہے اور کتنی کھڑکیوں کے بعد ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ایک لوگاس کے آفس کی ہے اور دوسری لوگاس کا ریسٹ روم کی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"فاصلہ"...... جولیا نے پوچھا۔

"تیس فٹ کے لگ بھگ ہے"...... صفدر نے کہا۔

"آگے بڑھو تاکہ میں بھی کارنس پر آسکوں"...... جولیا نے کہا اور صفدر کارنس پر آگے بڑھنے لگا اس نے کمر دیوار سے لگا رکھی تھی اور آہستہ آہستہ دوسری طرف بڑھ رہا تھا نیچے زمین کم از کم بارہ فٹ کے فاصلے پر تھی اور یہ کلب کا عقبی حصہ تھا جہاں کار پارکنگ بنایا گیا تھا۔ چونکہ وہاں تاریکی تھی اس لئے نیچے سے انہیں دیکھے جانے کا احتمال نہ تھا۔ اس لئے وہ بے فکر تھے۔ صفدر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ جولیا نے بھی اس کی تقلید کی تھی اس نے ہینڈ بیگ گلے میں لٹکا لیا تھا اور صفدر ہی کے انداز میں آگے بڑھ رہی تھی۔ کارنس دو فٹ کے لگ بھگ چوڑی تھی اس لئے ان کو زیادہ خطرہ نہیں تھا وہ آہستہ آہستہ آگے کھسکتی چلی گئی۔ صفدر پہلی کھڑکی

کے پاس پہنچ کر رک کر کھڑکی سے اندر جھانک رہا تھا۔

"کوئی ہے اندر"...... جولیا نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ دو آدمی ہیں اور دونوں کے پاس مشین گنیں ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ پھر نیچے جھک کر آگے چلیں"...... جولیا نے کہا۔

"وہ دیکھ لیں گے۔ کیونکہ یہ کھڑکی فرش سے چھت تک شیشے کی ہے اور وہ اسی طرف دیکھ رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"پھر۔ کیا کیا جائے"...... جولیا نے پوچھا۔

"انتظار"...... صفدر نے کہا۔

"کب تک"...... جولیا نے پوچھا اور جواباً صفدر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا جولیا فوراً ہی خاموش ہو گئی تھی کیونکہ اس نے بھی قدموں کی ہلکی ہلکی چاپ سن لی تھی کوئی قریب آرہا تھا۔ آنے والا مسلح آدمی ہی تھا جو کھڑکی کے پاس آیا اور پھر کھڑکی کا ایک پٹ کھل گیا دوسرے ہی لمحے ان کے دل اچھل کر حلق میں آگئے۔

آنے والے آدمی نے کھڑکی کھول کر گردن باہر نکالی تو وہ دونوں دیوار سے چپک گئے کھڑکی کھولنے والے نے ادھ جلا سگریٹ باہر اچھال دیا۔

اگر تاریکی نہ ہوتی تو وہ آسانی سے دیکھے جا سکتے تھے۔ آس پاس کوئی ایسی عمارت بھی نہیں تھی کہ جس کی کھڑکیوں کی روشنی کا

عکس کارنس پر پڑتا اور وہ اس روشنی میں بھی کھڑکی کھولنے والے کو نظر آ سکتے۔ وہ دم سادھے دیوار سے چپکے رہے کھڑکی کھولنے والا ان کو اندر راہداری کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا۔ صفدر نے پہچان لیا کہ وہ ان دونوں محافظوں میں سے ایک تھا جو راہداری کے نگرانی کر رہے تھے اچانک وہ ایک شعلہ سا چمکتا دیکھ کر اچھل پڑے ۔اگر وہ تربیت یافتہ نہ ہوتے تو کارنس سے زمین پر گر کر زخمی ہو چکے ہوتے کھڑکی کھولنے والے نے اچانک لائیٹر سلگایا تھا اور شاید لائیٹر میں گیس پوری کھلی ہوئی تھی اس لئے شعلہ کی لپک کافی تیز تھی اور اسی نے ان کو چونکایا تھا لیکن خیر گزری کہ وہ اپنی سگریٹ کی طرف متوجہ تھا۔

سگریٹ سلگانے کے بعد اس نے کھڑکی بند کی اور واپس لوٹ گیا صفدر نے چند لمحے انتظار کیا پھر دوسری طرف جھانکا۔ وہ دس بارہ فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہوئے آپس میں گفتگو کر رہے تھے اور ان میں سے ایک کی کمر کھڑکی کی طرف تھی اور اسی نے دوسرے کو بھی اوٹ میں رکھا تھا۔

صفدر مڑا اور آہستہ آہستہ کھڑکی عبور کرنے لگا دوسری طرف پہنچ کر اس نے پھر دیکھا وہ اب بھی اسی طرح کھڑے ہوئے تھے صفدر نے اشارہ کیا اور جولیا آگے بڑھنے لگی لمحہ بہ لمحہ وہ صفدر کے قریب ہوتی جا رہی تھی اور صفدر کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں وہ کسی بھی لمحے پلٹ کر دیکھ سکتے تھے اور وہ لمحہ ان کی

زندگیوں کا شاید آخری لمحہ ہوتا وہ ان کو دیکھتے ہی مشین گن سے چھلنی کر کے رکھ دیتے۔ وقت گویا ٹھہر گیا تھا۔ لمحہ لمحہ گزرتا ہوا وقت ایسا ہی تھا جیسے پھانسی کا پھندا تنگ ہوتا جا رہا ہو۔

اچانک صفدر کا سانس رک سا گیا وہ پلٹ پڑا تھا صفدر تیزی سے پیچھے ہٹا اس کے ساتھ ہی جولیا اس کی جگہ پہنچ گئی۔ دوسری طرف راہداری سے تیز تیز قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی آنے والا ادھر ہی آ رہا تھا۔ صفدر نے لوگاس کے کمرے کی کھڑکی پر ہاتھ رکھا وہ اندر سے بند نہیں تھی۔ وہ پھرتی سے چوکھٹ پر چڑھ کر دوسری طرف اترا اور بجلی کی سی تیزی سے جولیا کو بھی اندر گھسیٹ لیا پھر کھڑکی بند کی ہی تھی کہ راہداری والی کھڑکی کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ اپنی کھڑکی سے چپک گئے۔

"کیا بات ہے"...... کسی کی آواز ابھری یہ شاید راہداری والی کھڑکی کھولنے والے کا ساتھی تھا۔

"مجھے کچھ شبہ سا ہوا تھا"...... کھڑکی کھولنے والے نے کہا۔

"کس بات کا شبہ"...... دوسرے نے پوچھا۔

"بس ایسا لگا تھا جیسے کوئی باہر موجود ہو"...... کھڑکی کھولنے والے نے کہا۔

"پھر۔ کوئی نظر آیا"...... دوسرے آدمی نے پوچھا۔

"نہیں ادھر سناٹا ہے"...... پہلے آدمی نے جواب دیا۔

"تم کیا سمجھتے ہو۔ کیا کوئی اڑ کر یہاں پہنچ جائے گا"۔۔ دوسرے

آدمی نے کہا لہجے میں طنز بھرا ہوا تھا۔

"نہ پہنچے مگر ہمیں چوکنا رہنا چاہئے"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"ہاں یہ بات تمہاری صحیح ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم بلاوجہ حیران اور پریشان ہوتے رہو"...... دوسرے آدمی نے ہنس کر کہا۔

"تم بات نہیں سمجھتے"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"چلو تم ہی سمجھا دو"...... دوسرے آدمی نے کہا وہ دونوں کھلی ہوئی کھڑکی کے پاس ہی کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے اس لئے ان کی آوازیں انہیں باآسانی سنائی دے رہی تھیں۔

"اس بار جن لوگوں سے ہمارا ٹکراؤ ہوا ہے وہ جنوں اور بھوتوں سے بھی زیادہ خطرناک اور مافوق الفطرت ہیں"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"اوہ۔ تمہارا اشارہ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف ہے"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"ہاں"...... پہلے آدمی نے جواب دیا۔

"اگر باس نے منع نہ کیا ہوتا نا تو میں اب تک ان کے ٹکڑے کر چکا ہوتا"...... دوسرے آدمی نے کہا اور پہلا آدمی ہنس پڑا۔ اسے ہنستا دیکھ کر دوسرا آدمی بھی ہنس پڑا جیسے اسے بھی اپنی بات پر ہنسی آ رہی ہو۔

"بہرحال وہ واقعی خطرناک لوگ ہیں۔ اسی لئے انہیں ہلاک

کرنے کے لئے کچھ اور لوگ ہیڈکوارٹر سے یہاں آئے ہیں ان میں ایک ادھیڑ عمر عورت اور ایک نوجوان لڑکی ہے"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"تمہیں کیسے پتہ"...... دوسرے آدمی نے چونک کر پوچھا۔

"باس نے بتایا تھا"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ باس ایسی باتیں کسی کو نہیں بتایا کرتا"۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"ٹھیک کہتے ہو۔ باس فون پر بات کر رہا تھا تو میں نے وہ گفتگو سن لی تھی وہ کسی میڈنا سے کر رہا تھا"...... اس نے کہا۔

"ہونہہ۔ کھڑکی میں کب تک کھڑے رہو گے"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"چلو"...... اس آواز کے ساتھ ہی کھڑکی بند ہونے کی آواز سنائی دی تھی پھر قدموں کی چاپ ابھری وہ واپس جا رہے تھے۔

"شکر ہے"...... جولیا نے لمبا سا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ان کی گفتگو سے ایک نیا نام سامنے آیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میڈنا۔ مگر یہ کون ہے"...... جولیا نے کہا۔

"بعد میں دیکھیں گے پہلے وہ کام ختم کر لیں جس کے لئے یہ خطرہ مول لیا ہے"...... صفدر نے کہا اور میز کی دراز کھولنے لگا۔

"پہلے باہر کا دروازہ بند کر آؤ۔ تاکہ اگر کوئی آ بھی جائے تو

فرار ہونے کے لئے کچھ وقت ہمیں مل جائے''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ ہاں''...... صفدر نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ جولیا میز کی درازوں کی طرف متوجہ ہو گئی تھی پہلی دراز میں صرف ایک ریوالور رکھا ہوا تھا دوسری دراز میں کاغذات بھرے ہوئے تھے۔

''دروازہ بند کر دیا ہے۔ اور اندر سے لاکڈ بھی کر دیا ہے تاکہ کھل نہ سکے''...... صفدر نے اندر آتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ لو یہ کاغذات دیکھو''...... جولیا نے کہا۔

''آپ نے پڑھے نہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''یہ اسمگلنگ سے متعلق ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''انہیں واپس رکھ دیں''...... صفدر نے کہا۔

''کیوں''...... جولیا نے دوسرے کاغذات دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہمیں اپنے مطلب کے کاغذات ڈھونڈنے چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے''...... جولیا نے کہا اور نچلی دراز کھول کر چیک کرنے لگی۔

''الماری کا تالا کھولنا پڑے گا۔ کوئی تار ہے آپ کے پاس''۔ صفدر نے الماری دیکھتے ہوئے کہا۔

''میز کی دراز میں کاغذات میں سوراخ کرنے والا لمبا پن موجود ہے''...... جولیا نے کہا اور دراز سے پن نکال کر صفدر کو تھما دیا۔ صفدر پن کو موڑ کر الماری کا لاک کھولنے لگا۔ جولیا دوسری

طرف کی درازیں چیک کر رہی تھی پندرہ بیس منٹ کی تلاشی کے بعد انہوں نے مایوسی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

''یہاں آنا بیکار ہی رہا''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں بظاہر کام کی کوئی چیز ہاتھ نہیں لگی''...... جولیا نے کہا۔

''بظاہر سے تمہاری کیا مراد ہے''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''میرے ہاتھ کچھ کاغذات لگے ہیں۔ ان کے ذریعے لوگاس کو ایک اسمگلر اور منشیات فروش ثابت کیا جا سکتا ہے وہ یہاں ایک سپیشل ڈرگ بھی سپلائی کرتا ہے جس کا نام ریڈ پاؤڈر ہے جس کا کوڈ آر پی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہی کاغذات جو شروع میں میز کی دراز سے نکال کر آپ نے مجھے دکھائے تھے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں وہی کاغذات''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن ان سے ہمارا کیا تعلق۔ یہ کام کوسٹ گارڈ کے عملے یا نارکوٹکس والوں کا ہے انہی کے لئے رہنے دیں''...... صدر نے کہا۔

''چیف ان کاغذات کو ان محکموں کو بھجوا سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی''...... صفدر نے شانے اچکائے۔

''اس کے علاوہ بھی ایک خاص چیز ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ایک خاص چیز میرے ہاتھ لگی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ کیا''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''ان لفافوں کو دیکھو۔ ان میں کوئی خاص بات محسوس کی تم نے''۔ جولیا نے نیلے رنگ کے لفافے صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ان لفافوں کی تعداد آٹھ تھی۔

''نہیں''...... صفدر نے وہ آٹھوں لفافے لینے کے بعد اچھی طرح دیکھنے کے بعد کہا۔

''پھر غور کر لو''...... جولیا نے کہا۔

''کیا ان کی تحریر کوڈ ورڈز ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں''...... جولیا نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

''ہونہہ''...... صفدر نے کہا اور دوبارہ لفافوں کو دیکھنے لگا یہ آٹھوں لفافے امریکہ سے لوگاس کے کلب کے پتے پر آئے تھے وہ الٹ پلٹ کر ان کو دیکھتا رہا پھر نام و پتے پر نظر ڈالی اور مایوسی سے نفی میں سر ہلا دیا۔

''اچھا اب ان کے ٹکٹوں کو دیکھو''...... جولیا نے کہا۔

''کیا ہے ان میں''...... صفدر نے کہا اور ٹکٹوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ ٹکٹوں پر مہر لگی ہوئی تھی اور وہ کہیں کہیں سے ابھر آئی تھی۔

''اس لفافے کے ٹکٹ کو دیکھو۔ کچھ نظر آیا''...... جولیا نے ایک لفافہ دوسرے لفافوں سے الگ کر کے صفدر کو دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ''...... صفدر کے منہ سے نکلا۔ اس لفافے کے ٹکٹ کا ایک کونہ مڑ گیا تھا اور اس کے نیچے لفافے پر زرد رنگ سے نکتے پڑے

ہوئے تھے ہر نکتہ مخصوص فاصلے پر تھا صفدر نے نکتوں پر انگلی پھیری وہ ابھرے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔

''دیکھا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں یہ تو کوئی خفیہ پیغام ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارا خیال صحیح ہے۔ ٹکٹ کا کونہ شاید یہاں لوگاس ہی سے مڑا ہے ورنہ اس پر ڈاکخانہ کی مہر ضرور لگی ہوئی ہوتی''...... جولیا نے کہا۔

''ویسے اگر یہ کوڈ پیغام ہیں تو کیا اب تک ان کو پڑھا نہیں گیا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''ضرور پڑھا گیا ہوگا۔ ٹکٹوں پر ایسی گم لگی ہوئی ہے کہ ٹکٹ آسانی سے الگ ہو سکتا ہے اور پھر دوبارہ چپکایا بھی جا سکتا ہے دیکھو''...... جولیا نے کہا اور ٹکٹ الگ کر دیا۔

ٹکٹ کے نیچے پوری جگہ میں زرد رنگ کے نکتے موجود تھے جولیا نے دوبارہ مہر کی مناسبت سے ٹکٹ لفافے پر چپکا دیئے پھر لفافہ صفدر کو تھما دیا صفدر نے دیکھا محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا کہ مہر لگنے کے بعد اکھاڑے اور چپکائے گئے ہیں۔

''تو یہ بات ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں اور یہ طریقہ کار دوسری جنگ عظیم میں استعمال کیا گیا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''یاد آ گیا۔ ان میں سے ہر نکتہ ایک فلم پرنٹ ہے''...... صفدر

نے کہا۔

''ہاں ویسے ممکن ہے اس میں کوئی تبدیلی ان لوگوں نے کی ہو اور یہ فلم پرنٹ نہ ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''بہرحال اب ہمیں چلنا چاہئے ۔شاید ان لفافوں کی وجہ سے ہمیں کوئی اہم معلومات مل جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''یقیناً۔ یہ تم رکھو کاغذات میں اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ لیتی ہوں''...... جولیا نے صفدر کو دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب چلنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کوئی اچانک آ جائے''......صفدر نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا ہی تھا کہ راہداری میں قدموں کی چاپ ابھری آنے والے دو سے زیادہ تھے اور وہ اسی طرف آ رہے تھے پھر قدموں کی چاپ اسی کمرے کے دروازے پر آ کر رک گئی اور کسی نے دروازے کا ہینڈل گھما دیا۔

''ارے یہ تو اندر سے بند ہے''...... کسی نے کہا۔

''اندر کون ہو سکتا ہے''......دوسری آواز سنائی دی۔

''دوسرے کمرے میں رسی ہے میں لے کر آتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور پھرتی سے دوسرے کمرے میں چلا گیا واپسی میں دو منٹ بھی نہیں لگے تھے اس کے پاس رسی کا ایک بنڈل تھا جسے وہ کھولنے لگا پھر بنڈل کھول کر اس نے ایک سرا کھڑکی کی لوہے کی چوکھٹ سے باندھا اور دوسرا کھول کر نیچے لٹکا دیا۔

''پہلے آپ چلیں''...... صفدر نے کہا اور ادھر راہداری میں موجود افراد دروازے کو پیٹ پیٹ کر کھولنے کے لئے کہہ رہے تھے۔

''نہیں تم جاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''پلیز مس جولیا۔ اگر انہیں کھڑکی کا خیال آ گیا تو ہم دونوں میں سے ایک بھی یہاں سے نہ نکل سکے گا''...... صفدر نے بے چینی سے کہا۔

''اوہ''...... جولیا کے منہ سے نکلا اور وہ چوکھٹ پر چڑھ کر کارنس پر اتری اور پھر رسی پکڑ کر تیزی سے نیچے اترنے لگی۔ صفدر نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں اب اسے توڑنے کی کوشش کی جا رہی تھی صفدر مڑا اور کھڑکی سے نیچے جھانکنے لگا۔ جولیا اب نیچے پہنچنے ہی والی تھی وہ بھی چوکھٹ اور پھر کارنس پر اترا اور تیزی سے رسی پکڑ کر پھسلنے لگا ہر لمحہ یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ کوئی کھڑکی کی طرف متوجہ نہ ہو جائے اگر ایسا ہو جاتا تو مشین گن کا ایک ہی برسٹ ان دونوں کو چھلنی کر ڈالنے کے لئے کافی ہوتا اور وہ مارے جاتے۔

نیچے پہنچتے ہی وہ کاروں کی طرف دوڑے۔ دونوں کو علم تھا کہ جیسے ہی کھڑکی میں موجود رسی پر ان لوگوں کی نظر پڑے گی وہ کار پارکنگ کو گھیر لیں گے اور ایک ایک کار کی تلاشی لینے کے بعد ہی اسے باہر جانے کی اجازت ملے گی اس لئے اس سے پہلے ہی وہ یہاں سے نکل جانا چاہتے تھے۔ جولیا نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور صفدر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اس کے بیٹھتے ہی کار حرکت ہی میں آئی تھی کہ لوگاس کے کمرے والی کھڑکی میں ایک چہرہ نظر آیا روشنی چہرے کے عقب سے ابھر رہی تھی اس لئے اسے پہچاننا مشکل تھا وہ بری طرح چلا رہا تھا کیا کہہ رہا تھا یہ ان کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ جولیا نے کار فوراً پارکنگ اور پھر کلب کے احاطے سے باہر نکالی اور پھر جیسے ہی اس نے کار سڑک پر گھمائی اس نے اسپیڈ پیڈل کو دبا دیا۔ کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

''وہ ہمارے پیچھے ضرور آئیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''آنے دو''...... جولیا نے اطمینان سے کہا۔ وہ کار کی اسپیڈ بڑھاتی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ٹھوس چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی۔ کار کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور شکر تھا کہ ابھی تک کوئی ان کے پیچھے نہ آیا تھا اور پھر کچھ دور آتے ہی جولیا نے کار کی رفتار نارمل کر لی۔

''بال بال بچے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ لوگاس کے بارے میں ہمیں کچھ تو ملا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیسے ہی مشین گن کی ریٹ ریٹ ہوئی۔ گولیاں ٹھیک ابن بطوطہ کے قریب سے گزر گئیں۔ ابن بطوطہ نے اس انداز میں چیخ ماری جیسے وہ ہٹ ہو گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس نے فوراً ہی دائیں طرف جست لگائی اور روشنی کے دائرے سے نکل گیا پھر اس نے آگے بڑھنے کے بجائے خود کو بھوسے کے ڈھیر میں چھپا لیا اور یہ اس نے اچھا ہی کیا تھا کیونکہ ایک لمحہ ہی گزرا تھا کہ وہ جگہ اس طرح روشنی میں نہا گئی جیسے وہاں سورج نکل آیا ہو خود ابن بطوطہ کی آنکھیں بھوسے میں چھپے ہوئے ہونے کی باوجود چندھیا کر رہ گئی تھیں اس نے خود کو اور بھوسے کے اندر دبانا شروع کر دیا پھر اسے ساکت ہو جانا پڑا تھا کیونکہ دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ اسی بھوسے کے ڈھیر کے پاس پہنچ کر رک گئی تھی۔

''کہاں غائب ہو گیا''...... ایک آدمی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چیخ کی آواز اسی جگہ سے سنائی دی تھی"...... دوسرے آدمی کی آواز سنائی دی۔

"اس طرف اینگری مین کی لاش موجود ہے"...... ذرا فاصلے سے تیسرے آدمی کی آواز سنائی دی۔

"پھر تو وہ یہاں کہیں قریب ہی موجود ہے"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"تم لوگ وہاں کیوں کھڑے ہوئے ہو"...... اچانک دور سے ایک کرخت آواز سنائی دی وہ انہی سے مخاطب تھی جو بھوسے کے ڈھیر کے پاس کھڑے تھے۔

"وہ یہاں نہیں ہے"...... ان میں سے ایک نے چلا کر کہا۔

"دیکھو۔ وہ یہیں ہوگا"...... اسی آواز نے چلا کر کہا اس کے ساتھ ہی قدموں کی چاپ ابھری اور دور ہوتے ہوتے معدوم ہوگئی ابن بطوطہ اب بھی ساکت پڑا تھا وہ اس شیر کی طرح چوکنا تھا جو شکاری کی ہر چال کو سمجھتا ہے۔ وقت گزرتا رہا پھر اچانک روشنی غائب ہوگئی اور وہاں تاریکی چھا گئی۔

ابن بطوطہ پھر بھی اپنی جگہ جما رہا وہ سوچ رہا تھا کہ یہ خاموشی کسی قسم کی چال بھی ہوسکتی ہے ممکن ہے کچھ لوگ آس پاس ہی موجود ہوں اور یہ سناٹا محض اس لئے پیدا کیا گیا ہو تاکہ وہ دھوکہ کھائے اور اپنی جگہ سے باہر نکل آئے اور وہ اسے بڑی آسانی سے دبوچ لیں مگر کیا وہ اتنا ہی احمق تھا۔ اچانک ہلکی سی سرسراہٹ

ابھری اور پھر ایسا لگا جیسے دو یا دو سے زیادہ افراد اس جگہ آگئے ہوں۔

"کہاں غائب ہوگیا"...... کسی نے سرگوشی میں کہا تھا مگر یہ سرگوشی ایسی ہی تھی کہ ابن بطوطہ با آسانی سن سکتا تھا۔

"پتہ نہیں۔ چیخ اسی طرف سے سنائی دی تھی"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"اوہ۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ چیخ ہمارے ہی مرنے والے آدمی کی ہو"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"کیا مطلب"...... پہلے آدمی نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ ہمارے آدمی نے ہمیں آگاہ کرنے کے لئے چیخ ماری ہو اور پھر خودکشی کر لی ہو تاکہ وہ آدمی اسے......" دوسرے آدمی نے جواب دیا اس نے کہا۔

"کیا حماقت ہے۔ جب اس نے ہمیں آگاہ کرنے کے لئے چیخ ماری دی تھی تو پھر اسے خودکشی کرنے کی کیا ضرورت تھی"۔ دوسرے آدمی نے اس بات کاٹ کر کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ بھی ٹھیک ہے"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"وہ چیخ یقیناً ہمارے دشمن ہی کی تھی فیلر"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"ہوسکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو میلر۔ اگر ہمارے دشمن کی تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ زخمی ہے"...... پہلے آدمی نے کہا جس کا

نام فیلر تھا۔

"یہ ہمارے لئے ڈاج بھی تو ہوسکتا ہے"...... میلر نے کہا۔

"ڈاج۔ کیا مطلب"...... فیلر نے چونک کر کہا۔

"مشین گن کی فائرنگ کے بعد وہ خود کو زخمی ظاہر کرنے کے لئے چیخ مار کر وہ کہیں چھپ گیا ہے۔ اس طرح وہ یہ باور کرنا چاہتا ہے کہ وہ زخمی ہے اور مقابلے کے بجائے فرار ہونا چاہتا ہے"۔ میلر نے کہا۔

"وہ واقعی چھلاوہ ہے"...... فیلر بڑبڑایا۔

"پھر اب کیا کریں"...... میلر نے کہا۔

"تم آگے بڑھ کر بائیں سمت والوں سے رپورٹ لو اور میں دائیں سمت والوں سے رپورٹ لیتا ہوں"...... فیلر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... میلر نے کہا اور پھر ایسی آواز ابھری جیسے کوئی بھوسے کو ٹھوکر مار کر آگے بڑھا ہو۔ ابن بطوطہ نے سانس تک روک رکھا تھا اور اب منتظر تھا کہ وہ دائیں سمت بڑھے تو وہ اپنے ذہن میں ابھرنے والے خیال کو عملی جامہ پہنائے چند لمحے بعد قدموں کی چاپ پھر ابھری تھی اس بار آواز کا رخ دائیں سمت تھا۔

چند لمحے مزید انتظار کرنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ بھوسے کے ڈھیر سے باہر نکلنے لگا اس کی ہر ممکن کوشش یہی تھی کہ بھوسہ ہٹائے جانے کی ذرہ بھر بھی آواز نہ ہو پھر وہ بھوسے کے ڈھیر سے باہر نکل آیا مگر کھڑا ہونے کے بجائے اس نے لیٹے رہنے کو ترجیح دی

تھی پھر وہ دائیں سمت دیکھنے لگا جس طرف ان میں سے ایک گیا تھا۔ وہ اسی کو شکار کرنا چاہتا تھا اب اس کا پروگرام یہی تھا کہ وہ ان میں سے کسی آدمی کو پکڑ کر رانا ہاؤس لے جائے اور بلیک ٹرائب کے بارے میں پوچھ گچھ کرے۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب جبکہ بلیک ٹرائب تنظیم اسے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کرنے کے چکر میں تھی تو وہ اسے کیوں چھوڑتا۔ کافی کوشش کے باوجود بھی وہ دائیں سمت جانے والے کو نہیں دیکھ سکا تھا نجانے وہ کہاں نکل گیا تھا یا پھر بھوسے کے کسی اور ڈھیر کے عقب میں اسے تلاش کر رہا تھا وہ لیٹے ہی لیٹے کسی تیز رفتار سانپ کی طرح رینگنے لگا۔ تھوڑا تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ رک جاتا تھا۔

پھر سن گن لینے کے بعد ہی آگے بڑھتا تھا نصف فرلانگ کا فاصلہ اس نے اسی طرح سے طے کیا تھا کہ ٹھٹک کر رک گیا پھر اسے بڑی تیزی سے ایک طرف پڑے لکڑیوں کے ایک ڈھیر کی آڑ میں چھپنا پڑا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ سامنے سے اچانک وہ تینوں اس کے مقابل آگئے تھے اگر وہ کھڑا ہوا ہوتا تو یقینی طور پر اسے دیکھ لیا جاتا۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ انہی میں سے لگ رہے تھے جو اسے تلاش کرتے پھر رہے تھے پھر وہ لکڑیوں کے اسی ڈھیر کے پاس آ کر رک گئے۔ جہاں عمران چھپا ہوا تھا پھر ان میں سے ایک نے ٹارچ روشن کی اور اردگرد کا جائزہ لینے لگا

شکر تھا کہ اس نے لکڑیوں کے ڈھیر پر روشنی نہیں ڈالی تھی ورنہ عمران کے پاس چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔

"میرا خیال ہے باس کہ وہ یہاں سے فرار ہو چکا ہے"۔ اچانک فیلر نے کہا اس کے ساتھ ہی ٹارچ بجھا دی گئی تھی۔

"وہ فرار نہیں ہو سکتا۔ وہ یقیناً اردگرد ہی کہیں چھپا ہوا ہے"...... باس نے کہا

"کیا آپ کو یقین ہے باس"...... اس بار میلر نے پوچھا۔

"ہاں کیونکہ اگر وہ فرار ہو گیا ہوتا تو اس کی اطلاع مل جاتی سارے راستوں پر ہمارے آدمی پھیلے ہوئے ہیں"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں ایک پرانا نالہ بھی ہے باس"...... فیلر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اور اس کے کنارے پر بھی ہمارے آدمی موجود ہیں اگر وہ نالے کے راستے فرار ہوتا تو بھی ہمیں علم ہو جاتا"۔ باس نے کہا۔

"نالہ"...... ابن بطوطہ کے ذہن میں فوراً ہی گونجا اور اسے یاد آ گیا کہ ایک خاصا پرانا نالہ اس فارم ہاؤس کے پاس سے گزرتا ہے یہ نالہ ایک طرف شہر کی گٹر لائن سے مل جاتا ہے تو دوسری طرف دور ایک برساتی ندی میں جا کر ختم ہو جاتا ہے جس گٹر لائن سے نالہ ملتا ہے وہ متروک ہو چکی تھی اور اسی لئے نہ صرف گٹر لائن بلکہ نالہ بھی خشک تھا البتہ کہیں کہیں پانی اور کیچڑ موجود تھا اور یہ اس

وجہ سے تھا کیونکہ کھیتوں اور فارم ہاؤسز کے مالکوں نے گندے پانی کی نالیاں اس نالے سے ڈال رکھی تھیں۔ ابن بطوطہ کی آنکھیں چمک اٹھیں نالے کے کنارے دشمن کے موجود ہونے کے باوجود وہ فرار ہو سکتا تھا۔

ابن بطوطہ بے چینی سے باس کے اکیلے رہ جانے کا انتظار کرنے لگا جلد ہی اسے یہ موقع مل گیا۔ باس نے ان لوگوں کو نالے کے دوسری سمت روانہ کر دیا تھا جیسے ہی وہ تنہا ہوا ابن بطوطہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اس کا باس سے فاصلہ دو فٹ کے لگ بھگ تھا۔

ایک قدم آگے بڑھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور دوسرے ہی لمحے باس کی گردن اس کی کلائی کی گرفت میں تھی پھر جیسے ہی اس کا منہ کھلا ابن بطوطہ کے ہاتھ میں موجود مٹی کا ڈھیر اس کے حلق تک پہنچ گیا۔ وہ بری طرح تڑپا تھا اس کے ساتھ ہی اس نے منہ میں بھری جانے والی مٹی تھوکی تھی وہ کافی جاندار تھا مگر ابن بطوطہ نے اس کی وہ رگ دبائی تھی کہ وہ مجبور ہو کر رہ گیا تھا آواز حلق سے نکل ہی نہیں پا رہی تھی۔

"ساکت ہو جاؤ ورنہ گردن توڑ دوں گا"...... ابن بطوطہ نے سرد لہجے میں کہا مگر اس نے جیسے سنا ہی نہیں تھا۔ ایک بار پھر اس نے پوری قوت لگا کر ابن بطوطہ کی گرفت سے نکل جانا چاہا مگر اپنی اس کوشش میں ہو کامیاب نہ ہو سکا۔ ابن بطوطہ نے گردن پر دباؤ

بڑھایا تو سانس گھٹجانے کی وجہ سے وہ بری طرح تڑپا تھا مگر ابن بطوطہ اس وقت تک گلا دبائے رہا جب تک وہ بے ہوش نہ ہو گیا۔

پوری طرح اطمینان کرنے کے بعد کہ وہ واقعی بے ہوش ہو گیا ہے ابن بطوطہ نے اسے کاندھے پر لادا اور اندازے سے ایک طرف بڑھنے لگا وہ نالے تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن اسے اس گہری تاریکی میں نہ سمت کا اندازہ تھا اور نہ ہی فاصلے کا۔ وہ چلتا رہا بغیر یہ سوچے کہ وہ کس طرف جا رہا ہے۔ اچانک اسے نہ صرف رکنا پڑا بلکہ اپنے کاندھے پر لدے ہوئے بوجھ سمیت اسے ایک بیل گاڑی کی اوٹ لینی پڑی تھی کیونکہ کہیں قریب ہی کسی نے ٹارچ روشن کی تھی پھر روشنی کا ہالہ آگے بڑھنے لگا۔ ابن بطوطہ گاڑی کے عقب میں چوکنا کھڑا تھا۔

ٹارچ کی روشنی کا دائرہ مختلف چیزوں پر سے گزرتا ہوا غائب ہو گیا مگر نہیں وہ غائب کہاں ہوا تھا۔ وہ تو گہرائی ناپ رہا تھا۔ یہ وہی نالہ تھا جیسے ابن بطوطہ راہ فرار بنانا چاہتا تھا۔ ٹارچ والے آگے بڑھتے چلے گئے اور وہ پھرتی سے بوجھ سمیت آگے بڑھ کر نالے میں اتر گیا۔ اب وہ تیزی سے شہر والی سمت بڑھ رہا تھا پیروں کے نیچے ناہموار زمین تھی کبھی کبھی خشک پتے اور جھاڑیاں بھی پیروں تلے آرہی تھیں۔ ابن بطوطہ آگے بڑھتا چلا گیا کہ اچانک اسے ایک انسانی آواز سنائی دی تو وہ فوراً نالے کی دیوار کے ساتھ چپک گیا۔ اگر آواز کے ساتھ ہی اس نے خود کو نالے کی کچی دیوار کی جڑ سے

چپکا نہ لیا ہوتا تو اس کا دیکھ لیا جانا یقینی تھا مگر اب وہ اس وقت تک محفوظ تھا جب تک کہ ٹارچ والا جھک کر نالے کی قدرتی دیوار کی جڑ کو نہ دیکھتا۔ ٹارچ کا ہالہ چند لمحے نالے میں دوڑتا رہا پھر وہ غائب ہو گیا ساتھ ہی کسی کی آواز سنائی دی۔

”کوئی جانور وغیرہ ہوگا“...... کسی نے کہا۔

”ایسا ہی لگتا ہے“...... دوسری آواز سنائی دی۔

”ہم کب تک یہاں کھڑے رہیں گے“...... پہلی آواز نے کہا۔

”یہاں کھڑے رہنے کا حکم نہیں ہے۔ اسے تلاش کرنے کا حکم ہے آؤ بائیں سمت دیکھیں“...... دوسری آواز نے کہا۔ ابن بطوطہ اپنی جگہ چپکا رہا گو کہ آوازوں کے خاتمے کے ساتھ ہی قدموں کی چاپ بھی سنائی دی تھی مگر وہ رسک لینے کے لئے تیار نہیں تھا پھر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اب وہاں کوئی موجود نہیں ہے تو وہ آگے بڑھنے لگا لمحہ بہ لمحہ اب وہ ان سے دور ہوتا جا رہا تھا آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد وہ شہر کے قریب پہنچ گیا پھر ایک ڈھلان نما راستے سے وہ نالے سے باہر نکل آیا اور سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ سڑک سنسان تھی اور کسی گاڑی کی آمد کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ اچانک وہ چونک پڑا دور شہر والی سمت سے کسی گاڑی کے ہیڈ لیمپس چمکے تھے۔ ابن بطوطہ نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ کیا وہ دشمن کے آدمی ہیں۔ یقیناً نہیں اگر وہ دشمن ہوتے تو شہر کی مخالف سمت سے آتے شہر والی سمت سے آنے والے فارم ہاؤس کے

کمینوں ہی میں سے کوئی ہو سکتے تھے۔

اس نے کچھ سوچ کر اپنا بوجھ سڑک پر ڈال دیا اور خود ذرا سا آگے بڑھ کر سڑک کے درمیان میں لیٹ گیا۔ کار بڑی تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی پھر وہ بالکل قریب آ گئی۔ ہیڈ لیمپس کی روشنی میں وہ سڑک کے درمیان پڑا صاف نظر آ رہا تھا۔

آنے والی گاڑی اس کے قریب پہنچ کر رک گئی پھر دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر اس کی طرف بڑھا۔ ابن بطوطہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور ریوالور نکال کر بوڑھے کی طرف جھپٹا۔ پھر اس نے ریوالور جھکے ہوئے بوڑھے کی گردن سے لگا دیا۔

''زندگی چاہتے ہو یا موت''...... ابن بطوطہ نے سرد لہجے میں کہا۔

''کک۔ کون ہو''...... بوڑھے نے بری طرح اچھل کر کہا۔

''میری بات کا جواب دو''...... ابن بطوطہ غرایا۔

''کیا چاہتے ہو تم''...... بوڑھا خوفزدہ ہو گیا۔

''صرف اتنا کہ مجھے اور اس آدمی کو شہر پہنچا دو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''لل۔ لاش کو''...... اس نے ہکلا کر کہا۔

''نہیں یہ صرف بے ہوش ہے۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو جو میں چاہتا ہوں وہی کرو ورنہ ایک گولی تمہارے سینے اتار کر تمہاری کار

خود لے جاؤں گا''...... ابن بطوطہ نے غرا کر کہا۔

''نہیں جو تم کہو گے وہ میں کروں گا''...... اس نے بات کاٹ کر کہا۔

''گڈ۔ اب چار قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہو جاؤ''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''کک۔ کیوں۔ گولی مارو گے''...... اس نے خوفزدہ ہو کر کہا۔

''احمق ہو''...... ابن بطوطہ غرایا اور بوڑھے پر ریوالور تانے اپنے شکار کر اٹھا کر کاندھے پر لادا اور لے جا کر گاڑی کی عقبی سیٹ پر ڈال دیا پھر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''چلو گاڑی بڑھاؤ''...... ابن بطوطہ نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ ہاں''...... بوڑھے کے منہ سے نکلا اور وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا پھر اس نے گاڑی ریورس کی اور اس کا رخ شہر کی طرف کر دیا۔

ابن بطوطہ اپنے گرد و پیش سے بے خبر نہیں تھا ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کا اضطراب بڑھ رہا تھا اسے نائٹ پیٹرولنگ اسکواڈ کی پولیس کاروں سے بھی خطرہ تھا اور بلیک ٹرائب کے آدمیوں سے بھی۔ وہ اب تک اس کے فرار سے آگاہ ہو چکے ہوں گے اور وہ شہر کی طرف چل پڑے ہوں گے دونوں طرح کے خطرات کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا۔

''کک۔ کہاں چھوڑوں''...... بوڑھے نے شہر پہنچ کر پوچھا۔

''چلتے رہو''...... ابن بطوطہ غرایا وہ کسی ایسی جگہ رکنا چاہتا تھا کہ جہاں سے وہ کوئی گاڑی حاصل کر کے رانا ہاؤس تک جا سکتا۔ پھر ایک گلی کے اندر کئی گاڑیاں دیکھ کر اس نے بوڑھے کو گاڑی روکنے کے لئے کہا اور اپنے شکار سمیت اتر گیا اس کے اترتے ہی بوڑھا اتنی تیزی سے بھاگا تھا کہ جیسے اگر وہ ایک لمحہ بھی مزید وہاں رکا تو ابن بطوطہ اسے گولی مار دے گا۔

ابن بطوطہ بوجھ سمیت اس گلی کی طرف بڑھا جہاں کئی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں چند لمحے بعد وہ ایک کار میں سوار رانا ہاؤس کی سمت اڑا چلا جا رہا تھا جبکہ اس کا شکار عقبی سیٹ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

''ان دونوں میں سے کوئی ہاتھ نہیں لگا''...... لوگاس نے خونخوار لہجے میں کہا اس کے سامنے اس کے چھ آدمی کھڑے ہوئے تھے جبکہ اس کے عقب میں صوفوں پر مادام تاؤ اور میڈنا بیٹھی ہوئی تھیں۔

''نو باس۔ وہ ہمیں ڈاج دے کر نکل گئے۔ وہ گلیوں میں جا کر گم ہو گئے تھے''...... سامنے کھڑے ہوئے افراد میں سے ایک نے کہا۔

''ان کی رہائش گاہوں کو چیک کیا ہے''...... لوگاس نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ وہاں بھی نہیں پہنچے باس''...... اس نے کہا۔

''ان کے ساتھیوں کی قیام گاہوں پر تلاش کرنا تھا''...... لوگاس نے کہا۔

''وہ وہاں بھی نہیں ملے باس''...... اس نے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو''...... لوگاس غرایا۔

''باس جب وہ ہمیں ڈاج دے کر نکل گئے تھے تو میں نے سیدھا ان کی قیام گاہوں کا رخ کیا تھا''...... اس نے جلدی جلدی بتایا۔

''اور وہ وہاں نہیں ملے کیوں''...... لوگاس نے خونخوار لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اس کے بعد ہی میں نے ان کے دوسرے ساتھیوں کی قیام گاہوں کا رخ کیا تھا مگر وہ ان جگہوں پر بھی نہیں ملے''...... اس نے کہا۔

''ہونہہ پھر ان لوگوں کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا کہاں چلے گئے وہ دونوں''...... لوگاس نے غراتے ہوئے کہا۔

''اس بات پر میں خود حیران ہیں باس''...... اس نے کہا۔

''ان کی قیام گاہوں کی نگرانی کرو''...... لوگاس نے غراتے ہوئے کہا۔

''ٹھہرو۔ ان لوگوں کو واپس بھیج دو''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا''...... لوگاس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔

''اسی میں بہتری ہے''...... مادام تاؤ نے کہا اور لوگاس نے ان لوگوں کو واپس چلے جانے کا اشارہ کیا۔

''میں نہیں سمجھا کہ تم نے انہیں کیوں روکا ہے''۔ لوگاس نے کہا

''پہلے یہ معلوم کرو کہ وہ تمہارے آفس میں داخل کیسے ہوئے۔ کیا تمہارے آفس کے باہر پہرہ نہیں تھا''...... میڈنا نے کہا۔

''وہ لوگ کارنس کے ذریعے آفس میں گھسے تھے''...... لوگاس نے کہا۔

''کیا مطلب''...... میڈنا نے پوچھا۔

''وہ پہلے واش روم میں گئے وہاں سے کارنس پر اترے اور کارنس پر چلتے ہوئے میرے آفس میں داخل ہو گئے''...... لوگاس نے تفصیل سے بتایا۔

''ہونہہ۔ اس بات کا پتہ کیسے چلا کہ وہ سیکرٹ سروس کے ممبر جولیا اور صفدر تھے''۔ مادام تاؤ نے چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد کہا

''میں نے اپنے آفس میں سی سی کیمرہ لگایا ہوا ہے جو تصویروں کے ساتھ آواز بھی کیچ کرتا ہے۔ ان کی فوٹیج کے ساتھ آوازوں کی ریکارڈنگ ملی ہے جس میں مرد، عورت کو جولیا اور عورت مرد کو صفدر کے نام سے پکار رہی تھی اور یہ دونوں نام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے نام ہیں''...... لوگاس نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو وہ صفدر اور جولیا ہی تھے''...... مادام تاؤ نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''اس ثبوت کے بعد کسی شک و شبہے کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی''...... لوگاس نے کہا۔

''یقیناً مگر اب وہ تمہیں اپنی قیام گاہوں پر شاید ہی ملیں گے اور

اگر مل گئے تو تمہارے آدمی آسانی سے ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے مسٹر لوگاس اسی لئے میں نے تمہارے آدمیوں کو روک دیا ہے"...... مادام تاؤ نے کہا۔ وہ میڈنا کے ساتھ لوگاس سے ملنے سپیشل کلب میں پہنچی تھی جہاں سے لوگاس کے آدمی نے ان دونوں کو لوگاس کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچا دیا تھا۔ لوگاس پریشان تھا۔ مادام تاؤ نے جب اس سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو پہلے وہ ٹالتا رہا پھر اس نے کلب کے آفس میں ہونے والے واقعے کی تفصیل اسے بتا دی تھی۔

"پھر"...... لوگاس نے پوچھا۔

"وہ کس قسم کے کاغذات لے گئے ہیں"...... میڈنا نے کہا۔

"میں نے بتایا تھا نا کہ وہ ایسے کاغذات آفس ٹیبل کی دراز سے نکال کر لے گئے ہیں جن کے ذریعے مجھے اسمگلر اور منشیات فروش ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ان کاغذات میں آر پی کی بھی تفصیل درج ہے"...... اس نے کہا۔

"اور کچھ"...... مادام تاؤ نے پوچھا۔

"کیا یہ کاغذات اہم نہیں ہیں"...... لوگاس نے منہ بنا کر کہا۔

"ان کاغذات ہی کی بات ہوتی تو تم اتنے فکر مند اور جھلائے ہوئے نہ ہوتے مسٹر لوگاس اور بھی کوئی بات ہے"...... میڈنا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور کیا بات ہو سکتی ہے"...... لوگاس نے بظاہر چونک کر کہا۔

"ان کے علاوہ کوئی اہم چیز بھی وہ لے گئے ہیں"...... میڈنا نے لوگاس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نن۔ نہیں"...... لوگاس نے ہکلا کر کہا۔

"ہیڈ کوارٹر سے جو نیلے لفافے تمہارے پاس پہنچنے والے تھے ان کا کیا ہوا۔ ابھی پہنچے یا نہیں"...... مادام تاؤ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو لوگاس کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"وہ۔ وہ۔ لل۔ لفافے"...... لوگاس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"آ گئے تھے کیوں ٹھیک ہے نا"...... مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... لوگاس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور وہ دونوں کاغذات کے ساتھ وہ لفافے بھی لے گئے ہیں"...... میڈنا نے کہا۔

"ہاں"...... لوگاس نے کہا اس کے چہرے پر زردی چھا گئی تھی۔

"تم نے پیغام کو پڑھنے کی کوشش کی تھی"۔ مادام تاؤ نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے انہیں جوں کا توں میز کی دراز میں رکھ دیا تھا کیونکہ میرے پاس مائیکرو اسکوپ نہیں ہے"...... لوگاس نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"ٹکٹ ہٹائے تھے"...... مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھیڑا تھا"۔

لوگاس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ان کو کس طرح پتہ چلا کہ ان لفافوں میں ٹکٹوں کے نیچے کوئی خفیہ پیغام موجود ہے"...... میڈنا نے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ اور یہ تم دونوں اس طرح مجھ سے سوال و جواب کیوں کر رہی ہو"...... لوگاس نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"وہ لفافے چیف نے تمہیں ہمارے لئے ہی بھیجے تھے لوگاس اور انہی لفافوں کو لینے کے لئے ہم یہاں آئی ہیں۔ جب تم نے مجھے پیغام دیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے دو آدمی تمہارے کمرے سے کاغذات نکال کر لے گئے ہیں تب ہی میرا ماتھا ٹھنکا تھا اور مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ مخصوص پیغام والے لفافے بھی لے گئے ہیں"...... میڈنا نے کہا۔

"مجھے ان کے بارے میں اب یاد آیا ہے ورنہ اب تک میں یہی سمجھا تھا کہ وہ اسمگلنگ اور منشیات فروشی والے کاغذات ہی لے گئے ہیں"...... لوگاس نے کہا۔

"اتنی لاپرواہی"...... مادام تاؤ نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ میرے آدمیوں کا قصور ہے اور ان کو میں نے اس کی سزا دے دی ہے جو یہاں پہرے پر تھے ان کی لاشیں گٹڑ میں تیر رہی ہیں"...... لوگاس نے کہا۔

"قصور تمہارے آدمیوں کا نہیں تمہارا ہے۔ کیا تمہیں احساس نہیں تھا کہ کوئی کارنس کے ذریعے بھی تمہارے آفس میں داخل ہو

سکتا ہے اور تمہارے کمرے سے کاغذات چوری کر کے فرار ہو سکتا ہے"...... مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا تھا کہ میرا آفس محفوظ ہے۔ اسی لئے میں میک اپ بدل بدل کر وہاں چکر لگاتا رہتا تھا"...... لوگاس نے کہا۔

"اور اسی لئے اتنے اہم کاغذات اتنی لاپرواہی سے تم نے وہاں رکھ چھوڑے تھے کیوں"...... مادام تاؤ نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"اب تو غلطی ہو گئی ہے آئندہ نہیں ہو گی"...... لوگاس نے آہستہ سے کہا۔

"لیکن اب ہو گا کیا"...... مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں کاغذات ان سے واپس حاصل کر لوں گا"۔ لوگاس نے کہا

"وہ کس طرح سے میں بھی تو سنوں"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم کو اغوا کرا لوں گا اور پھر ایکسٹو سے ان کے بدلے کاغذات واپس مانگ لوں گا"...... لوگاس نے کہا۔

"ہونہہ۔ اب وہ اتنی آسانی سے تمہارے ہاتھ نہیں آ سکیں گے"...... میڈنا نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں"...... لوگاس نے کہا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کون ہیں اور کیا تم ان کے پتے ٹھکانے بھی جانتے ہو"...... مادام تاؤ نے کہا۔

"نہیں"...... لوگاس نے انکار میں سر ہلایا۔

''پھر تم سے بڑا احمق کوئی نہیں ہے۔ تمہارے آدمیوں ہی کی نہیں بلکہ تمہارے کلب کی نگرانی بھی کی جا رہی ہے۔ نانسنس''۔ مادام تاؤ نے کہا۔

''یہ ناممکن ہے''...... لوگاس نے کہا۔

''اسی غلط فہمی میں رہے تو بہت جلد تمہاری گردن پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں میں ہو گی''...... میڈنا نے کہا اور لوگاس کے چہرے پر کئی رنگ آ کر گزر گئے۔

''کیا اس کا کوئی ثبوت ملا ہے''...... لوگاس نے پوچھا۔

''آرتھر اور جونی کلب کے ہال میں موجود ہیں ان سے پوچھو کیا ان کے قریب کی میز پر نیلے سوٹ والا ایک مرد اور براؤن رنگ کی چست لباس میں ایک عورت موجود تھے یا نہیں''...... میڈنا نے کہا اور لوگاس چونک پڑا۔

''کیا یہ دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں''...... لوگاس نے کہا۔

''ہاں یہ جولیا اور صفدر کے لباسوں کے رنگ ہیں وہ دونوں میک اپ میں تھے''...... میڈنا نے کہا اور لوگاس نے فون کے رسیور کی طرف بڑھایا اور پھر وہ کچھ دیر فون پر بات کرتا رہا پھر رسیور رکھنے پر اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

''کیا رہا''...... میڈنا نے مسکراتے ہوئے۔

''تمہاری بات درست نکلی مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا کیوں ہوا

اور ان کو پہچاننے کے بعد چھوٹ کیوں دی گئی''...... لوگاس نے کہا۔

''میرے آدمی نے ان کو صفدر اور جولیا کی حیثیت سے نہیں پہچانا تھا''...... میڈنا نے کہا۔

''پھر''...... لوگاس نے پوچھا۔

''وہ صرف اس وجہ سے مشکوک ہوئے تھے کہ وہ آرتھر اور جونی کی نگرانی کر رہے تھے پھر جب وہ واش روم والی راہداری میں گئے تب بھی میرے آدمی کو شبہ نہیں ہوا کہ وہ کوئی کارروائی کرنے جا رہے ہیں''...... میڈنا نے کہا۔

''پھر''...... لوگاس کے منہ سے نکلا۔

''پھر جب کافی دیر تک وہ واپس نہیں لوٹے تو اسے کچھ شبہ ہوا اور اس نے واش روم والی راہداری میں جا کر ان کو تلاش کیا اور جب وہ وہاں نہیں ملے تو وہ یہ سمجھا کہ وہ اپنی نگرانی سے آگاہ ہونے کے بعد فرار ہو گئے ہیں میرے آدمی کو اس وقت بھی یہ شبہ نہیں ہوا تھا کہ وہ تمہارے آفس میں گھس کر وہاں کی تلاشی لے رہے ہیں''...... میڈنا نے کہا۔

''اب کیا کیا جائے''...... لوگاس نے کہا۔

''سردست ان کو یہ احساس مت ہونے دو کہ ہم ان کو طرف سے مشکوک ہو چکے ہیں''...... میڈنا نے کہا۔

''پھر۔ کیا کاغذات اور لفافے انہی کے پاس رہنے دیئے جائیں''...... لوگاس نے پوچھا۔

''فی الحال یہی مناسب رہے گا''...... مادام تاؤ نے کہا۔

''اگر انہوں نے وہ خفیہ پیغام پڑھ لئے تو''...... لوگاس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ ان کی اصلیت سے آگاہ نہیں ہو سکیں گے۔ میرا جہاں تک خیال ہے وہ لفافوں پر بلیک ٹرائب کا نام دیکھنے کے بعد یہ سوچ کر انہیں لے گئے ہوں گے کہ ان لفافوں میں موجود خطوط کی تحریر میں کوئی خفیہ پیغام ہو گا اور وہ ان کی تحریروں پر ہی دماغ کھپاتے رہ جائیں گے''...... میڈنا نے کہا۔

''کاش ایسا ہی ہو''...... لوگاس نے کہا۔

''اور سنو لوگاس۔ جس طرح حالات اب تک ہیں انہیں ایسا ہی چلنے دینا کوئی نیا حکم جاری مت کرنا''...... مادام تاؤ نے کہا۔ چونکہ لوگاس کے آفس سے صفدر اور جولیا خفیہ پیغام والے لفافے چوری کر کے لے گئے تھے اسی لئے لوگاس، مادام تاؤ اور میڈنا کے سامنے دبا دبا سا دکھائی دے رہا تھا ورنہ وہ ان دونوں کو کسی بھی صورت میں اپنے سامنے اس طرح بات کرنے کا موقع نہ دیتا تھا لیکن اب جیسے وہ ان کے سامنے بے بس اور لاچار دکھائی دے رہا تھا۔

''ٹھیک ہے لیکن چیف نے ان لفافوں کے بارے میں پوچھا تو''...... لوگاس نے کہا۔

''چیف اس وقت تک تمہیں کال نہیں کرے گا جب تک میں

خود چیف کو کال کر کے لفافوں کے بارے میں نہ پوچھوں گی۔ فی الحال وہ میری کال کا منتظر ہو گا''...... مادام تاؤ نے منہ بنا کر کہا۔

''اگر چیف کی کال آئی تو کیا میں کہہ دوں کہ لفافے تم تک پہنچ چکے ہیں''...... لوگاس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے لجاجت بھرے لہجے میں کہا تو مادام تاؤ اسے گھور کر رہ گئی۔

''ایسی صورت میں چیف مجھ سے جواب مانگے گا۔ میں اسے کیا جواب دوں گی نانسنس''...... مادام تاؤ نے غرا کر کہا۔

''تو پھر''...... لوگاس نے کہا۔

''کہہ دینا۔ لفافے تمہارے تحویل میں ہیں اور ابھی میں تم سے لینے نہیں آئی ہوں''...... مادام تاؤ نے کہا تو لوگاس کا منہ لٹک کر رہ گیا۔ جیسے یہ کہہ کر اس نے ایک بار پھر چیف کے عتاب کی تلوار اس کے سر پر لٹکا دی ہو۔

''فکر مت کرو۔ ایک ہی چال میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ایکسٹو سمیت ہمارے پھندے میں ہوں گے۔ فی الحال مصلحت یہی ہے کہ ان کو دھوکے میں رکھا جائے یہ باور کرایا جائے کہ ہم بالکل غافل ہیں''...... میڈنا نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... لوگاس نے کہا اور میڈنا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی خباثت اور عیاری سے بھرپور مسکراہٹ۔

عمران نے باس کے منہ سے نکالا ہوا مصنوعی دانت کو بغور دیکھا اور اسے ٹرے میں ڈال دیا پھر باس کے منہ میں پھنسایا ہوا سرجری کا وہ آلہ نکال لیا جس کے ذریعے جبڑوں کو کھلا رکھا گیا تھا پھر اس نے بلیک زیرو کو اشارہ کیا اور بلیک زیرو نے ٹرالی پر رکھی ہوئی دوسری ٹرے سے سرنج اٹھائی پھر کپڑوں کے اوپر ہی سے سوئی باس کے بازو میں گھسیڑ دی اور سرنج میں موجود محلول اس کے بازو میں انجکٹ کرتا چلا گیا پھر سرنج واپس ٹرے میں رکھی اور ٹرالی دھکیلتا ہوا کمرے کے دوسرے کونے میں چلا گیا عمران باس کو گھور رہا تھا۔ جس کے جسم میں اب حرکت ہونا شروع ہو گئی تھی پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

''میں کہاں ہوں''...... اس کے منہ سے نکلا تھا۔

''فی الحال تم اپنے آپ کو دوستوں میں سمجھ سکتے ہو''...... عمران نے کہا لہجہ سرد اور سفاکی سے بھرپور تھا۔

''کیا مطلب''...... اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''مطلب یہ کہ ہم تمہارے دوست ہیں یا دشمن اس کا فیصلہ تمہارے رویئے پر ہے مسٹر''...... عمران نے اسی طرح سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔

''کیا چاہتے ہو مسٹر عمران''...... اس نے عمران کا نام لے کر کہا۔

''گڈ۔ اچھا ہوا کہ تم نے ظاہر کر دیا کہ تم مجھے جانتے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''اجنبی بننے سے کوئی فائدہ نہیں عمران۔ اب یہ بتا دو کہ مجھے یہاں کیوں لائے ہو''...... اس نے سنجیدگی نے کہا۔

''کچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے''...... عمران نے کہا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... اس نے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''سب سے پہلے اپنا نام بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''میرا نام ڈیانگ ہے اور میں زیرو لینڈ کا نیا ایجنٹ ہوں''۔ اس نے جواب دیا۔

''تم لوگ اچانک میرے دشمن کیوں بن گئے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم تو شروع سے ہی تمہارے دشمن ہیں کیونکہ زیرو لینڈ کو سب سے زیادہ نقصانات تم ہی نے پہنچائے ہیں اور تمہیں زندہ چھوڑ دینا زیرو لینڈ کے مفادات کے لئے بے حد نقصان دہ ہے لیکن یہ تمہاری

خوش قسمتی تھی کہ زیرو لینڈ کے دو بڑے تھریسیا اور سنگ ہی تمہاری ہلاکت کے حق میں نہیں تھے۔ لیکن ساڈال، نانوتہ، مادام شی تارا اور باقی سارے ایجنٹ تمہیں ہر صورت میں ہلاک کر دینا چاہتے تھے“...... ڈیانگ نے غرا کر کہا۔

”پھر۔ کیا اب وہ میری ہلاکت کے حق میں ہو گئے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی منظوری اوپر سے آئی ہے“...... ڈیانگ نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

”تمہارا مطلب ہے سپریم کمانڈر نے یہ حکم دیا ہے“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں“...... ڈیانگ نے کہا۔

”ماسٹر سنگ ہی اور تھریسیا کو اس کا علم ہے کہ زیرو لینڈ کی طرف سے مجھے ہلاک کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مگر وہ اب اس معاملے میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کر سکتے“...... ڈیانگ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اس کی وجہ“...... عمران نے پوچھا۔

”یہ بڑے ہی بتا سکیں گے“...... ڈیانگ کہا۔

”مادام ٹی تھری بی کا پتہ بتا سکو گے“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ اپنے نے گراز میں موجود کیا تم مادام سے ملنا چاہتے

ہو“...... ڈیانگ نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ مگر وہ یہاں کیوں آئی ہے۔ کیا وہ میری ہلاکت کا تماشہ دیکھنے آئی ہے کہ تم لوگ کس طرح مجھے موت سے ہمکنار کرتے ہو“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی وجہ مادام کا وعدہ ہے“...... ڈیانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسا وعدہ“...... عمران نے پوچھا۔

”مادام نے شادی کے سلسلے میں تمہیں کوئی وارننگ دی تھی نا“۔ ڈیانگ نے کہا۔

”ہاں“...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”اور تم نے اس وارننگ پر کوئی توجہ نہیں دی اور بڑی دھوم سے شادی رچا بیٹھے“...... ڈیانگ نے کہا۔

”غلط کہتے ہو۔ یہ شادی زبردستی ہوئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”کچھ بھی ہو تم نے شادی تو کر ہی لی نا۔ مادام تھریسیا اب اپنا وعدہ پورا کرنے آئی ہیں وہ تمہاری بیوی سے نمٹیں گی اور ہم تم سے تا کہ تم دونوں بیک وقت موت کے سفر پر روانہ ہو سکو“...... ڈیانگ نے ہنس کر کہا۔

”کیا وہ اسے مار ڈالے گی“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”اس بارے میں مادام کا پروگرام وہی بتا سکتی ہیں البتہ اب تمہاری بیوی کا انجام موت ہی ہو گا“...... ڈیانگ نے کہا۔

"ہونہہ۔ فے گراز چوبیس گھنٹے فضا میں نہیں رہ سکتا کہیں نہ کہیں وہ لینڈ ضرور کرے گا کیا تم مجھے اس جگہ کا پتہ بتا سکتے ہو۔ بولو"...... عمران نے ہنکارہ بھر کر چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"وہ باتیں نہ پوچھو جو میں بتا نہ سکوں تو بہتر ہے"...... ڈیانگ نے کہا۔

"میں زبان کھلوانا جانتا ہوں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مایوسی ہو گی۔ تشدد کی صورت میں تمہیں میرے مردہ جسم کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکے گا عمران"...... ڈیانگ نے ہنس کر کہا۔

"کس خیال میں ہو۔ کیا تمہیں احساس نہیں ہوا کہ تمہارا وہ مصنوعی دانت نکالا جا چکا ہے کہ جس میں سائنائیڈ بھرا ہوا ہوتا ہے اور جسے چبا کر تم خودکشی کر سکتے تھے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"کیا"...... ڈیانگ کے منہ سے نکلا اور پھر شاید اس نے منہ بند کر کے زبان سے مصنوعی دانت ٹٹولنے کی کوشش کی تھی دوسرے ہی لمحے اس کا جسم یکدم ڈھیلا پڑ گیا اور چہرے پر زردی سی پھیل گئی۔

"کیا خیال ہے اب"...... عمران نے پوچھا۔

"پھر بھی تم میری زبان نہیں کھلوا سکو گے"...... ڈیانگ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"میرے تعاقب میں صرف ایک گاڑی تھی وہ جس سے شعاع

کے ذریعے مجھ پر حملہ کیا گیا تھا اور اس گاڑی میں چار یا چھ آدمی ہو سکتے تھے لیکن شہر سے باہر مجھے گھیرنے والوں کی تعداد پچاس کے قریب تھی کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ باقی افراد کہاں سے وہاں پہنچ گئے تھے اور کیسے"...... عمران نے کہا۔

"ہم نے شہر سے باہر نکلنے سے پہلے ہی ٹرانسمیٹر پر مدد طلب کر لی تھی"...... ڈیانگ نے کہا۔

"مگر کس سے"...... عمران نے پوچھا۔

"اپنے باس سے"...... ڈیانگ نے گول مول جواب دیا۔

"باس کون ہے اور کہاں مل سکے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"باس ساڈال ہے اور وہ وہیں ملے گا جہاں فے گراز لینڈ کرتے ہیں۔ مگر اب فے گراز لینڈ کرنے والی جگہ کے بارے میں مت پوچھ بیٹھنا کیونکہ میں اس جگہ کو بھول گیا ہوں"...... ڈیانگ نے مسکرا کر کہا۔

"پرواہ مت کرو۔ ہمارا مہمان کمزور ہے اسے طاقت کے انجکشن لگا دو"...... عمران نے پہلے اس سے پھر بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس گوشے کی طرف بڑھا جہاں ٹرالی کھڑی تھی پھر چند لمحے بعد وہ پلٹا تو اس کے ہاتھ میں سرنج تھی جس میں لال رنگ کا کوئی سیال بھرا ہوا تھا بلیک زیرو سرنج لئے ڈیانگ کی طرف بڑھا۔

''نہیں مجھے طاقت کے انجکشن کی ضرورت نہیں''...... اس نے حلق پھاڑ کر کہا مگر بلیک زیرو نے سرخ سیال اس کے بازو میں انجکٹ کر ہی دیا اس کے بازو اور پیر کرسی سے بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ کوئی مدافعت نہیں کر سکا تھا۔

''بس ایک منٹ بعد تمہارے جسم میں طاقت آ جائے گی اور تم فر فر سب کچھ بتانے لگو گے''...... عمران نے ریسٹ واچ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں''...... وہ چلایا تھا مگر ایک منٹ گزرتے ہی اس کے جسم میں مرچیں سی لگنے لگیں چہرہ سرخ ہو گیا اور ماتھے پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے عمران اسے بغور دیکھ رہا۔

''بولو۔ نے گراز کہاں لینڈ کرتے ہیں''...... عمران نے جھک کر پوچھا۔

''نہیں بتاؤں گا''...... ڈیانگ نے غرا کر کہا مگر لہجے میں اعتماد نہیں تھا عمران سیدھا ہو گیا اب وہ بری طرح سر پٹخنے لگا تھا۔ چہرہ انگارہ ہو گیا تھا اور منہ سے کراہیں نکلنے لگی تھیں وہ ہاتھوں کو آزاد کرانے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا مگر فولادی راڈز کی گرفت سے ہاتھ نکالنا آسان نہیں تھا۔

''اگر میں تمہارے ہاتھ کھول دوں تو۔ جانتے ہو کیا ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''تم۔ تم......'' ڈیانگ اور کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔

''اپنے جسم کو نوچ نوچ کر زخمی کر ڈالو گے۔ اپنے دانتوں سے اپنی ہی بوٹیاں نوچو گے''...... عمران نے جملہ پورے کرتے ہوئے کہا۔

''م۔ مجھے۔ اس اذیت سے نجات دلاؤ''...... اس نے کراہ کر کہا۔

''نے گرازوں کے لینڈ کرنے کی جگہ کا پتہ بتاؤ''...... عمران غرایا۔

''بتا دوں گا۔ بتا دوں گا''...... ڈیانگ نے کراہتے ہوئے کہا اس کے چہرے سے پسینہ اور منہ سے کف بہنے لگا تھا چہرے کی سرخی بتا رہی تھی کہ وہ سخت اذیت میں ہے جسم بار بار بل کھا رہا تھا اینٹھ رہا تھا۔

''اسے اینٹی انجکشن لگا دو''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو ٹرالی والی گوشے میں گیا پھر واپس آ کر پانی کے رنگ کا سیال اس کے دوسرے بازو میں انجکٹ کر دیا پھر ایک لمحہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ڈیانگ پر سکون ہو گیا۔ اسے ایسا لگا تھا کہ جیسے کسی نے اس کے جلتے ہوئے جسم پر برف رکھ دی ہو۔ پھر وہ فر فر سب کچھ بتانے لگا عمران کرید کرید کر اس سے سوال پوچھ رہا تھا۔

''اب آزاد ہونا چاہتے ہو یا یہیں رہو گے''...... عمران نے آخر میں سر ہلا کر پوچھا۔

''اب میں اپنے ساتھیوں کو نظر آیا تو وہ مجھے گولی مار دیں

گئے"۔ ڈیانگنے خوفزدہ لہجے میں کہا چہرے پر دہشت ابھر آئی تھی۔

"اوکے۔ پھر یہیں رہو اس وقت تک جب تک میں ان سے نمٹ نہیں لیتا۔ اسے گیسٹ ہاؤس تھری میں پہنچا دو اور اس کے آرام کا خیال رکھو"...... عمران نے پہلے اس آدمی سے پھر بلیک زیرو سے کہا۔

"بہت بہتر"...... بلیک زیرو نے کہا اور اسے راڈز سے آزاد کرنے کے بعد وہ اسے لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ گیسٹ ہاؤس تھری دراصل دانش منزل کے تہہ خانہ نمبر تین کا کوڈ تھا۔ جہاں کسی بھی مجرم کو گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر خاکستر کر جاتی تھی۔ عمران نے کوڈ میں بلیک زیرو سے یہی کہا تھا کہ وہ اسے لے جا کر ہلاک کر دے اور اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا دے۔ پھر بلیک زیرو کی واپسی دس منٹ بعد ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں ایک ٹیپ ریکارڈر تھا اس نے ریکارڈر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"کیا کوئی گانے سنوانے کا ارادہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کوئی اہم پیغام ہے"...... تابلیک زیرو نے ٹیپ کا تار کھولتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے پوچھا۔

"اس ٹیپ ریکارڈر میں جو کیسٹ لگا ہوا ہے یہ مجھے اس ڈیانگ کی جیب سے ملا ہے۔ میں نے اس ہلاک کر کے اس کی تلاشی لی تو

یہ ٹیپ برآمد ہوا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں نے اسے یہاں لا کر راڈز میں جکڑ تو دیا تھا لیکن اس کی تلاشی لینا بھول گیا تھا۔ ویسے اس میں ہے کیا"۔ عمران نے پوچھا۔

"شاید زیرو لینڈ کی جانب سے کوئی پیغام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"آپ خود سن لیں۔ ریکارڈر آن کر دوں"...... بلیک زیرو نے تار ساکٹ میں لگانے کے بعد پوچھا تو عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"نہیں پہلے کیسٹ نکال کر مجھے دو"...... عمران نے کہا۔

"بہتر"...... بلیک زیرو نے کہا اور کیسٹ نکال کر عمران کو تھما دی عمران نے کیسٹ کو بغور جائزہ لینے کے بعد محسوس کیا کہ کیسٹ عام کیسٹوں کے مقابلے میں زیادہ بھاری تھی پھر عمران کو کیسٹ کے ایک کونے پر ایک ننھا سا سفید رنگ کا ایرو بھی نظر آ گیا تھا اس نے ایرو کی سمت نظر ڈالی ایرو سے آدھ انچ کے فاصلے پر ایک نکتہ سا تھا۔

عمران نے نکتے کو ہلکے سے دبایا لیکن کچھ نہیں ہوا اس نے نکتے اور ایرو دونوں کو دبایا فوراً ہی کیسٹ کا ایک حصہ کھل گیا اور اس کھلے ہوئے حصے پر نظر ڈالتے ہی وہ ششدر رہ گئے۔

کیسٹ کے کھلے ہوئے حصے میں شیشے کی باریک باریک تین نلکیاں موجود تھیں اور یہ تینوں مختلف رنگوں کی تھیں ان نلکیوں کے آگے تاروں کے جال پر ایک جگہ آف لکھا ہوا تھا عمران نے اس جگہ موجود نکتے کو ناخن سے دبا دیا فوراً ہی وہاں ہلکی سی ٹرچ کی آواز ابھری پھر دھویں کا ایک مرغولہ بلند ہوا۔ ایک ہی لمحے بعد دھواں صاف ہو گیا عمران نے دیکھا شیشے کی تینوں نلکیاں غائب ہو گئی تھیں اس نے کھلے ہوئے حصے کو بند کیا اور کیسٹ میں لگا کر اسے آن کر دیا فوراً ہی وہاں تھریسیا کی آواز ابھری تھی۔

''عمران تم نے میری وارننگ کے باوجود ایک ایسی لڑکی سے شادی کر لی ہے جس کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں تم نے شادی کرتے وقت میرے وارننگ کو یہ سوچ کر بھلا دیا تھا کہ میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گی۔ حالانکہ یہ تمہاری بھول تھی میں ہر جگہ اور ہر لمحہ پہنچ سکتی ہوں۔ میرے آدمیوں سے ذرا سی غلطی ہو گئی تھی اندازے کی غلطی جس کی وجہ سے سرعبدالرحمٰن اپنے پلان پر کامیابی سے عمل کر گزرے اور تمہاری شادی ہو گئی اگر وہ اندازہ غلط نہ ہو جاتا تو تم افراب سے کبھی شادی نہیں کر سکتے تھے۔ بہرحال بگڑا اب بھی کچھ نہیں۔ میں نے کہا تھا کہ کوئی بھی عورت تمہاری ہو کر زندہ نہیں رہ سکے گی تو سن لو کہ میں نے لوگاس کی قید سے افراب کو نکال لیا ہے۔ افراب کے ساتھ تمہارا ایک ہمشکل آدمی بھی ہے۔ تم اگر چوبیس گھنٹے کے اندر اندر نے گراز لینڈ کرنے والی جگہ نہیں

پہنچے تو افراب اور تمہارے ہمشکل دونوں کو موت کے سفر پر روانہ کر دیا جائے گا۔ ان کی زندگی چاہتے ہو تو چلے آؤ پتہ تمہیں اب تک معلوم ہو چکا ہو گا نہ ہوا ہو تو اس آدمی سے معلوم کر سکتے ہو جسے اغوا کر لائے ہو۔ تمہاری ٹی تھری بی''...... آواز معدوم ہوتے ہی ٹیپ ریکارڈ سے سرخ رنگ کا شعلہ نکلا اور ٹیپ ریکارڈر سوکھی لکڑی کی طرح جلنے لگا۔ یہ سب سن کر عمران اور بلیک زیرو خاموش سے ہو کر رہ گئے۔ عمران اس وقت اصل روپ میں تھا۔ شاید اسی وجہ سے ڈیانگ نے اسے پہچان لیا تھا۔

''تو یہ سارا کھیل زیرو لینڈ والوں کا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ بلیک ٹرائب بھی شاید زیرو لینڈ کا ہی ایک حصہ ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب تو سارے پروگرام تھریسیا ہی بتائے گی۔ مجھے تو اس کے پروگراموں میں شرکت کرنی ہے اور بس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

"کافی"......تنویر نے ویٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"صاحب کیا کسی سے جھگڑا ہو گیا تھا"۔ ویٹر نے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بکومت"......تنویر نے غرا کر کہا اور ویٹر منہ بنا کر واپس چلا گیا۔ تنویر نے اپنے آس پاس کا جائزہ لیا پورے ہال میں صرف چند میزیں خالی تھیں باقی پورا ہال بھرا ہوا تھا اور اس کی وجہ وہ رقاصہ تھی جو اسٹیج پر بازی گری کے کرتب دکھا رہی تھی اس نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگا۔

وہ یہاں بازی گری کے کمالات دیکھنے نہیں آیا تھا بلکہ میڈنا اور مادام تاؤ سے ٹکراؤ کے بعد اسے وہاں سے فرار ہو کر ایک زیر تعمیر عمارت میں پناہ لینی پڑی تھی کیونکہ وہاں پہنچنے والی کئی پولیس پٹرولنگ اسکواڈ کی گاڑیاں ہر طرف چیکنگ کر رہی تھیں نجانے مادام تاؤ اور میڈنا کا کیا بنا تھا۔

بہرحال کئی گھنٹے انتظار کرنے کے بعد وہ وہاں سے اس وقت نکلا تھا کہ جب دور دور تک کسی پولیس کار کا سائرن سنائی نہیں دے رہا تھا راستے میں اس نے اپنے لباس کو جھاڑ کر حلیہ درست کرنے کی کوشش کی تھی مگر اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ رہائش گاہ پر جا کر ہی حلیہ درست کیا جا سکتا تھا ورنہ اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ پہلے گرین پلازہ پر لوگاس کی رہائش گاہ میں ان دونوں کو دیکھے گا اور وہاں نہ ملنے کی صورت میں سپیشل کلب کا رخ کرے گا مگر اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے سب سے پہلے اپنی رہائش گاہ پر جا کر اپنا حلیہ درست کر کے لباس بدلنا ہو گا اور ساتھ ہی میک اپ بھی کرنا ہو گا اب وہ اصل شکل میں وہاں جا کر ان کو چونکانا نہیں چاہتا تھا اسے حیرت تھی کہ ان دونوں کو تعاقب اور نگرانی کا شبہ کیسے ہو گیا تھا۔

پھر وہ اس وقت چونکا جب ویٹر کافی لے کر آیا تھا کافی کے گھونٹ بھرتے ہوئے بھی وہ یہی باتیں سوچتا رہا تھا پھر کافی ختم کر کے اس نے بل کی رقم پلیٹ کے نیچے رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا اس نے بل کا انتظار کرنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ باہر نکل کر اس نے کار سنبھالی اور رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

کار گیراج میں چھوڑ کر وہ اپنے فلیٹ میں پہنچ گیا جیب سے چابیاں نکال کر وہ لاک کھولنے کے لئے جھکا ہی تھا کہ عقب میں آہٹ سن کر چونکا پھر بجلی کی سی تیزی سے وہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ٹھک کی تیز آواز ہوئی اور کوئی چیز بڑے زور سے فرش پر لگی تنویر

ایک قدم اور ہٹ گیا۔ حملہ آور کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ تھی جو
اس نے تنویر کے سر پر مارنے کی کوشش کی تھی اور اب وہ سلاخ
تولتا ہوا اس کی جانب بڑھ رہا تھا تنویر نے اسے پہچان لیا یہ سپیشل
کلب کے آدمیوں میں سے تھا اس سے قبل اسے وہ کلب کی
عمارت میں درجنوں مرتبہ دیکھ چکا تھا۔

''کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو''...... تنویر نے غرا کر کہا وہ اسے
ڈاج دینا چاہتا تھا یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ اسے پہچانتا نہیں ہے۔

''تمہاری موت''...... اس نے خونخوار انداز میں کہا۔

''مگر کیوں۔ کیا دشمنی ہے میری تم سے''...... تنویر نے کہا۔

''ملک الموت سے پوچھ لینا''...... اس نے غرا کر کہا اور سلاخ
سے تنویر کے سر پر وار کیا لیکن تنویر اچھل کر نہ صرف وار بچ گیا بلکہ
اس نے حملہ آور کو ایک فلائنگ کک بھی رسید کر دی تھی ضرب کھا
کر وہ اچھل کر کئی فٹ دور جا گرا تھا سلاخ بھی ہاتھ سے نکل گئی
تھی اور پھر تنویر نے اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اس نے کئی مرتبہ
اٹھنے اور تنویر سے لپٹ پڑنے کی کوشش کی تھی مگر تنویر نے اسے
کامیابی سے ہمکنار نہیں ہونے دیا تھا ویسے بھی اس نے محسوس کر لیا
تھا کہ وہ باقاعدہ تربیت یافتہ نہیں ہے اور نہ ہی لڑنے کے فن سے
واقف ہے۔ جلد ہی اس نے ہاتھ پیر ڈال دیئے تھے اب اس کے
منہ سے دبی دبی کراہیں نکل رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر تنویر نے جیب
سے ریوالور نکال لیا۔

''اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا''۔ تنویر
نے ریوالور کی نال اس کے سینے کی طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا
اور پھر اس کی جانب سے چوکنا رہتے ہوئے اس نے دروازے کا
لاک کھول کر دروازہ کھولا اور اسے اندر چلنے کا اشارہ کیا تو وہ کراہتا
ہوا اٹھا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس نے ایک بار پھر تنویر پر حملہ کرنے
کی کوشش کی تھی مگر ریوالور کا دستہ منہ پر کھانے کے بعد وہ کراہتا ہوا
نہ صرف پیچھے ہٹ گیا تھا بلکہ اس نے مزید جدوجہد کی کوشش ترک
کر دی تھی تنویر نے دروازہ بند کیا اور اسے سیٹنگ روم میں لا کر
بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''تمہیں یہاں کس نے بھیجا تھا''...... تنویر نے سرد لہجے میں
پوچھا۔

''م۔ میں خود آیا تھا۔ یہاں چوری کرنا چاہتا تھا مگر تمہارے آ
جانے پر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے تم پر حملہ کر دیا''...... اس نے
ہکلا کر کہا۔

''بکواس کی تو ایک گولی کھوپڑی میں اتار دوں گا۔ بولو۔ کس
نے بھیجا ہے۔ ورنہ''...... تنویر نے غرا کر کہا۔

''م۔ میں''...... اس نے کہنا چاہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''ڈیلس۔ میرا نام ڈیلس ہے''...... اس نے جواب دیا۔

''او کے۔ اب میری بات دھیان سے سنو ڈیلس۔ میں تمہیں بھی

اچھی طرح جانتا ہوں اور لوگاس کے دوسرے کتوں کو بھی اس لئے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش مت کرو"...... تنویر نے غراتے ہوئےکہا۔

"مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں میں خود یہاں آیا تھا باس نے نہیں بھیجا تھا"...... ڈیلس نے جلدی سے کہا۔ ہونٹوں سے بہنے والے خون کو اس نے آستین سے صاف کیا تھا اور بار بار تھوک نگلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اگر تم مجھے جانتے ہو تو سن لو۔ اگر میں گولی مار کر تمہیں سڑک پر پھینک دوں تو نہ تمہارا باس لوگاس کچھ کر سکے گا اور نہ ہی کوئی میرا کچھ بگاڑ سکتا ہے اس لئے جو پوچھوں سچ بتا دو"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے باس نے تمہاری نگرانی پر لگایا تھا"...... کچھ دیر سوچنے کے بعد ڈیلس نے ایک طویل سانس لینے کے بعد کہا۔

"کیوں اور کس لئے"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے دو ساتھی باس کے کمرے سے کچھ کاغذات لے بھاگے ہیں"...... ڈیلس نے کہا۔

"کون سے ساتھی اور کیسے کاغذات"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"جولیا اور صفدر"...... ڈیلس نے کہا۔

"تم انہیں پہچانتے ہو"...... تنویر نے غرا کر کہا۔

"باس نے یہی بتایا ہے"...... ڈیلس نے کہا۔

"کاغذات کیسے ہیں"...... تنویر نے پھر پوچھا۔

"باس کے لئے بہت اہم ہیں بس اتنا جانتا ہوں"...... ڈیلس نے کہا۔

"جب نگرانی کا حکم ملا تھا تو مجھے مارنے کی کوشش کیوں کی تھی"...... تنویر نے اسے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"صرف زخمی اور بے ہوش کرنے کی نیت سے"...... ڈیلس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب"...... تنویر نے پوچھا۔

"باس کے حکم کے مطابق تمہیں اغوا کر کے کلب لے جانا تھا"...... ڈیلس نے کہا۔

"ہونہہ۔ صرف میری نگرانی کی جا رہی تھی یا کسی اور کے لئے بھی یہ حکم دیا گیا تھا"...... تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی تلاش اور ان کی نگرانی کا حکم جاری ہوا تھا۔ باس کا حکم ہے کہ تم میں سے جو بھی ہاتھ لگے اسے کلب پہنچا دیا جائے"...... ڈیلس نے کہا۔

"ہونہہ۔ مگر میرا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ تم کہہ سکتے ہو۔ تم اگرچہ میک اپ میں ہو لیکن تمہارے قد کاٹھ اور حلیئے کی مکمل تفصیل ہمارے پاس موجود ہے۔ جس طرح سے تم کام کرتے ہو اس سے باس کو تو کیا مجھے بھی یقین ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہے"...... ڈیلس نے منہ بنا

کر کہا۔

"غلط فہمی ہے تمہاری"...... تنویر نے کہا۔

"تو پھر تم کلب میں کیوں موجود تھے"...... ڈیلس نے کہا۔

"کیوں۔ اس کلب میں کیا صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو آنے کی اجازت ہے"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ بہرحال تم مانو یا نہ مانو لیکن مجھے یقین ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہو"...... ڈیلس نے کہا۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

"میڈنا اور مادام تاؤ کہاں ہیں"...... تنویر نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"کیا۔ تم انہیں جانتے ہو"...... ڈیلس نے پوچھا۔

"ہاں اب وہ کہاں ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"جب میں کلب سے روانہ ہوا تھا تو وہ وہیں پر تھیں"...... ڈیلس نے کہا۔

"لوگاس کے پاس"...... تنویر نے پوچھا۔

"ہاں"...... ڈیلس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"لوگاس کے آدمی اتنے بودے اور کمزور نہیں ہوتے جتنے تم ہو۔ مار بھی کھا گئے اور زبان بھی آسانی سے کھول دی۔ اس کی کیا وجہ ہے"...... تنویر نے کہا۔

"صرف اس لئے کہ میں یہودی نہیں ہوں"...... ڈیلس نے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... تنویر نے پوچھا۔

"وہ سب ملک دشمن ہیں اور ہمارے ملک اور قوم کے خلاف سازشیں کرتے رہتے ہیں اور یہ مجھ بہت گراں گزرتا ہے"۔ ڈیلس نے کہا۔

"اس کے باوجود ان لوگوں میں شامل تھے"...... تنویر نے پوچھا۔

"موقع کی تلاش میں تھا اگر ویسے ہی علیحدہ ہوتا تو وہ مجھے جان سے مار ڈالتے مگر اب میں ان کے خاتمے کے لئے تمہارا ساتھ دوں گا"...... ڈیلس نے کہا۔

"ہونہہ"...... تنویر نے سر ہلا کر کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ڈیلس نے جو کچھ کہا تھا کیا وہ سچ تھا چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر یہی بہتر سمجھا کہ وہ ایکسٹو کو اس بارے میں مطلع کر دے وہ مڑا اور فون اپنی جانب کھسکا لیا۔

وہ دونوں تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے چاروں طرف دیکھ رہے تھے چاند کی آخری تاریخیں ہونے کی وجہ سے آسمان پر چاند بھی نہیں تھا اور نیچے دور تک کوئی روشنی بھی نہیں تھی اسی لئے تاریکی گہری تھی۔

''اب کیا کریں جناب''...... ٹائیگر نے ابن بطوطہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کار درختوں کے جھنڈ میں چھپا دو''...... ابن بطوطہ نے رات کی تاریکی میں دیکھنے والا پولرائیزڈ شیشوں والا چشمہ آنکھوں پر لگاتے ہوئے کہا وہ یہی چشمہ لگا کر کار کی ہیڈ لائٹس آف کر کے تاریکی کے باوجود با آسانی یہاں پہنچ گئے تھے۔ دانش ہاؤس سے کال کر کے عمران نے ٹائیگر کو بلا لیا تھا اور پھر وہ ابن بطوطہ کے روپ میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں ٹائیگر اس کا انتظار کر رہا تھا۔

''بہتر''...... ٹائیگر نے اپنا چشمہ جو تسمے سے بندھا ہوا اور اس

کے گلے میں جھول رہا تھا آنکھوں پر لگاتے ہوئے کہا اور کار کو درختوں کے ایک جھنڈ میں لے گیا۔ پھر کار جھنڈ میں چھپا کر وہ ابن بطوطہ کے پاس آ گیا۔

''اب ہمیں ان پہاڑیوں پر چڑھنا ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''کیا آپ کو یقین ہے کہ اس نے صحیح پتہ بتایا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں''...... ابن بطوطہ نے کہا اور آگے بڑھ کر پہاڑی پر چڑھنے لگا ٹائیگر اس کے عقب میں تھا وہ پوری طرح مسلح بھی تھے اور انتہائی محتاط انداز میں بغیر آہٹ پیدا کئے وہ جلد ہی پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے پہاڑی کے دوسری طرف بھی گہری تاریکی تھی اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

ایک بلند چٹان پر پہنچ کر ابن بطوطہ نے تاریکی میں دیکھنے والی دوربین نکال کر آنکھوں سے لگائی اور پھر جیسے ہی پہاڑی سے نیچے دیکھا چونک پڑا۔ نیچے وادی نما میدان میں تین فے گراز کھڑے ہوئے تھے وہ تینوں مکمل طور پر تاریک تھے اور ان میں سے روشنی کی ننھی سی کرن بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی نہ آس پاس کوئی نظر آ رہا تھا۔

''لو دیکھو''...... ابن بطوطہ نے ٹائیگر کو دوربین تھماتے ہوئے کہا۔ وہ لفافوں پر ٹکٹوں کے نیچے موجود خفیہ پیغام دیکھ کر فوراً اس علاقے میں پہنچ گئے تھے جو شمالی پہاڑیوں کا ایک حصہ تھا۔ یہاں

آنے کے لئے ابن بطوطہ نے اپنے ساتھی کے طور پر ٹائیگر کا انتخاب کیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ بلیک ٹرائب کا صرف نام استعمال کیا جا رہا ہے۔ اصل میں ان لوگوں کا تعلق زیرو لینڈ سے ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ان فے گرازوں کو دیکھ کر بھی اگر تم کچھ نہیں سمجھ سکے تو میں تمہاری عقل پر ماتم کرنے کے سوا کیا کر سکتا ہوں"...... ابن بطوطہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ یہ لوگ کسی بلیک ٹرائب تنظیم سے تعلق نہیں رکھتے یا پھر زیرو لینڈ کے ایجنٹوں نے ہی بلیک ٹرائب نامی تنظیم بنا رکھی ہے تاکہ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک سکیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ بلیک ٹرائب کا اپنا ایک وجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس بلیک ٹرائب کا تعلق زیرو لینڈ والوں سے ہے اور وہی اس تنظیم کے کرتا دھرتا ہیں"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"تو کیا آپ پہلے بھی زیرو لینڈ والوں سے ٹکرا چکے ہیں"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ زیرو لینڈ والے ہمیشہ کوئی بڑا مشن لے کر ہی آتے ہیں۔ اس بار ان کا مشن کچھ زیادہ ہی بڑا معلوم ہو رہا ہے جو اتنے سارے ایجنٹ یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ تین فے

گراز ہیں۔ ایک فے گراز میں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ آٹھ سے دس افراد آسانی سے اس میں سما سکتے ہیں لیکن یہاں تین تین فے گراز موجود ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہاں زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کا بڑا گروپ آیا ہوا ہے اور وہ پاکیشیا کے خلاف کوئی گھناؤنا کھیل کھیلنے میں مصروف ہے"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"گھناؤنا کھیل"...... ٹائیگر نے کہا۔

"زیرو لینڈ شروع سے ہی پاکیشیا کے خلاف گھناؤنے عزائم رکھتا ہے اور یہ لوگ پاکیشیا کی سلامتی کے لئے خطرے کا باعث بنے رہتے ہیں۔ ابھی تک میں یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ لوگ یہاں صرف عمران اور اس کی بیوی کے لئے یہاں آئے ہیں۔ لیکن تین فے گرازوں کی یہاں موجودگی نے میری کھوپڑی ہلا کر رکھ دی ہے"...... ابن بطوطہ نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"تو کیا باس اور ان کی بیوی زیرو لینڈ والوں کے پاس ہیں"۔ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ان کے علاوہ عمران کو اس طرح اور کون اغوا کر سکتا ہے"...... ابن بطوطہ نے کہا۔

"جس طرح یہاں تین فے گراز موجود ہیں اس کا مطلب ہے کہ زیرو لینڈ کے مخصوص ایجنٹ سنگ ہی، ساڈال، نانوتہ اور تھریسیا بھی یہاں پہنچ چکے ہوں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ایسا ہی لگ رہا ہے۔ تین فے گرازوں پر ان کے سوا اور کون

آ سکتا ہے''...... ابن بطوطہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ان کا مشن کیا ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اسی کا تو پتہ لگانا ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''تو کیسے پتہ چلے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آؤ۔ ان سنے گرازوں کو چیک کرتے ہیں۔ اس سے اور کچھ نہیں یہ تو پتہ چل ہی سکتا ہے کہ ان میں یہاں کون کون سے ایجنٹ آئے ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔ ٹائیگر نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور سنے گرازوں کو چیک کرنے لگا۔

''لگتا ہے سنے گرازوں کے پاس کوئی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بظاہر ایسا ہی لگتا ہے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''کیا مطلب''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''یہ ایک دھوکہ بھی ہو سکتا ہے۔ زیرو لینڈ والے ہمیں پیغام بھیج کر غافل نہیں ہو سکتے''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''پھر کیا کرنا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نیچے چلتے ہیں''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''آپ نے کہا تھا کہ آپ کو سنے گرازوں کے میکنزم کے بارے میں خاصی معلومات ہیں تو پھر کیوں نہ نیچے پہنچ کر سنے گرازوں میں دیکھا جائے کہ عمران صاحب اور ان کی بیوی دونوں وہاں موجود ہیں یا ان کو کہیں اور رکھا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اگر ہم ایسا کریں گے تو یقیناً ان کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس جائیں گے۔ بہرحال۔ نیچے اترو''...... ابن بطوطہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ محتاط انداز میں نیچے اترنے لگے۔ وہ نیچے اترنے کے دوران یہی کوشش کر رہے تھے کہ کسی طرح وہ اوٹ سے باہر نہ آئیں کسی نہ کسی چیز کی آڑ لے کر وہ نیچے اترتے رہے پھر پہلے ٹائیگر کے قدم میدان میں پہنچے تھے۔ نیچے پہنچ کر انہوں نے دوبارہ دوربین استعمال کی تھی اور اس بار وہ چونک پڑے تھے۔ پہاڑی کی جڑ میں ان کو دو بڑے بڑے خیمے بنے ہوئے نظر آئے تھے اور ان کے پاس دو تین آدمی بھی موجود تھے۔ وہ پہاڑ سے چپک کر آگے بڑھنے لگے۔

''تو یہ لوگ یہاں موجود ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں''...... ابن بطوطہ نے سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا وہ اسی طرح پہاڑ کی اوٹ میں چلتے ہوئے خیموں کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ یہاں دو تین فٹ لمبی گھاس نما جھاڑیاں موجود تھیں اور خیمے ایسی ہی جھاڑیوں والے حصے میں لگائے گئے تھے۔

اچانک ایک خیمے کا پردہ ہٹا اور روشنی کی ہلکی سی کرن پہاڑی پر پڑی اور کوئی خیمے سے باہر نکل آیا۔ آنے والا جو بھی تھا اس کے جسم پر چمکدار سیاہ رنگ کا لباس تھا۔ وہ گھاس میں لیٹ گئے۔ اب وہ اس وقت تک نظر نہیں آ سکتے تھے کہ جب تک قریب سے نہ دیکھا جاتا۔

ان کے دیکھتے ہی دیکھتے آنے والے نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور وہ دوربین سے اردگرد کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔ ابن بطوطہ سمجھ گیا کہ وہ بھی تاریکی میں دیکھنے والی دوربین استعمال کر رہے ہیں یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ دس منٹ بعد اس نے خیمے سے باہر نکل کر جائزہ لے رہا تھا۔ دس منٹ پہلے جائزہ لیا ہوتا تو وہ نظروں میں آسکتے تھے۔ جائزہ لینے کے بعد اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور وہاں موجود تینوں آدمی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''وہ لوگ آنے ہی والے ہوں گے چوکنے رہو''...... آنے والے نے سرد لہجے میں کہا تو وہ دونوں اس کی آواز سن کر چونک پڑے کیونکہ جسے وہ مرد سمجھ رہے تھے وہ عورت تھی۔ اس آواز کو سن کر نہ صرف ٹائیگر بلکہ ابن بطوطہ بھی چونک پڑا۔ یہ آواز ٹی تھری بی، تھریسیا کی تھی جو بمبل بی آف بوہیمیا کہلاتی تھی۔

''یس بگ مادام''...... ایک آدمی نے جلدی سے کہا۔

''تم ایسا کرو کہ نے گرازوں کے پاس چلے جاؤ اور ان کے دوسری طرف جو پتھر پڑے ہیں ان کی آڑ میں بیٹھ کر چاروں اطراف کی نگرانی کرو''۔ تھریسیا نے کہا۔

''یس بگ مادام''...... ایک آدمی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''ان پر جسم کو مفلوج کر دینے والی شعاع استعمال کرنی ہیں''...... تھریسیا نے غرا کر کہا اور وہ جلدی جلدی سر ہلانے لگے۔

''یس بگ مادام ہمیں آپ کا حکم یاد ہے''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''ٹھیک ہے جاؤ''...... تھریسیا نے کہا اور پھر وہ خیمے کا پردہ ہٹا کر اندر چلی گئی اور وہ تینوں نے گرازوں کی طرف بڑھ گئے۔

''یہ تو خود بخود راستہ صاف ہو گیا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تو واقعی تھریسیا ہی ہے۔ اس کا کوئی بھی کام مصلحت اور سازش سے خالی نہیں ہو سکتا''...... ابن بطوطہ نے تشویش زدہ لہجے میں ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''گویا ان کو یہاں سے ہٹانے میں بھی اس کی کوئی مصلحت ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں ممکن ہے اس نے ہمارے لئے کوئی اور جال بچھا رکھا ہو''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ باس اور ان کی بیوی بھی یہیں ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''چیک کرنا پڑے گا۔ آؤ''...... ابن بطوطہ نے خیمے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ بے آواز طریقے سے گھاس پر آگے بڑھنے لگے۔ وہ پوری طرح سے چوکنے بھی تھے اور خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار بھی۔ خیمے کے پاس پہنچ کر ابن بطوطہ نے اس کے نچلے حصے کو اٹھا کر اندر جھانکا تو خیمے میں پیٹرومیکس لیمپس روشن تھا اور اس کی روشنی میں وہ سب کچھ دیکھ سکتے تھے۔ سامنے کرسی پر

عمران رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ والی کرسی پر وہ لڑکی جس کا نام افراب تھا وہ بھی رسیوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ دونوں کے سر ڈھلکے ہوئے تھے۔ شاید وہ بے ہوش تھے۔ جبکہ اس کے سامنے اور عمران کی جانب پشت کیئے تھریسیا دوسری فولڈنگ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ تھریسیا کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔

''یہ تو انتہائی خود غرضی ہے''...... ٹرانسمیٹر سے سنگ ہی کی آواز سنائی دی تو ابن بطوطہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم نے سپریم کمانڈر کو بتائے بغیر یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے تھریسیا۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اوور''...... سنگ ہی کا لہجہ بے حد کرخت اور سرد تھا۔

''میں اپنی مرضی کی مالک ہوں۔ سپریم کمانڈر نے تمہیں جس مشن کو پورا کرنے بھیجا ہے۔ تم اپنا فوکس اسی پر رکھو۔ مجھے کیا کرنا ہے اور میں یہاں کس مقصد کے لئے آئی ہوں۔ اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ سمجھے تم۔ اوور''...... تھریسیا نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ اس عمران اور اس کی بیوی کو سپریم کمانڈر کے حکم پر لوگاس نے اغوا کر کے اپنے پاس کسی خفیہ مقام پر رکھا ہوا تھا۔ سپریم کمانڈر اس لڑکی سے کچھ ضروری معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا جس کے لئے وہ خود یہاں آ رہا تھا لیکن تم نے اسے لوگاس کی قید

سے آزاد کرا لیا۔ آخر کیسے۔ تمہیں کیسے علم ہوا کہ عمران اور اس کی بیوی اس لوگاس کی قید میں ہیں۔ اوور''...... سنگ ہی نے کہا۔

''میں نے چیف اور لوگاس کی کال سنی تھی۔ لوگاس نے مجھ سے یہ بات چھپانے کی کوشش کی تھی حالانکہ میں نے اسے اپنے کام کے لئے مخصوص کر رکھا تھا اور اسے عمران اور اس کی بیوی کی تلاش پر لگا رکھا تھا لیکن اس نے مجھے ڈاج دیا۔ عمران اور اس کی بیوی پہلے سے ہی اس کے قبضے میں تھے۔ اس نے مجھے ان کے بارے میں کچھ نہ بتایا تھا۔ لیکن جب میں نے اس کی اور سپریم کمانڈر کی ٹرانسمیٹر کال سنی جو اس سے بلیک ٹرائب تنظیم کے چیف کی حیثیت سے بات کر رہا تھا تو میں چونک پڑی اور پھر میں نے خفیہ طور پر خود ہی لوگاس کی نگرانی کرنا شروع کر دی۔ ادھر نانوتہ مادام تاؤ اور اس کی ساتھی مادام شی تارا بھی میڈنا کے روپ میں عمران اور اس کی بیوی کی تلاش میں لگی ہوئی تھیں کہ وہ عمران کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اور ایکسٹو کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ نانوتہ کو لوگاس کے اس خفیہ ٹھکانے کا علم ہو گیا تھا جہاں لوگاس نے عمران اور اس کی بیوی کو اپنی قید میں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے لوگاس کی قید سے ان دونوں کو چھڑانے کی ساری تیاری مکمل کر لی تھی لیکن اس سے پہلے مجھے ساری حقیقت کا علم ہو گیا اور میں فوراً لوگاس کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچ گئی اور وہاں سے ان دونوں کو نکال کر لے آئی۔ اوور''...... تھریسیا نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم اس لڑکی کے بارے میں نہیں جانتی تھریسیا۔ سپریم کمانڈر کے لئے یہ لڑکی بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ اس لڑکی کے پاس کچھ ایسی معلومات ہیں جو سپریم کمانڈر اس سے ہر صورت میں معلوم کرنا چاہتا ہے اس لئے میری بات مان لو اور عمران کو اپنے پاس رکھ کر لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو۔ اوور“...... سنگ ہی نے کہا۔

”نہیں۔ اس حرافہ نے عمران سے شادی کی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں عمران کو طویل عرصے سے چاہتی ہوں اور یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی اور عورت اسے اپنا بنا کر آرام اور سکون کی زندگی بسر کرے اور میں تڑپتی رہوں۔ اس نے غلطی کی ہے اس لئے میں اس کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے کر دوں گی۔ اوور“۔ تھریسیا نے سرد لہجے میں کہا۔

”اس بات کا سپریم کمانڈر کو علم ہوا تو تمہارا انجام بھیانک ہو سکتا ہے۔ اوور“...... سنگ ہی نے کہا۔

”مجھے اپنے انجام کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اوور“...... تھریسیا نے سرد مہری سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب عمران تم کو نہیں چاہتا تو تم زبردستی اسے کیوں اپنا بنانا چاہتی ہو۔ اوور“...... سنگ ہی نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ مجھے چاہتا ہے یا نہیں اس کا اندازہ کوئی بھی نہیں لگا سکتا سنگ ہی۔ وہ بہت گہرا انسان ہے“...... تھریسیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”تم بہت بڑی غلطی کر رہی ہو تھریسیا۔ یہاں آ کر تم نے میرے مشن پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی ہے۔ اس کا تمہیں بھیانک خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ اوور“...... سنگ ہی نے اس بار دھمکی بھرے لہجے میں کہا۔

”میں ہر بات کے لئے تیار ہوں سنگ ہی۔ اگر تم نے بھی میرے راستے میں آنے کی کوشش کی تو پھر میں تمہارے خلاف بھی کام کر سکتی ہوں جو میں نہیں کرنا چاہتی۔ اوور“...... تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ کیا کرو گی تم میرے خلاف۔ اوور“...... سنگ ہی نے غراتے ہوئے کہا۔

”یہ آنے والا وقت بتائے گا۔ اوور“...... تھریسیا نے کہا۔

”میں تمہیں تمہاری بہتری کیلئے کہہ رہا ہوں تھریسیا۔ میری بات مان جاؤ۔ اس لڑکی افراب کو میرے حوالے کر دو۔ عمران کے ساتھ تم جیسا سلوک کرنا چاہو کر لو۔ مجھے اور سپریم کمانڈر کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ لیکن اگر تم نے اس لڑکی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو اس کا تمہیں سخت خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ اوور“۔ سنگ ہی نے نرم لہجے میں کہا۔

”مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ اوور“...... تھریسیا نے غرا کر کہا۔

”نہیں۔ سمجھا رہا ہوں۔ اوور“...... سنگ ہی نے کہا۔

”میں تمہاری بات ماننے سے انکار کر دوں تو۔ اوور“...... تھریسیا

نے کہا۔

''تو تم ہار جاؤ گی۔ اوور''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہار جیت میری مٹھی میں ہے سنگ ہی۔ اوور''...... تھریسیا غرائی۔

''ہاں یقیناً کیونکہ وہ دونوں اس وقت تمہارے قبضے میں ہیں۔ اب تم ان دونوں کے ساتھ کیا کرنا چاہتی ہو۔ بولو۔ جواب دو۔ اوور''...... سنگ ہی نے کہا۔

''میں۔ میں چاہوں تو ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر سکتی ہوں۔ خاک کا ڈھیر بنا سکتی ہوں مگر۔ اوور''...... تھریسیا نے کہا۔

''مگر یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی تم عمران یا اس کی محبت حاصل نہیں کر سکو گی۔ اوور''...... سنگ ہی نے کہا۔

''ہاں شاید ایسا ہی ہو۔ مگر کوئی بات یقین سے نہیں کی جا سکتی ممکن ہے وہ میرا بن جائے اور...... تھریسیا نے غراتے ہوئے کہا لیکن پھر کہتے کہتے چپ ہو گئی۔

''اس غلط فہمی میں مت رہنا۔ تھریسیا۔ اوور''...... سنگ ہی نے اس بار غرا کر کہا۔

''مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔ اوور''...... تھریسیا نے کہا۔

''اب تم چاہتی کیا ہو۔ اوور''...... سنگ ہی نے پوچھا۔

''میں ان دونوں کو زیرو لینڈ میں اپنے سیکشن ہیڈ کوارٹر میں لے جاؤں گی اور وہاں جا کر فیصلہ کروں گی کہ مجھے ان دونوں کا کیا کرنا

ہے اور بس۔ اوور''...... تھریسیا نے کہا۔

''کیا عمران تمہارے ساتھ جائے گا۔ اوور''...... سنگ ہی نے پوچھا۔

''اس مرتبہ اس کی نہیں میری مرضی چلے گی۔ اس وقت دونوں میرے سامنے ہیں اور اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ کچھ کر سکیں۔ میں اسی حالت میں انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔ اوور''۔ تھریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس طرح بھی تم عمران کی محبت حاصل نہیں کر سکو گی تھریسیا۔ میں پھر کہہ رہا ہوں میری بات مان لو۔ سپریم کمانڈر سے بلا وجہ دشمنی نہ مول لو۔ یہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔ اوور''...... سنگ ہی نے ایک بار پھر اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ ابھی میرے پاس ان سب باتوں کے سوچنے کا کوئی وقت نہیں ہے۔ اوور''...... تھریسیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میرے پاس اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہیں ہے کہ میں سپریم کمانڈر سے بات کروں اور اسے ساری تفصیل بتا دوں۔ اوور''...... سنگ ہی نے کہا۔

''بتا دو۔ تم مجھے اب کسی بات سے نہیں ڈرا سکتے ہو سنگ ہی۔ میں نے اپنا کام کر لیا ہے۔ میں کسی بھی وقت ان دونوں کو یہاں سے لے کر نکل جاؤں گی۔ اوور''...... تھریسیا نے کہا۔

''ہونہہ۔ اگر تمہیں انہیں لے جانا ہوتا تو کب کی لے جا چکی

ہوتی۔ اب تک رکی کیوں ہوئی ہو۔ مجھے اس کی وجہ بتاؤ گی۔ اوور"...... سنگ ہی نے کہا۔

"ہاں۔ ایک وجہ ہے۔ اوور"...... تھریسیا نے کہا۔

"کون سی وجہ۔ اوور"...... سنگ ہی نے پوچھا۔

"وہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گی"...... تھریسیا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بہرحال۔ تمہیں مجھ سے ایک بات کا وعدہ کرنا پڑے گا کہ تم اس لڑکی افراب کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گی اور اسے ہر صورت میں میرے حوالے کر دو گی۔ اوور"...... سنگ ہی نے کہا۔

"اس بات کا میں تم سے کوئی وعدہ نہیں کروں گی۔ ویسے یہ تو بتاؤ کہ آخر تمہیں اور سپریم کمانڈر کو اس لڑکی میں اتنی دلچسپی کیوں ہے۔ کیا ہے اس لڑکی کے پاس جس کے لئے زیرو لینڈ کے ایجنٹ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اوور"...... تھریسیا نے کہا۔

"سوری۔ یہ تمہیں نہیں بتایا جا سکتا ہے۔ اوور"...... سنگ ہی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے نہ بتاؤ۔ پھر یہ لڑکی زندہ رہے یا میرے ہاتھوں ماری جائے۔ اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ اوور"...... تھریسیا نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"ایسا سوچنے کی بھی غلطی نہ کرنا تھریسیا۔ اس لڑکی کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ تم اسے کسی بھی صورت میں نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔ یہ

میری تمہیں آخری وارننگ ہے۔ اوور"...... اس بار سنگ ہی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ تم زیرو لینڈ کی ناگن، تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا کو دھمکی دے رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت۔ اوور"۔ تھریسیا نے حلق کے بل چیخ کر کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہے بغیر ٹرانسمیٹر آف کر کے ایک طرف پھینک دیا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں اور اس کا جسم اس بری طرح سے کانپ رہا تھا جیسے اس کے پاس تلوار یا کوئی کلہاڑی ہوتا تو وہ آگے بڑھ کر افراب کے اسی وقت ٹکڑے کر دیتی۔ وہ اسے غصے سے گھورتی رہی پھر خیمے کے دروازے کی طرف بڑھی۔ ابن بطوطہ نے جلدی سے خیمے کا کونا چھوڑ دیا۔ چند لمحے بعد تھریسیا خیمے سے باہر نظر آئی پھر وہ نفے گرازوں کی طرف بڑھتی چلی گئی اس طرف جانے سے پہلے اس نے اردگرد کا جائزہ لیا تھا۔

"بڑے غصے میں گئی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں آؤ"......ابن بطوطہ نے کہا اور زمین پر لیٹ کر خیمے کا کونا اٹھایا اور کروٹ لے کر اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر نے بھی ایسا ہی کیا تھا پھر وہ اٹھے اور عمران اور افراب کی طرف جھپٹے۔ ٹائیگر نے افراب کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں اور ابن بطوطہ عمران کے پیروں اور جسم کے گرد بندھی رسی کھولنے لگا۔ بڑی تیزی سے انہوں

نے ان دونوں کو رسیوں سے آزاد کرایا اور جس طرح خیمے میں داخل ہوئے تھے اسی طرح باہر نکل آئے پھر وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھتے گئے۔ ابن بطوطہ کے کاندھے پر افراب لدی ہوئی تھی جبکہ ٹائیگر نے عمران کو اٹھا رکھا تھا۔

"تھریسیا واپس آئی تو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کی واپسی سے پہلے ہمیں کسی محفوظ جگہ پہنچنا ہے"۔ ابن بطوطہ نے غراتے ہوئے کہا۔

"ادھر غاریں نہیں ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے"...... ابن بطوطہ نے کہا اور وہ پہاڑی کی اوٹ میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تھریسیا واپس نہیں آئی تھی کیونکہ وہ فے گرازوں کی جانب بھی نظر رکھے ہوئے تھے کافی دور نکل آنے کے بعد وہ ایک جگہ سے پہاڑی پر چڑھنے لگے۔

تھوڑی دیر میں وہ پہاڑی پر پہنچ گئے اور ٹھیک اسی لمحے انہوں نے تھریسیا کو فے گرازوں کی طرف سے واپس آتے دیکھا اور اس کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا وہ تیزی سے پہاڑی اترنے لگے۔

ابن بطوطہ سوچ رہا تھا کہ عمران اور افراب کو خیمے میں نہ پا کر وہ بھوکے کتوں کی طرح اسے تلاش کریں گے اور اس سے پہلے کہ وہ اس طرف آئیں وہ ان کی دسترس سے دور نکل جانا چاہتا تھا۔ وہ بحفاظت اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں کار چھوڑی تھی ۔ دونوں کو انہیں نے کار کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور پھر ٹائیگر فوراً ڈرائیونگ سیٹ پر آ

کر بیٹھ گیا جبکہ ابن بطوطہ نے سائیڈ سیٹ سنبھال لی۔ اس کے بیٹھتے ہی ٹائیگر نے کار اسٹارٹ کی اور اسے ریورس کر کے درختوں کے جھنڈ سے باہر لے آیا۔ سڑک پر آتے ہی اس نے تیزی سے کار موڑی اور پھر اس نے کار کے اسپیڈ پیڈل پر پورا دباؤ ڈال دیا۔ کار کو جھٹکا سا لگا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے متوازی سڑک پر آگے بڑھتی چلی گئی۔

تین گھنٹوں کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ رانا ہاؤس پہنچ گئے۔ جوزف اور جوانا کی مدد سے ان دونوں کو کار سے نکال کر نیچے تہہ خانے میں پہنچایا گیا اور پھر ابن بطوطہ اوپر والے کمرے میں آ گیا۔ وہاں سلیمان بھی موجود تھا۔ وہ ابن بطوطہ کو کچھ بتانا چاہتا تھا لیکن ابن بطوطہ نے اسے باہر بھیج دیا اور فون کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ابن بطوطہ نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھا۔ اسکرین پر ان نان نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

"ابن بطوطہ بول رہا ہوں"...... ابن بطوطہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"کون ابن بطوطہ۔ میں نے تو علی عمران کو کال کیا ہے"۔ دوسری طرف سے تھریسیا کی مخصوص آواز سنائی دی تو ابن بطوطہ کے جسم میں یکلخت سنسنی کی تیز لہری دوڑتی چلی گئی۔

"تو تم جانتی ہو کہ میں عمران ہوں"...... ابن بطوطہ نے ایک

طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور مجھے امید تھی کہ تم اب تک رانا ہاؤس پہنچ چکے ہو گے اور میرا اندازہ صحیح نکلا''...... تھریسیا نے کہا۔

''تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ میں ہی عمران ہوں''...... بن بطوطہ نے کہا۔

''میں ٹی تھری بی ہوں اور ٹی تھری بی سے تم خود کو کسی طرح بھی نہیں چھپا سکتے ہو۔ میں تو اس وقت سے تمہاری موجودگی سے آگاہ تھی کہ جب تم خیمے کا کونا ہٹا کر اندر جھانک رہے تھے''۔ تھریسیا نے کہا۔

''پھر۔ پکڑ کیوں نہیں لیا''...... ابن بطوطہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جو عمران ہی تھا۔

''تم نے میری اور سنگ ہی کی باتیں سنی تھیں''...... تھریسیا نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے پوچھا۔

''ہاں سنی تھیں''...... عمران نے کہا۔

''اس نے مجھے یہ احساس دلایا ہے کہ کسی کو زبردستی اپنا نہیں بنایا جا سکتا اور محبت زبردستی نہیں ہوتی''...... تھریسیا نے کہا۔

''اس وقت تو تم کچھ اور کہہ رہی تھیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا تم نہیں سمجھے کہ میں اس کے سامنے اپنی ہار تسلیم نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسی لئے میں وہاں سے ٹل گئی تھی تا کہ تم ان دونوں کو لے جا سکو اور وہ یہی سمجھے کہ تم نے اسے چھڑانے کا کارنامہ

انجام دیا ہے''...... تھریسیا نے غرا کر کہا۔

''اب کیا چاہتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''جو چاہتی تھی وہ تم بھی جانتے ہو عمران کاش تم میرے بن جاؤ''...... تھریسیا کی سوگوار اور مایوسی میں ڈوبی آواز آئی۔

''بس یا اور کچھ کہنا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہی کہ اب میں تمہاری زندگی سے دور جا رہی ہوں عمران اور ان لوگوں کو بھی واپس بھیج رہی ہوں جو تمہاری جان لینے آئے تھے تا کہ تم سکون اور آرام سے زندگی گزار سکو''...... تھریسیا نے کہا۔

''شکریہ''...... عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

''ارے آپ۔ وہ ابن بطوطہ کا کیا ہوا''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''اب اسے دفنانے کا وقت آ گیا ہے۔ بہرحال میں آ رہا ہوں۔ وہیں آ کر بات کرتا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''او کے''...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران نے کمرے سے باہر آ کر جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو ضروری ہدایات دیں اور پھر وہ ٹائیگر کی کار لے کر دانش منزل کی

طرف روانہ ہو گیا۔ ایک گھنٹے بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا اسے دیکھ کر بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا ہوا۔ آپ خاصے سنجیدہ نظر آ رہے ہیں''...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابن بطوطہ کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے''......عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ممبران کے سامنے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ ان کے سامنے جن سے میں چھپنے کی کوشش کر رہا تھا''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا تصدیق ہو گئی ہے کہ یہ سارا کھیل زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کا ہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔تھریسیا کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ وہ مجھے پہچان بھی چکی ہے۔ اس کی باتوں سے مجھے لگ رہا ہے کہ اسے میری اس سپیشل گیم کا پتہ بھی چل چکا ہے جو میں نے انہیں سامنے لانے کے لئے کھیلی تھی''......عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ آپ کے ہمشکل کا اچانک سوپر فیاض کے ساتھ آپ کے فلیٹ میں آنا۔ پھر ثریا کی آمد اور آپ کی شادی کا کھیل۔ وہ سب کچھ تھریسیا کو معلوم ہو گیا

ہے''...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے لگ رہا ہے کہ میری ساری سپیشل گیم اس پر اوپن ہو گئی ہے۔ وہ واقعی زیرو لینڈ کی ناگن ہے جس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں رہ سکتا ہے۔ چچا ولد حرام سنگ ہی ہے جو میرے چکروں میں آ جاتا ہے لیکن تھریسیا کو چکر دینا میرے بس کی بات نہیں ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن اسے آخر ان سب باتوں۔ میرا مطلب ہے آپ کی سپیشل گیم کا علم کیسے ہوا''...... بلیک زیرو نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

''یہ سب مجھے نہیں معلوم۔ میں بس اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ سب کچھ جانتی ہے''......عمران نے کہا۔

''تو کیا اس نے آپ کو بتایا ہے کہ اس کے اور سنگ ہی کے علاوہ یہاں کون کون آیا ہے اور ان کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی یہ راز معلوم نہیں ہو سکا ہے اور میں نے سنگ ہی اور تھریسیا کی باتیں سنی ہیں۔ زیرو لینڈ کے ایجنٹ جن میں سنگ ہی، نانوتہ، مادام شی تارا اور چند دوسرے ایجنٹ شامل ہیں۔ سپریم کمانڈر نے انہیں کسی مشن پر یہاں بھیجا ہے جبکہ اس بار تھریسیا کو کسی وجہ سے مشن میں شامل نہیں کیا گیا۔ میں نے جو چکر چلایا تھا اس سے میں تھریسیا کو ہی سامنے لانا چاہتا تھا۔ میری شادی کا سن

کر وہ ہر حال میں میرے سامنے آ جاتی اور یہی ہوا لیکن وہ صرف اسی وجہ سے یہاں آئی تھی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ سارا ڈرامہ تھا تو وہ مطمئن ہو گئی۔ اس بات سے وہ بھی انجان ہے کہ سپریم کمانڈر نے سنگ ہی اور دوسری ناگنوں کو یہاں کیوں بھیجا ہے۔ اگر اسے اس بارے میں معلوم ہوتا تو میں اس سے ضرور اگلوا لیتا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے سنگ ہی اور تھریسیا کی ٹرانسمیٹر پر ہونے والی ساری باتیں بتانا شروع کر دیں۔

''لیکن تھریسیا کو آپ کی گیم کا کیسے پتہ چلا''...... بلیک زیرو نے اسی طرح سے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس نے لوگاس کی قید سے نقلی عمران اور افراب کو نکال لیا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گئی کہ وہ میں نہیں ہوں۔ میں نے نقلی عمران اور افراب کی پیشانی پر ایک مخصوص نشان دیکھا تھا۔ یہ نشان اس گلوب کے ہیں جسے انسانی سر پر چڑھا کر مائنڈ اسکیننگ کی جاتی ہے۔ تھریسیا نے سب سے پہلا کام یہی کیا تھا۔ ان دونوں کو لوگاس کی قید سے نکال کر اس نے ان کے مائنڈ اسکین کیے تو اسے ساری حقیقت کا علم ہو گیا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو اسے یہ بھی پتہ چل گیا ہو گا کہ عمران کے ساتھ اغوا ہونے والی افراب بھی اصل نہیں تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ مائنڈ اسکین ہونے کے بعد اس کے سامنے سب کچھ عیاں ہونا ہی تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اس نے یہ بات سنگ ہی کو بتا دی ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ میری شادی نہیں ہوئی ہے اسی بات سے وہ مطمئن ہو گئی ہے اس لئے اس نے سنگ ہی کو یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ اس نے نقلی عمران اور نقلی افراب کے مائنڈ کی اسکیننگ کی ہے۔ دونوں اس کے کسی کام کے نہ تھے اس لئے اس نے مجھے ان دونوں کو لے جانے سے روکنے کی کوشش تک نہ کی تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر تھریسیا کی وجہ سے آپ کا یہ سارا کھیل ختم ہو گیا جو آپ نے اپنی شادی کرانے کے لئے کیا کچھ کیا تھا۔ کوٹھی سے سر عبدالرحمٰن سمیت سب کو باہر جانے کے احکامات سر سلطان کے ذریعے دلائے تھے۔ وہاں نقلی سر عبدالرحمٰن، اماں بی اور ثریا سمیت ایسا سیٹ اپ بنایا اور ماحول بنایا تھا جیسے وہ سب اصل کردار ہوں جبکہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ سادہ سے انداز میں شادی کی گئی پھر نقلی عمران اور نقلی افراب کو نقلی سر عبدالرحمٰن کے کہنے پر تہہ خانے میں ہی قید کر دیا گیا اس طرح سب کو یقین آ گیا کہ اس بار آپ واقعی برے پھنسے ہیں۔ سیکرٹ سروس کے ممبران تک کو آپ نے اس بات کی ہوا نہ لگنے دی تھی کہ آپ ابن بطوطہ نہیں بلکہ عمران ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کو سامنے لانے کے لئے مجھے یہ سب

کچھ کرنا پڑا۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ کبھی کھل کر سامنے نہ آتے۔ وہ سب اس بات سے مطمئن تھے کہ میری شادی ہو چکی ہے اور خاص طور پر میں اپنی بیوی سمیت ان کی قید میں ہوں۔ انہوں نے نقلی عمران اور افراب کو مسلسل بے ہوش کر رکھا تھا۔ اگر وہ ایک بار بھی ان کے مائنڈ کی اسکیننگ کر لیتے تو ان کے سامنے ساری اصلیت کھل جاتی لیکن نجانے کیوں ایسا انہوں نے نہیں کیا تھا اور اسی وجہ سے میرا ابن بطوطہ والا کردار انہیں تنگ کر رہا تھا اور وہ مسلسل میرے پیچھے لگے ہوئے تھے کہ یا تو میری اصلیت کا پتہ چلا سکیں یا پھر مجھے ختم کر سکیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے ساتھ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی ہلاک کرنے کے درپے ہو رہے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو ان کا ہمیشہ کا کام ہے۔ ایک طرف وہ اپنے مشن پر کام کرتے ہیں اور دوسری طرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنا بچاؤ کرتی رہ جائے اور ان کے مشن میں کوئی رکاوٹ نہ ڈال سکے''۔ عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ سنگ ہی کہاں ہے۔ مادام شی تارا اور نانوتہ کے ساتھ آپ ساڈال کے بارے میں بھی بتا رہے ہیں کہ وہ بھی یہاں آیا ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ سارے نام مجھے تھریسیا کے ذریعے معلوم ہوئے ہیں جب

وہ سنگ ہی سے باتیں کر رہی تھی اور مجھے اب سمجھ آ رہا ہے کہ وہ یہ سب جان بوجھ کر سنگ ہی سے باتیں کر رہی تھی تاکہ میں سن سکوں کہ وہ یہاں اکیلی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ زیرو لینڈ کے ٹاپ ایجنٹ بھی موجود ہیں جن کا مقصد کچھ اور ہی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''انہیں تلاش کر کے انہیں ان کے انجام تک پہنچانا ہے اور کیا کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اب آپ اپنا یہ ابن بطوطہ والا روپ ختم کر دیں گے''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس روپ کی اصلیت صرف تھریسیا جانتی ہے۔ وہ نہ میرے آڑے آنے کی کوشش کرے گی اور نہ سنگ ہی اور زیرو لینڈ کے دوسرے ایجنٹوں کے مشن کے آڑے آئے گی اور وہ یہ بات بھی کسی کو نہیں بتائے گی کہ میں ابن بطوطہ نہیں بلکہ عمران ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ ابھی اسی روپ میں رہیں گے''...... بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے سنگ ہی اور دوسرے ایجنٹوں کو تلاش کرنا ہے۔ مادام تاؤ کے روپ میں نانوتہ ہے اور میڈنا کے روپ میں مادام شی تارا۔ تھریسیا یہاں بگ مادام کے رول میں تھی۔ ان پر میری نظر

ہے اور ممبران ان کی نگرانی بھی کر رہے ہیں۔ بس سنگ ہی کا پتہ چل جائے کہ وہ کہاں ہے تو پھر میں اس کا سارا کھیل ہی ختم کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''ابھی تک آپ کو اس بات کا بھی علم نہیں ہوا ہے کہ یہ لوگ افراب سے کیا چاہتے ہیں اور اصل افراب ہے کہاں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ نجانے کہاں چھپی ہوئی ہے۔ میں نے اسے اور اس کی فیملی کو بھی تلاش کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ابھی تک اصل افراب کا بھی پتہ نہیں چل سکا ہے اور ظاہر ہے جب تک وہ سامنے نہیں آ جاتی یہ کیسے پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ اس کے پاس آخر ایسا کیا ہے جو زیرو لینڈ کے ایجنٹ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر انہیں کہاں ڈھونڈا جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پہلے زیرو لینڈ کے ایجنٹوں سے نپٹ لیا جائے پھر افراب کو بھی ڈھونڈ لیا جائے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ویسے آپ کا یہ خیال درست ثابت ہوا ہے کہ اس سارے کھیل کے پیچھے زیرو لینڈ والے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا اور گہرے خیالوں میں کھو گیا۔ بلیک زیرو اسے سوچ میں گم دیکھ کر اٹھا اور اس کے لئے اور اپنے لئے

چائے بنانے کے لئے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ چائے کے دو کپ بنا کر لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے میز پر رکھا اور دوسرا کپ لے کر اپنی مخصوص کرسی پر جا بیٹھا۔

''کیا سوچ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''یہی کہ میں ایکسٹو کی حیثیت سے استعفیٰ دے دوں اور ساری ذمے داریوں سے چھٹکارہ پا لوں''...... عمران نے کہا۔

''پھر''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''پھر یہ کہ اس کے بعد میں کسی سڑک کے کنارے آلو چھولوں کی دکان کھول لوں یا پھر جرائم پیشہ افراد کا گروہ بنا لوں۔ اس طرح کم از کم میری زیرو لینڈ والوں سے تو جان چھوٹ جائے گی جن کی وجہ سے مجھے ہر بار نئے سے نیا روپ دھارنا پڑتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اور یہ دونوں کام ناممکن ہیں۔ آپ ان میں سے ایک کام بھی نہیں کر سکیں گے جناب''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور اسی لئے اب میں خود کو بے بس محسوس کر رہا ہوں''۔ عمران نے بے بسی سے کہا۔

''یہ بات صرف تھریسیا جانتی ہے کہ لوگاس کی قید میں آپ اور فراب دونوں نقلی ہیں۔ اگر وہ یہ بات سنگ ہی یا اپنے سپریم کمانڈر کو نہ بتائے تو وہ انہیں اصل ہی سمجھیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تب تو ان دونوں کے پھر سے اغوا ہونے کے چانس ہو سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ دونوں پھر زیرو لینڈ والوں کے ہاتھ لگ جائیں"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں ٹائیگر سے کہہ کر آیا ہوں کہ وہ ان دونوں کو اسی طرح بے ہوشی کی حالت میں رہنے دے اور ان کے جسموں میں زیرو ون لگا دیں۔ اس کے بعد وہ اور جوزف ان دونوں کو واپس کوٹھی میں پہنچا دیں گے جہاں ابھی تک نقلی سر عبدالرحمٰن، اماں بی اور ثریا کا سیٹ اپ موجود ہے۔ سنگ ہی یا زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کو جب ان کی وہاں موجودگی کا علم ہو گا تو وہ وہاں ضرور پہنچیں گے اور انہیں پھر سے اغوا کر لیں گے۔ اس بار وہ انہیں جہاں بھی لے جائیں گے مجھے ان کی لوکیشن کا پتہ چل جائے گا۔ میں سنگ ہی تک پہنچنا چاہتا ہوں جو پاکیشیا میں نجانے کس مشن پر کام کر رہا ہے۔ اس کے مشن کے بارے میں سوائے اس کے اور زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر کے اور کوئی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ ساڈال، تانوتہ اور مادام شی تارا بھی اس کے مشن سے آگاہ نہیں ہیں۔ میں

نے مادام تاؤاور میڈنا کی باتوں کی ریکارڈنگ کرائی ہے۔ انہیں صرف یہ معلوم ہے کہ انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ڈھونڈ کر انہیں ہلاک کرنا ہے۔ انہیں بھی اصل مشن کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ نہیں کیا گیا ہے اس لئے جب تک سنگ ہی ہاتھ نہیں آ جاتا ہمیں ان کے اصل مشن کا پتہ نہیں چل سکے گا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر انہیں کوٹھی میں رکھنے کی بجائے کسی اور جگہ کیوں نہ رکھا جائے تاکہ سنگ ہی کو پتہ چل سکے کہ ان کی حفاظت کے لئے ہم کیا کیا کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کوٹھی میں کتنے سخت حفاظتی انتظامات تھے یہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کالے صفر"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کے باوجود وہ لوگ کس آسانی سے ان دونوں کو اغوا کر کے لے گئے تھے۔ یہ بات بھی تمہارے علم میں ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہ سب مجھے معلوم ہے۔ اس لئے اس بار ہم انہیں محفوظ رکھنے کے لئے یہاں بھی تو رکھ سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دانش منزل میں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ یہی ایک جگہ ہے جس کے بارے میں زیرو لینڈ کے ایجنٹ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ ان دونوں کو یہاں رکھنے کا مطلب دانش منزل کو بھی زیرو لینڈ والوں کے سامنے لانے والی بات ہو گی اور وہ سائنسی ترقی میں کس قدر آگے ہیں اس کا تمہیں اندازہ ہے۔ ان کے سائنسی انتظامات کے سامنے ہمارے حفاظتی انتظامات کچھ بھی نہ کر سکیں گے اور اگر وہ یہاں پہنچ گئے تو سمجھ لو ایکسٹو کا سارا چکر ہی ختم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔آپ کی بات درست ہے''...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''بہتر یہی ہے کہ وہ دونوں کوٹھی سے ہی اغوا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ وہ رانا ہاؤس کو بھی کوئی نقصان پہنچائیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے ابھی تک مجھے بھی نہیں بتایا ہے کہ آپ کے روپ میں کون ہے اور افراب کے روپ میں کون ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وقت آنے پر بتا دوں گا''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھا کر ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز

سنائی دی۔

''یس ۔کوئی خاص رپورٹ''......عمران نے کہا۔

''باس اور ان کی بیوی کے جسموں میں زیرو ون ٹریکر لگا کر میں اور جوزف ان دونوں کو سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی میں چھوڑ آئے تھے ۔ہم دونوں سر عبدالرحمٰن کی کوٹھی کی نگرانی کر رہے تھے کہ اچانک ہمیں اپنے قریب ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔ اس سے پہلے کہ ہم کچھ سمجھتے تیز بو کا بھبکا ہماری ناک سے ٹکرایا اور ہم بے ہوش ہو گئے۔ اب مجھے ہوش آیا تو میں نے سر عبدالرحمٰن کی رہائش گاہ سے دھواں اٹھتے دیکھا۔ میں بھاگ کر اندر گیا تو وہاں سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور باس اور ان کی بیوی وہاں سے غائب ہو چکے تھے''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران یکلخت اچھل پڑا۔

''باقی سب تو لوگ ٹھیک ہیں''...... عمران نے بے چینی سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ لوگ صرف باس اور ان کی بیوی کو ہی لے گئے ہیں اس کے علاوہ انہوں نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔تم جوزف کے ساتھ واپس رانا ہاؤس چلے جاؤ۔ ابن بطوطہ کی کال کا انتظار کرنا۔ وہ جیسا کہے اس پر عمل کرنا''...... عمران نے کہا۔

''اوکے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چونکہ اس نے رسیور اٹھانے کے بعد لاؤڈر آن کر دیا تھا اس لئے بلیک زیرو نے ساری باتیں سن لی تھیں۔

''بڑی جلدی کارروائی کی ہے انہوں نے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہیں۔ وہ ایسے ہی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا انہیں سنگ ہی نے ہی اغوا کیا ہوگا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لگتا تو یہی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کارروائی اس نے ساڈال، نانوتہ اور مادام شی تارا سے کرائی ہو اور وہ خود ابھی تک بل میں ہی چھپا بیٹھا ہو''...... عمران نے کہا۔

''اگر ساڈال، نانوتہ اور مادام شی تارا اس سنگ ہی کے اشارے پر کام کر رہے ہیں تو وہ یقیناً جانتے ہوں گے کہ سنگ ہی کہاں موجود ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''سنگ ہی بے حد کائیاں اور شاطر ترین ایجنٹ ہے بلیک زیرو۔ وہ اپنے سائے سے بھی خود کو چھپا کر رکھتا ہے۔ اس بار وہ جس طریقے سے زیرو لینڈ کے ٹاپ ایجنٹوں سے کام لے رہا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان سے بھی چھپا ہوا ہے اور شاید یہ بات مادام شی تارا، نانوتہ اور ساڈال بھی نہ جانتے ہوں کہ وہ اس وقت

سنگ ہی کے ہاتھوں کی کٹھ پتلیاں بنے ہوئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ بات آپ اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ تینوں سنگ ہی کے ہاتھوں کی کٹھ پتلیاں بنے ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سنگ ہی اور تھریسیا کے درمیان جو باتیں ہوئی تھیں ان سے تو مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے سنگ ہی اس سے بہت کچھ چھپا رہا ہے اور وہ جس طرح سے ساڈال، نانوتہ اور مادام شی تارا کا ذکر کر رہا تھا اس سے بھی یہی لگ رہا تھا کہ وہ بھی اس کے اصل مشن سے آگاہ نہیں ہیں اس کے علاوہ تھریسیا نے جس جگہ اپنا فے گراز اتارا تھا وہاں پہلے سے ہی دو فے گراز موجود تھے۔ دو فے گرازوں کے یہاں ہونے کا کیا مطلب ہے۔ یہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آ سکا ہے۔ دو فے گرازوں میں تو بیسیوں انسان سما سکتے ہیں۔ اگر سنگ ہی، ساڈال، نانوتہ اور مادام شی تارا یہاں آئے ہیں تو ان کے لئے ایک ہی فے گراز کافی تھا پھر دوسرا فے گراز انہیں لانے کی کیا ضرورت تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ایک فے گراز میں وہ تینوں آئے ہوں اور دوسرے فے گراز میں سنگ ہی اکیلا یہاں پہنچا ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن اسے بھی آنا ہوتا تو ہو کسی

بھی روپ میں ان تینوں کے ساتھ یہاں آ سکتا تھا پھر دوسرا نفے گراز کیوں''...... عمران نے کہا۔

''آپ شاید ان نفے گرازوں میں الجھے ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن کیوں الجھا ہوا ہوں اس کی خود مجھے بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس سے بہتر ہے کہ آپ جا کر کوٹھی کا جائزہ لے آئیں۔ ہو سکتا ہے کہ اغوا کاروں نے وہاں اپنا کوئی سراغ چھوڑ دیا ہو یا پھر آپ نے نقلی عمران اور افراب کے جسموں میں جو ٹریکنگ ڈیوائسز لگوائیں ہیں انہیں چیک کر لیں تاکہ پتہ چل سکے کہ اغوا کار کون تھے اور اب وہ ان دونوں کو کہاں لے گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس بار عمران کی بجائے بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

''یس۔ کیوں کال کی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''چیف۔ میں نے اور صفدر نے سپیشل کلب میں جا کر لوگاس کے آفس کی تلاشی لی تھی۔ وہاں سے مجھے چند لفافے ملے ہیں''۔

دوسری طرف سے جولیا نے جواب دیا۔

''لفافے۔ کیا ہے ان لفافوں میں''...... بلیک زیرو نے پوچھا تو جولیا نے اسے لوگاس کے آفس میں جانے اور وہاں ہونے والے ہنگامے کے بارے میں ساری تفصیل بتائی اور پھر وہ اسے ان لفافوں کی ٹکٹوں کے نیچے موجود مخصوص ابھاروں کے بارے میں تفصیل بتانے لگی۔

''کیا تم نے وہ فوٹو پرنٹ چیک کئے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نو چیف۔ ان فوٹو پرنٹس کو چیک کرنے کے لئے سپیشل فوٹو پروجیکٹر کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہ لفافے دانش منزل پہنچا دو۔ میں انہیں خود چیک کر لیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا ہو سکتا ہے ان لفافوں پر موجود فوٹو پرنٹس میں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''شاید زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر نے سنگ ہی یا پھر دوسرے ایجنٹوں کو کوئی اہم پیغام بھیجا ہو''...... عمران نے کہا۔

''تو یہ پیغام اس نے ڈائریکٹ کیوں نہیں دیا۔ لوگاس کے پتے پر ہی لفافوں کی ٹکٹوں کے نیچے پرنٹ کیوں بنائے ہیں''۔ بلیک زیرو

نے کہا۔

''پہلے یہ تو پتہ چلے کہ ان فوٹو پرنٹس میں ہے کیا پھر ہی پتہ چل سکے گا کہ مخصوص پیغام کسے بھیجا گیا ہے اور وہ پیغام ہے کیا''۔ عمران نے کہا۔

''جولیا لا رہی ہے وہ لفافے۔ ان لفافوں کو فوراً چیک کرنا ہو گا۔ ممکن ہے ان پرنٹس سے ہی سنگ ہی کا اصل مشن ہمارے سامنے آ جائے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جولیا اپنے فلیٹ میں موجود تھی۔ اس نے صفدر کو لفافے دے کر دانش منزل بھیج دیا تھا۔ وہ چونکہ خاصی تھکی ہوئی تھی اس لئے اب وہ کچھ دیر ریسٹ کرنا چاہتی تھی۔ وہ ریسٹ کرنے کے لئے بیڈ روم کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ اچانک اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑی۔ اس نے اپنا ہینڈ بیگ سٹنگ روم کے صوفے پر رکھا ہوا تھا۔ وہ پلٹ کر سٹنگ روم میں گئی اور پھر اس نے صوفے سے اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اس میں سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ اسکرین پر ایک اَن نان نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس''...... جولیا نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیانا فٹز واٹر بول رہی ہو''...... دوسری طرف سے ایک عورت کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو جولیا چونک پڑی۔

''تم کون بول رہی ہو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

''مادام شی تارا''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو جولیا کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔

''مادام شی تارا۔ تمہارا مطلب ہے زیرو لینڈ کی ناگن''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... دوسری طرف سے جواب ملا تو جولیا کے چہرے پر انتہائی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیوں فون کیا ہے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تمہیں بتانے کے لئے کہ زیرو لینڈ کی ناگنیں اور ٹاپ ایجنٹ اس وقت پاکیشیا میں موجود ہیں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''تو یہ بات تم مجھے کیوں بتا رہی ہو''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ زیرو لینڈ کی ناگن نے اسے ہی کال کیوں کی تھی۔

''پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ ہم چھپ کر تم سب کو تلاش کریں گی لیکن ہم اپنی اس کوشش میں ناکام رہی ہیں۔ اس لئے اب میں نے اور نانوتہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم کھل کر سامنے آ جائیں اور تم لوگوں کو بتا دیا جائے کہ ہم یہاں موجود ہیں اور تم لوگوں کی ہلاکت کے خواہاں ہیں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم ہمیں ہلاک کرنے آئی ہو''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ ہم تم سب کو اس بار ایک ایک کے ہلاک کر دیں گی۔

تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا۔ تمہاری اطلاع کے لئے میں تمہیں ایک بات اور بتا دینا چاہتی ہوں''...... مادام شی تارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون سی بات''...... جولیا نے کہا۔

''تم لوگوں نے اپنے ساتھی عمران اور اس کی بیوی کو ہم سے آزاد کرا لیا تھا لیکن وہ ایک بار پھر ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں''۔ مادام شی تارا نے کہا تو جولیا اچھل پڑی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا عمران اور اس کی بیوی کو تم نے اغوا کیا تھا''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ہمارے ہی ایجنٹوں کا کام تھا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو ممبران نے انہیں تھریسیا سے آزاد کرا لیا تھا اور ہمیں اس بات کا بھی پتہ چل گیا ہے کہ انہیں آزاد کرانے میں تھریسیا نے بھی تمہارے ساتھیوں کی مدد کی تھی۔ اگر وہ ان کی مدد نہ کرتی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اس تک کسی صورت بھی نہ پہنچ سکتے تھے لیکن عمران اور اس کی بیوی کی یہ آزادی پائیدار ثابت نہیں ہوئی تھی۔ ہم نے دوبارہ اغوا کروا لیا ہے اور وہ دونوں ایک بار پھر ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں''...... مادام شی تارا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ یہ ساری باتیں تم مجھے کیوں بتا رہی ہو''...... جولیا نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔

''کیونکہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو اور جو معلومات ہمیں تم سے مل سکتی ہیں وہ کسی اور سے نہیں مل سکتیں''۔ مادام شی تارا نے کہا۔

''کون سی معلومات''...... جولیا نے پوچھا۔

''چیف کے بارے میں معلومات''...... مادام شی تارا نے کہا تو جولیا ایک بار پھر چونک پڑی۔

''چیف کے بارے میں معلومات۔ کیا مطلب''...... جولیا نے کہا۔

''تم میری بات بخوبی سمجھ رہی ہو جولیانا فنٹز واٹر۔ میں تمہارے پراسرار چیف ایکسٹو کی بات کر رہی ہوں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''کیا معلومات چاہتی ہو تم اور کیوں''...... جولیا نے کہا۔

''کیا اور کیوں سے پرہیز رکھو جولیانا فنٹز واٹر۔ ہمیں تمہارے چیف کے بارے میں ساری معلومات چاہئیں۔ وہ کون ہے کہاں رہتا ہے اور اس کا پتہ ٹھکانہ کہاں ہے۔ ہمیں یہ ساری معلومات دے دو ورنہ......'' مادام شی تارا نے کہا۔

''ورنہ کیا''...... جولیا نے کہا۔

''عمران اور اس کی بیوی میرے سامنے موجود ہیں۔ تمہارا انکار ان پر بھاری پڑ سکتا ہے''...... مادام شی تارا نے جواب دیا۔

''کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہمیں ایکسٹو کے بارے میں معلومات درکار ہیں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ہونہہ۔ اسے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور اس کا پتہ ٹھکانہ کیا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہمیں علم ہے کہ وہ سیاہ لباس میں چہرے پر نقاب چڑھا کر ماتحتوں کے سامنے آتا ہے اور کسی نے کبھی اس کا چہرہ نہیں دیکھا لیکن تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو اس لئے ہمیں یقین ہے کہ تم نے اس کا اصل چہرہ بھی دیکھا ہوگا اور تم اس کا پتہ ٹھکانہ بھی جانتی ہو گی''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''نہیں۔ میں ایکسٹو کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ میں تو کیا اس ملک کا پرائم منسٹر اور صدر بھی ایکسٹو کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تم جھوٹ بول رہی ہو''...... مادام شی تارا نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

''مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے۔ تم مجھ سے جو معلوم کرنا چاہتی ہو وہ میں تو کیا تمہیں کوئی بھی نہیں بتا سکے گا''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''کسی اور سے ہمیں کوئی مطلب بھی نہیں ہے جولیانا فنٹز واٹر''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''کیا کہنا چاہتی ہو تم''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

"یہی کہ یہ سب کچھ تم ہمیں بتاؤ گی"...... مادام شی تارا نے اسی طرح پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"جب مجھے کچھ معلوم نہیں تو میں تمہیں کیسے بتا سکتی ہوں۔ نانسنس"...... جولیا نے کہا۔

"ہمیں نہیں پتہ کہ تم ایکسٹو کے بارے میں کیا جانتی ہو اور کیا نہیں مگر یہ بات یاد رکھو کہ تم ہمیں یہ ساری معلومات ہر صورت میں مہیا کرنی ہوں گی ورنہ عمران اور اس کی بیوی دونوں ہمارے ہاتھوں مارے جائیں گے"...... مادام شی تارا نے انتہائی سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔ اس کا سرد اور سفاک لہجہ سن کر جولیا بے اختیار جھرجھری سی لے کر رہ گئی کیونکہ مادام شی تارا نے جس انداز میں یہ بات کی تھی اس سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ جو کہہ رہی ہے اس پر عمل بھی کر گزرے گی۔

"یقین کرو ایکسٹو کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور اس کی شکل صورت کیسی ہے اور وہ کہاں رہتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ ناممکن بات ہے جولیانا فنٹز واٹر۔ تم سب کچھ جانتی ہو۔ اس لئے بتاؤ ورنہ عمران اور اس کی بیوی کی اذیتناک موت کی تم ذمہ دار ہو گی۔ صرف تم اور یہ بھی سن لو۔ وہ دونوں بے ہوش ہیں۔ میں اسی حالت میں ان دونوں کی بوٹیاں اُڑانا شروع کر دوں گی اس لئے ہو سکتا ہے کہ تمہیں ان کی چیخیں نہ سنائی دیں لیکن یہ نہ سمجھنا

کہ میں تم سے جھوٹ بول رہی ہوں یا تمہیں چکر دینے کی کوشش کر رہی ہوں۔ ویسے بھی اس عمران نے مجھے اور زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اب وہ ہمارے ہاتھ لگا ہے تو اس کی موت دردناک ہو گی۔ انتہائی دردناک...... مادام شی تارا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے سیکرٹ سروس کے بارے میں تحقیقات کی ہیں تو تمہیں یقیناً اس بارے میں خاصی معلومات حاصل ہو چکی ہوں گی۔ میں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر بھی چیف کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"پھر جھوٹ"...... مادام شی تارا نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ جھوٹ نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"چلو میں مان لیتی ہوں کہ تم نے ایکسٹو کو کبھی نہیں دیکھا ہے لیکن یہ بات میں کسی صورت میں نہیں مان سکتی کہ تم اس کے ہیڈکوارٹر سے واقف نہیں ہو۔ بتاؤ کہاں ہے اس کا ہیڈ کوارٹر۔ اگر تم اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ساری تفصیلات مہیا کر دو تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ عمران اور اس کی بیوی کو کم از کم میرے ہاتھوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا"۔ مادام شی تارا نے کہا۔

"میں اس کے ہیڈکوارٹر سے بھی ناواقف ہوں مادام شی تارا۔ وہ ہم سے صرف فون یا ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرتا ہے اور ضرورت کے وقت میک اپ میں یا پھر نقاب پہن کر ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس کا

کوئی ایک مخصوص ٹھکانہ نہیں ہے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''شاید تمہیں عمران اور اس کی بیوی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ تم چاہتی ہو کہ میں ان کی بوٹیاں اُڑانا شروع کر دوں۔ چلو۔ اگر تم ایسا چاہتی ہو تو ابھی تمہیں ویڈیو کال کرتی ہوں پھر تم یہ سارا منظر لائیو دیکھو گی۔ عمران اور اس کی بیوی کو جب تم میرے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے ہوتا دیکھو گی تو تمہیں سب کچھ یاد آ جائے گا''۔ مادام شی تارا نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ تم میری بات کا یقین کرو مادام شی تارا۔ تم مجھے اپنی رہائش گاہ کا پتہ بتاؤ۔ میں تمہارے پاس آ جاتی ہوں تم سے بات کرنے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ میں جہاں ہوں ٹھیک ہوں اور تم بھی جہاں ہو وہیں رہو۔ ضرورت پڑنے پر میں خود تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی۔ میں مادام شی تارا ہوں۔ زیرو لینڈ کی ناگن اور زیرو لینڈ کی ناگن کہیں بھی پہنچ سکتی ہے''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ تم میرے پاس آ جاؤ''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تم میری باتوں کو ٹالو مت۔ جو پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دو''...... مادام شی تارا نے غرا کر کہا۔

''جب میں کچھ جانتی ہی نہیں تو تمہیں کیا جواب دوں''۔ جولیا

نے سر جھٹک کر کہا۔

''تو تم ایسے نہیں مانو گی''...... مادام شی تارا نے پھنکار کر کہا۔

''میں تم سے آخری بار کہہ رہی ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔ اگر تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں ہے تو جو تمہارے دل میں آتا ہے وہ کرو۔ عمران اور اس کی بیوی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو یا انہیں زندہ جلا دو۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا''۔ جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں ایسا ہی کروں گی اور تمہارے نمبر پر باقاعدہ ہر منظر کی ایک فوٹو بھی سینڈ کرتی رہوں گی تاکہ تم عمران اور اس کی بیوی کے ٹکڑے ٹکڑے دیکھ سکو۔ سب سے پہلے میں عمران کی بیوی کی ناک اور اس کے دونوں کان کاٹ کر ان کی تمہیں تصویر بھیجوں گی۔ پھر میں اس کی آنکھیں نکالوں گی۔ اس کی بھی تمہیں تصویریں ملیں گی اور پھر میں ایک ایک کر کے اس کے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں کاٹ کر ان کی تصویریں تمہیں بھیجوں گی اس کے بعد میں اس کے جسم کے باقی حصوں کو کاٹوں گی اور پھر اس کا دل نکال کر اس کی بھی تمہیں تصویر بھیج دوں گی۔ اس پر بھی تم نے اسی طرح انکار کیا تو پھر یہ سارا عمل میں بے ہوش پڑے ہوئے عمران پر دوہراؤں گی۔ ہوسکتا ہے کہ عمران کی کٹی ہوئی ناک۔ اس کے کان اور اس کی کٹی ہوئی انگلیاں دیکھ کر تمہارا دل دہل جائے اور تم سچ بولنے پر آمادہ ہو جاؤ''...... مادام شی تارا نے

انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا تو جولیا یہ سب سن کر کانپ کر رہ گئی۔

''تمہیں جو کرنا ہے کرو لیکن تب بھی میرا یہی جواب ہو گا کہ میں کچھ نہیں جانتی''...... جولیا نے دل کڑا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر یہ بھیانک مناظر والی تصویریں دیکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... مادام شی تارا نے پھنکار کر کہا۔

''تم ایسا کچھ نہیں کرو گی شی تارا۔ اگر تم نے عمران اور اس کی بیوی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا۔ میرا نام جولیانا فٹز واٹر ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو معمولی سی خراش بھی آئی تو میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی''...... اس بار جولیا نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ لگتا ہے اب تمہارے تن بدن میں آگ لگی ہے جو تم مجھ سے بدلے کی بات کر رہی ہو''...... مادام شی تارا نے ہنس کر کہا۔

''یہ بدلہ لینے والی بات نہیں ہے۔ تم عمران کو چھوڑ دو اگر تم نے اس کی بیوی کے ساتھ بھی کچھ کیا تو اس کا تمہیں انجام بھگتنا پڑے گا مادام شی تارا''...... جولیا نے کہا۔

''مجھ سے بدلہ لینے کے لئے تمہیں مجھ تک پہنچنا پڑے گا۔ میں تمہارے پاس ہوتے ہوئے بھی تم سے دور ہوں بہت دور''۔ مادام شی تارا نے کہا۔

''تم دور سہی لیکن اس دنیا میں تو موجود ہو نا۔ تم دنیا کے کسی بھی

کونے میں چلی جاؤ۔ کہیں بھی جا کر چھپ جاؤ میں تم تک پہنچ ہی جاؤں گی۔ میں اس وقت تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی جب تک میں تمہارے ٹکڑے نہیں اڑا دیتی''...... جولیا نے کہا۔

''تم مادام شی تارا کو دھمکی دے رہی ہو''...... مادام شی تارا نے پھنکار کر کہا۔

''دھمکیاں کمزور لوگ دیتے ہیں۔ میں جو کہتی ہوں وہ کر کے دکھاتی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ اس کے لئے تمہیں دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہارے ملک بلکہ دارالحکومت میں ہی ہوں۔ آؤ۔ مجھے ڈھونڈ سکتی ہو تو ڈھونڈ لو''...... مادام شی تارا نے اس بار بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا چونک پڑی۔

''تم مجھے چیلنج دے رہی ہو''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''ہاں۔ یہ اوپن چیلنج ہے۔ اگر تم مجھ تک یا نانوتہ تک پہنچ گئی تو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ ہم دونوں عمران اور اس کی بیوی کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی اور اسے تمہارے حوالے کر کے واپس زیرو لینڈ روانہ ہو جائیں گی۔ بولو۔ منظور کرتی ہو چیلنج''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارا چیلنج قبول ہے اور اگر تم زبان کی پکی ہو تو اپنا وعدہ یاد رکھنا''...... جولیا نے کہا۔

''مادام شی تارا اور نانوتہ ایک بار جو وعدہ کر لیں اسے ہر صورت

میں پورا کرتی ہیں جولیانا فٹز واٹر۔ تم پہنچ کر تو دکھاؤ ہم دونوں تک
پھر دیکھو ہم کس طرح سے اپنا وعدہ نبھاتی ہیں''...... مادام شی تارا
نے کہا۔ جولیا نے اس کے لہجے میں چھپا ہوا طنز صاف محسوس کر لیا
تھا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اگلے چوبیس گھنٹوں میں تم دونوں تک پہنچ کر
دکھا دوں گی۔ تم دونوں تک پہنچنے کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا
پڑے میں ضرور کروں گی لیکن چوبیس گھنٹے پورے ہونے سے پہلے
میں تم دونوں کے سامنے ہوں گی''...... جولیا نے کہا۔

''منظور ہے۔ اب یہ بھی بتا دو کہ اگر تم اس چیلنج کو پورا نہ کر سکی
تو''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''مطلب واضح ہے مس جولیانا فٹز واٹر۔ اگر تم ہم تک پہنچ گئی تو
ہم عمران اور مسز عمران کو زندہ چھوڑ دیں گی اور انہیں تمہارے
حوالے کر کے واپس زیرو لینڈ روانہ ہو جائیں گی لیکن چوبیس گھنٹوں
تک تم اگر ہم تک نہ پہنچ سکی اور ہماری گرد کو بھی نہ پا سکی تو تم
ہمارے لئے کیا کرو گی''...... مادام شی تارا نے کہا تو جولیا کو اپنے
دماغ میں بجلی کی لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

''تم بتاؤ''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تمہیں ہمیں ایکسٹو کے بارے میں مکمل تفصیل فراہم
کرنی ہوں گی۔ اس کا اصل نام ٹھکانہ۔ سب کچھ''...... مادام شی تارا

نے کہا تو جولیا کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''تو تم جان بوجھ کر مجھے چیلنج کر رہی ہو تاکہ میں اپنی شکست
قبول کر لوں اور تمہیں چیف کے بارے میں معلومات فراہم
کر دوں''...... جولیا نے کہا۔

''عقل مند ہو''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''یہ درست ہے کہ میں چیف کے بارے میں کچھ نہیں جانتی اور
نہ ہی مجھے اس کے اصل ہیڈکوارٹر کا علم ہے لیکن اگر میں تم دونوں
تک پہنچنے میں ناکام ہو گئی تو پھر میں تمہیں چیف کے ایک ٹھکانے
کے بارے میں بتا دوں گی جو ممکنہ طور پر اس کا ہیڈ کوارٹر ہو سکتا
ہے۔ میں ممکنہ طور پر کہہ رہی ہوں۔ یہ بات کنفرم نہیں ہے کہ وہی
چیف کا اصل ٹھکانہ ہو''...... جولیا نے کہا۔

''چلو۔ تم اس کے جس ممکنہ ٹھکانے کے بارے میں جانتی ہو
اسی کے بارے میں بتا دینا۔ چیف وہاں موجود ہوگا یا نہیں اس کا
ہم خود پتہ چلا لیں گی''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''اوکے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر چیلنج کا وقت اب شروع ہوتا ہے۔ ہم اگلے چوبیس
گھنٹوں تک تمہارا انتظار کریں گی۔ اگر تم ہم تک پہنچ گئی تو ٹھیک
ورنہ اگلے چوبیس گھنٹوں بعد ہمارا وقت شروع ہو جائے گا اور ہم تم
تک پہنچ جائیں گی''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''اوکے''...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے"...... مادام شی تارا نے کہا۔

"سنو"...... جولیا نے کہا۔

"کیا"...... مادام شی تارا نے کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ میں تمہارے ٹھکانے پر پہنچوں اور تم وہاں سے میرے خوف سے نکل بھاگو۔ ان چوبیس گھنٹوں تک تم جس میک اپ میں ہو یا جس روپ میں ہو اسی روپ میں رہو گی اور اپنا ٹھکانہ بھی نہیں بدلو گی"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے یہ بھی منظور ہے۔ اگر تم چاہو تو ان چوبیس گھنٹوں کا وقت بڑھا سکتی ہو۔ ہم تمہیں ایک ہفتہ تک دینے کے لئے تیار ہیں مس جولیانا فٹز واٹر"...... مادام شی تارا نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے چوبیس گھنٹے ہی کافی ہیں ۔میں انہی چوبیس گھنٹوں میں اپنا ٹاسک پورا کروں گی"۔ جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"کیا یہ ٹاسک ہمارے اور تمہارے درمیان رہے گا"...... مادام شی تارا نے کہا۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ایسا تو نہیں کہ ہماری تلاش کے لئے تم سیکرٹ سروس کے سارے ممبران کو لگا دو اور چیف کو بھی ہماری اس بات چیت کے بارے میں بتا دو"...... مادام شی تارا نے کہا۔

"تو تم کیا چاہتی ہو"...... جولیا نے کہا۔

"میں چاہتی ہوں کہ یہ ٹاسک ہم دونوں کے درمیان رہے۔ اس وقت میں اکیلی ہوں اور اکیلی ہی تم سے بات کر رہی ہوں۔ اس ٹاسک کے بارے میں نہ تو میں کسی کو کچھ بتاؤں گی اور نہ تم کسی کو کچھ بتانا۔ صرف چوبیس گھنٹوں کی ہی تو بات ہے"...... مادام شی تارا نے کہا۔

"لیکن ابھی تو تم نے کہا تھا کہ یہ چیلنج تمہاری اور نانوتہ کی طرف سے ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ایسا ہی ہے۔ نانوتہ میرے وعدے کی پاسداری کرے گی لیکن میں چوبیس گھنٹوں تک اسے کچھ نہیں بتاؤں گی"...... مادام شی تارا نے کہا۔

"اس دوران اس نے یا تمہارے دوسرے ساتھیوں نے عمران اور اس کی بیوی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پھر"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس وقت تک ان دونوں کی حفاظت کی ذمہ داری میری ہے۔ جب تک چوبیس گھنٹے پورے نہیں ہو جاتے اس وقت تک میں کسی کو ان دونوں کے قریب بھی نہ جانے دوں گی"...... مادام شی تارا نے کہا۔

"سوچ لو"...... جولیا نے کہا۔

"مادام شی تارا سوچ سمجھ کر اور پورے وثوق کے ساتھ بات کرتی ہے جولیانا فٹز واٹر اور یہ بھی کہ ایک بار جس سے جو وعدہ کر

لے اسے ہر صورت میں پورا بھی کرتی ہے''...... مادام شی تارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو''...... جولیا نے کہا۔

''اب تم میری تلاش میں نکل پڑو اور عمران اور اس کی بیوی کو مجھ سے بچا سکتی ہو تو بچا لو''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''میں پوری کوشش کروں گی''...... جولیا کی آواز آئی۔

''یہی بہتر بھی ہے''...... میڈنا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''تم سے کسی طرح رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کوئی نمبر نہیں ہے۔ میں خود تم سے رابطہ قائم کر لوں گا اور یہ رابطہ چوبیس گھنٹوں کے بعد ہو گا پہلے نہیں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ان دونوں کو کہاں رکھا ہے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''وہاں جہاں میری مرضی کے بغیر کوئی ان تک نہیں پہنچ سکتا''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ہونہہ''...... جولیا نے ہنکارہ بھرا۔

''اب میں فون بند کر رہی ہوں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''رکو میری بات سنو''...... جولیا نے کہا۔

''کہو۔ کیا کہنا چاہتی ہو''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''کیا وہ دونوں تمہارے پاس موجود ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں''...... مادام شی تارا نے کہا پھر اس کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''مجھے باتوں میں لگا کر تم شاید فون کال ٹریس کر کے میرا پتہ لگانا چاہتی ہو تو سنو تم میری فون کال کسی بھی صورت میں ٹریس نہیں کر سکتی۔ ہم زیرو لینڈ کے باسی ہیں۔ ہمارے انسٹرومنٹ تمہاری دنیا سے کہیں زیادہ جدید اور ایڈوانس ہیں۔ ہم دنیا کے کسی بھی حصے میں کال کر سکتے اور سن سکتے ہیں لیکن کوئی ہماری نہ تو کال سن سکتا ہے اور نہ ٹریس کر سکتا ہے''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''میں ایسی کوئی کوشش نہیں کر رہی''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ او کے گڈ بائی''...... مادام شی تارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

عمران بدستور ابن بطوطہ کے روپ میں تھا۔ وہ اس وقت رانا ہاؤس کے بلیک روم میں تھا۔ جہاں سامنے عام سی کرسی پر لوگاس بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے اسے جان بوجھ کر نہ راڈز والی کرسی پر جکڑا تھا اور نہ ہی کرسی پر اسے رسیوں سے باندھا تھا۔

عمران، لوگاس کی جانب نہایت خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اس سے دو قدم کے فاصلے پر جوزف ریوالور لئے اس کے سر پر موجود تھا اور انداز سے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ہی لوگاس نے حرکت کی جوزف اس کی کھوپڑی میں گولی اتار دے گا۔ جوزف کو دیکھ کر لوگاس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ وہ سہمی ہوئی نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران نے نقلی عمران اور افراب کے جسموں میں لگائی ہوئی ٹریکنگ ڈیوائس کے ذریعے انہیں ٹریک کیا تھا۔ ٹریکنگ مشین سے ان دونوں کی لوکیشن لوگاس کے سپیشل کلب کی ہی معلوم ہوئی تھی۔

لوگاس نے ان دونوں کو کلب کے تہہ خانے میں چھپایا ہوا تھا۔ چونکہ ٹریکنگ ڈیوائس کے ذریعے عمران ان دونوں کو دیکھ بھی سکتا تھا اور ان کے اردگرد کے ماحول کو بھی دیکھ سکتا تھا اس لئے عمران نے اس جگہ کا مکمل جائزہ لیا تھا اور پھر وہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو لے کر سپیشل کلب جا پہنچا۔

اس کے کہنے پر جوزف اور جوانا نے کلب کے غنڈے اور بدمعاشوں سے نپٹنا شروع کر دیا جبکہ عمران، ٹائیگر کو لے کر لوگاس کے آفس میں داخل ہو گیا جہاں پر لوگاس نے اپنی جگہ کسی اور کو نیجر بنا کر بیٹھایا ہوا تھا۔ وہ آدمی زیادہ جاندار نہ تھا۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے اس پر دو تین ہاتھ ہی چھوڑے ہوں گے کہ اس نے فوراً ہی سب کچھ اگل دیا۔ ویسے بھی عمران ٹریکنگ مشین کے ذریعے یہ پتہ چلا چکا تھا کہ سپیشل کلب کے تہہ خانے میں جانے کا راستہ کہاں سے اوپن ہوتا ہے۔

اس نے راستہ کھولا اور ٹائیگر کے ساتھ تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ وہاں بھی مسلح غنڈے اور بدمعاش موجود تھے لیکن ان کی بھلا عمران اور ٹائیگر کے سامنے کیا چل سکتی تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب عمران اور ٹائیگر کے مشین پسٹلز سے نکلنے والی گولیوں کے شکار بن گئے۔

عمران، ٹائیگر کو لے کر اس کمرے میں جا پہنچا جہاں پر اس نے اپنے ہمشکل عمران اور افراب کو چیک کیا تھا۔ یہ دیکھ کر اسے جھٹکا لگا کہ اب وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔ وہاں لوگاس موجود تھا۔

لوگاس انہیں دیکھ کر بوکھلا گیا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن عمران اب بھلا اسے کہاں بھاگنے دینے والا تھا۔ جلد ہی وہ اس کی گرفت میں تھا۔ عمران کے پوچھنے پر لوگاس نے بتایا کہ دس منٹ پہلے مادام تاؤ اور میڈنا آئی تھیں اور وہ یہاں سے عمران اور افراب کو اپنے ساتھ کسی خفیہ ٹھکانے پر لے گئی ہیں۔

عمران کو اس بات کی فکر نہ تھی کہ مادام تاؤ جو نانوتہ تھی اور میڈنا جو مادام شی تارا تھی۔ اس کے ہمشکل عمران اور افراب کو کہاں لے گئی ہیں۔ ان دونوں کے جسموں میں لگی ڈیوائس سے وہ انہیں دوبارہ ٹریک کر سکتا تھا۔ اس نے لوگاس کو بے ہوش کیا اور پھر وہ اسے لے کر رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ رانا ہاؤس پہنچ کر عمران نے مشین کے ذریعے نقلی عمران اور افراب کو ٹریک کرنے کی کوشش کی لیکن یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ اس بار مشین انہیں ٹریک کرنے میں ناکام رہی تھی۔

مشین کے کام نہ کرنے کی دو وجوہات ہی ہو سکتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ مادام شی تارا اور نانوتہ کو ان کے جسموں میں لگی ہوئی ڈیوائسز کا علم ہو گیا تھا اور انہوں نے ان کے جسموں سے وہ ڈیوائسز نکال کر انہیں ضائع کر دیا تھا یا پھر دوسری وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ ان دونوں کو ایسے حفاظتی انتظامات والی جگہ میں پر رکھا گیا تھا جہاں وہ ڈیوائسز خود ہی آف ہو گئی تھیں۔

چونکہ نقلی عمران اور افراب کو زیادہ دیر پہلے نہ لے جایا گیا تھا

اس لئے اتنی جلدی ان کے جسموں سے ڈیوائسز کو ٹریس کر کے نکال لینا ممکن نہ تھا اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وہ کسی ایسے حفاظتی حصار میں ہیں جہاں پر ڈیوائسز نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔ اس پر وہ بری طرح سے جھلا گیا تھا۔ اس کے کہنے پر جوزف نے لوگاس کو بلیک روم میں پہنچا دیا اور عمران نے ہی اسے نہ باندھنے کی ہدایات تھی اور پھر جوزف ہی اسے ہوش میں لایا تھا۔

”مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے اور تم کون ہو“...... لوگاس نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا میں اتنا ہی بڑا احمق ہوں جتنا تم مجھے سمجھ رہے ہو“...... عمران نے کہا۔

”میں سمجھا نہیں“...... لوگاس نے چونک کر کہا۔

”عمران اور اس کی بیوی کہاں ہے“...... عمران غرایا۔

”میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا انہیں مادام تاؤ اور میڈنا مجھ سے چھین کر لے گئی ہیں۔ انہوں نے اچانک میرے کلب پر حملہ کیا اور نجانے کیسے میرے تہہ خانے میں پہنچ گئیں۔ انہوں نے وہاں بے ہوشی کی گیس فائر کی جس سے میں اور میرے سارے ساتھی بے ہوش ہو گئے۔ جب ہمیں ہوش آیا تو عمران اور افراب وہاں موجود نہ تھے۔ بعد میں سی سی ٹی وی کیمروں سے مجھے پتہ چلا کہ مادام تاؤ اور میڈنا وہاں آئی تھیں اور یہ ساری کارروائی انہوں نے ہی کی تھی“...... لوگاس نے کہا۔

"وہ تصویریں میں نے بھی دیکھی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ دونوں کون ہیں۔ تم مجھے ان کا پتہ بتاؤ بس"...... عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ وہ دونوں عمران اور اس کی بیوی کو کہاں لے گئی ہیں"...... لوگاس نے کہا۔

"تمہارے آفس سے ملنے والے کاغذات تمہیں اسمگلر اور منشیات فروش ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں مسٹر لوگاس اور منشیات فروشی کی سزا تم جانتے ہو پھانسی ہے صرف پھانسی"...... عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... لوگاس نے کہا اور تھوک سے ہونٹ تر کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"اس لئے زندگی عزیز ہے تو بتا دو کہ ان کو اغوا کر کے کہاں رکھا گیا ہے۔ وعدہ کرتا ہوں اس کے عیوض کاغذات ضائع کر دوں گا اور تمہیں جان بچانے کا ایک موقع ضرور دوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مگر میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں"...... لوگاس نے کہا۔

"اچھی طرح سوچ لو مسٹر لوگاس۔ میں تمہاری منشیات فروشی ہی نہیں جاسوسی سے بھی واقف ہیں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"...... لوگاس نے کہا۔

"تم یہاں زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کے لئے کام کرتے ہو۔ تمہارا نہ صرف تھریسیا سے رابطہ ہے بلکہ نانوتہ، مادام شی تارا اور سنگ ہی کے ساتھ ساتھ تم ساڈال سے بھی رابطے میں رہتے ہو اور اس بات کے میرے پاس مکمل ثبوت موجود ہیں"...... عمران نے کہا تو لوگاس کے چہرے پر زردی پھیل گئی۔

"یہ سب جھوٹ ہے۔ میرا زیرو لینڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... لوگاس نے بے بسی سے کہا اور سر جھکا لیا۔

"کیا مادام تاؤ اور میڈنا تمہاری رہائش گاہ پر قیام پذیر نہیں تھیں"...... عمران غرایا۔ جولیا اور صفدر کی ساری رپورٹیں اس نے سن لی تھیں اور وہ آدمی بھی اب دانش منزل میں قید تھا جسے تنویر اپنے سے پکڑ کر لایا تھا اور رانا ہاؤس میں سلیمان نے تین آدمی کو پکڑ کر ایکسٹو کو حالات سے آگاہ کیا تھا۔

"ہاں تھیں۔ مگر وہ میرے شناسا تھیں۔ مجھ سے ملنے آ گئیں تو مجھے ٹھہرانا پڑا تھا"...... لوگاس نے بے بسی سے کہا وہ ذرا بھی حراساں نظر نہیں آ رہا تھا بلکہ عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہا تھا۔

"اب وہ کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ صبح ہی واپس چلی گئی تھیں"...... لوگاس نے کہا۔

"کہاں"...... عمران غرایا۔

"وہ مجھے یہ بتا کر نہیں گئیں"...... لوگاس نے کہا۔

''تو تم نہیں بتاؤ گے کہ عمران اور افراب کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''معلوم ہو تو بتاؤں نا''...... لوگاس نے کہا۔

''جوزف''...... عمران نے جو ابن بطوطہ کے روپ میں تھا جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس''...... جوزف نے کہا۔

''یہ خود کو ضرورت سے زیادہ ہوشیار سمجھ رہا ہے۔ شاید اس کے ذہن میں ہے کہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ اسے بچانے کے لئے یہاں پہنچ جائیں گے۔ اس کی غلط فہمی دور کر دو لیکن اسے بولنے کے قابل ضرور رکھنے دینا۔ چلو شروع ہو جاؤ۔ ہری اپ''...... عمران نے کہا۔

عمران کا جملہ ختم ہوتے ہی لوگاس اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا نہ صرف کھڑا ہو گیا تھا بلکہ اس نے جوزف کو فلائنگ کک مارنے کا دھوکہ دے کر عمران پر حملہ کر دیا مگر عمران اس طرح دھوکہ کھانے والوں میں سے کہاں تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ کر نہ صرف خود کو بچایا تھا بلکہ لوگاس کو فلائنگ کک مار دی تھی۔ لوگاس اچھل کر پیچھے ہٹا اور جوزف سے جا ٹکرایا۔ جوزف نے دونوں ہاتھوں کا پنچ اس کی گردن پر مارا۔ لوگاس کے منہ سے کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر آگے آیا تو عمران حملے کے لئے تیار تھا۔ پیٹ پر پڑنے والی لات کی ضرب سے وہ آگے کو جھکا اور جوزف نے اسے اٹھا کر فرش پر دے مارا۔ اس کی چیخ بڑی بھیانک تھی وہ بری طرح

تڑپنے لگا۔

جوزف نے اس کے تڑپنے کا خیال کئے بغیر ہی اس کی مرمت جاری رکھی تھی یہاں تک کہ لوگاس ہوش کی دنیا سے دور نکل گیا۔

''بس کیا مار ڈالنے کا ارادہ ہے''...... عمران غرایا اور جوزف کے قدم رک گئے۔ لوگاس بے سدھ پڑا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

''اسے ہوش میں لاؤ''...... عمران غرایا اور جوزف کمرے کے دوسرے گوشے کی طرف بڑھا اور واش روم میں داخل ہو کر ڈبے میں پانی بھر لایا اور لوگاس کے منہ پر چھینٹے مارنے لگا۔ چند لمحے بعد وہ کسمسایا اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

''تم میری زبان کسی صورت نہیں کھلوا سکو گے''...... لوگاس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کمزور سے لہجے میں کہا۔

''یہاں تو مردے بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں پھر تم تو ایک جیتے جاگتے انسان ہو۔ تم تو فرفر بولو گے''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''کوشش کر دیکھو''...... لوگاس نے کہا اور عمران کا الٹا ہاتھ بھرپور انداز میں اس کے منہ پر پڑا اور وہ چکرا گیا۔

''میں تم میں سے ایک ایک ٹکڑے کر ڈالوں گا لوگاس۔ ورنہ بتا دو کہ عمران اور افراب کہاں ہیں۔ ان دونوں کو کس جگہ رکھا گیا ہے۔ بولو''...... عمران نے خونخوار لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم''...... لوگاس نے منہ سے خون اگلتے ہوئے

کہا۔ اس کے ساتھ ہی چٹاخ چٹاخ، کئی تھپڑ لوگاس کے منہ پر پڑے تھے۔

''میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ایک ایک ہڈی پسلی کا سرمنہ بنا دوں گا۔ بتاؤ کہاں ہیں وہ۔ ورنہ......'' عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں سچ بول رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ دونوں انہیں کہاں لے گئی ہیں'' ...... لوگاس نے کہا اور عمران کے اشارے پر جوزف پھر اس کی مرمت کرنے لگا چند منٹ بعد لوگاس پھر بے ہوش ہو گیا تھا۔

''اسے ہوش میں لاؤ'' ......عمران غرایا۔

''اوکے'' ...... جوزف نے کہا اور ڈبے میں موجود پانی سے لوگاس کے منہ پر چھینٹے مارنے لگا چند منٹ بعد لوگاس نے آنکھیں کھول دیں۔

''تم۔ تم اچھا نہیں کر رہے۔ تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا'' ...... لوگاس نے ہوش میں آتے ہی خوفزدہ اور کمزور لہجے میں کہا۔

''تم صرف میرے سوالوں کے جواب دے کر ہی زندہ رہ سکتے ہو لوگاس۔ ورنہ میں تمہارا اس سے بھی بھیانک حشر کروں گا۔ تم میرے بارے میں نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔ میں پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر سکتا ہوں۔ بولو۔ جلدی بولو ورنہ......''

عمران نے اس قدر سفاک اور سرد لہجے میں کہا کہ اس کا سرد لہجہ سن کر جوزف جیسا آدمی بھی کانپ اٹھا اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''مجھے نہیں معلوم'' ...... لوگاس نے اسی طرح ڈھٹائی سے کہا تو عمران کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''جوزف۔ ہنٹر لاؤ۔ اب تم اس وقت تک اس کی کھال ادھیڑو گے جب تک یہ مجھے معلوم نہیں ہے کی گردان ختم نہیں کر دیتا۔ جاؤ جلدی لاؤ ہنٹر'' ...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔

''ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ میری بات سنو'' ...... لوگاس نے جوزف کو دیوار کی طرف جاتے دیکھ کر کہا جہاں سیاہ رنگ کا ایک خوفناک ہنٹر لٹک رہا تھا۔ لیکن وہ نہ رکا اور اس نے دیوار سے ہنٹر اتارا اور اسے لے کر ایک بار پھر لوگاس کے سامنے آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ہنٹر دیکھ کر لوگاس کی روح فنا ہو گئی۔ جوزف اسے گھورتا ہوا بار بار ہنٹر چٹخانے لگا جس سے لوگاس کو اپنا دل دہلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور اس کا چہرہ خوف سے زرد پڑتا جا رہا تھا۔

''شروع ہو جاؤ'' ...... عمران نے کہا تو دوسرے لمحے چٹاخ کی زور دار آواز کے ساتھ کمرہ یکلخت لوگاس کی تیز اور انتہائی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوزف نے ہنٹر گھما کر لوگاس کے جسم پر مارا تھا اور لوگاس کے جسم پر سرخ رنگ کا ایک لمبا نشان بن گیا تھا۔ اس

نے اچھل کر ایک طرف ہٹنا چاہا لیکن جوزف کا ہاتھ مسلسل چلنا شروع ہو گیا اور کمرہ چٹاخ چٹاخ کی تیز آوازوں کے ساتھ لوگاس کی دردناک چیخوں سے بری طرح سے گونجنا شروع ہو گیا۔ جوزف واقعی سفاک جلادوں کی طرح اسے ہنٹر مار مار کر اس کی کھال ادھیڑ رہا تھا۔ لوگاس کی ہمت جواب دے گئی۔ چار ہنٹر کھاتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا۔ عمران کے کہنے پر جوزف اسے پھر سے ہوش میں لایا اور اس نے پھر سے لوگاس پر ہنٹروں کی بارش کرنا شروع کر دی۔ لوگاس کا جسم بری طرح سے ادھڑ رہا تھا۔ اس کا لباس تار تار ہو گیا تھا اور اس کے سارے جسم پر خون ہی خون دکھائی دے رہا تھا۔ عمران کے اشارے پر جوزف اس پر سفاکی سے ہنٹر برساتا رہا لوگاس کے ایک ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کے منہ سے خون دھار کی طرح بہنے لگا اور چیختے چیختے اس کا گلا رندھ گیا۔

''جتنا دل چاہے چیخو۔ اس کمرے سے نہ تمہاری آواز باہر جا سکتی ہے اور نہ ہی تم زندہ اپنے پیروں سے چل کر جا سکتے''۔ عمران نے جوزف کو ہاتھ روکنے کا اشارہ کرتے ہوئے لوگاس سے مخاطب ہو کر کہا۔ لوگاس کا رواں رواں سسک رہا تھا۔ اس کی ہمت مکمل طور پر ٹوٹ چکی تھی۔ اس کا جسم بری طرح سے لرز رہا تھا اور اس کے چہرے پر موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی۔ اچانک اس کے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی۔

''کہو کیا کہنا چاہتے ہو''...... بولو لوگاس جلدی بتاؤ''...... عمران

جھک کان اس کے ہونٹوں کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

''م۔م۔ مے۔ مے کک۔ ا۔ ئے''...... لوگاس نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

''میکائے کون ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''وہ وہ۔ زیرو لینڈ کا ایجنٹ ہے۔ وہ نانوتہ کا رائٹ ہینڈ ہے جسے نانوتہ اپنے ساتھ لائی ہے''...... لوگاس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

''پتہ۔ پتہ بتاؤ اس کا۔ وہ کہاں مل سکے گا اور کیا وہ جانتا ہے کہ عمران اور اس کی بیوی کہاں ہیں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... لوگاس کے حلق سے خرخراتی آواز نکلی پھر وہ آہستہ آہستہ عمران کو بتانے لگا کہ میکائے کہاں مل سکے گا اور وہ کون ہے۔ اس کی سانس اکھڑتی جا رہی تھی کمرے کے اس حصے میں خون ہی خون تھا جہاں لوگاس پڑا ہوا تھا۔

عمران بہت غور سے اس کا بتایا ہوا ایک ایک لفظ سن رہا تھا اچانک لوگاس نے جھرجھری لی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ شاید زخموں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو چکا تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

''یہ ہلاک ہو گیا ہے۔ اس کی لاش لے جا کر برقی بھٹی میں جلا کر راکھ بنا دو''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر تم بتاؤ کہ تم آخر کون ہو"...... جوزف نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"تمہارا رنگ روپ اور قد کاٹھ باس جیسا تو نہیں ہے لیکن تمہارے بولنے کا انداز اور وہ سفاک پن۔ باس جیسا ہے۔ میں نے اس روپ میں سوائے باس کے کسی اور کو نہیں دیکھا"۔ جوزف نے اس کی طرف شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھول جاؤ اپنے باس کو۔ اس کی جگہ اب مجھے اپنا باس بنا لو"......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ باس گریٹ ہے۔ میں اسے نہیں بھول سکتا اور میں سوائے اس کے کسی اور کا غلام نہیں بن سکتا چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو"...... جوزف نے منہ بنا کر کہا۔

"تو پھر مجھ سے میرے بارے میں کچھ نہ پوچھو"......عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ نہیں پوچھتا"...... جوزف نے سپاٹ لہجے میں کہا اور وہ لوگاس کی لاش کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا بلیک روم سے نکلتا چلا گیا۔

نانوتہ اور مادام شی تارا اس وقت اپنے اصل روپ میں تھیں۔ وہ اس وقت ایک نئی رہائش گاہ میں موجود تھیں جو انہوں نے کرائے پر نئے ناموں سے حاصل کی تھی۔ دونوں کافی دیر سے وہاں موجود تھیں۔ مادام شی تارا نے نانوتہ کو بتا دیا تھا کہ اس نے جولیانا فٹز واٹر کو کال کر کے اسے کیا چیلنج دیا ہے۔

مادام شی تارا کی یہ بات سن کر پہلے تو نانوتہ کو اس پر غصہ آیا تھا کہ اسے جولیا کو ایسا چیلنج کرنے کی کیا ضرورت تھی لیکن جب مادام شی تارا نے اسے بتایا کہ وہ جولیا کے ذریعے اس کے باقی ساتھیوں کو ٹریس کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر جولیا کو غصہ دلایا تھا تاکہ وہ ان کی تلاش میں نکلے اور ظاہر ہے ان کی تلاش کے لئے وہ اپنے ساتھیوں سے مسلسل رابطے میں رہے گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر انہیں تلاش کرے۔ اس طرح وہ سب ان کی نظروں میں آ جائیں گے اور ان

کا کام آسان ہو جائے گا۔ اس کے منصوبے پر نانوتہ خاموش ہو گئی تھی۔ مادام شی تارا نے نانوتہ کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس نے جولیانا فٹز واٹر کے سیل فون پر طویل بات کر کے اس کے سیل فون میں ایک ایسا وائرس داخل کر دیا تھا جس کے ذریعے وہ نہ صرف جولیا کے سیل فون کو ایک کمپیوٹرائزڈ مشین پر ٹریک کر سکتی تھی بلکہ سیل فون کے اردگرد کی آوازیں بھی سن سکتی تھی۔

اس وائرس کے ذریعے اسے اس بات کا علم ہو سکتا تھا کہ جولیا کے ساتھ کون کون ہے اور وہ انہیں تلاش کرنے کے کیا لائحہ عمل بنا رہے ہیں اور کہاں کہاں جا رہے ہیں۔ اس پر نانوتہ نے اس کی پلاننگ پر اسے داد دی تھی اور پھر انہوں نے لوگاس کے کلب میں داخل ہو کر کارروائی کی تھی اور کلب کے تہہ خانے سے لوگاس کی قید میں موجود بے ہوش پڑے عمران اور اس کی بیوی کو بھی نکال کر لانے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ عمران اور مسز عمران اب ان کے قبضے میں تھیں۔ اس سارے کام میں وہ تھک گئی تھیں اس لئے اب وہ آرام کرنا چاہتی تھیں لیکن شاید آرام ان کی قسمت میں نہ تھا کیونکہ ان کے پاس ساڈال پہنچ گیا تھا اور پھر ساڈال کو بھی انہوں نے اپنی ساری پلاننگ بتا دی تھی۔

''کیا تم لوگوں کو یقین ہے کہ تمہاری پلاننگ کامیاب رہے گی''...... ساڈال نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے مادام شی تارا اور نانوتہ کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ ہمیں سو فیصد یقین ہے''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کیا جا چکا ہے اور جولیانا کو مطالبے اور دھمکی سے آگاہ کر دیا گیا ہے جس کے بارے میں وہ یقیناً اپنے چیف کو بتائے گی اور چیف ہمارے بچھائے ہوئے اس جال میں پھنس جائے گا اور وہی سب کچھ ہو گا جو ہماری سپیشل گیم کا حصہ ہے''...... نانوتہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ ویسے مادام شی تارا اور نانوتہ تم دونوں نے لوگاس کی قید سے عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کر کے واقعی ایک کارنامہ انجام دیا ہے''...... ساڈال نے ان کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اصل کارنامہ تو اس گیم کی کامیابی ہو گا''۔ مادام شی تارا نے کہا

''اگر کامیاب ہو گئی تو''...... ساڈال نے کہا۔

''کیا تم کو اس میں کوئی شک ہے''...... نانوتہ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''ایکسٹو ایک پراسرار، ذہین اور شاطرانہ شخصیت کے مالک کا نام ہے۔ میرے خیال کے مطابق وہ آسانی سے دھوکہ نہیں کھائے گا اور نہ ہماری سپیشل گیم کے چکر میں آئے گا بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری ساری گیم سمجھ جائے گا''...... ساڈال نے کہا۔

''ہم نے انتہائی سادہ سا پلان بنایا ہے جس میں وہ آسانی سے پھنس جائیں گے''...... مادام شی تارا نے کہا۔

"بہرحال پھر بھی ہمیں چوکنا رہنا ہوگا۔ جولیانا کے پیچھے کس کو لگایا گیا ہے۔ کون اس کی نگرانی کر رہا ہے"...... ساڈال نے کہا۔

"کوئی بھی نہیں"...... نانوتہ نے کہا۔

"یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ ہمیں ہر لمحے اس کے بارے میں باخبر رہنا چاہئے تاکہ ہمیں پتہ چلتا رہے کہ وہ اب کیا کر رہی ہے"...... ساڈال نے کہا۔

"جان بوجھ کر کسی کو نگرانی کے لئے مقرر نہیں کیا گیا"...... نانوتہ نے کہا۔

"وہ کیوں"...... ساڈال نے پوچھا۔

"اس طرح وہ چوکنا بھی ہو سکتی ہے اور ہمارے آدمی کو پکڑ کر وہ اس سے اگلوا بھی سکتی ہے کہ نگرانی کیوں کی جا رہی ہے"۔ مادام شی تارا نے کہا۔

"نگرانی سے وہ چوکنا کیوں ہو جائے گی"...... ساڈال نے پوچھا۔

"کیونکہ جولیانا اور اسکے ساتھی ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں اگر وہ نگرانی کرنے والے کو پکڑ کر اگلوا لیں کہ وہ سپیشل کلب سے تعلق رکھتا ہے تو سارا بھید کھل جاتا اور وہ لوگاس پر چڑھ دوڑتے"۔ نانوتہ نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر ساڈال کو مادام شی تارا کے اس گیم پلان کا یہ حصہ نہیں بتایا تھا کہ وہ جولیانا فٹز واٹر کے سیل فون میں ڈالے ہوئے وائرس کے ذریعے اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھ

سکتی ہے۔

"تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ لوگاس اغوا کیا جا چکا ہے"...... ساڈال نے کہا۔

"یہ بھی ہمارے پلان کا ایک حصہ ہے۔ اگر وہ نگرانی کے توسط سے لوگاس تک پہنچتے تو معاملہ مشکوک رہتا مگر براہ راست پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے جال میں پھنس رہے ہیں"...... مادام شی تارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ یقیناً تھوڑے بہت تشدد کے بعد لوگاس ٹوٹ جائے گا اور ایکسٹو یا اس کے ساتھیوں کے سامنے میکائے کا نام لے دے گا کیوں ٹھیک ہے نا"...... ساڈال نے گردن ہلا کر کہا۔

"بالکل ٹھیک"...... نانوتہ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اور میکائے، ایکسٹو یا اس کے ساتھیوں کو بتا دے گا کہ عمران اور اس کی بیوی کو کہاں رکھا گیا ہے"...... مادام شی تارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ تم لوگوں نے واقعی بڑی ذہانت سے ایکسٹو کو پھانسنے کا پروگرام بنایا ہے مگر ایک کمی ہے جس کی وجہ سے ایکسٹو بدک سکتا ہے"...... ساڈال نے کہا۔

"وہ کیا"...... مادام شی تارا نے چونک کر پوچھا۔

"میکائے، ایکسٹو یا اس کے ساتھیوں کو یہی بتائے گا تا کہ عمران

اور اس بیوی کو فیکٹری میں رکھا گیا ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''ہاں''...... مادام شی تارا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اور تمہارے پروگرام کے مطابق ایکسٹو فیکٹری کی طرف دوڑے گا''...... ساڈال نے کہا۔

''بالکل ٹھیک یہی پروگرام بنایا ہے ہم لوگوں نے۔ تمہیں ہم نے ساری تفصیل بتا تو دی ہے''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''لیکن ایکسٹو فیکٹری میں داخل کس طرح سے ہو گا۔ تم دونوں نے اس پر غور کیا ہے''...... ساڈال نے پوچھا۔

''یہ ہم نے ایکسٹو کی ذہانت پر چھوڑ دیا ہے''...... نانوتہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کی پلاننگ پر نظریں رکھنی ہوں گی۔ ایسا نہ ہو وہ کسی اور راستے سے فیکٹری پہنچ جائے اور پھر تم دونوں نے اس کے خلاف جو پلاننگ کی ہے وہ تم پر ہی الٹ جائے۔ ہم اسے جال میں پھنسانے کی کوشش میں الٹا اس کے جال میں جا پھنسیں''۔ ساڈال نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ فیکٹری میں داخلے کے جتنے بھی راستے ہیں۔ سب پر ہی ٹریپ بچھے ہوئے ہیں۔ وہ کسی بھی راستے سے آئے ہم سے بچ نہیں سکے گا''...... نانوتہ نے کہا۔

''مجھے بتاؤ تو سہی کہ اسے پکڑنے کے لئے تم نے کیا پلان بنایا ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''نہیں۔ یہ ہم تمہیں نہیں بتائیں گیں''...... نانوتہ نے کہا۔

''کیوں۔ مجھ پر بھروسہ نہیں ہے کیا''...... ساڈال نے کہا۔

''نہیں۔ تم ہمارے ساتھ بھی کام کر رہے ہو اور سنگ ہی کا بھی دم بھرتے ہو۔ ہم بھی سنگ ہی کے لئے کام کر رہی ہیں لیکن اس ساری سپیشل گیم کا کریڈٹ صرف سنگ ہی یا تم لے جاؤ یہ ہم نہیں ہونے دیں گی۔ کچھ ہمیں بھی کرنے دو تاکہ زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر پر ہم ثابت کر سکیں کہ ہم اب بھی زیرو لینڈ کی ناگنیں ہیں اور ہم میں اب بھی اتنا زہر بھرا ہوا ہے کہ ایک بار ہم کسی کو کاٹ لیں تو وہ پانی تک نہیں مانگتا''...... نانوتہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو مادام شی تارا ہنس پڑی۔

''تو اب تم مجھ سے بھی اپنی پلاننگ چھپانا چاہتی ہو''۔ ساڈال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''زیرو لینڈ کے سارے ایجنٹ ایسے ہی کرتے ہیں۔ خاص طور پر پاکیشیا میں ہم جب بھی کسی مشن پر آتے ہیں اپنے اپنے طور پر آتے ہیں اور اپنی پلاننگ پر عمل کرتے ہیں۔ اپنی پلاننگ اور گیم کا دوسرے ایجنٹوں کو حصہ ضرور بناتے ہیں لیکن اپنی سوچ اور اپنے سیکرٹس اپنے تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو تم بتاؤ کہ تمہارا اور سنگ ہی کا یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے''۔ نانوتہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں یہاں تم دونوں کی مدد کرنے آیا ہوں اور بس''۔ ساڈال

نے کہا۔

''جھوٹ۔ اگر تم یہاں صرف ہماری مدد کرنے آئے ہوتے تو تمہارا سنگ ہی سے رابطہ نہ ہوتا۔ میرے پاس تمہاری اور سنگ ہی کی باتوں کی باقاعدہ ریکارڈنگ موجود ہے جس میں تم دونوں بار بار کسی مشن فائیو سٹار کی بات کر رہے ہو۔ کیا تم بتاؤ گے کہ یہ مشن فائیو سٹار کیا ہے''...... نانوتہ نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو ساڈال بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم دونوں میری اور سنگ ہی کی نگرانی کر رہی ہو''...... ساڈال نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اور نہ ہمارا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ تم اپنا کام کر رہے ہو اور ہم اپنا''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''تو پھر یہ ریکارڈنگ''...... ساڈال نے کہا۔

''یہ کال تو ہم نے اچانک ہی کیچ کر لی تھی اور تم جانتے ہو کہ ہمارے کال چیکنگ سسٹم میں آٹومیٹک ریکارڈنگ سسٹم بھی موجود ہے۔ تم دونوں جس فریکوئنسی پر بات چیت کر رہے تھے اس سے اتفاقاً ہمارا بھی لنک ہو گیا اور تم دونوں کی چند باتیں ہم نے بھی سن لیں جن میں مشن فائیو سٹار کا ذکر تھا''...... نانوتہ نے کہا۔

''چند باتیں۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ تم نے چند باتیں ہی سنی ہیں''...... ساڈال نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... نانوتہ نے جواب دیا۔

''اگر اس بات کا سنگ ہی یا سپریم کمانڈر کو پتہ چلا کہ تم ہماری باتیں سنتی رہی ہو تو اس کا انجام جانتی ہو''...... ساڈال نے کہا۔

''ہم سنگ ہی اور سپریم کمانڈر کو وہ کالز سنا سکتی ہیں اور اس بات کا ثبوت بھی دے سکتی ہیں کہ ہم نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔ وہ باتیں خود بخود آٹو فریکوئنسی کے تحت ہمارے سسٹم میں ریکارڈ ہوئی تھیں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ کال فوراً واش کر دو۔ اسی میں تم دونوں کی بھلائی ہو گی''...... ساڈال نے کہا۔

''ہمیں دھمکانے کی کوشش نہ کرو۔ ہمیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا یہ ہم بخوبی جانتی ہیں۔ سپریم کمانڈر نے ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کو ختم کرنے کا حکم دیا ہے اور ہم اپنا کام بخوبی کر رہی ہیں۔ تم اور سنگ ہی کیا کرتے پھر رہے ہو اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ نہ ہم تمہارے کسی کام میں مداخلت کریں گی اور نہ تم ہمارے کام میں مداخلت کر سکتے ہو۔ سپریم کمانڈر نے تمہیں ہماری مدد کے لئے بھی بھیجا ہے اس لئے تم سنگ ہی کے ساتھ ہماری مدد کے بھی پابند ہو۔ ہم تمہیں جو کہیں گی اس پر تمہیں ہر صورت میں عمل کرنا ہے''...... اس بار نانوتہ نے اپنی مخصوص سرد لہجے میں کہا۔

''تو پھر ایکسٹو کو فیکٹری کے جس راستے سے داخل ہونے پر مجبور کرنا ہے وہ میرا منتخب کیا ہوا راستہ ہونا چاہئے''...... ساڈال نے

کہا۔

''کون سا راستہ''...... ان دونوں نے چونک کر کہا۔

''میرے ساتھ فیکٹری چلو۔ وہاں پہنچ کر بتاؤں گا۔ فی الحال ہمیں میکائے کو مزید ہدایت دینی ہیں تاکہ وہ ہمارے منصوبے کے مطابق عمل کر سکے''...... ساڈال نے کہا۔

''میکائے سے رابطہ قائم کروں''...... مادام شی تارا نے کہا۔

''ہاں''...... ساڈال نے کہا۔

''سیکرٹ سروس کے باقی ممبروں کے بارے میں کیا سوچا ہے''...... ساڈال نے مادام شی تارا اور نانوتہ سے پوچھا۔

''ان کو اغوا کر کے فیکٹری پہنچانا ہے''...... نانوتہ نے کہا۔

''اور فیکٹری میں ان سب کو کسی بھی بوائلر میں جھونک دینا ہے۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''...... مادام شی تارا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ہم انہیں اغوا نہیں کریں گے''...... ساڈال نے کہا۔

''وہ کیوں''...... نانوتہ اور مادام شی تارا نے پوچھا۔

''وہ خود بخود فیکٹری پہنچیں گے اور وہاں ہمارے آدمی پوری طرح تیار ہیں گے''...... ساڈال نے کہا۔

''کوئی نیا منصوبہ''...... نانوتہ نے پوچھا۔

''نہیں۔ تمہارے ہی منصوبے کو میں نے اور آگے بڑھا دیا ہے اور اس کی ابتدا میکائے کو ہدایت دینے کے بعد ہوگی۔ ایکسٹو

میکائے سے ملنے کے بعد ہی مکمل طور پر ہمارے جال میں پھنسے گا''...... ساڈال نے کہا۔

''ہونہہ''...... نانوتہ نے سر ہلایا۔

''کیا ہم وہ منصوبہ جان سکتے ہیں''...... نانوتہ نے پوچھا۔

''میں تمہارے سامنے ہی میکائے کو ہدایت دوں گا''...... ساڈال نے کہا۔ مادام شی تارا ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے میکائے کو کال دینے میں مصروف ہوگئی۔

''میکائے اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی میکائے کی آواز سنائی دی تو مادام شی تارا نے ٹرانسمیٹر ساڈال کی طرف بڑھا دیا۔

''ساڈال بول رہا ہوں۔ اوور''...... ساڈال نے کہا۔

''یس باس۔ حکم۔ اوور''...... دوسری طرف سے ساڈال کی مخصوص سرد آواز سن کر میکائے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ساڈال میکائے کو ہدایت دینے لگا نانوتہ اور مادام شی تارا خاموشی سے سن رہی تھیں۔ میکائے کو دی جانے والی ہدایات سن کر ان دونوں کے چہروں پر جوش کے ساتھ ساڈال کے لئے تحسین کے تاثرات بھی نمودار ہو گئے تھے۔

''سمجھ گئے سب کچھ۔ اوور''...... ساڈال نے کہا۔

''یس باس۔ سب کچھ آپ کی ہدایات کے مطابق ہی ہو گا۔ اوور''...... دوسری طرف سے میکائے نے جواب دیا تو ساڈال نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

”گڈ شو ساڈال۔ تمہاری پلاننگ واقعی بے حد شاندار ہے۔ اس طرح واقعی ایکسٹو ہمارے جال میں آسانی سے پھنس جائے گا“۔ نانوتہ نے رابطہ منقطع ہونے کے بعد ساڈال کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بس دعا کرو کہ وہاں ایکسٹو خود آئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ صرف ممبران کو ہی بھیج دے اور خود وہاں نہ پہنچے“...... ساڈال نے کہا۔

”تمہاری پلاننگ بہترین ہے ساڈال۔ ایکسٹو نہ بھی آیا تو کم از کم تمہاری اس پلاننگ کے تحت پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس بری طرح سے پھنس سکتی ہے“...... مادام شی تارا نے کہا۔

”اگر عمران اور ایکسٹو کی ٹیم ہمارے جال میں پھنس گئی تو سمجھ لو کہ ہم ایکسٹو کا راز بھی پا لیں گے“...... ساڈال نے سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

”مگر ایکسٹو خود تو وہاں نہیں پہنچے گا“...... مادام شی تارا نے کہا۔

”وہ بھی پہنچے گا۔ ضرور پہنچے گا اور اگر میرا اندازہ صحیح ہوا تو ایکسٹو بہت جلد ہماری مٹھی میں ہوگا“...... ساڈال نے کہا۔

”میں نہیں سمجھ سکی کہ آخر یہ ہوگا کیسے“...... نانوتہ نے کہا۔

”بہت جلد سمجھ جاؤ گی پہلے ان لوگوں کو ہمارے جال میں پھنس تو جانے دو“...... ساڈال نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

نانوتہ اور مادام شی تارا نے میکائے کو ہوٹل سے کرائے کی ایک کوٹھی میں شفٹ ہونے کا کہا تھا اور میکائے نے فوری طور پر ہوٹل چھوڑ دیا تھا اور اس کوٹھی میں شفٹ ہو گیا تھا۔ وہ پچھلے کئی روز سے کوٹھی میں تھا اور اس نے مادام شی تارا اور نانوتہ کے کہنے پر کوٹھی میں وہ سارے حفاظتی انتظامات بھی کرا لئے تھے جو ان کے پلان کے لئے ضروری تھے۔ میکائے نے ہوٹل میں رہنے کے لئے جو میک اپ کر رکھا تھا وہ ختم کر دیا تھا اور اب وہ نئے میک اپ میں تھا۔

اس وقت وہ کوٹھی کے ایک کمرے میں ٹی وی پر نیوز دیکھ رہا تھا کہ تیز سیٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔ وہ بڑی تیزی سے اٹھا۔ اس نے ریموٹ کنٹرول سے نہ صرف ٹی وی آف کر دیا بلکہ اسی ریموٹ کنٹرول سے کمرے کی لائٹ بھی آف کر دی۔ پھر اس نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ اٹھ کر

تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا اور سائیڈ کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے باہر سے کوئی آہٹ سننے کی کوشش کی لیکن پوری کوٹھی سناٹے اور سکوت میں ڈوبی ہوئی لگ رہی تھی۔ دو تین منٹ تک وہ وہاں کھڑا رہا مگر اسے کسی قسم کی آہٹ سنائی نہیں دی تو اس نے بے آواز دروازے کے پٹوں کو کھولا اور باہر نکل آیا۔ راہداری خالی پڑی تھی زیرو پاور کا ننھا سا بلب تاریکی میں شگاف ڈالنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ برآمدے میں آ کر وہ رکا۔ اس کی تیز نظریں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گھومنے لگیں پھر وہ جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا ایک پلر کے پاس پہنچ گیا۔

اس کے تمام احساسات پوری طرح سے بیدار تھے اور اس کی تیز نظریں چاروں طرف سرچ کر رہی تھیں۔ بظاہر وہاں کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا لیکن میکائے کو یقین تھا کہ کوئی اس رہائش گاہ میں داخل ہوا ہے کیونکہ اس نے مین گیٹ اور تمام بیرونی دیواروں پر الرٹ لائن بچھا رکھی تھی۔ یہ الرٹ لائن تب ایکٹیو ہوتی تھی جب کوئی انسان گیٹ یا دیوار پھاند کر اندر آنے کی کوشش کرتا تھا۔ ٹی وی دیکھنے کے دوران میکائے نے کمرے میں جو سیٹی کی آواز سنی تھی وہ اسی الرٹ لائن کی تھی جو اس بات کا ثبوت تھی کہ کوئی دیوار پھاند کر اندر آیا ہے۔

ابھی میکائے ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ وہ تیزی سے پلٹا لیکن

اسے دیر ہو چکی تھی۔ اسی لمحے اس کے سر پر قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ ڈگمگا کر نیچے گرنے لگا۔ اس نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے اس کے سر پر ایک اور ضرب پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دماغ پر سیاہ رنگ کا پردہ گرتا چلا گیا۔ پھر جس طرح دور اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اسی طرح اس کے دماغ کے پردے پر روشنی کا ایک نقطہ ابھرا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر مضبوط رسیوں سے جکڑا ہوا ہے۔ اس نے دیکھا وہ اپنی ہی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ اس کے سامنے دو نوجوان موجود تھے۔ ان میں سے ایک اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا جبکہ دوسرا اس کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کے ہاتھ خالی تھے لیکن اس کے پیچھے کھڑے نوجوان کے ہاتھ میں مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم"۔ میکائے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام میکائے ہے"...... سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان نے اس کی طرف دیکھ کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مم مم۔ میکائے۔ ہاں۔ میں میکائے ہوں مگر تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے۔ مجھے اس طرح کیوں باندھا گیا ہے"...... میکائے

نے اسی طرح خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمیں لوگاس نے بھیجا ہے''...... نوجوان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''لل لل۔ لوگاس۔ کون لوگاس''...... میکائے نے کہا۔ دوسرے لمحے کمرہ چٹاخ کی آواز کے ساتھ اس کی تیز چیخ سے گونج اٹھا۔ نوجوان نے پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا تھا۔

''میرے سامنے اوور ایکٹنگ مت کرو میکائے۔ تم جانتے ہو میں کس لوگاس کی بات کر رہا ہوں''...... نوجوان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''لل لل۔ لیکن......'' میکائے نے ہذیانی انداز میں کہا۔

''کوئی لیکن ویکن نہیں۔ بتاؤ۔ تم لوگاس کو جانتے ہو یا نہیں''۔ نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ میں جانتا ہوں اسے۔ کیا کہا ہے اس نے اور تم مجھ سے اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو۔ تم ہو کون اور یہاں کیسے پہنچ گئے''...... میکائے نے کراہتے ہوئے کہا۔

''عمران اور اس کی بیوی کو تم لوگوں نے اغوا کیا ہے۔ لوگاس نے کہا تھا کہ تم جانتے ہو کہ ان دونوں کو کہاں رکھا گیا ہے۔ اب اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے اور تم میرے ہاتھوں ٹوٹ پھوٹ سے بچنا چاہتے ہو تو مجھے اس جگہ کے بارے میں بتا دو۔ ورنہ تمہارا انجام لوگاس سے بھی بھیانک ہو گا''...... نوجوان نے خونخوار لہجے

میں میکائے کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے لوگاس کو۔ اوہ اوہ۔ کہیں تم نے اسے ہلاک تو نہیں کر دیا۔ تم ہو کون''...... میکائے نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

''میں ابن بطوطہ ہوں اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ لوگاس جہنم واصل ہو چکا ہے اور میں نے اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کر دی ہے۔ اب تک اس کا نام و نشان تک مٹ چکا ہو گا۔ اس لئے اگر تم زندگی چاہتے ہو تو مجھے بتاؤ کہ عمران اور اس کی بیوی کو کہاں رکھا گیا ہے''...... ابن بطوطہ نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سن کر میکائے کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں سے خوف جھلکنے لگا۔

''مم۔ مجھے نہیں۔ آہ''...... میکائے کا جملہ پورا نہیں ہوا تھا کہ عمران کا مکا پوری قوت سے میکائے کے منہ پر پڑا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے منہ سے خون کی دھار نکلی اور دو تین دانت بھی منہ سے باہر آ گرے۔

''میں ان دانتوں ہی کی طرح تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے اس کمرے میں بکھیر دوں گا میکائے''...... عمران نے انتہائی سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں نہیں جانتا کہ عمران اور اس کی بیوی کو کہاں رکھا گیا ہے۔ انہیں میں نے اغوا نہیں کیا ہے۔ اور سن لو اگر مجھے معلوم

بھی ہوتا تو میں تمہیں ان کے بارے میں کچھ نہ بتاتا''...... میکائے نے زخم خوردہ لہجے میں کہا۔ عمران چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور میکائے کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی۔ عمران نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی تھی۔ اس نے مکا مار کر میکائے کی ناک کی ہڈی توڑ دی۔ میکائے کی ناک سے خون بھل بھل کرتا ہوا نکلنے لگا۔ اس پر بھی عمران نے بس نہ کیا وہ مسلسل اس کے منہ، سینے اور پیٹ میں مکے مار رہا تھا۔ کمرہ میکائے کی تیز اور کربناک چیخوں سے گونج رہا تھا۔

''جس قدر چیخ سکتے ہو چیخ لو میکائے۔ میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا اور اگر تمہارا خیال ہے کہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ تمہیں یہاں بچانے کے لئے آ جائیں گے تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔ اس وقت تمہاری یہ کوٹھی میرے ساتھیوں کے گھیرے میں ہے۔ یہاں آنے والا زندہ نہیں بچ سکے گا۔ میں تمہیں آخری موقع دے رہا ہوں۔ جو میں پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا جواب دے دو۔ تمہاری موت آسان ہو جائے گی ورنہ......'' عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو اس کا سرد لہجہ سن کر میکائے کانپ کر رہ گیا۔ اس کا پورا چہرہ اس کے ہی خون سے بھرا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں اب واقعی موت کی پرچھائیاں ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''نہیں۔ نہیں۔ مم مم مجھے مت مارو۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ چھوڑ

دو مجھے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی نہیں جانتا کہ عمران اور اس کی بیوی کو کہاں لے جایا گیا ہے''...... میکائے نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ٹائیگر''...... عمران نے اپنے عقب میں کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس''...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے پاس خنجر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اس نے جیب سے ایک پتلی دھار والا خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران خنجر ہاتھ میں پکڑ کر میکائے کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا۔

''اب تک تو میں نے صرف ہاتھ چلائے ہیں۔ اب یہ خنجر چلے گا۔ تمہاری ناک، کان اور گالوں کو کاٹنے کے بعد میں اس خنجر سے تمہاری دونوں آنکھیں نکال دوں گا اور پھر تمہارے جسم کی بوٹیاں کاٹنا شروع کر دوں گا۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک تم زبان نہیں کھول دیتے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو میکائے کے جسم میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔

''اگر میں نے زبان کھولی۔ تت۔ تت۔ تو وہ۔ وہ۔ مم۔ مجھے مار ڈالے گا''...... میکائے نے ہکلا کر کہا۔ خوف سے اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اور اس کی حالت بہت ابتر ہوتی جا رہی تھی۔

''وہ کون۔ کیا نام ہے اس کا''...... عمران نے کہا۔

''مم۔ میرا باس'' ...... میکائے نے بتایا۔

''ساڈال'' ...... عمران نے کہا۔

''ہاں'' ...... میکائے نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''وہ کہاں ہے اور زیرو لینڈ کی دونوں ناگنیں نانوتہ اور مادام شی تازا کہاں ہیں'' ...... عمران نے پوچھا۔

''وہ۔ وہ'' ...... میکائے کہتے کہتے رک گیا اس کا سانس اکھڑنے لگا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ چند گھڑیوں کا مہمان ہے۔

''پپ۔ پپ۔ پانی۔ مجھے پانی پلاؤ۔ میرا سانس اکھڑ رہا ہے۔ پپ پپ۔ پلیز'' ...... میکائے نے لرزتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر۔ پانی لاؤ اس کے لئے'' ...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر سر ہلا کر کمرے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پانی کی ایک بوتل لے آیا۔ میکائے کی حالت انتہائی ابتر ہو رہی تھی۔ اس کی ناک سے اب تک خون نکل رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر پانی کی بوتل کھول کر میکائے کے پاس لے آیا۔ پھر اس نے کھلی ہوئی بوتل میکائے کے منہ سے لگا دی تھی۔ میکائے نے چند لمحوں میں بوتل نصف سے زیادہ خالی کر دی پھر اس نے بوتل سے منہ ہٹا لیا۔ پانی پی کر اس کی حالت قدرے سنبھل گئی۔ پانی کے ساتھ اس کے منہ میں اس کا اپنا خون بھی چلا گیا تھا۔

''تم پہلے فرد ہو جس نے مجھے میرا ہی خون پلایا ہے''۔ میکائے

نے کہا لہجے میں بے بسی غصہ اور جھلاہٹ سب ہی کچھ موجود تھا۔

''ابھی میں اور بھی پلا سکتا ہوں میکائے'' ...... عمران نے کہا۔

''ہاں کیونکہ اس وقت میں بے بس ہوں۔ میرے زخموں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ یہ تکلیف میں تا دم مرگ نہیں بھولوں گا۔ یہ زخم اور ان کی تکلیف ہمیشہ مجھے تڑپاتی رہے گی'' ...... میکائے نے کہا۔

''ٹھیک ہے جب تندرست ہو جاؤ تو انتقام لینے کی کوشش کرنا'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کو اشارہ کیا تو ٹائیگر نے پانی کی بوتل پھر میکائے کے منہ سے لگا دی وہ جانتا تھا کہ میکائے کی حالت خراب ہے۔ اس لئے اسے پانی پلانا ضروری تھا تاکہ وہ بولنے کے قابل رہے۔ جب ساری بوتل خالی ہو گئی تو ٹائیگر نے اس کے منہ سے بوتل ہٹا لی۔

''اب تم بولنے کے قابل ہو گئے ہو میکائے۔ بہتر ہو گا مجھے خنجر کے استعمال کے لئے مجبور نہ کرو'' ...... عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہو'' ...... میکائے نے کہا۔ اب بظاہر اس کی حالت پہلے سے بہت اچھی لگ رہی تھی۔

''عمران اور افراب کہاں ہیں'' ...... عمران نے کہا۔

''اسے فیکٹری میں رکھا گیا ہے'' ...... میکائے نے ہچکیاں لیتے ہوئے اٹک اٹک کر جملہ پورا کیا تو عمران چونک پڑا۔

’’فیکٹری۔ کون سی فیکٹری میں‘‘...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

’’بلیک ہاک فیکٹری میں‘‘...... میکائے نے کہا۔

’’بلیک ہاک فیکٹری۔ یہ نواب آفاق ہاشمی کی فیکٹری ہے نا جہاں کھاد تیار کی جاتی ہے‘‘...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’ہاں‘‘...... میکائے نے کہا۔

’’تو کیا یہ نواب آفاق ہاشمی بھی تم لوگوں سے ملا ہوا ہے‘‘۔ عمران نے چونک کر کہا۔

’’نہیں۔ نواب آفاق ہاشمی کو ہلاک کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ ساڈال نے لے لی تھی‘‘...... میکائے نے کہا۔

’’اوہ۔ تو ساڈال نے نواب آفاق ہاشمی کی جگہ لے رکھی ہے‘‘۔ عمران نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

’’ہاں۔ نہ صرف نواب آفاق ہاشمی کی جگہ لی گئی ہے بلکہ اس کی بیوی جو اس کھاد فیکٹری کی آدھی حصہ دار ہے اس کی جگہ نانوتہ نے لے لی ہے۔ اب وہ دونوں اس فیکٹری کے مالک ہیں‘‘...... میکائے نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’تو کیا انہوں نے عمران اور افراب کو اس فیکٹری میں قید کر رکھا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ ہمت ہے تو جاؤ اور کرو ان کا مقابلہ اور ان کی قید سے عمران اور اس کی بیوی کو آزاد کرا لاؤ‘‘...... میکائے نے اسی انداز

میں کہا۔

’’میں عمران اور افراب کو زمین کی ساتویں تہہ سے بھی نکال لاؤں گا۔ یہ تو صرف کھاد کی فیکٹری ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’وہاں کا حفاظتی نظام تمہیں اندر جانے سے پہلے ہی جلا کر راکھ کر دے گا اور سرکاری حیثیت سے وہاں جاؤ گے تو عمران اور اس کی بیوی کسی بوائلر کا ایندھن بن جائیں گے۔ بولو اس صورت میں کیا کرو گے‘‘...... میکائے نے سر اٹھا کر بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’میں سب کچھ کر لوں گا‘‘...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

’’سنو۔ میں اس فیکٹری کا ایک خفیہ راستہ جانتا ہوں۔ اگر تم مجھے زندہ چھوڑنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں اس خفیہ راستے کے بارے میں بتا سکتا ہوں جہاں سے تم زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کی نگاہوں سے بچ کر فیکٹری میں داخل ہو سکتے ہو اور وہاں سے عمران اور اس کی بیوی کو آزاد کرا کر لا سکتے ہو‘‘...... اچانک میکائے نے سر اٹھا کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ بتاؤ۔ کون سا راستہ ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’پہلے وعدہ کرو۔ ورنہ جان سے مار ڈالو گے تب بھی نہیں بتاؤں گا کہ فیکٹری میں داخلے کا محفوظ راستہ کون سا ہے‘‘۔ میکائے نے کہا۔

’’میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ اب بولو۔ جلدی بتاؤ‘‘...... عمران نے کہا۔

"وہاں داخلے کے تین محفوظ راستے ہیں۔ ان راستوں سے تم فیکٹری کے سیکورٹی کے عملے کی نظروں میں آئے بغیر اندر داخل ہو سکتے ہو"...... میکائے نے کہا۔

"وہ تین راستے کون کون سے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ایک راستہ خشکی کا ہے اور دو جھیل کے اندر سے"...... میکائے نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ"...... عمران غرایا۔

"میں تمہیں اس فیکٹری کا نقشہ دکھا سکتا ہوں۔ اس نقشے پر میں تمہیں نشاندہی کر دوں گا کہ فیکٹری میں داخلے کے کون سے راستے سیف ہیں"...... میکائے نے کہا۔

"کہاں ہے وہ نقشہ"...... عمران نے پوچھا۔

"کچن میں جاؤ۔ وہاں ایک دیوار پر نیلے رنگ کی چند ٹائلیں لگی ہوئی ہیں۔ ان میں سے درمیان والی ٹائل کو پریس کرو گے تو وہاں ایک خانہ کھل جائے گا۔ اس میں موجود سیاہ رنگ کا بریف کیس نکال لاؤ اس میں فیکٹری کا نقشہ ہے"...... میکائے نے کہا۔

"جاؤ ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا بریف کیس موجود تھا۔ اس نے بریف کیس لا کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ بریف کیس پر نمبرنگ لاک تھا۔

"کوڈ نمبر بتاؤ"...... عمران نے کہا تو میکائے نے اسے نمبر بتا

دیئے۔ عمران نے نمبر ملا کر لاک کھولا اور اندر سے چند کاغذات نکال لئے۔ ان میں ایک نقشہ بھی موجود تھا۔ جو واقعی کسی فیکٹری کا معلوم ہو رہا تھا۔ عمران نے بریف کیس ہٹا کر میز پر وہ نقشہ پھیلا دیا۔ نقشے پر جگہ جگہ ریڈ مارکر سے لکیریں بنائی گئی تھیں اور چند جگہوں پر مختلف رنگوں کے مارکر سے اسپاٹس بھی بنائے گئے تھے۔

"ریڈ اسپاٹس دیکھو۔ یہی وہ تین اسپاٹس ہیں جو فیکٹری میں داخل ہونے کے خفیہ راستے کو ظاہر کرتے ہیں"...... میکائے نے کہا۔

"گڈ شو"...... عمران نے کہا۔ وہ کچھ دیر نقشے پر بنے ریڈ اسپاٹس کو دیکھتا رہا۔ میکائے اسے بتانے لگا کہ ان راستوں کے ڈورز کو کیسے اوپن اور کلوز کیا جا سکتا ہے۔ وہ عمران کو راستوں کے بارے میں تفصیل بتانے لگا اور پھر عمران نے میکائے سے وہاں کئے جانے والے حفاظتی انتظامات کے بارے میں پوچھا تو میکائے اسے وہاں کئے گئے حفاظتی انتظامات تفصیل بتانے لگا۔ اس کی حالت شاید اتنی خراب تھی کہ وہ لاشعوری طور پر خود ہی سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

"شکریہ میکائے۔ تم نے سب کچھ تفصیل سے بتا کر میرے ہاتھوں اپنی زندگی بچا لی ہے۔ ورنہ میرا ارادہ تمہیں ہلاک کرنے اور تمہاری لاش کے ٹکڑے گٹر میں بہانے کا تھا۔ بہرحال تمہیں ابھی یہیں رہنا ہوگا۔ اس وقت تک جب تک میں عمران اور اس کی بیوی

کو بازیاب نہیں کرا لیتا“...... عمران نے کاغذات اور نقشہ تہہ کر کے جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

”مم مم۔ مجھے آزاد کر دو۔ میں واپس اپنی رہائش گاہ میں جانا چاہتا ہوں“...... میکائے نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں میکائے تمہیں مہمان بننا ہی پڑے گا“...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”نن نن۔ نہیں۔ مجھے جانے دو“...... میکائے نے تڑپ کر کہا۔

”تاکہ تم اپنے آقاؤں اور ناگنوں کو سب کچھ بتا سکو“۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”نن نن۔ نہیں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔ میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گا“...... میکائے نے جلدی سے کہا۔

”نہیں“...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ ٹائیگر کے ساتھ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

لانچ جھیل کے کنارے پر موجود فیکٹری سے ایک کلو میٹر دور روک دی گئی تھی گہری تاریکی میں ایک کلو میٹر دور فیکٹری کی روشنیاں ٹمٹماتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اس لانچ میں جولیا، صفدر اور تنویر تھے ان کے جسم پر پیراکی کا مخصوص لباس تھا کمر پر آکسیجن سلنڈر تھے اور پیٹ پر بندھے ہوئے واٹر پروف بیگ میں ضرورت کی خاص خاص چیزیں تھیں۔ لانچ کے انجن روم میں کیپٹن شکیل موجود تھا۔ وہی لانچ کو یہاں تک لایا تھا۔ اسے چیف کی طرف سے ہدایات ملی تھیں کہ وہ ان تینوں کو فیکٹری کے پاس پہنچا کر لانچ واپس دوسرے کنارے پر لے جائے۔ اس ٹاسک کے لئے چیف نے جولیا کو لیڈر بنایا تھا۔ جیسے ہی کیپٹن شکیل نے لانچ روکی وہ تینوں جھیل میں اتر گئے۔ جھیل کافی بڑی اور گہری تھی۔

”فی الحال سطح پر ہی تیرتے رہو“...... جولیا نے کہا۔ ابھی انہوں نے آکسیجن ماسک چہرے پر نہیں چڑھائے تھے اور سطح پر ہی تیرتے

ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ انہیں لانچ سے اترتے دیکھ کر کیپٹن شکیل نے لانچ واپس موڑ لی تھی اور اب وہ لانچ کو جھیل کے اس کنارے کی طرف لے جا رہا تھا جہاں سے وہ اسے لایا تھا۔ لانچ تیزی سے ان سے دور ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"اگر ان کی کوئی لانچ یا موٹر بوٹ قریب ہوئی تو کیا سطح پر ہونے کی وجہ سے وہ ہمیں نہیں دیکھ لیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں گہری تاریکی میں ہم انہیں نظر نہیں آئیں گے۔ چلو آگے بڑھو"...... جولیا نے کہا اور آگے کی جانب تیرنے لگی۔ صفدر اور تنویر نے اس کی تقلید کی تھی وہ تینوں ساتھ ساتھ تیر رہے تھے ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک ان سے چند گز آگے یکلخت روشنی کا جھماکہ ہوا۔ تیز روشنی کا دائرہ سطح پر نمودار ہوا تھا اور پھر وہ دائرہ جو دو فرلانگ دور ایک لانچ کی سرچ لائٹ کا تھا بڑی تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا جس طرف وہ پانی کی سطح پر موجود تھے۔

"ڈاؤن"...... جولیا نے کہا اور انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے آکسیجن ماسک چہرے پر لگایا اور غوطہ لگا گئے پھر وہ نیچے ہی نیچے اترتے چلے گئے۔ سطح پر روشنی کا دائرہ متحرک تھا لیکن وہ اس کی زد سے باہر رہتے ہوئے فیکٹری کی جانب بڑھ رہے تھے۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ وہ فیکٹری سے قریب ہوتے جا رہے تھے پھر وہ فیکٹری کی دیوار کے پاس پہنچ گئے دیوار کائی زدہ تھی۔

"آہستہ آہستہ چوکنے رہتے ہوئے اوپر اٹھتے چلے جاؤ"۔ جولیا کی آواز انہوں نے آکسیجن ماسک کے ٹرانسمیٹر پر سنی۔

"ٹھیک ہے"...... بیک وقت تنویر اور صفدر نے کہا پھر وہ تینوں سطح کی طرف بڑھنے لگے پانی سے باہر آتے ہی انہوں نے آکسیجن ماسک ہٹا کر چند لمبے لمبے سانس لئے پھر جولیا کے اشارے پر آگے تیرنے لگے۔ وہ فیکٹری کی دیوار کے ساتھ ساتھ تیر رہے تھے جبکہ دیوار سے چھ فٹ کے فاصلے پر سرچ لائٹ کی روشنیوں نے دن کا سماں بنا رکھا تھا وہ روشنیاں دائیں سے بائیں گھومتی ہوئی غائب ہوتی چلی گئیں اور پھر وہاں اندھیرا چھا گیا۔ وہ تیرتے ہوئے اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں فولادی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہ ایک ایک کر کے سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔ جولیا سیڑھیاں گن رہی تھی۔ ساتویں سیڑھی پر پہنچ کر اس نے ریلنگ کو ٹٹولا ریلنگ کی پٹی کے نیچے ایک بٹن موجود تھا اس نے بٹن کو پش کیا۔ ایک بار دو بار تین بار چار بار چوتھی مرتبہ پش کر کے اس نے بٹن سے ہاتھ ہٹا لیا تھا۔ پھر نویں سیڑھی پر پہنچ کر اس نے ایک بار پھر ریلنگ ٹٹول کر پٹی کے نیچے موجود بٹن کو دبا دیا مگر صرف ایک بار۔

"آؤ اب کسی احتیاط کی ضرورت نہیں"...... جولیا نے کہا اور وہ بڑی تیزی سے بارہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے یہاں ایک دروازہ موجود تھا۔ جولیا نے دروازے کے پاس پہنچ کر اس کی

جڑیں دائیں طرف کھڑی ہو کر فرش پر دباؤ ڈال کر دروازہ دھکیلا تھا۔ فوراً ہی دروازہ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا اور وہ ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے سامنے ہی ایک اور دروازہ تھا وہ اس کی طرف بڑھے جولیا نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا پھر مڑی۔

''چار مسلح آدمی موجود ہیں اندر''...... جولیا نے سرگوشی کی۔

''پھر۔ ٹھکانے لگا دیں''......صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ ضروری ہے۔ دروازہ کھولتے ہی انہیں ٹھکانے لگانا ہوگا''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے''......صفدر نے کہا اور ان دونوں نے کمر سے بندھی پٹی کی زپ کھول کر اندر سے سائیلنسر لگے ریوالور نکال لئے پھر جولیا نے بڑی تیزی سے دروازہ کھولا تھا چاروں محافظ ان کو دیکھ کر بری طرح سے چونکے تھے پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین گنیں سیدھی کرتے یکے بعد دیگرے چار شعلے لپکے اور ان کے سینوں میں اتر گئے وہ آواز نکالے بغیر فرش پر ڈھیر ہو گئے تھے ان کو مشین گن سیدھی کرنے کا بھی موقع نہیں مل سکا تھا جولیا ان محافظوں کی طرف جھپٹی اور ایک مشین گن اٹھا لی۔

''تم بھی گنیں اور راؤنڈ اٹھا لو۔ ضرورت پڑ سکتی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے''...... تنویر نے کہا اور وہ تینوں مشین گنیں اور ان کے راؤنڈ اٹھا کر آگے بڑھنے لگے۔ چوتھی مشین گن سے انہوں نے

میگزین نکال لیا تھا وہ جس کمرے میں تھے وہ کمرہ آگے بڑھتے ہوئے گول ہوتے ہوتے سرنگ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ وہ سرنگ میں آگے بڑھنے لگے۔ سرنگ میں بلب لگے ہوئے تھے اور ان کی روشنی میں وہ دور تک آسانی سے دیکھ سکتے تھے سرنگ خالی تھی۔

''حیرت ہے۔ ان چار محافظوں کے علاوہ یہاں اور کوئی بھی نہیں ہے نہ کوئی اور حفاظتی انتظام ہے''......تنویر نے سرگوشی کی۔

''جس دروازے کو ہم کھول کر اندر گھسے ہیں وہی سب سے بڑا حفاظتی نظام ہے۔ اگر میں میکنزم کے بٹن مخصوص طریقے سے نہ دباتی تو بارہویں سیڑھی پر پہنچتے ہی ہمیں انتہائی طاقتور کرنٹ کا جھٹکا لگتا اور ہم جل کر راکھ ہو جاتے اور اگر ربڑ کر لباس کی وجہ سے وہاں سے بچ نکلتے تو دروازے کے آس پاس موجود لیزر شعاعیں ہمیں ربڑ کی طرح پگھلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتیں''...... جولیا نے کہا

''اوہ''...... ان دونوں کے منہ سے نکلا تھا۔

''آپ کو یہ سب چیف نے بتایا ہے''......صفدر نے پوچھا۔

''ظاہر ہے ورنہ مجھے علم غیب تو نہیں آتا''...... جولیا نے کہا۔

''ایک کھاد کی فیکٹری میں اتنے حفاظتی انتظامات بڑی حیران کن بات ہے''......تنویر نے کہا۔

''آگے چل ہی رہے ہیں جلد ہی اصلیت معلوم ہو جائے گی''...... جولیا نے کہا وہ اب سرنگ کے اختتامی حصے تک پہنچ گئے تھے اندازہ انہوں نے ڈھائی فرلانگ کے لگ بھگ راستہ طے کیا

تھا سرنگ میں صرف دو موڑ آئے تھے سرنگ کے خاتمے پر اوپر جانے کے لئے لوہے کا زینہ موجود تھا۔

وہ زینہ چڑھنے لگے زینے کے خاتمے پر ایک دروازہ تھا جولیا نے دروازے میں درز پیدا کر کے دوسری جانب جھانکا۔ یہ ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا اور اس کے دروازے کے سامنے صرف ایک مسلح آدمی ٹہل رہا تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کی وردی تھی۔ کاندھے پر مشین گن تھی۔

''کیا ہوا۔ کوئی ہے یہاں''...... صفدر نے جولیا کے کان میں سر گوشی کی۔

''ہاں۔ صرف ایک مسلح آدمی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھکانے لگا دیتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے آگے آؤ''...... جولیا نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے ابھی تک خاموش ریوالور نہیں نکالا تھا ورنہ وہ خود مسلح آدمی کو نشانہ بنا ڈالتی۔ صفدر نے ایک ہی لمحے میں اسے شکار کر لیا تھا اور پھر وہ کمرے میں داخل ہو گئے۔ جولیا کمرے کے واحد دروازے کی جانب بڑھ گئی جبکہ صفدر اور تنویر وہاں کا جائزہ لینے لگے۔ کمرے میں دیگر چیزوں کے علاوہ ایک ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا جو کمرے کے ایک گوشے میں رکھا ہوا تھا۔ ٹرانسمیٹر آف تھا۔ صفدر نے جولیا کی توجہ ٹرانسمیٹر کی طرف مبذول کروائی تھی۔

''شاید یہاں اس راستے سے آنے والوں کے بارے میں

اطلاع دینے کے لئے یہ ٹرانسمیٹر یہاں رکھا ہے جس سے ہم اندر داخل ہوئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''یقیناً لیکن اگر کسی کی کال آ گئی تو۔ کیا جواب نہ ملنے پر وہ لوگ مشکوک نہیں ہو جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''نہ صرف مشکوک بلکہ جب دریافت حال کے لئے یہاں آنے والوں کو محافظ کی لاش ملے گی تو وہ سمجھ جائیں گے کہ کوئی خفیہ طور پر اندر داخل ہوا ہے اور پھر ہماری تلاش شروع کر دی جائے گی''۔ جولیا نے کہا۔

''اور یہ ہمارے لئے اچھا نہ ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''پھر۔ تم ہی بتاؤ کہ کیا کریں''...... جولیا نے کہا۔

''فی الحال کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کیونکہ ہم میں سے کوئی یہاں رکنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا''...... صفدر نے کہا۔

''اگر رکنے کا خطرہ مول لے بھی لیا جائے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس لئے اس ٹرانسمیٹر کو بھول جاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''کیوں نہ ٹرانسمیٹر ساتھ لے چلیں''...... تنویر نے کہا۔

''اس میں بھی ایک قباحت ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ کیا''...... تنویر نے پوچھا۔

''اگر یہ ٹرانسمیٹر فکسڈ ہوا تو وہ ہمیں آسانی سے ٹریس کر لیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''پھر لے جانا بیکار ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں آؤ وقت ضائع مت کرو''...... جولیا نے کہا اور وہ اس کمرے سے باہر نکل آئے ان کے جسموں پر اب بھی پیراکی لباس تھا اور کمر سے آکسیجن سلنڈر بندھے ہوئے تھے۔ پیروں میں ربر ہی کے جوتے تھے۔ جوتوں پر سے انہوں نے صرف پیراکی میں مدد دینے والے پر نما حصے الگ کر دیئے تھے۔دروازے کے باہر ایک راہداری تھی اور اس کا اختتام پر ایک زینے نظر آ رہا تھا۔ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ تینوں پوری طرح چوکنے اور ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔زینے کے پاس پہنچ کر جولیا نے نیچے کی جانب جھانک کر دیکھا تو وہ چونک پڑی کیونکہ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کئی منزل اوپر موجود ہیں۔ زینے خاصی گہرائی تک جاتے نظر آ رہے تھے جولیا نے اوپر کی سمت دیکھا ادھر زیادہ بلندی نہیں تھی۔ جس منزل پر وہ کھڑے تھے اس سے نچلی منزل پر کچھ محافظ موجود تھے۔ ان سب نے سیاہ رنگ کی مخصوص وردیاں پہنی ہوئی تھیں۔ جولیا چند لمحے دیکھتی رہی۔

''ہمیں مسلح آدمیوں سے سیاہ وردیاں حاصل کرنا ہوں گی''۔ جولیا نے کہا۔

''میں بھی یہی سوچ رہا تھا''......صفدر نے کہا۔

''ہمیں آزادانہ نقل و حرکت کرنے کے لئے یہاں موجود مسلح آدمیوں کی وردیوں ہی میں ہونا چاہئے''......تنویر نے بھی جولیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''یقیناً مگر مسلح آدمیوں کی وردیاں حاصل کرنے سے پہلے ہمیں ایک کام اور کرنا ہے''...... جولیا نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''وہ کیا''......صفدر نے پوچھا۔

''یہاں تک ہم پروگرام کے مطابق آسانی سے پہنچ گئے ہیں لیکن آگے زیادہ خطرات کی توقع ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں پھر''......صفدر نے پوچھا۔

''میرے خیال میں ہمیں اس بارے میں ابن بطوطہ صاحب کو حالات سے باخبر کر دینا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے''...... صفدر نے کہا۔ انہیں چیف نے یہی ہدایات دی تھیں کہ جیسے ہی وہ اندر داخل ہو کر کسی محفوظ جگہ پہنچیں فوراً ہی ابن بطوطہ کو اس سے مطلع کر دیں اور جولیا کی دانست میں وہ اب ایک محفوظ جگہ پر پہنچ چکے تھے اور ابن بطوطہ کو اطلاع دینا ضرور ہو گیا تھا۔ فیکٹری میں داخل ہونے والے چونکہ تین راستے تھے اس لئے چیف نے یہاں تین ٹیمیں روانہ کی تھیں جن میں ایک ٹیم جولیا، تنویر اور صفدر پر مشتمل تھی جبکہ دوسری ٹیم میں فور سٹارز کے ممبران تھے اور تیسرے راستے پر ابن بطوطہ ٹائیگر کے ساتھ پہنچنے والا تھا۔ جولیا نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور ابن بطوطہ کو کال کرنے لگی۔ چیف نے اس بار ان سب کو سختی سے ابن بطوطہ کی ہدایات پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا اس لئے انہیں حکم حاکم مرگ مفاجات کے تحت چیف کا حکم پر عمل کرنا ہی تھا۔

نور شارز لانچ سے اترنے کے بعد زیر آب سفر کر رہے تھے ان کے پاس بھی وہی سب کچھ تھا جو جولیا اور اس کے ساتھیوں کے پاس تھا۔البتہ ان کے پاس وہ گنیں بھی موجود تھیں جو زیر آب فائٹنگ کی صورت میں دشمن کو مارنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں یہ عمران کی ایجاد کردہ خاص قسم کی گنیں تھیں ہر گن کے میگزین میں پچاس پچاس تیر نما گولیاں تھیں اور ان کی نوکیں زہریلی تھیں۔

حریف کے جسم میں لگنے کے بیس سیکنڈ کے اندر اندر زہر پورے جسم میں پھیل کر اسے مار ڈالتا تھا وہ بڑی تیزی سے پانی کے اندر ہی اندر آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے ان کے آکسیجن ماسک کے اوپر ٹارچ نما لائٹ موجود تھی جس کی روشنی دس بارہ گز کے دائرے میں ماحول کو روشن کئے ہوئے تھی اور وہ جھیل کے جانوروں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔جھیل خاصی گہرائی تھی اور وہ تہہ سے چند فٹ اوپر تیرتے ہوئے آگے بڑھ رہے

تھے۔

''بائیں سمت''...... اچانک ان سب کو اپنے آکسیجن ماسک کے ٹرانسمیٹر پر صدیقی کی آواز سنائی دی اوز وہ بائیں سمت ہو گئے۔

''کسی گول سی چیز کا دھیان رکھنا''...... صدیقی نے پھر کہا۔

''گول سی چیز کی وضاحت کرو''...... خاور نے پوچھا۔

''وہ گول چیز کسی بہت بڑے بوائلر کے گول ڈھکن جیسی ہو گی اور جھیل کی تہہ میں گڑی نظر آئے گی''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ خیال رکھیں گے''...... خاور نے کہا۔

''اس کے گرد سرخ رنگ کی روشنی ہو گی اس کی زد میں آنے سے بچنا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''پھر اس پر نظر رکھنے کے لئے کیوں کہا ہے''...... خاور نے کہا۔

''کیا مطلب''...... صدیقی نے پوچھا۔

''جب اس کے پاس سرخ روشنی ہو گی تو وہ دور ہی سے نظر آ جائے گی پھر اس پر نظر کیوں رکھی جائے''...... خاور نے اپنا مطلب سمجھایا۔

''وہ سرخ روشنی ہر وقت نہیں ہوتی۔ بس اچانک ہی وہ روشنی اس گول ڈھکن کی پیشانی سے پھوٹ نکلتی ہے اور اپنی زد میں آنے والی ہر چیز کو ٹیلی کاسٹ کر دیتی ہے''...... صدیقی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ہم پوری طرح محتاط رہیں گے''...... خاور نے کہا۔

''وہ گول ڈھکن نظر آرہا ہے''...... تھوڑا آگے بڑھنے کے بعد اچانک چوہان نے کہا۔

''کہاں کس طرف''...... صدیقی نے پوچھا۔

''بالکل سیدھا مت دیکھو ذرا سا دائیں جانب دیکھو۔ سرخ روشنی بھی موجود ہے وہاں''...... چوہان نے کہا۔

''دیکھ لیا۔ اب اس سرخ روشنی سے بچ کر دائیں سمت بڑھتے رہو۔ اس روشنی سے بیس گز کے فاصلے پر موجود ایک دیوار سے چپک کر ہمیں اس گول ڈھکن نما دروازے کی طرف بڑھنا ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''کیا ڈھکن کے پاس پہنچ کر ہم روشنی کی زد میں نہیں آجائیں گے''...... خاور نے پوچھا۔

''دروازے کے پاس روشنی نہیں ہوگی۔ پھر بھی تم تینوں میرے پیچھے رہو گے تاکہ میں دروازے کے میکنزم کو حرکت میں لا کر دروازہ کھول سکوں اس وقت روشنی بھی غائب ہو جائے گی''۔ صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔پھر تم آگے آجاؤ کیونکہ سامنے دیوار نظر آنے لگی ہے اور یہ گول دروازے سے خاصے فاصلے پر ہے''...... چوہان نے کہا۔

''اوکے''...... صدیقی نے کہا اور تیزی سے تیرتا ہوا ان سے

آگے نکل کر سامنے نظر آنے والی دیوار تک پہنچ گیا دیوار پر کائی کی دبیز تہہ جمی ہوئی تھی اور کائی کے بڑے بڑے ٹکڑے کپڑے کی دھجیوں کی طرح اس دیوار سے چپکے لہرا رہے تھے بالکل اسی طرح جس طرح ہوا میں کپڑا اڑتا ہے۔

صدیقی نے ماسک میں موجود ٹارچ کی روشنی میں دیوار کا اچھی طرح سے جائزہ لینا شروع کیا۔اسے ایک ایسے حصے کی تلاش تھی جو چوکور ہو اور کائی کے رنگ سے اس کا رنگ مختلف ہو۔ جلد ہی وہ اس چوکور ٹکڑے کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اس نے ٹکڑے پر ہاتھ پھیرا اور اس میں موجود ڈھکن کو پکڑ کر کھینچ لیا فوراً ہی وہ چوکور ٹکڑا دروازے کی طرح کھل گیا۔

صدیقی نے ٹارچ کی روشنی میں دیکھا اس حصے کے اندر اب ایک کی بورڈ سا نظر آنے لگا تھا اس کی بورڈ میں ایک سے دس تک نمبر اور اے بی سی ڈی انگریزی کے چار حرف نظر آرہے تھے۔ صدیقی نے کمر سے بندھی پٹی کی زپ کھول کر اندر سے ایک آئل کلاتھ کا ٹکڑا نکالا۔ پھر اس پر لکھی ہوئی تحریر پڑھنے لگا یہ اسی کی بورڈ کو آپریٹ کرنے کی ہدایت تھیں صفدر نے تحریر کے مطابق کی بورڈ آپریٹ کیا اور آئل کلاتھ کا ٹکڑا پٹی میں رکھ کر زپ بند کر دی۔

''دروازہ کھل رہا ہے''...... اچانک چوہان کی آواز سنائی دی تو صدیقی دروازے کی طرف مڑا۔ وہ گول دروازہ کسی بہت بڑے

بوائلر کے دروازے کی طرح کھل رہا تھا۔ صدیقی تیزی سے اسی طرف تیرنے لگا۔

"تم سب اپنی جگہوں پر رکے رہو گے"...... اس نے اونچی آواز میں کہا اور کھلتے ہوئے دروازے کے پاس پہنچ گیا دروازے کے اندر والے حصے میں ایک لیور لگا ہوا تھا اور اس کے اوپر آن اور نیچے آف لکھا ہوا تھا۔ لیور آن کی طرف اٹھا ہوا تھا صدیقی نے لیور کو پکڑا اور آف کی طرف دبا دیا۔ایسا کرتے ہی پانی میں تیز روشنی ہوگئی ۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو کھلے ہوئے دروازے کے اندر سے روشنی باہر آرہی تھی۔

"یہ کیسی روشنی ہے"...... خاور نے پوچھا۔

"آجاؤ ہمیں اندر داخل ہونا ہے"...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ ایک ایک کر کے اس گول درازے سے اندر داخل ہو گئے۔

"دروازے کے پاس تم نے کیا کیا تھا"...... چوہان نے پوچھا۔

"دروازے اور اس کے اندر ریڈیو ایکٹو لہریں تھیں اگر ہم اسے چھو لیتے یا لیور دبائے بغیر اندر داخل ہوتے تو راکھ بن جاتے"۔ صدیقی نے کہا۔

"تو تم نے ان لہروں کی ترسیل بند کی تھی"...... چوہان نے پوچھا۔

"ہاں"...... صدیقی نے آگے تیرتے ہوئے کہا۔

"ہم اب کہاں پہنچیں گے"...... خاور نے پوچھا۔

"ہم ایک بڑے تالاب میں جا کر نکلیں گے۔ وہاں سے ہمیں ایک لفٹ اوپر لے جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"اوپر کہاں"...... نعمانی نے پوچھا۔ وہ اب جس راستے پر تیر رہے تھے وہ سرنگ نما تھا بالکل گول مگر اس کی قطر اتنا تھا کہ دو بسیں بھی آسانی سے اس میں چل سکتی تھیں سرنگ کے اندر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بلب سے لگے ہوئے تھے اور ان سے نکلنے والی روشنی نے وہاں اجالا کر رکھا تھا۔

دس پندرہ منٹ بعد وہ اس سرنگ نما راستے سے باہر نکل آئے اب ان کے سروں پر تیز چمکتی روشنی تھی جس کا مطلب تھا کہ اوپر پانی کی سطح سے باہر نکلا جا سکتا ہے وہ ایک ایک کر کے پانی کی سطح پر پہنچ گئے۔ یہ واقعی بڑا سا ایک تالاب سا تھا اور اس میں ایک طرف فولادی سیڑھیاں لگی ہوئی تھیں۔

"اس طرف"...... صدیقی نے آس پاس کا جائزہ لینے کے بعد کہا سیڑھیوں کے اختتام پر ایک پلیٹ فارم سا بنا ہوا تھا اور یہ پلیٹ فارم خاصا لمبا چوڑا نظر آرہا تھا۔ صدیقی سیڑھیوں کی طرف بڑھا ہی تھا کہ چونک پڑا۔

پانی میں بڑی تیز ہلچل ہوئی تھی ایسا لگا تھا کہ جیسے وہاں طوفان آگیا ہو اور پھر ان کے سانس سینے میں اٹکے رہ گئے دھڑکن کی رفتار بڑھ گئی اور ایسا لگا جیسے ان کی آنکھیں پتھرا گئی ہوں وہ شے ایسی ہی تھی جو پانی سے ابھر کر ان کے اور فولادی سیڑھیوں کے

درمیان حائل ہو گئی تھی۔

یہ ایک بڑا سا آکٹوپس تھا لجلجا سا مگر بے حد خوفناک اور درجنوں سونڈھ نما بازو رکھنے والا وہ آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھا وہ نہیں بلکہ اس کی لمبی لمبی سونڈھیں ان کی طرف بڑھی تھیں ۔ آکٹوپس کو دیکھ کر وہ سب چونک پڑے۔ آکٹوپس عموماً سمندروں میں پایا جاتا تھا۔ اس کا یہاں اس تالاب میں ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ اسے یہاں لاکر خصوصی طور پر چھوڑا گیا ہے تاکہ کوئی اس راستے سے آئے تو یہ آکٹوپس آنے والوں کی راہ میں حائل ہو جائے۔

''ہوشیار۔ گنیں سنبھالو اور چاروں سمتوں میں پھیل جاؤ اور حملہ کرنے کے لئے موقع کی تاک میں رہو''...... صدیقی نے تیز آواز میں کہا۔

''ہمیں ایک جگہ رہنا چاہیے''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ ایک جگہ رہے تو وہ ایک ہی سونڈھ میں ہم چاروں کو دبوچ کر ہماری ہڈیاں توڑ ڈالے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''اوہ''...... چوہان کے منہ سے نکلا اور وہ چاروں طرف پھیل گئے زہریلے تیر والی گنیں اب ان کے ہاتھوں میں تھیں اور وہ موقعے کی تلاش میں تھے پھر سب سے پہلے خاور نے فائر کیا تھا سنسناتا ہوا تیر گن سے نکل کر آکٹوپس کی قریب آجانے والی سونڈھ میں ترازو ہو گیا۔ تیر کھانے والی سونڈھ بری طرح سے تڑپی

اور اوپر اٹھتی چلی گئی پھر وہ بڑی تیزی سے نیچے گری تھی اگر خاور بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف نہ ہو جاتا تو اس کی زد میں آ جاتا۔

اب وہ چار اطراف سے آکٹوپس پر زہریلے تیر برسا رہے تھے اور وہ آکٹوپس کوشش کر رہا تھا کہ اپنی لمبی لمبی سونڈھوں میں ان چاروں کو جکڑ کر ہلاک کر دے۔ موت اور زندگی کی جنگ ان کے درمیان شروع ہو چکی تھی اچانک نعمانی کی چیخ سنائی دی انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو آکٹوپس نے نعمانی کو جکڑ لیا تھا۔

نعمانی، آکٹوپس کی سونڈھ میں لپٹا پانی کی سطح سے کئی فٹ اونچا اٹھا ہوا تھا ابھی وہ نعمانی کو دیکھ ہی رہے تھے کہ خاور کی چیخ سنائی دی آکٹوپس نے اسے بھی جکڑ کر پانی سے اٹھا لیا تھا۔

''چوہان سنبھلو''...... صدیقی نے چیخ کر کہا اس نے آکٹوپس کی ایک سونڈھ کو چوہان کے سر پر پہنچتے دیکھ لیا تھا۔

فوراً ہی چوہان پانی میں غوطہ لگا گیا سونڈھ پہلے پانی کی سطح پر تڑپتی رہی پھر وہ پانی کے اندر اتر گئی اور دوران صدیقی اپنی طرف آنے والی سونڈھوں پر پچیس تیس تیر چلا چکا تھا مگر لگتا تھا کہ ان پر لگے زہر کا آکٹوپس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اچانک نعمانی تالاب کی سطح پر ابھرا وہ ابھی تک محفوظ تھا جبکہ ماسک ٹرانسمیٹر پر وہ خاور اور چوہان کی آوازیں سن رہے تھے وہ خوفزدہ نہیں تھے بلکہ بڑی ہمت سے خود کو آکٹوپس کی سونڈھوں کی گرفت سے چھڑانے کی جدوجہد کر رہے تھے۔

"نعمانی"...... اچانک خاور کی چیخ سنائی دی اس نے بچنے کی جدوجہد کرنے کے دوران نعمانی پر بھی نظر رکھی تھی اور آکٹوپس کی سونڈھ کو اس کی طرف بڑھتا دیکھ کر اس نے چلا کر نعمانی کو آگاہ کیا تھا مگر بیک وقت دو طرف سے سونڈھیں نعمانی کی طرف بڑھی تھیں وہ ایک سے بچنے کے لئے تیر کر ایک طرف ہٹا ہی تھا کہ دوسری سونڈھ نے عقب سے اسے گرفت میں لے لیا۔

صدیقی نے پے در پے کئی تیر اس سونڈھ پر چلائے تھے جس نے نعمانی کی گرفت میں لیا تھا بغیر یہ دیکھے کہ عقب سے ایک سونڈھ اس کے پاس پہنچ چکی ہے پھر وہ اس وقت خطرے سے آگاہ ہوا تھا جب سونڈھ اسے گرفت میں لے چکی تھی۔ وہ چاروں موت کے منہ میں پھنس چکے تھے۔ زندگی ان سے دور جا رہی تھی اور وہ موت کے شکنجے میں پھنسے تڑپ رہے تھے۔ موت کا بھیانک سایہ آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"ابھی تک دونوں میں سے کسی ٹیم کی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہیں آئی"...... لانچ کے عرشے پر کھڑے ہوئے ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو بدستور ابن بطوطہ کے روپ میں ہی موجود تھا۔

"ابھی وہ پہنچے ہوں گے"......عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے انہیں گئے ہوئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ مگر انہیں ہدایت یہی دی گئی تھی کہ جب وہ اندر داخل ہو کر کسی محفوظ جگہ پہنچ جائیں تو اطلاع دیں ممکن ہے ابھی وہ اندر داخل نہ ہو سکے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی محفوظ جگہ نہ پہنچ سکے ہوں یا انہیں ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کا موقع نہ مل رہا ہو"......عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ہم کوئی اور طریقہ اختیار نہیں کر سکتے تھے"...... ٹائیگر نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے پوچھا۔

''کمانڈو ایکشن کیوں نہ لیا جائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جانتے ہو اس سے کیا ہوگا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا وہ باس اور ان کی بیوی کو مار ڈالیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں اور ہمیں ان کی راکھ تک نہیں ملے گی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ''...... بات معقول تھی اس لئے ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

''اس کے علاوہ کمانڈو آپریشن سے وہ چوکنا ہو جاتے اور ہمیں وہاں کچھ بھی نہ ملتا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھ گیا''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے کہا۔

''انہی وجوہات کی بنا پر میں نے خفیہ کارروائی کا فیصلہ کیا ہے''...... عمران نے دور جھیل کے سینے پر جلنے والی روشنیوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کیا مکائے نے آپ کو صحیح معلومات فراہم کی تھیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اگر اس نے فیکٹری کے نقشے میرے حوالے نہ کئے ہوتے تو میں اس کی باتوں پر کبھی یقین نہ کرتا''۔ عمران نے کہا۔

''پھر تو اب تک ان کو اندر داخل ہو جانا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں اب میں زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتا''...... عمران نے کہا۔

''کیا دونوں ٹیموں کی رپورٹ آئے بغیر آپ تیسرے راستے سے اندر جائیں گے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''مجبوری ہے۔ میں ان لوگوں کی رپورٹ کے انتظار میں وقت ضائع نہیں کر سکتا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ان دونوں میں سے کسی کی بھی رپورٹ آ جاتی تو ہمیں میکائے کے جھوٹ سچ کا پتہ چل جاتا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پتہ نہیں وہ کب رپورٹ دیں گے اگر ان لوگوں نے مزید آدھے گھنٹے تک رپورٹ نہیں دی تو کیا میں یہاں ہاتھ پر ہاتھ رکھے ان کی رپورٹ کا انتظار کرتا رہوں گا۔ بولو''...... عمران نے کہا۔

''آپ کی بات صحیح ہے مگر احتیاط کا تقاضہ یہی تھا کہ آپ انتظار کر لیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''رپورٹ اب تم وصول کر لینا۔ میں اپنے ٹرانسمیٹر پر اسے سن لوں گا اور ضرورت پڑی تو ہدایت دے دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرے جھیل میں اترنے کے بعد تم واپس چلے جاؤ گے''۔ عمران نے کہا۔

''میرا خیال کچھ اور تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرے ساتھ جانا چاہتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں"...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے اور ساری ٹیم کے ساتھ تم بھی پھنس جاؤ اور کوئی مدد دینے والا باقی ہی نہ رہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ معاملہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا نظر آ رہا ہے"...... عمران نے سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

"آپ خطرہ محسوس کر رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"خطرہ ہی خطرہ ہے۔ مگر میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایک کھاد بنانے والی فیکٹری میں زیر آب اتنے محفوظ اور خفیہ راستے بنانے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی ہے اور وہاں باقاعدہ مسلح افراد کی بھرمار کیوں ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کے ذہن میں کیا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"یہی کہ وہاں کھاد بنانے کے علاوہ بھی کوئی اور کام ہوتا ہے ایسا کام کہ جس کے لئے حفاظتی الیکٹرانک نظام اور مسلح افراد ضروری ہیں تاکہ اندر کا راز فیکٹری سے باہر کسی صورت نہ نکل سکے"...... عمران نے کہا۔

"آخر ایسا کیا کام ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"سوچو۔ میں بھی سوچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جھیل میں ڈیڑھ سو فٹ کی گہرائی میں خفیہ راستے واقعی چونکانے والی بات ہے جناب اور اب ہمیں اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اسی لئے میری چھٹی حس خطرے کا آلارم بجا رہی ہے۔ ان دونوں پارٹیوں کو بھی شاید آسانی سے اندر داخل ہونا نصیب نہ ہوا ہو گا وہ ضرور کسی مصیبت میں پھنس چکے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ایسا آپ ان کے کال نہ آنے کی وجہ سے کہہ رہے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں اب اتنا وقت ہو گیا ہے کہ وہ اندر داخل ہونے کے بعد وہ کسی محفوظ جگہ پہنچ کر رپورٹ دے سکتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"پھر۔ آپ اب رپورٹ کا انتظار کئے بغیر ہی اندر جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اندر جائے بغیر فیکٹری کے اسرار معلوم نہیں ہو سکتے اور اب ان کا معلوم کرنا ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر تو میرا جانا اور بھی......" ٹائیگر نے کہنا چاہا۔

"نہیں۔ تم وہی کرو گے جو میں نے کہا ہے"...... عمران نے ٹائیگر کی بات کاٹ کر کہا۔

"چلیں ساتھ نہیں چلتا۔ کیا ایسا بھی ممکن نہیں ہے کہ میں اس

راستے کے قریب جھیل میں موجود رہوں جس سے آپ اندر داخل ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ اگر میں یا ٹیم کے دوسرے لوگ پھنسے تو وہ جھیل کا جائزہ لینے ضرور نکلیں گے یہ دیکھیں گے کہ اور کوئی مددگار تو باہر موجود نہیں ہے اور اس صورت میں تم بھی پھنس جاؤ گے''...... عمران نے نفی میں سر ہلایا۔

''اوہ''...... ٹائیگر کے منہ سے نکلا۔

''تم تیار رہنا اور کال کا انتظار''...... جملہ ادھورا رہ گیا دور نظر آنے والی روشنیوں میں کہیں فرق پڑا تھا کیونکہ روشنیاں اچانک مدھم ہو گئی تھیں۔

''یہ کیا ہوا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''غیب کا حال صرف اللہ جانتا ہے اور روشنیاں مدھم ہونے کی وجہ فیکٹری کے اندر والوں کا''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ دونوں میں سے کسی پارٹی کا ان لوگوں سے ٹکراؤ ہو گیا ہو اور اس ٹکراؤ کے نتیجے میں ان کی الیکٹرک لائینوں کو نقصان پہنچا ہو اور اسی وجہ سے روشنیاں مدھم پڑ گئی ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو وہاں تاریکی چھا جاتی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ''...... ٹائیگر نے ہنکارہ بھرا ٹھیک اسی لمحے ٹائیگر کے کاندھے سے لٹکے ہوئے ٹرانسمیٹر پر سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران

نے اس سے ٹرانسمیٹر لے کر اس کا ایک بٹن پریس کیا تو دوسری طرف سے جولیا مسلسل کال دے رہی تھی۔

''ابن بطوطہ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے ابن بطوطہ کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں۔ اوور''...... دوسری جانب سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''رپورٹ''...... عمران نے کہا لہجہ سرد تھا۔

''ہم اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جس راستے سے ہم اندر داخل ہوئے ہیں وہاں ہمیں کئی محافظوں کو ٹھکانے بھی لگانا پڑا ہے البتہ ہم سب ابھی تک محفوظ ہیں۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''محافظوں کی لاشوں کا کیا کیا ہے۔ اوور''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''نہیں ہم ایسے ہی چھوڑ آئے ہیں کیونکہ اس کا موقع نہیں تھا کہ لاشیں کہیں چھپائی یا ٹھکانے لگائی جا سکتیں۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''اب تم لوگ کہاں ہو۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم جس جگہ موجود ہیں اس کے اوپر ایک یا دو منزلیں ہیں اور نیچے سترہ اٹھارہ منزلیں ہیں اب یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ تہہ خانے ہیں یا عمارت ہی بلند ہے۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ ہوشیاری سے آگے بڑھو اور عمران اور اس کی بیوی دونوں کو تلاش کرو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ ہاں ایک بات اور بتانی ہے۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''کیا بات ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں جتنے بھی مسلح افراد ہیں ان سب نے سیاہ رنگ کی مخصوص یونیفارمز پہنی ہوئی ہیں لیکن ان پر کوئی نشان نہیں ہے۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے اور کوئی بات۔ اوور''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے اچانک عمران نے ایک زور دار دھماکے کی آواز کے ساتھ جولیا کے چیخنے کی آواز سنی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہوتا چلا گیا۔ دھماکے کی آواز اور جولیا کی چیخ سن کر عمران اور ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑے۔

آکٹوپس کی سونڈھوں میں پھنسے وہ موت و زندگی کی جدوجہد میں مصروف تھے لیکن اپنی پوری کوشش کرنے کے باوجود وہ آکٹوپس کی سونڈھوں کی گرفت سے خود کو آزاد نہ کرا سکے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے موت ان کا مقدر بن چکی ہو جس سے بچنا ان کے لئے ناممکن ہو۔

صدیقی بھی خود کو آزاد کرانے کے لئے پوری جدوجہد کر رہا تھا یہ غنیمت تھا کہ آکٹوپس کی گرفت میں پھنستے ہوئے ان کے ہاتھ سر سے بلند تھے اور وہ گرفت میں نہیں آئے تھے اس لئے وہ پوری طرح بے بس نہیں ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ اور پیر آزاد تھے۔ اچانک ایک خیال صدیقی کے ذہن میں ابھرا تو اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ کیا تم تینوں میری آواز سن رہے ہو''...... صدیقی نے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں کیا بات ہے''...... یکے بعد دیگرے چوہان، نعمانی اور خاور کی آواز سنائی دی۔

''جدوجہد کرنا چھوڑ دو اور میری بات سنو''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں کہو ہم سن رہے ہیں''...... انہوں نے کہا۔

''سونڈھوں سے زور آزمائی کرنا بیکار ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''پھر کیا کریں۔ کیا ہم خود کو بے بسی کی موت کے حوالے کر دیں تاکہ یہ مخلوق ہمیں ہضم کر جائے''...... خاور نے کہا۔

''نہیں۔ ہم اب بھی چاروں سمتوں میں موجود ہیں اور چاروں طرف سے اس آکٹوپس پر جان لیوا حملے کر سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہو''...... خاور نے پوچھا۔

''اب تک سونڈھوں پر زہریلے تیر چلا کر ہم نے انہیں ضائع ہی کیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''پھر۔ کیا کریں''...... چوہان کی آواز سنائی دی۔

''آکٹوپس کی آنکھوں اور اس کے سر کو نشانہ بناؤ۔ مجھے امید ہے کہ زہریلے تیر اسے بہت جلد ختم کر ڈالیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری بات سمجھ میں آ رہی ہے''...... نعمانی کی آواز سنائی دی۔

''سونڈھوں پر اگر تیروں کے زہر نے اثر کیا بھی ہو گا تو صرف

اتنا کہ وہ مفلوج ہو گیا ہو گا لیکن اس کے سر اور آنکھوں پر تیر لگیں گے تو وہ یقیناً مر جائے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے ہم ایسا ہی کرتے ہیں''...... تینوں کی آواز ماسک ٹرانسمیٹر پر سنائی دی۔

''اگر پھر بھی اس پر اثر نہ ہو تو تیز دھار چاقو آزمانا۔ اس صورت میں یقیناً ہم سونڈھوں کی گرفت سے نکل آئیں گے''۔ صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم ایسا ہی کریں گے''...... تینوں کی آوازیں یکے بعد دیگرے سنائی دیں۔

''شروع ہو جاؤ''...... صدیقی نے کہا اور اپنی گن کا رخ آکٹوپس کے سر کی طرف کیا اور ٹریگر دبانے لگا۔ زہریلے تیر گنوں سے نکل نکل کر آکٹوپس کے چہرے کے درمیانی حصے میں پیوست ہونے لگے۔ ایک تیر اس کی آنکھ میں لگا تھا اور اس کا ردعمل بڑا شدید ہوا تھا اور ان کی جانیں خطرے میں پڑ گئیں تھیں۔

آنکھ میں تیر لگتے ہی آکٹوپس بری طرح سے تڑپا تھا پھر اس کی سونڈھیں بار بار پانی کی سطح سے ٹکرانے لگیں اور ان کو ایسا محسوس ہونے لگا جیسے کوئی ان کو اٹھا اٹھا کر پٹخ رہا ہو۔ صدیقی نے سوچا کہ اگر اس نے فوری طور پر کچھ نہ کیا تو ان کے جسموں کے ٹکڑے ہو جائیں گے اور وہ بے بسی سے خود کر مرنے سے نہ بچا سکیں گے۔

اس بار وہ پانی کی سطح سے ٹکرایا تو گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی اور دوسرے ہی لمحے ایک اور خیال اس کے ذہن میں ابھرا اس بار جیسے ہی سونڈھ اسے لئے ہوئے پانی سے باہر آئی اس نے جلدی سے پٹی کی زپ کھول کر سائیلنسر لگا ریوالور باہر نکال کر پھرتی سے زپ بند کر دی اور آکٹوپس کے سر کا نشانہ لینے لگا۔ جیسے ہی آکٹوپس کا سر نشانے پر آیا اس نے پے در پے تین بار ٹریگر دبا دیا۔ ڈز۔ ڈز۔ ڈز۔ کی ہلکی آوازوں کے ساتھ تینوں گولیاں ریوالور سے نکل کر آکٹوپس کی کھوپڑی میں پیوست ہو گئیں ایک بار پھر انہیں جان لیوا مرحلے سے گزرنا پڑا تھا لیکن اس بار جب سونڈھیں پانی کی سطح سے ٹکرائیں تو پھر اٹھ نہ سکیں اور چند لمحے بعد گرفت ڈھیلی ہوتی چلی گئی اور وہ آکٹوپس کی گرفت سے نکل آئے زندگی نے موت کو شکست دے دی تھی لیکن ان میں ابھی اتنا دم نہیں تھا کہ وہ فولادی زینے کی طرف بڑھ سکتے۔

وہ اپنی حالت درست کرنے کی کوشش کرنے لگے سارا جسم بری طرح دکھ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اب تک شکنجے میں جکڑے رہے ہوں ایک ایک ہڈی پسلی درد سے چیخ رہی تھی اگر وہ خصوصی طور پر تربیت یافتہ نہ ہوتے تو یقیناً آکٹوپس کے ساتھ ہی جھیل کی تہہ میں پہنچ چکے ہوتے۔

”جلدی اپنے آپ کو سنبھالو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی مصیبت نازل ہو جائے“...... صدیقی نے کہا۔

”کیا زینے کی طرف چلیں“...... چوہان نے پوچھا۔

”ہاں جلد از جلد اوپر پہنچنے کی کوشش کرو“...... صدیقی نے کہا اور خود بھی زینے کی طرف تیرنے لگا۔ ایک ایک کر کے وہ زینے پر چڑھے اور اوپر پہنچ گئے ٹھیک اسی لمحے پانی میں ہلچل ہوئی اور کسی چیز نے سر ابھارا۔

”میرے خدا“...... چوہان کی منہ سے نکلا وہ پانی کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

”تم نے سچ کہا تھا صدیقی۔ اگر ہم اوپر نہ آ گئے ہوتے تو اس بار ہمارا بچنا مشکل ہی نہیں بالکل ناممکن تھا“......نعمانی نے کہا۔

”اللہ بچانے والا ہے“...... صدیقی نے کہا وہ بھی پانی ہی میں دیکھ رہا تھا جہاں اب ایک دو نہیں کئی آری کے دندانوں والی زہریلی مچھلیاں تیرتی نظر آ رہی تھیں ان کے بھیانک نوکیلے دانتوں والے منہ بار بار کھل اور بند ہو رہے تھے۔ پھر اچانک پانی کی سطح پر خون کی سرخی نظر آئی اور بے شمار مچھلیاں مردہ آکٹوپس سے چپک گئی تھیں اور اسے بری طرح سے بھنبھوڑ رہی تھیں۔

نوکیلے دانتوں والی مچھلیاں، آکٹوپس کے وجود کو بھنبھوڑ رہی تھیں۔ جس سے خون بہہ رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ساری مچھلیاں، آکٹوپس پر پل پڑیں اور اس کے ٹکڑے جبڑوں میں دبائے تہہ میں بیٹھتی چلی گئیں پانی کی سطح پر ہر طرف خون کی سرخی پھیل گئی تھی۔

"اللہ نے بال بال بچایا ہے"...... خاور نے جھری جھری لے کر کہا۔

"آگے بڑھو"...... صدیقی نے کہا۔ وہ آگے بڑھنے لگے دو سو گز کے فاصلے پر ایک دیوار نظر آ رہی تھی اور اس دیوار میں ایک بڑا فولادی دروازہ دکھائی دے رہا تھا اس کے علاوہ وہاں کچھ بھی نہیں تھا وہ اس دروازے کے پاس جا کر رک گئے۔

"اب"...... چوہان نے پوچھا۔

"دیکھتے رہو"...... صدیقی نے کہا پھر دروازے کے ساتھ دیوار پر ابھرے ہوئے ایک ہک نما لیور کو پکڑ کر اس نے کھینچا تو فوراً ہی وہاں ایک مربع فٹ کا خانہ دیوار میں نمودار ہو گیا اس خانے میں جالیاں لگی ہوئی تھیں۔

"کون ہے"...... جالی سے ایک کرخت آواز ابھری تھی۔

"ساڈال اسٹار فارٹورسٹ"...... صفدر نے لہجہ غیر ملکی بنا کر کہا۔

"بلنگ ہے"...... وہی کرخت آواز سنائی دی۔

"تیسرے کالم میں چوتھا گھر"...... صدیقی نے کہا۔

"ویٹ کرو"...... آواز کے ساتھ ہی دیوار کا وہ حصہ پھر پہلے جیسی حالت میں آ گیا وہ سب صدیقی کو دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب ہوا اس گفتگو کا"...... خاور نے پوچھا۔

"کہیں وہ مشکوک نہ ہو گئے ہوں"...... نعمانی نے کہا۔

"دیکھتے رہو۔ البتہ اب اپنے اپنے ریوالور نکال لو کیونکہ گنیں تو

پانی میں گر چکی ہیں اور ہتھیار ہاتھ میں ہونا ضروری ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"ان لوگوں کو ٹھکانے لگانا ہو گا"...... نعمانی نے پوچھا۔

"جیسا صورت حال ہو گی ویسے ہی کریں گے"...... صدیقی نے کہا ٹھیک اسی لمحے فولادی دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا اور دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی اندر سے تیز روشنی کی کرنیں باہر آئی تھیں وہ ایک طرف ہٹ گئے۔

"چوکنے رہو"...... صدیقی نے ماسک ٹرانسمیٹر پر کہا تھا۔

"آپ لوگ اندر آ سکتے ہیں"...... اندر سے اسی کرخت آواز نے انہیں مخاطب کیا جو جالی میں سے سنائی دی تھی۔

"ہوشیار"...... صدیقی نے کہا اور وہ ریوالور والا ہاتھ کمر کی طرف کر کے دروازے سے اندر داخل ہو گیا وہ تینوں اس کے پیچھے تھے اندر داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑے کیونکہ ان کے سامنے تین مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے ان تینوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جن کا رخ ان تینوں کی جانب ہی تھا۔

"ہاتھ سر سے بلند کر لو دوستو"...... ان میں سے ایک نے کہا یہ وہی آدمی تھا جس کی آواز وہ دروازے کے باہر رہ کر سنتے رہے تھے۔

"ڈاؤن اینڈ فائر"...... صدیقی نے چیخ کر کہا اور بجلی کی سی تیزی سے فرش پر بیٹھتے ہوئے ان میں سے ایک پر فائر جھونک دیا۔

جواباً ان تینوں نے بھی فائرنگ کی تھی مگر ان کی گولیاں صدیقی، چوہان نعمانی اور خاور کے سروں پر سے گزر گئیں جبکہ ان چاروں کی چلائی ہوئی گولیوں نے ان کے جسموں میں گھستی چلی گئیں۔ وہ بری طرح سے چیخ اٹھے۔ مشین گنیں پہلے ہی مرحلے میں ہاتھوں سے گر پڑی تھیں پھر وہ خود بھی کٹے ہوئے شہتیر کی فرش پر اوندھے منہ گر پڑے تینوں ان کی مشین گنوں کی طرف جھپٹے تھے جبکہ صدیقی کھڑا ہوگیا تھا۔ اس کی نظریں مسلح آدمیوں کے لباسوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔

''کیا سوچ رہے ہو''...... خاور نے کہا۔

''ان کے لباس مخصوص سیاہ وردیوں جیسا ہے لیکن ان پر کوئی نشان یا کوئی بیج نہیں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ شاید زیرو لینڈ والوں نے انہیں یہ سیاہ وردی نما لباس پہنایا ہے''...... چوہان نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یقیناً اس فیکٹری میں کھاد بنانے کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی ہو رہا ہے''...... چوہان کی سوچ میں ڈوبی ہوئی آواز آئی۔

''یہ بعد کی باتیں ہیں ان کی تلاشی لو اور لاشیں پانی میں پھینک دو۔ جلدی کرو''...... صدیقی نے کہا اور ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ان کی تلاشی لینے لگے۔ ان کی جیبوں سے شراب کی چھوٹی بوتلیں۔ سگریٹ کے پیکٹ، لائیٹر اور پرس نکلے تھے ان کے پرسوں میں کرنسی بھی تھی۔ انہوں نے پرس اپنی جیبوں میں

رکھے اور لاشیں پھینک دیں ایک بار پھر پانی میں ہلچل ہوئی اور گوشت خور مچھلیاں ان لاشوں پر ٹوٹ پڑیں۔

''اب کیا کرنا ہے''...... نعمانی نے پوچھا۔

''اس کمرے کے باہر کیا ہے یہ دیکھنا ہے''...... صدیقی نے کہا اور کمرے کا دروازہ ذرا سا کھول کر جھانکا سامنے ایک ہال کمرہ تھا اور اس کمرے میں متعدد دروازے نظر آرہے تھے بائیں سمت ایک راہداری تھی۔

''آؤ''...... صدیقی نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا اور وہ اس کمرے سے باہر نکل کر ہال کمرے میں آگئے۔ دوسروں کو محتاط رہنے کا اشارہ کرتا ہوا صدیقی ایک کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا اور اندر جھانکا یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں کمپیوٹر ٹائپ کی مشینیں لگی نظر آرہی تھیں اور ان پر درجنوں افراد مصروف کار تھے اس طرف کے چاروں دروازے اسی ہال میں کھلتے تھے صدیقی دوسری طرف کے دروازے کی طرف بڑھا۔

یہ الگ الگ کمرے تھے اور یہاں بھی کمپیوٹر نما مشینیں لگی ہوئی تھیں اور ہر مشین پر دو دو آدمی موجود تھے اور ان سب کے جسموں پر مخصوص قسم کی یونیفارم تھی۔

''یہ سب زیرو لینڈ کے آدمی ہیں''...... صدیقی نے ان کے پاس آکر کہا۔

''حیرت ہے۔ ہمارے ملک میں زیرو لینڈ کا کیا کام اور یہ لوگ

یہاں آ کیسے گئے''...... نعمانی نے کہا۔

''کسی کے چہرے پر تو لکھا نہیں ہوتا کہ وہ زیرو لینڈ کے باسی ہے۔ اس لئے وہ میک اپ کر آسانی سے یہاں آ گئے ہوں گے''...... چوہان نے کہا۔

''اتنے لوگ یہاں پہنچ گئے اور کسی کو اس بات کا علم ہی نہیں ہوا۔ حیرت ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''خاموش رہو''...... صدیقی نے آہستہ سے کہا۔ وہ لوگ اب تک ماسک پہنے ہوئے تھے اور اسی میں منسلک ٹرانسمیٹر پر گفتگو کر رہے تھے۔

''کیا ہوا''...... خاور نے پوچھا۔

''باتوں کا وقت نہیں ہے ہمیں آگے بڑھ کر دیکھنا ہے کہ ہم فیکٹری کے کس حصے میں ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا ہم یہ لباس اور آکسیجن ماسک ایسے ہی پہنے رہیں گے''۔ خاور نے پوچھا شاید یہ اسے بوجھ لگ رہا تھا۔

''ہاں۔ ابھی ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے اس لئے انہیں کسی مناسب جگہ پر جا کر اتاریں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''چلو پھر''...... خاور نے کہا۔

''آؤ''...... صدیقی نے کہا اور وہ راہداری میں آگے بڑھنے لگے راہداری میں کوئی دروازہ نہیں تھا دور تک سپاٹ دیواریں تھیں اور چھت پر لائٹیں لگی ہوئی تھیں کافی دور راہداری کا موڑ نظر آ رہا تھا۔

''یہ راہداری عجیب و غریب ہے''...... چوہان بڑبڑایا۔

''ہاں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ راہداری نہ ہو کوئی چوکور روشن سرنگ ہو''...... خاور نے کہا۔

''ایسی راہداری کا مطلب سمجھتے ہو''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں''...... چوہان نے کہا۔

''یہ اس جگہ بنائی جاتی ہیں جہاں تابکاری پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ان دیواروں پر یقیناً ایسا پینٹ کیا گیا ہو گا جو تابکار مادے کو پھیلنے سے روکنے اور اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو''...... صدیقی نے کہا۔

''مگر کھاد بنانے والی فیکٹری میں تابکار مادے کی موجودگی کیا معنی رکھتی ہے''...... چوہان نے کہا لہجے میں حیرت تھی۔

''میری جو معلومات تھیں وہ میں نے بتا دیں رہ گیا تابکار مادے کی موجودگی کا مسئلہ تو یہ آگے ہمیں پتہ چل جائے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''گویا یہ فیکٹری ناجائز مقاصد کے لئے استعمال کی جا رہی ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''یقیناً''...... صدیقی نے کہا اور کمر سے بندھی پٹی کی زپ کھول کر سگریٹ کے پیکٹ جتنا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا راڈ باہر نکالا اور کال کرنے لگا وہ ابن بطوطہ کو اب تک کی رپورٹ دینا چاہتا تھا تاکہ مزید احکامات لے سکے۔

''ابن بطوطہ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... فوراً ہی ابن بطوطہ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''صدیقی بول رہا ہوں۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

''ہم اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں، جناب۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''رپورٹ اتنی دیر سے کیوں دے رہے ہو۔ اوور''...... ابن بطوطہ کی غراہٹ ابھری۔

''ہم ایک جگہ پھنس گئے تھے۔ اوور''...... صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ابن بطوطہ سے نہیں بلکہ چیف سے بات کر رہا ہو۔ ابن بطوطہ کا لہجہ چیف کی طرح بے حد سخت تھا۔

''تفصیل۔ بتاؤ۔ اوور''...... ابن بطوطہ کی سرد آواز ابھری تو صدیقی نے تفصیل سے تمام واقعات بتا دیئے۔

''تو وہ آکٹوپس آخری مرحلے میں سامنے آیا تھا۔ اوور''۔ ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''یس۔ اوور''...... صدیقی نے پوچھا۔

''کوئی زخمی تو نہیں ہوا۔ اوور''...... ابن بطوطہ نے پوچھا۔

''نہیں۔ ربڑ کے لباس کی وجہ سے ہم سب اس کے زہریلے مادے اور کانٹوں سے محفوظ رہے ہیں۔ اور''...... صدیقی نے کہا۔

''یقیناً۔ ورنہ جتنی دیر تم لوگ اس کی سونڈھوں کی گرفت میں رہے ہو اتنی دیر میں اس کی سونڈھ کے انجکشن کی سوئی نما کانٹے تمہارا خون چوس چکے ہوتے اور تمہارے جسم میں زہر پھیل گیا ہوتا۔ اوور''...... ابن بطوطہ نے کہا۔

''اب ہم جس سرنگ میں آگے بڑھ رہے ہیں اس کی بناوٹ عجیب وغریب ہے۔ اوور''...... صدیقی نے کہا اور سرنگ کے بارے میں بتانے لگا۔

''ممکن ہے وہاں کوئی ایسا ہی کام ہو رہا ہے کہ جس کی وجہ سے تابکاری پھیلنے کا اندیشہ ہو اس لئے تم لوگ بہت ہوشیاری سے آگے بڑھتے رہو اور کوشش کرو کہ وہاں موجود مسلح آدمیوں کی وردیاں مل سکیں ان کی وردی پہن کر تم لوگ آسانی سے نقل و حرکت کر سکو گے۔ اوور''...... ابن بطوطہ کی آواز آئی۔

''ہم بھی یہی سوچ رہے تھے۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''اوکے۔ اور کچھ کہنا ہے۔ اوور''...... ابن بطوطہ کی آواز آئی۔

''جی نہیں۔ اوور''...... صدیقی نے کہا تو ابن بطوطہ نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

عمران نے صدیقی کی کال وصول کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کیا اور کمر پر آکسیجن سلنڈر لگا کر سینے پر اس کی بیلٹس کسنے لگا پھر اس نے آکسیجن ماسک منہ پر لگایا اور ٹائیگر کو اشارہ کر کے جھیل میں اتر گیا پھر اس نے غوطہ لگایا اور پانی کی تہہ میں بیٹھتا چلا گیا ڈیڑھ سو فٹ کی گہرائی میں پہنچ کر وہ آگے کی جانب تیرنے لگا۔

آکسیجن ماسک میں ماتھے پر لگی ہوئی سرچ لائٹ جیسی روشنی والی ٹارچ اس نے روشن کر لی تھی اور اب بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا اس کی رفتار عام تیراکوں کے مقابلے میں زیادہ تھی تیرتے ہوئے بھی وہ جولیا کی ٹیم کی جانب سے فکر مند تھا کہ نجانے ان پر کیا گزری تھی اور وہ دھماکہ کس چیز کا تھا جس کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا تھا اور پھر بار بار کی کوشش کے باوجود دوبارہ رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔

''کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ جولیا اور اس کے دونوں ساتھی پکڑے گئے ہوں یا دشمن نے ان پر بم کا استعمال کیا ہو''...... عمران نے

سوچا لیکن پھر بم کا خیال اسے خود ہی رد کرنا پڑا تھا کیونکہ جولیا کے بیان کے مطابق وہ اٹھارہویں منزل پر تھی اگر اس کی بات سچ مان لی جائے تو وہ ان پر بم مارنے کی حماقت نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس طرح اس عمارت کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا اس لئے کوئی اور ہی حربہ ان پر استعمال کیا گیا تھا مگر ایک سوال اور ذہن میں ابھرا تھا کہ اگر کوئی خطرناک حربہ استعمال نہیں کیا گیا تو پھر ان لوگوں سے دوبارہ رابطہ کیوں نہیں ہو سکا تھا۔

وہ سوچتا رہا اور تیرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ رنگین مچھلیاں اور آبی مخلوق اس کی ٹارچ کی روشنی میں تیزی سے ادھر سے ادھر آتی جاتی نظر آ رہی تھی جو شاید کہیں اور سے لا کر اس جھیل میں چھوڑی گئی تھیں۔ اچانک وہ چونک پڑا ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا وہ سوچنے لگا کہ کس کی کال ہو سکتی ہے۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا تو فوراً ہی ماسک ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی آواز ابھری وہ اسے کال کر رہا تھا عمران کو اس کی آواز سن کر حیرانی ہوئی تھی۔

''یس۔ ٹائیگر کیا بات ہے۔ اوور''...... اس نے ابن بطوطہ کی آواز اور لہجے مین کہا۔

''آپ کی خیریت معلوم کرنا تھی۔ اوور''...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کوئی خاص بات۔ اوور''...... عمران نے چونک پوچھا۔

''جی ہاں۔ آپ کے جھیل میں اترنے کے چند منٹ بعد ہی

کشتی کے آس پاس گوشت خور مچھلیاں جمع ہو گئی تھیں۔ اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ"...... عمران نے کہا۔

"مجھے شبہ ہے جناب کہ چند زہریلی مچھلیاں بھی ان میں شامل تھیں۔ اسی لئے میں نے کال کیا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور تم نے سمجھا کہ وہ مچھلیاں مجھے شکار کرنا چاہتی ہیں۔ کیوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں بس آپ خیریت معلوم کرنا چاہتا تھا جناب۔ اوور"...... ٹائیگر نے سپاٹ لہجے کہا۔

"اوکے۔ میں بالکل خیریت ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"آپ کو یہ اطلاع بھی دینی تھی کہ میں اب گھاٹ پر پہنچنے ہی والا ہوں بس دس پندرہ منٹ لگیں گے۔ اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ اللہ حافظ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ راڈ دبا کر اندر کیا اور ٹرانسمیٹر جیب میں رکھنے کے بعد پھر آگے کی جانب تیرنے لگا۔ اس نے ساری توجہ سامنے نظر آنے والی روشنی پر مرکوز کر دی تھی۔ روشنی زیادہ تیز نہیں تھی عمران اس سے بچنے کے لئے دائیں طرف ہو گیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اگر روشنی کی زد میں آ گیا تو دوسری جانب کسی بھی اسکرین پر وہ ٹیلی کاسٹ ہو جائے گا اور اندر والے اس کی

موجودگی سے آگاہ ہو جائیں گے جبکہ وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ چند لمحے بعد وہ اس دیوار سے چپکا ہوا تھا جس میں سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ یہ سرخ روشنی تھی۔

یہ روشنی ایک گول فولادی دروازے سے نکل رہی تھی۔ عمران نے دیوار پر اپنی سرچ لائٹ کی روشنی ڈالی اور ایک ہک کو پکڑ کر کھینچ لیا۔ فوراً ہی ایک چوکور حصہ دروازے کے پٹ کی طرح کھل گیا اندر ایک کی بورڈ سا موجود تھا جس پر دس تک گنتی اور اے سے ڈی تک انگریزی حرف درج تھے۔

عمران نے کی بورڈ کے بٹن دبانے شروع کر دیئے فوراً ہی چند فٹ کے فاصلے پر موجود دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور اندر سے روشنی باہر آنے لگی وہ دروازے کی طرف بڑھا اور گول دروازے میں لگے ہوئے ایک لیور کو دبا دیا فوراً ہی روشنی بند ہو گئی۔ عمران مڑا اور گول دروازے سے اندر داخل ہو گیا ایک لمحے بعد ہی وہ دروازہ خودبخود بند ہو گیا جس سے وہ اندر داخل ہوا تھا وہ اس گول سرنگ نما راستے میں تیرنے لگا۔ یہاں سرنگ کے اوپری حصے میں بلب لگے ہوئے تھے اور ان سے پھوٹنے والی روشنی نے وہاں اجالا کر رکھا تھا پانی صاف شفاف تھا اور وہ دور تک دیکھ سکتا تھا یہاں اسے پانی کسی قسم کی کوئی بھی آبی مخلوق نہیں نظر آئی تھی وہ تیزی سے آگے تیرتا رہا۔ پندرہ منٹ بعد پانی کی سطح کم ہونے لگی۔

ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے سرنگ اوپر کی جانب اٹھتی جا رہی ہو کچھ

یر بعد اس نے محسوس کیا کہ وہ سر پانی سے نکال سکتا ہے وہ اوپر کی طرف بڑھا اور سر پانی سے نکال لیا سرنگ کی چھت دو ڈھائی فٹ اونچی تھی وہ آگے بڑھتا رہا سرنگ کا دہانہ اب بھی نظر نہیں آ رہا تھا بلکہ وہ سیدھی چلی گئی تھی۔ اچانک ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تو وہ چونک پڑا۔

ابن بطوطہ سے بات کرتے ہوئے اچانک جولیا نے ایک سرخ شعلہ سا صفدر کی طرف لپکتے دیکھا تھا۔ اس نے چیخ کر صفدر کو اس سے بچنے کے لئے کہا تو صفدر فوراً جھک گیا۔ سرخ شعلہ اس کے سر سے گزرتا ہوا اس کے عقب میں دیوار سے ٹکرایا ایک دھماکہ ہوا اور وہاں دھواں پھیل گیا۔ جولیا نے ٹرانسمیٹر آف کر کے پھرتی سے پٹی میں رکھ لیا تھا اتنی دیر میں صفدر اور تنویر اس جانب مشین گن سے فائرنگ کھول چکے تھے جس طرف سے سرخ شعلہ ابھرا تھا کئی چیخیں ابھریں اور کوئی دھم سے گرا۔

''دوڑو''...... جولیا نے کہا اور وہ اس جانب دوڑ پڑے جس طرف سے سرخ شعلہ نمودا ہوا تھا۔

''ڈاؤن''...... اچانک عقب سے تنویر کی آواز ابھری اور وہ دوڑتے دوڑتے فرش پر گر پڑے۔ زن۔ زن۔ زن''...... کئی گولیاں ان کے سروں پر سے گزر گئیں۔

"میں نے اسے مار گرایا ہے"...... تنویر کی آواز ابھری اور ساتھ ہی کسی بھاری سی چیز کے دھم سے گرنے کی آواز سنائی دی۔

"ویل ڈن۔ تنویر"...... جولیا نے کہا۔ جو ان کے عقب میں ایک طرف دیوار سے چپکا کھڑا تھا اور جس کے ہاتھ میں دبے سائیلنسر لگے ریوالور سے دھواں نکل رہا تھا اور کچھ دور ایک مسلح آدمی فرش پر مردہ پڑا تھا۔

"آؤ"...... جولیا نے پھر کہا اور وہ ان دونوں مسلح آدمیوں کی لاشوں کی طرف بڑھے جن میں سے ایک کی گن سے فائر کیا تھا۔

"یہ عجیب و غریب گنیں ہیں"...... صفدر نے دونوں مردہ مسلح آدمیوں کی گنیں اٹھاتے ہوئے کہا اور ایک گن جولیا کی طرف بڑھا دی۔

"ہاں اور یہ دیکھو۔ اس کا چیمبر ریوالور کی طرح کا ہے اور اس میں موجود کارتوس خاصے موٹے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں مگر"...... صفدر نے کہنا چاہا مگر اچانک زینے پر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سن کر وہ چونک پڑے۔

"ادھر اس طرف"...... جولیا اس طرف دوڑتے ہوئے کہا۔ جس طرف سے مرنے والے دونوں محافظ نمودار ہوئے تھے۔ اس طرف بھی ایک راہداری تھی وہ چند قدم دوڑے پھر جولیا رک گئی۔

"کیا ہوا"...... تنویر نے پوچھا۔

"اندر اس کمرے میں چلو"...... جولیا نے رہداری کے موڑ پر ہی

نظر آنے والے دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کہیں اندر جا کر پھنس نہ جائیں"...... صفدر نے کہا۔

"اندر آ کر ہم پھنس تو چکے ہیں اب کیا ڈرنا"...... جولیا نے کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"ارے"...... اندر داخل ہوتے ہی تنویر کے منہ سے نکلا۔

"یہ تو کسی کی خواب گاہ ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں خاموش رہو"...... جولیا نے کہا راہداری میں اب قدموں کی آواز سنائی دے رہی تھی آنے والے ایک سے زیادہ معلوم ہوتے تھے۔

"وہ ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ مشین گن استعمال کر کے ہم سے غلطی ہوئی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"اس وقت اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جولیا نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ دروازے کے دائیں بائیں دیوار سے چپک کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ بندوق اور اس سے نکلنے والا سرخ شعلہ ہے کیا کیونکہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا ہے"...... تنویر نے ماسک ٹرانسمیٹر پر پوچھا۔

"اس سے گیس دھوئیں کی شکل میں نکلی ہے۔ ممکن ہے وہ اعصاب مفلوج کر دینے والی گیس ہو"...... جولیا نے کہا۔

''شاید۔ ہم چونکہ ماسک پہنے ہوئے ہیں اس لئے ہمیں اس کے اثرات کا علم نہیں ہو سکا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''وہ اسی راہداری میں آ گئے ہیں''...... اچانک تنویر نے کہا اور وہ محتاط اور چوکنے ہو گئے۔ اچانک دروازے کے دوسری طرف سے قدموں کی آواز سنائی دی آنے والے دو تین سے زیادہ تھے۔

''کمروں میں گھس کر دیکھو''...... باہر سے ایک آدمی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اندر جانا خطرناک ہوگا''...... کسی دوسرے آدمی نے کہا۔

''یہ ٹھیک کہتا ہے۔ وہ لوگ یقیناً مسلح ہوں گے''...... تیسرے آدمی نے کہا۔

''اوہ۔ میں کہتا ہوں اندر جا کر دیکھو۔ وہ مسلح ہیں تو تم بھی تو مسلح ہو''...... پہلے آدمی نے غرا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کمرے کا دروازہ کھلنے لگا لیکن وہ اس سے پہلے ہی جھپٹ کر دروازے کے دائیں بائیں دیوار سے چپک چکے تھے۔ آنے والے دو افراد تھے۔ وہ بڑے محتاط انداز میں اندر داخل ہوئے تھے ان کے پاس مشین گنیں تھیں جن کی نال سامنے کی جانب اٹھی ہوئی تھی وہ سیدھے بیڈز کی طرف بڑھے تھے پھر ان میں سے ایک نے جھک کر بیڈ کے نیچے جھانکا پھر سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ وہ اور اس کا ساتھی سکتے میں رہ گئے۔

''ڈراپ دی گنز''...... اس جملے کے ساتھ ہی دونوں کی سروں

سے مشین گن کی نالیں آ لگیں تھیں لیکن وہ اتنے زیادہ حیرت زدہ تھے کہ گنیں بھی ہاتھ سے نہیں گرا سکے۔ صفدر نے آگے بڑھ کر دونوں کی گنیں چھین لی تھیں۔

''اب اپنی وردیاں اتارو''...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

''وو۔ وردیاں کک۔ کیا۔ کیا مطلب''...... ان میں سے ایک کے منہ سے نکلا۔

''ہاں۔ جلدی کرو''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم لوگ بچ کر نہیں جا سکو گے''...... ان میں سے ایک نے کہا جواباً مشین گن کا دستہ اس کے منہ پر پڑا اور وہ لڑکھڑا گیا۔

''صرف حکم کی تعمیل کرو۔ تاکہ تمہیں واش روم میں بند کر کے ہم اپنا کام پورا کر سکیں چلو''...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

''واش روم''...... اس کے منہ سے نکلا پھر شاید یہ سوچ کر کہ جب ان کو واش روم میں بند کر دیا جائے گا وہ شور مچا کر دوسروں کو متوجہ کر لیں گے وہ وردیاں اتارنے لگے وردیوں کے نیچے انہوں نے بنیان اور انڈر ویئر پہن رکھے تھے۔

''واش روم میں چلو''...... تنویر غرایا اور وہ آگے بڑھے اور ان میں سے ایک نے واش روم کا دروازہ کھول لیا پھر وہ دونوں اندر داخل ہو گئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند کرنے کی کوشش کرتے یکے بعد دیگرے تنویر کے سائیلنسر لگے ریوالور نے دو شعلے

اگلے اور ان کے سینوں میں اتر گئے۔

وہ چند لمحے لڑکھڑاتے رہے پھر جیسے ہی جھکے تنویر نے تیزی سے دروازہ بند کر دیا فوراً ہی دھڑام کی آواز ہوئی اور کوئی بھاری چیز دروازے سے ٹکرائی۔ گویا وہ دروازے کی طرف گرے تھے۔ تنویر نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اب دروازہ توڑے بغیر کوئی اندر داخل نہیں ہوسکتا تھا۔

کیونکہ ان دونوں کی لاشیں دروازہ کھولنے کی راہ میں رکاوٹ بن چکی تھیں وہ مڑا اتنی دیر میں صفدر اور جولیا نہ صرف آکسیجن سلنڈر اور ربڑ کا لباس اتار چکے تھے۔ بلکہ وہ دونوں محافظ مسلح آدمیوں کی وردیاں بھی پہن چکے تھے پھر انہوں نے مشین گن کاندھے سے لٹکائیں اور ان کی ٹوپیاں سر پر جمانے لگے۔ اب وہ مکمل طور پر یہاں موجود مسلح آدمیوں جیسے لگ رہے تھے۔ انہوں نے جوتے بھی مسلح آدمیوں کے پہن لئے تھے تنویر نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی۔

''ہمیں غوطہ خوری کے لباس اور آکسیجن سلنڈرز چھپانے ہوں گے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں ان کو بیڈز کے نیچے دھکیل دو۔ تم کسی ایک مسلح آدمی کو اندر بلاؤ''...... جولیا نے پہلے تنویر سے اور پھر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بلاتا ہوں''...... صفدر نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ تیسرے مسلح آدمی کو اندر لائے بغیر وہ ایک اور وردی حاصل نہیں کر سکتے تھے اور جب تک وہ تینوں مسلح آدمیوں کی وردی میں نہ ہوتے ان کا مقصد حل نہیں ہوسکتا تھا۔

''سنو۔ ادھر اندر آؤ''...... صفدر کی آواز ابھری اور وہ فوراً ہی اندر آگیا اور تیزی سے دروازے کے پاس دیوار سے چپک گیا جبکہ جولیا دروازے کی جانب پشت کئے کھڑی تھی اور تنویر نے دونوں ہاتھ سے سر بلند کر رکھے تھے۔ پہلی نظر میں یہی لگ رہا تھا کہ جیسے وہ پکڑ لیا گیا ہو۔

''کیا ہوا''...... تیسرا مسلح آدمی اندر گھستے ہوئے بڑبڑایا اور پھر وہ تنویر کو دیکھ کر دروازے میں ہی ٹھٹک گیا۔ اس کی نظریں تنویر پر جمی ہوئی تھیں جو ربڑ کا لباس اور آکسیجن ماسک لگائے ہوئے تھا اور آکسیجن سلنڈر اس کی پشت پر موجود تھا اور دونوں ہاتھ سر سے بلند تھے۔

''تو یہ پکڑ لیا گیا''...... اس کے منہ سے نکلا تھا پھر جیسے ہی وہ دروازے سے آگے بڑھا۔ صفدر کا ہاتھ گھوما اور مشین گن کا بٹ اس کی کنپٹی پر لگا۔ وہ لڑکھڑایا اور ایک بیڈ پر ڈھیر ہوگیا۔ تنویر نے پھرتی سے آکسیجن سلنڈر اتار کر ربڑ کا لباس بھی اتار دیا اور مسلح آدمی کی وردی اتار کر خود پہننے لگا۔ دو منٹ میں وہ بھی مخصوص وردی میں تھا اپنی مخصوص پٹیاں جو ربڑ کے لباس کے اوپر بندھی ہوئی تھیں وہ انہوں نے وردی کے نیچے چپٹر باندھ رکھی تھیں۔ ربڑ کے

لباس اور تینوں آکسیجن سلنڈر انہوں نے بیڈز کے نیچے کھسکا دیئے اور پھر جولیا نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ دور راہداری میں ایک مسلح آدمی نظر آرہا تھا اس کی پشت جولیا کی جانب تھی۔ جولیا نے اشارہ کیا اور وہ ایک ایک کر کے کمرے سے نکلے اور دوسری راہداری میں مڑ گئے اب وہ زینوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''نیچے چلنا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ظاہر ہے اس کے بغیر چارہ بھی کوئی نہیں ہے۔ جب تک ہم عمارت سے باہر نہیں نکلیں گے پتہ کیسے چلے گا کہ ہم فیکٹری کے کس حصے میں ہیں اور ہمیں کس طرف کا رخ کرنا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے''......تنویر اور صفدر نے کہا اور وہ زینے اترنے لگے۔ جولیا اور صفدر کے پاس مشین گنوں کے علاوہ وہ مخصوص گنیں بھی تھیں جن سے فائر کرنے پر سرخ شعلہ نمودار ہوتا تھا۔

''ان گنوں کو لباس کے اندر کر لو''...... جولیا نے صفدر سے کہا۔

''دیکھنے والے تاڑ لیں گے جولیا''...... صفدر نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر۔کیا ایسے ہی چلیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں کیونکہ نہ تو یہ گن ہم یہاں چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی چھپا سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں کاندھے سے لٹکالو اور مشین گن ہاتھ میں سنبھال لو جب ایک چیز سامنے ہو گی تو کوئی شک بھی نہیں کرے

گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ مناسب ہے۔ اس طرح نفسیاتی طور پر وہ لوگ ڈاج کھا جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں''...... صفدر نے سر ہلایا۔

''لیکن ایک خطرہ ہے اور وہ یہ کہ ہم تینوں کے جسموں پر یہ وردیاں ڈھیلی ڈھالی سی لگ رہی ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''جب کوئی انہیں دیکھ کر کوئی ردعمل ظاہر کرے گا تو دیکھا جائے گا البتہ اسے ذہن میں ضرور رکھنا پڑے گا''...... جولیا نے کہا۔

''یہی مطلب ہے میرا''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ مزید کسی پریشانی کے بغیر زینے اترتے چلے گئے زینوں پر موجود دوسرے مسلح آدمی ان کو اپنا ہی ساتھی سمجھ رہے تھے۔ نچلی منزل پر پہنچ کر وہ جیسے ہی آگے بڑھے چونک پڑے۔ یہ ایک بہت بڑا ہال کمرہ تھا اتنا بڑا کہ جولیا کو اس کا دوسرا سرا نظر نہیں آسکا تھا اور یہاں بڑی بڑی دیو ہیکل مشینیں کام کر رہی تھیں۔ عجیب و غریب مشینیں ایسی مشینیں جولیا نے ایٹمی پلانٹوں میں دیکھی تھیں یہاں کام کرنے والے ہر آدمی کے جسم پر چمکدار سفید لباس تھا اور سر پر سفید رنگ کی ٹوپیاں تھیں ہر ایک کے بازو پر ایک نمبر لگا ہوا تھا۔

وہ ان مشینوں کو آپریٹ کر رہے تھے وہ ان کے درمیان موجود راستے پر آگے بڑھتے چلے گئے۔ ہر لمحہ ان کے لئے حیرت کن ثابت ہو رہا تھا۔ ان مشینوں پر موجود نام اور تحریریں پڑھ کر وہ

تینوں چونک پڑے تھے کیونکہ یہ واقعی کوئی ایٹمی پلانٹ تھا لیکن وہ رکے بغیر آگے بڑھتے چلے گئے۔

اپنے انداز سے انہوں نے حیرت، گھبراہٹ یا اجنبیت ظاہر نہیں ہونے دی تھی۔ کافی دیر چلنے کے بعد وہ ایک بہت بڑے دروازے پر پہنچ گئے دروازے کے باہر راہداری نظر آ رہی تھی اور اس راہداری میں متعدد لفٹیں لگی ہوئی تھیں اور سفید لباس والے جن کے بازوں پر براؤن پٹیاں لگی ہوئی تھیں ٹرالیوں پر بڑے بڑے آکسیجن سلنڈر جیسے سلنڈور رکھے لفٹوں سے اوپر لے جا رہے تھے۔ دو لفٹیں سلنڈروں والی ٹرالیاں اوپر لے جا رہی تھیں دو خالی ٹرالیاں واپس لا رہی تھیں وہ پانچویں لفٹ کی طرف بڑھے۔

اس لفٹ سے ابھی ابھی کئی مسلح آدمی باہر نکلے تھے لفٹ میں داخل ہونے کے بعد جولیا ابھی سوئچ بورڈ دیکھ ہی رہی تھی کہ دو مسلح آدمی اور لفٹ میں داخل ہوئے اور ان میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا فوراً ہی لفٹ حرکت میں آ کر اوپر اٹھنے لگی۔ نصف منٹ سے بھی پہلے لفٹ رک گئی اور مسلح آدمی باہر نکل گئے وہ بھی لفٹ سے باہر آئے اور یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ وہ جس جگہ لفٹ سے باہر آئے تھے یہ ایک بہت بڑا کنکریٹ کی چھت والا شیڈ تھا۔ نیچے سے لائے جانے والے سلنڈر یہاں لکڑی کی پیٹیوں میں پیک کئے جا رہے تھے۔

جولیا نے آگے بڑھ کر ایک سلنڈر پر لکھی ہوئی عبارت پڑھی اور

دوسرے ہی لمحے اس کے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی اور وہ سر سے پیر تک کانپ کر رہ گئی۔ ان سلنڈروں میں بھاری اور قیمتی پانی بھرا ہوا تھا جو ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ میں یورینیم بنانے کے کام آتا ہے۔ یورینیم جو کہ ایٹم بم بنانے کا ضروری عنصر ہے اور مصفاء یورینیم حاصل کرنے کے لئے بھاری پانی اسی طرح ضروری ہوتا ہے جس طرح کسی جاندار کے لئے خون تو اس جگہ کھاد بنانے کی آڑ میں بھاری پانی بنانے کا پلانٹ لگایا گیا تھا اور وہ بڑے زور و شور سے کام کر رہا تھا۔ ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا وہ تینوں ہی سلنڈروں کی تحریر پڑھ کر اس راز سے آگاہ ہو چکے تھے جولیا نے اطراف میں نظر دوڑائی پھر ایک مناسب جگہ کا انتخاب کر لیا۔

''میں چیف کو رپورٹ دے دوں''...... جولیا نے کہا۔

''چیف نے ابن بطوطہ کو ہمارا لیڈر بنایا ہے اس نے ہمیں سختی سے حکم دیا تھا کہ ہم مکمل رپورٹ اسے ہی دیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابن بطوطہ کو ہی کال کرتی ہوں جو نجانے کیوں خواہ مخواہ ہمارے اعصاب پر سوار ہو گیا ہے اور تم یہاں رکو اور ہر چیز پر نظر رکھو''...... جولیا نے کہا اور اپنی منتخب کردہ جگہ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''یہاں اتنا سب کچھ ہو رہا ہے اور کسی کو اس بات کا علم ہی نہیں۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے''...... تنویر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں اور یہ محض غیر ملکیوں کو مراعات دینے اور وطن دشمن لوگوں سے رشوت لے کر ہر چیز او کے کرنے کا نتیجہ ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں''...... تنویر نے کہا وہ باتیں کرتے ہوئے بھی ہر چیز پر نظر رکھتے ہوئے تھے بظاہر کوئی خطرہ نظر نہیں آرہا تھا پھر جولیا کو واپس آتے دیکھ کر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا تھا جولیا کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کال کر چکی ہے۔

''کیا رہا''...... تنویر نے پوچھا ہی تھا کہ وہ بری طرح چونک پڑے۔

''تینوں گنیں پھینک کر ہاتھ سر سے بلند کر لو ورنہ چھلنی کر دیئے جاؤ گے''...... اچانک عقب سے ایک کرخت آواز سنائی دی تو وہ تینوں بے اختیار اچھل پڑے۔ وہ پھرتی سے مڑے اور یہ دیکھ کر ساکت ہوگئے کہ ان کے سامنے ایک قطار میں نصف درجن مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے۔

ان کی مشین گنوں کا رخ انہی کی جانب تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ہی انہوں نے حرکت کی وہ ان کو چھلنی کر دیں گے ٹریگروں پر ان کی انگلیاں کپکپا رہی تھیں وہ موت کے چنگل میں اس طرح پھنس جائے گے یہ انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ فرشتہ اجل کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ ان کے کانوں میں ابھرنے لگی تھی اور وہ حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔

''یس۔ ابن بطوطہ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے جولیا کی آواز سن کر عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔ وہ تیرتے تیرتے سرنگ کی دیوار سے چپک کر رک گیا تھا نظریں ٹرانسمیٹر پر تھیں۔

''جولیا بول رہی ہوں۔ اوور''...... جولیا کی آواز ابھری۔

''کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اس نے چہرے سے ماسک ہٹا دیا تھا۔

''ہم فیکٹری کے اس حصے میں پہنچ گئے ہیں۔ جہاں بھاری پانی تیار کرنے اور اسے سلنڈر میں بھرنے کا پورا پلانٹ لگا ہوا ہے۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے جولیا کی آواز ابھری اور عمران چونک پڑا۔

''تفصیل بتاؤ۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ اوور''...... جولیا نے کہا اور تفصیلات دوہراتی چلی گئی۔

''تمہیں یقین ہے کہ وہ زیر زمین ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ جس جگہ ہم سرنگ کے ذریعے پہنچے تھے وہ اٹھارہ یا بیس منزلہ بلڈنگ تھی اسی کے نیچے والی منزل پر تہہ خانہ ہے اور تہہ خانے کئی ہزار گز پر محیط نظر آتا ہے۔ اوور''...... جولیا کی آواز سنائی۔

''سلنڈروں کو تم نے اچھی طرح دیکھا ہے۔ اوور''...... ابن بطوطہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور ان کے اوپر لکھی تحریر بھی پڑھی ہے۔ اوور''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اب تم اس شیڈ سے باہر نکلو اور دیکھو کہ وہ کہاں ختم ہوتا ہے اور اس کے بعد کیا ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا یہی ارادہ تھا لیکن چیف کی ہدایات کے مطابق تمہیں اطلاع دینا ضروری سمجھا تھا۔ اوور''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ صدیقی کی ٹیم نے بھی اسی قسم کی اطلاع دی ہے مگر وہ ابھی سرنگ میں ہی ہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''وہ سرنگ بھی یقیناً اسی عمارت تک آئے گی۔ جس میں سے ہم گزر کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''ممکن ہے ایسا نہ ہو کیونکہ جس راستے سے تم، تنویر اور صفدر اندر گئے ہو وہاں سے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کا راستہ کافی فاصلے پر ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''میں صدیقی سے رابطہ قائم کر کے تمہاری رپورٹ کے بارے میں بتاؤں گا تاکہ وہ یہ دیکھ سکے کہ وہ کہاں پہنچتے ہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یہ مناسب رہے گا۔ اس طرح ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ تینوں راستے ایک ہی جگہ نکلتے ہیں یا الگ الگ اگر الگ الگ نکلتے ہیں تو ان کا فاصلہ کتنا ہے۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب شیڈ سے نکلو اور وہ جگہ تلاش کرو جہاں عمران اور افراب کو ان لوگوں نے رکھا ہوا ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو شیڈ سے نکلنے کے بعد ہی معلوم ہو گا کہ شیڈ کے باہر کوئی عمارت ہے یا پھر وہاں سرنگوں اور راستوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''تم کسی مسلح آدمی کو پکڑ کر معلومات حاصل کر سکتی ہو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی فیکٹری ہے اور یہاں تہہ خانوں اور سرنگوں کا جال بچھا ہوا ہے اس لئے کسی کی مدد کے بغیر عمران اور افراب تک پہنچنا خاصا دشوار ثابت ہو گا۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''شیڈ سے نکل کر سمتوں کا اندازہ کر کے بتاؤ کہ شیڈ کس سمت اور ڈگری پر واقع ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ اوور"...... جولیا نے کہا۔

"ہر قدم انتہائی محتاط انداز میں اور سوچ سمجھ کر اٹھانا میں نہیں چاہتا کہ تم میں سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"بہت بہتر۔ اگر وہ دونوں مل جائیں تو ہمیں کیا کرنا ہے ان کو چھڑا لیں یا تمہیں اطلاع کر دیں۔ اوور"...... جولیا نے پوچھا۔

"سچویشن کی مناسب سے تمہیں راست قدم اٹھانے کی اجازت ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ اوور"...... جولیا کی آواز آئی اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ ابھی اس نے رابطہ ختم کر کے ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ اچانک اسے ایک عجیب سا احساس ہوا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہو اس نے پلٹ کر دائیں بائیں دیکھا مگر سرنگ کے اس حصے میں وہ تنہا تھا لیکن اس کے باوجود اس کی چھٹی حس بار بار اسے متنبہ کر رہی تھی۔

اسے اس بات کا شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ چند غیر مرئی آنکھیں اسے دیکھ رہی ہوں اور اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہیں لیکن کوشش کے باوجود وہ کوئی غیر مرئی آنکھ تلاش نہیں کر سکا تو سر جھٹک کر اس نے ماسک پھر چہرے پر چڑھایا اور غوطہ لگا کر وہ آگے تیرنے لگا۔ مگر سر جھٹکنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس نے اپنے اس احساس کو نظر انداز کر دیا تھا۔ ذہن میں چھٹی حس کی وارننگ

موجود تھی اس لئے وہ ہر لمحے ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح چوکنا اور تیار تھا اچانک ٹرانسمیٹر پر پھر اشارہ موصول ہوا تھا اس نے پانی سے سر نکالا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ صدیقی کالنگ یو۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر پر صدیقی کی آواز ابھری۔

"یس کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"مجھے آپ کو ایک اہم بات بتانی ہے جناب۔ اوور"۔ دوسری طرف سے صدیقی کی آواز آئی۔ اسی لمحے عمران چونک پڑا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا اور پھر وہ چونک پڑا۔

"لو کاشن"...... اچانک عمران نے کہا پھر بڑی تیزی سے اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے پیٹی میں رکھا۔ ماسک چہرے پر لگایا اور سامنے کی جانب دیکھنے لگا جہاں سے کوئی چیز بڑی تیز رفتاری سے اس کی جانب بڑھتی چلی آ رہی تھی۔

وہ کیا چیز تھی۔ عمران اندازہ نہیں لگا سکتا تھا چند لمحوں بعد وہ چیز قریب آ گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران بری طرح سے چونک پڑا وہ ایک بہت بڑا مگر مچھ تھا جو تیزی سے تیرتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ اچانک عمران کو صدیقی کی کچھ دیر پہلے کی کال یاد آ گئی اس نے جھیل میں آکٹوپس اور گوشت خور مچھلیوں کا تذکرہ کیا تھا اور اب ایک مگر مچھ اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ جس مطلب واضح تھا کہ زیرو لینڈ والوں نے ساری جھیل میں ہی ایسے خطرناک آبی

جانور چھوڑ رکھے تھے جن میں مگر مچھ بھی شامل تھا۔ مگر مچھ کافی بڑا تھا اور وہ اپنا بھیانک جبڑہ کھولے اسے نگلنے کے لئے تیزی سے اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ مگر مچھ کے کھلے ہوئے منہ میں چمکتے ہوئے آری کی طرح تیز اور سفید دانت اسے صاف نظر آرہے تھے موت بڑی تیزی سے عمران کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور اس سے بچنے کا عمران کے پاس بظاہر کوئی راستہ نہیں تھا۔ عمران بڑی بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے وہ اس مگر مچھ سے بچنے کے لئے کوئی مناسب پناہ گاہ ڈھونڈ رہا ہو لیکن اسے وہاں کوئی محفوظ جگہ دکھائی نہ دے رہی تھی۔ مگر مچھ اب اس کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا اور وہ اس پر جھپٹ کر کسی بھی لمحے اس کے ٹکڑے اُڑا سکتا تھا۔

"اس طرف موڑ تک کوئی ایک بھی مسلح آدمی دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ جیسے یہاں کوئی محافظ نہ ہو۔ یہ واقعی حیرت کی بات ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"اگر یہاں نظر نہیں آرہے تو موڑ کے دوسری طرف ان کی موجودگی لازمی ہے۔ اس طرح راہداریاں خالی نہیں چھوڑی جا سکتیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ممکن ہے حفاظت کا کوئی اور انتظام ہو"...... نعمانی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ یہاں سی سی ٹی وی کیمرے لگے ہوئے ہوں اور کسی جگہ اسکرین پر ہمیں دیکھا جا رہا ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"مگر مجھے تو اس راہداری میں کوئی کیمرہ نظر نہیں آرہا اگر دیواروں کے اندر ہوں تو بات دوسری ہے"...... چوہان نے کہا۔

"دیواروں میں ہوتے تب بھی کم از کم ان کے لینس تو نظر آتے"...... خاور نے کہا اور راہداری کی چھت اور دیواروں کو بغور

دیکھنے لگا مگر کوشش کے باوجود وہ کسی کیمرے یا اس کے لینس وغیرہ کو تلاش نہیں کر سکا۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات گہرے ہوتے جا رہے تھے۔

''رکو''...... صدیقی نے اچانک کہا اور اپنا ماسک چہرے سے ہٹا دیا اور چاروں طرف غور سے دیکھنے لگا۔

''کیا ہوا''...... نعمانی اور چوہان نے بیک وقت پوچھا۔

''مجھے ایسا لگا ہے جیسے آس پاس کہیں کچھ ہوا ہے''...... صدیقی نے ہونٹ بھینچ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔

''کیا۔ کیا مطلب''...... ان تینوں نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں نے اپنے ماسک کے اندر موجود رسیور پر ہلکی سی سنسناہٹ کی آواز سنی ہے''...... صدیقی نے کہا۔ ان کے ماسک ٹرانسمیٹر میں یہ خوبی تھی کہ وہ باہر کی آوازیں کیچ کر کے انہیں سنوا سکتے تھے جبکہ ان کی کہی ہوئی بات صرف ٹرانسمیٹر پر ہی سنی جا سکتی تھی۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ سنسناہٹ کی آواز تو میں نے بھی سنی ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''ماسک ہٹانے کے بعد کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے''۔ صدیقی نے کہا اور ماسک دوبارہ چہرے پر لگا لیا سنسناہٹ پھر سنائی دی تھی۔

''ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے کہیں پانی کھول رہا ہو''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں یہ بھاپ کی سنسناہٹ ہے جب پانی کھولنے لگتا ہے تب ایسی آواز پیدا ہوتی ہے مگر یہ آواز آ کہاں سے رہی ہے''۔ صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کہیں دور کی آواز ہے جسے ٹرانسمیٹر کیچ کر رہا ہے۔ اگر قریب کی ہوتی تو ماسک ہٹانے کے بعد بھی ضرور سنائی دیتی''۔ چوہان نے کہا۔

''یقیناً۔ چلو آگے بڑھو''...... صدیقی نے کہا۔

''ہمیں دیواروں کے ساتھ ساتھ چلنا چاہئے''...... نعمانی نے کہا۔

''احتیاط کا تقاضا یہی ہے خاور تم میرے ساتھ رہو اور چوہان تم اور نعمانی دوسری دیوار سے لگ کر چلو''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... نعمانی نے کہا اور وہ راہداری کی دونوں طرف کی دیواروں سے چپک کر آگے بڑھنے لگے موڑ پر پہنچ کر صدیقی نے دوسری جانب جھانکا اس طرف خاصی چوڑی راہداری تھی۔ راہداری میں دروازے بھی تھے اور بالکل سامنے لوہے کا ایک زینہ دیوار اوپر جاتا نظر آ رہا تھا زینہ زیادہ بڑا نہیں تھا اور اس کے اختتام پر برآمدہ سا بنا ہوا تھا جس کے ساتھ ایک دروازہ بھی نظر آ رہا تھا۔

''آؤ''...... صدیقی نے راہداری کا یہ حصہ بھی سنسان پا کر کہا

اور وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ابھی نصف ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ دائیں جانب کا دروازہ کھلا اور ایک سفید یونیفارم والا آدمی باہر نکل آیا۔

''ارے''...... ان پر نظر پڑتے ہی اس کے منہ سے نکلا تھا بس پھر ایسا ہی لگا تھا کہ جیسے بجلی چمکی ہو۔ چوہان حرکت میں آیا تھا اس کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر جم گیا اور دوسرا اس کی گردن پر پر پڑا حریف کے منہ سے اوغ کی ہلکی سی آواز نکلی اور وہ لڑکھڑا گیا بس اتنا وقفہ کافی تھا خاور اور نعمانی بھی حرکت میں آ چکے تھے۔ خاور جھکا اور اس نے اس حریف کے گرتے ہوئے جسم کو کاندھے پر لاد لیا۔نعمانی نے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا اسٹیل کا آلہ سنبھال لیا تھا وہ زینے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ زینے کے قریب گتے کے باکس رکھے ہوئے تھے انہوں نے اپنے مردہ حریف کی لاش ان باکسوں کے عقب میں ڈال دی۔

''اب''...... چوہان نے پوچھا۔

''آؤ''...... صدیقی نے کہا۔ وہ زینے چڑھنے لگے زینے کے اختتام پر بند دروازے کے پاس جا کر وہ رک گئے صدیقی چند لمحے دوسری جانب کی آہٹیں سنتا رہا پھر مطمئن انداز میں اس نے سر ہلایا اور دروازے میں ہلکی سی جھری بنا کر دوسری جانب جھانکا اور چونک پڑا۔ دوسری جانب دو محافظ دیوار کے پاس کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ یہ چھوٹی سی راہداری تھی اور دس بارہ قدم کے فاصلے پر موڑ

نظر آ رہا تھا پھر وہ دونوں محافظ وہاں سے ہٹے اور ٹہلتے ہوئے موڑ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''آؤ۔ جلدی کرو''...... صدیقی نے محافظوں کے موڑ مڑتے ہی دروازہ کھول کر دوسری جانب نکلتے ہوئے کہا۔

''کوئی خاص بات''...... نعمانی نے پوچھا۔

''ہاں موڑ پر دو محافظ موجود ہیں''...... صدیقی نے کہا اور وہ موڑ پر پہنچ کر رک گئے دوسری جانب سے محافظوں کے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں اچانک صدیقی کے کان کھڑے ہو گئے کیونکہ وہ دونوں عمران اور اس کی بیوی افراب کے بارے ہی میں باتیں کر رہے تھے اس لئے وہ پوری توجہ سے ان کی باتیں سننے لگا۔

''عمران اور اس کی بیوی کی وجہ سے سب پریشان ہیں''...... ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔

''وہ ہے بھی تو عمران جیسے خطرناک آدمی کی بیوی''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''اسی وجہ سے ساحل کی طرف کچھ گڑبڑ ہوئی ہے''...... پہلے والے آدمی نے کہا۔

''ہاں لیکن گڑبڑ ساحل پر نہیں پوائنٹ ٹو پر ہوئی ہے''۔ دوسرے نے آدمی کہا۔

''وہاں کیا ہوا ہے''...... پہلے والے آدمی نے کہا۔

''پوائنٹ ٹو پر آٹھ دس محافظ مارے جا چکے ہیں ہیرس''۔

دوسرے آدمی نے کہا۔

''کیا قاتل پکڑے گئے ہیں ڈیوڈ''...... پہلے نے پوچھا جس کا نام ہیرس تھا۔

''نہیں۔ وہ بے حد چالاک اور ذہین افراد ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں پکڑا جا سکا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''مگر وہ ہیں کون۔ کیا وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں''...... ہیرس نے پوچھا۔

''ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''مگر۔ وہ اندر کس طرح داخل ہوئے ساحل پر تو بہت سخت حفاظتی انتظامات ہیں''...... ہیرس نے کہا۔

''پتہ نہیں۔ مجھے ساری تفصیلات کا علم نہیں ہے''...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں یہ ساری معلومات کس سے ملی تھیں''...... ہیرس نے پوچھا۔

''ڈیوک آیا تھا وہی بتا رہا تھا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں تو یقیناً ان کا چیف ایکسٹو بھی فیکٹری میں داخل ہو چکا ہو گا۔ وہ انہیں تنہا نہیں بھیج سکتا''...... ہیرس نے کہا۔

''ایسا ممکن ہے اور ایکسٹو اگر اندر آیا ہے تو اس نے یقیناً پوائنٹ ٹو کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا ہو گا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایکسٹو یا اس کے ساتھیوں کو ہمارے خفیہ راستوں کا علم کس طرح سے ہوا ہے''۔ ہیرس نے کہا۔

''ممکن ہے کسی نے غداری کی ہو''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''یقیناً یہی ہوا ہے ورنہ وہ اندر داخل ہو ہی نہیں سکتے تھے لیزر شعاعیں ان کو جلا کر راکھ کر دیتیں''...... ہیرس نے کہا۔

''پتہ نہیں بگ باس کو اطلاع ملی ہے یا نہیں''...... ڈیوڈ نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''یقیناً مل چکی ہے ورنہ ہمیں محتاط اور چوکنا رہنے اور ہر آدمی پر نظر رکھنے کا حکم ہرگز نہ ملتا''...... ہیرس نے کہا۔

''کہیں وہ ہمارے اس پوائنٹ سے تو اندر نہیں آ گیا میرا اشارہ ایکسٹو کی جانب ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو ہمیں اس بارے میں مطلع کر دیا جاتا''۔ ہیرس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب وہ اندر داخل ہونے کے راستوں اور ان کے میکنزم سے آگاہ ہیں تو پھر ہم کیسے ان کی آمد سے آگاہ ہو سکتے ہیں''۔ ڈیوڈ نے کہا۔

''یہ بات بھی ٹھیک ہے''...... ہیرس نے کہا۔

''ان لوگوں کو رکھا کہاں گیا ہے''...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

''عمران اور اس کی بیوی کے بارے میں پوچھ رہے ہو''۔ ہیرس نے کہا۔

"ہاں"...... ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"انہیں ریڈ ہاؤس میں رکھا گیا ہے"...... ہیرس نے کہا۔

"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے قید خانے میں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں"...... ہیرس نے جواب دیا۔

"وہاں انہیں قید کیا گیا ہے یا مہمان بنا کر رکھا گیا ہے"۔ ڈیوڈ نے پوچھا۔

"جب تک سودے بازی کا فیصلہ نہیں ہو جاتا انہیں مہمان ہی بنا کر رکھا جانا چاہئے تھا لیکن ان کو شکنجے میں رکھا گیا ہے"...... ہیرس نے کہا۔

"وہ کیوں"......ڈیوڈ نے پوچھا۔

"تاکہ وہ ہوش میں آ کر فرار نہ ہو سکیں"...... ہیرس نے ہنستے ہوئے کہا تو انہوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ انہیں یہ سن کر تسلی ہو گئی تھی کہ عمران اور افراب زندہ ہیں اور انہوں نے ان دونوں کو کسی ریڈ ہاؤس میں قید کیا ہوا ہے۔ وہ شاید باتیں کرتے ہوئے آگے چلے گئے تھے۔ صدیقی نے چند لمحے توقف کیا اور پھر اس نے گردن دوسری جانب نکال کر جھانکا۔ دونوں محافظ موڑ کی دیوار سے صرف ایک فٹ کے فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے اور ان سے دس پندرہ گز دور ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ یہ دروازہ اس عمارت سے باہر جانے کا تھا کیونکہ وہ دروازے کے دوسری طرف کھلا ہوا حصہ دیکھ رہا تھا اس

نے چوہان کو اشارہ کیا اور وہ دونوں پھرتی سے آگے بڑھے اور محافظوں کے سامنے پہنچ گئے۔

"ہاتھ سر پر رکھ لو ورنہ......" چوہان غرایا اور ان دونوں کی مشین گنیں محافظوں کے سینے پر ٹک گئیں وہ بھونچکے رہ گئے تھے۔

"کک۔ کون ہو تم"...... ہیرس نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہی جن کا تم ابھی ذکر کر رہے تھے"...... صدیقی نے کہا۔

"ایکس۔ ایکس۔ ایکسٹو"...... ڈیوڈ نے ہکلا کر کہا۔

"اس کے ساتھی۔ یہ راستہ کہاں جاتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"کک کونسا راستہ"...... ہیرس نے بھی خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ دروازے کے دوسری طرف"...... صدیقی نے سامنے موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میدان میں پارک کی جانب"...... ہیرس نے کہا۔

"ریڈ ہاؤس کہاں ہے"...... صدیقی نے غرا کر کہا۔

"اس بلڈنگ سے باہر نکلو گے تو سیدھے ہاتھ پر موجود راستہ ریڈ ہاؤس تک جاتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"باہر چلو اور خبردار اگر کوئی شرارت کی تو یاد رکھو میں ٹریگر دبانے میں ایک لمحہ کی دیر نہیں کروں گا"...... صدیقی نے کہا۔ پھر وہ ان دونوں کو دھکیلتے ہوئے دروازے سے باہر لے آئے باہر آتے ہی ان کو کھلی فضا کا احساس ہوا اور وہ لمبے لمبے سانس لینے لگے

باہر ہے تو اسے کسی سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''پھر۔ ان محافظوں کا کیا کرنا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ریڈ ہاؤس تک ان کو ساتھ لے کر چلیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''کیوں۔ ہم وہاں خود بھی پہنچ سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''لیکن یہاں ان کی لاشیں ٹھکانے لگانا مشکل ہو جائے گا۔ راستے میں جہاں بھی موقع ملا ان کا کام تمام کر ڈالیں گے''۔ صدیقی نے کہا۔

''اوکے۔ چلو''...... چوہان نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران مگر مچھ پر نظریں جمائے سوچ رہا تھا کہ لانچ پر جب صدیقی کی کال موصول ہوئی تھی تو اس نے آکٹوپس اور گوشت خور مچھلیوں کے بارے میں بتایا تھا لیکن مگر مچھ کا تو کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ شاید یہ مگر مچھ اس طرف موجود تھ جو اس کے خون کی بو پا کر اس طرف آ گیا تھا۔

عمران نے واٹر پروف جیب میں سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس ریوالور سے مگر مچھ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا مگر اس کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ اگر نشانہ صحیح لگ گیا اور گولیاں مگر مچھ کی آنکھوں میں لگ گئیں تو وہ ختم ہو جائے گی۔ مگر مچھ خاصا بڑا تھا۔ عمران سرنگ کی دیوار سے لگ گیا۔

اب اس کا چہرے کا ہی کچھ حصہ پانی سے باہر تھا۔ عمران نے قریب آتے ہوئے مگر مچھ کا نشانہ لینے کے لئے ہاتھ پانی سے نکال رکھا تھا۔ اس نے پانی کی سطح سے چند انچ ہاتھ اونچا کر کے نشانہ لیا

اور ٹریگر دبا دیا۔ سائیلنسر لگے ریوالور کی نال سے شعلہ نکلا اور مگر مچھ کی کھوپڑی میں گھس گیا۔

دوسرے ہی لمحے مگر مچھ کو اس نے بری طرح سے پانی میں اچھلتے دیکھااور پھر وہ تیزی سے پانی میں اتر کر نظروں سے غائب ہوگیا۔ عمران نے بھی پھرتی سے غوطہ لگایا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں مگر مچھ غوطہ لگا کر واپس اس کی طرف نہ آ جائےاور اچانک اس پر حملہ کر دے۔

غوطہ لگاتے ہی اس نے ماسک پر لگی ہوئی سرچ لائٹ آن کر دی لیکن اس کی روشنی میں پانی صاف نظر آیا تھا۔ دور تک مگر مچھ کا پتہ نہیں تھا وہ پانی میں اندر ہی اندر تیرنے لگا۔ کافی آگے جا کر اسے پانی کا رنگ گدلا گدلا لگا تھا شاید یہ مگر مچھ کے خون کی وجہ سے تھا جو اس کی کھوپڑی سے نکل رہا تھا عمران تیزی سے آگے تیرتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ نجانے صدیقی نے کس وجہ سے اسے کال کی تھی۔

وہ پہلی فرصت میں صدیقی کو کال کرنا چاہتا تھا تاکہ اس سے رپورٹ لے سکے اور اسے جولیا کی رپورٹ کے بارے میں بتا سکے وہ انہیں بھاری پانی والے پلانٹ کے بارے میں بھی آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ سوچتا رہا اور آگے کی جانب تیرتا رہا پھر اس نے محسوس کیا کہ اب وہ مزید نہیں تیر سکتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سرنگ میں پانی ایک دم ہی کم ہوگیا تھا وہ اس طرح اوپر اٹھتی چلی گئی تھی

کہ پانی عمران کے پیٹ سے بھی نیچے رہ گیا تھا وہ کھڑا ہو کر آگے بڑھنے لگا جلد ہی وہ پانی سے نکل آیا اور سرنگ کے خشک حصے میں پہنچ گیا رہا تھا اس نے ریوالور کا چیمبر کھول کر اسے صاف کیا۔ نال کو پھونک مار کر صاف کیااور نیا میگزین لوڈ کر کے چیمبر بند کیا اور آگے بڑھنے لگا پھر کچھ سوچ کر اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر اسے آن کیا اور صدیقی کو کال کرنے لگا ماسک اس نے ہٹا دیا تھا۔

''یس۔ صدیقی اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... فوراً ہی صدیقی کی آواز آئی تھی۔

''کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہم عمارت سے باہر نکل آئے ہیں۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''کون سی عمارت سے باہر نکلے ہو۔ اوور''...... عمران نے چونک کر کہا تو صدیقی اسے تفصیل سے بتانے لگا کہ وہ کس طرح عمارت سے باہر آ سکے ہیں۔

''گڈ۔ ان لوگوں کی باتوں پر تمہیں یقین ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ موت کو سامنے دیکھ کر کوئی بھی جھوٹ نہیں بولتا اور ان کے لہجے سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سچ بول رہے ہیں اوور''۔ صدیقی نے کہا۔

''ریڈ ہاؤس کس طرف ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''کمپاس کے مطابق ہم اس وقت مغرب کی سمت میں ہیں اور ریڈ ہاؤس ہمارے الٹے ہاتھ پر ایک ٹاور نما بلڈنگ ہے۔ اس بلڈنگ سے چار پانچ سو گز کے فاصلے پر ہم موجود ہیں۔ اوور''۔ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹاور نما بلڈنگ کس قسم کی ہے۔ دونوں گرفتار مسلح آدمیوں سے اس کے بارے میں معلومات کر کے بتاؤ۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''میں چوہان کو بھیج رہا ہوں۔ وہ ان دونوں سے معلومات حاصل کر کے آتا ہے۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا وہ کسی دوسری جگہ ہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''چند گز کے فاصلے پر ہیں۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''جلدی کرو۔ ریڈ ہاؤس کے بارے میں اور کیا معلوم کیا ہے وہاں حفاظتی انتظامات کیسے ہیں۔ اوور''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''اس فیکٹری کے اندر بس واجبی سے حفاظتی انتظامات ہیں۔ مسلح آدمیوں کی زبانی یہی علم ہوا ہے کہ سارے حفاظتی انتظامات آنے جانے والے راستوں پر موجود ہیں۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''اوہ۔ ان دونوں کو آف کر دو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کو ریڈ ہاؤس تک ساتھ لے جاؤں اور اسے دیکھنے کے بعد انہیں ٹھکانے لگانے کا کام انجام دوں۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے''...... عمران نے ایک لمحے کے لئے سوچ کر کہا۔

''چوہان آ گیا۔ اوور''...... صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''میں چوہان بول رہا ہوں جناب۔ اس ٹاور نما بلڈنگ میں پاور اسٹیشن قائم کیا گیا ہے۔ اوور''...... چوہان نے کہا۔

''صرف پاور اسٹیشن۔ اوور''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''اس کے نچلے حصے میں پاور اسٹیشن اور اوپری حصے میں کنٹرولنگ سسٹم ہے۔ وہاں ایک بڑا اور طاقتور ٹرانسمیٹر بھی نصب ہے۔ اوور''...... چوہان نے بتایا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم لوگ ریڈ ہاؤس کی طرف روانہ ہو جاؤ میں خود بھی وہیں آ رہا ہوں اور جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس طرف آنے کا کہہ دیتا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ اوور''...... صدیقی کی آواز آئی۔

''اس بات کا خیال رکھنا کہ اس بلڈنگ میں بھاری پانی بنانے کا کوئی پلانٹ نہ لگا ہوا ہو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ بھاری پانی بنانے والے پلانٹ کا اس کھاد کی فیکٹری میں کیا کام جناب۔ اوور''...... صدیقی کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تم نے بھی تابکاری سے بچاؤ والی سپرنگ کا ذکر کیا تھا نا''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''جولیا نے وہ پلانٹ دیکھا ہے جہاں بھاری پانی بنا کر اسے سلنڈروں میں سیل اپ کیا جاتا ہے اور پھر کہیں بھیج دیا جاتا ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں تم بھی خیال رکھنا ممکن ہے ایسا ہی کوئی اور بھی پلانٹ یا ایٹمی تنصیبات کہیں نظر آ جائیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''بہت بہتر جناب''...... صدیقی نے کہا۔

''بلڈنگ تک پہنچ کر تم مجھے رپورٹ دو گے۔ اوور''...... عمران نے کہا اور جواب سنے بغیر رابطہ منقطع کر دیا اور آگے بڑھنے لگا۔ سرنگ آگے ایک طرف مڑتی نظر آ رہی تھی اور راستہ بتدریج بلند ہوتا جا رہا تھا۔ عمران آگے بڑھتا چلا گیا سرنگ کے موڑ پر رک کر اس نے دوسری جانب جھانکا اس طرف بھی سرنگ ہی تھی اور یہ سرنگ بھی کافی دور تک سیدھی چلی گئی تھی۔ عمران سوچ رہا تھا کہ ان سرنگ سے یہ لوگ کس قسم کا کام لیتے ہیں لیکن کوئی جواب اس کی سمجھ میں نہیں آ سکا تھا وہ سرنگ ایک بار پھر مڑ گئی تھی عمران موڑ پر پہنچا ہی تھا کہ صدیقی کی کال آ گئی تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہم ریڈ ہاؤس تک پہنچ گئے ہیں۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''وہاں کے حفاظتی انتظامات کیسے ہیں۔ اوور''...... عمران نے

پوچھا۔

''بظاہر ایک دو مسلح آدمیوں کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آ رہا۔ اوور''...... صدیقی نے کہا۔

''ممکن ہے اندر سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے ان لوگوں کو مارنے سے قبل اس سلسلے میں اچھی طرح پوچھ گچھ کی تھی کسی بھی بلڈنگ میں سائنسی حفاظتی انتظامات نہیں ہیں کیونکہ وہ لوگ چار دیواری اور داخلی دروازوں پر کئے گئے حفاظتی انتظامات سے پوری طرح مطمئن ہیں جناب۔ اوور''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے اندر داخل ہو جاؤ اور ان دونوں کو تلاش کرو۔ اوور''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ مل جائیں تو۔ اوور''...... صدیقی نے پوچھا۔

''اس صورت میں تم ان کی حفاظت کرو گے۔ اس وقت تک جب تک کہ جولیا، اس کے ساتھی اور میں تم تک نہ پہنچ جائیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ ہم عمران صاحب اور افراب کی تلاش اور حفاظت کے لئے اپنی جانیں لڑا دیں گے۔ اوور''...... صدیقی نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''اور کوئی خاص بات۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں جناب۔ اوور"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے
اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا پھر اس نے موڑ کے دوسری
طرف جھانک کر دیکھا وہاں ابھی تک سناٹا تھا۔ جس پر عمران، جولیا
کو کال کرنے لگا تاکہ اسے یہ بتا سکے کہ عمران اور افراب ریڈ
ہاؤس میں موجود ہیں اور یہ کہ وہ ان تک کس طرح سے پہنچ سکتے
ہیں۔

پھر اچانک عمران کو ایک خیال آیا تو اس نے جولیا سے رابطہ
کرنے سے پہلے بلیک زیرو سے رابطہ کرنا بہتر سمجھا تاکہ وہ بلیک
زیرو کو یہاں کی ساری تفصیل بتا دے اور اگر یہاں معاملات خراب
ہو جائیں تو وہ سر سلطان سے کہہ کر فوج کو بھیج سکے۔ یہاں ایک
ایٹمی پلانٹ تیار کیا جا رہا تھا جسے بنانے والوں کی تعداد سینکڑوں
ہزاروں میں ہوسکتی تھی اس لئے یہاں فوج کا پہنچنا ضروری تھا۔
اس نے بلیک زیرو سے بات کی اور پھر اسے ضروری ہدایات دے
کر ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بدل کر جولیا کو کال ملانے لگا۔ مگر وہ
فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے دوران چوکنا ہوتے ہوئے بھی اس
سے بے خبر ہی رہا کہ عقب میں کیا ہو رہا ہے۔ اس کے عقب میں
سرنگ کی دیوار میں ایک دروازہ بے آواز طریقے سے نمودار ہوا تھا
اس دروازے میں ایک آدمی موجود تھا۔

اس آدمی کے ہاتھ میں ایک عجیب وغریب ساخت کی گن تھی
اس گن سے گولی کے بجائے بے ہوش کر دینے والے ڈارٹس نکلتے

تھے اس آدمی نے ہاتھ اٹھا کر عمران کی گردن کا نشانہ لیا اور ٹریگر دبا
دیا ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ڈارٹ گن سے نکل کر عمران کی
گردن میں پیوست ہوگئی۔ ٹھک کی آواز سن کر عمران نے پھرتی
سے گھومنا چاہا تھا مگر اسے دیر ہو چکی تھی ڈارٹ گردن میں لگتے ہی
وہ گھومتے گھومتے لڑکھڑایا اور کٹے ہوئے شہتیر کی طرح ڈھیر ہو گیا
اور اس کے دماغ میں تیزی سے اندھیرا بھرتا چلا گیا۔

صدیقی اور اس کے ساتھی تاریکی میں آگے بڑھ رہے تھے۔ جان کے خوف سے لرزتے کانپتے ہوئے دونوں مسلح آدمی ان کے آگے آگے چل رہے تھے۔ راستے میں انہیں اور کئی مسلح آدمی نظر آئے تھے مگر وہ اتنے محتاط تھے کہ ان میں سے کوئی بھی ان کو نہیں دیکھ سکا تھا۔

''وہ رہا ریڈ ہاؤس''...... اچانک ہیرس نے سامنے نظر آنے والی ایک بلڈنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس بلڈنگ کی کھڑکیاں روشن تھیں وہ کئی منزلہ تھی اور اس کا رنگ سرخ تھا۔ شاید اس رنگ کی وجہ سے اسے ریڈ ہاؤس کہا جاتا تھا۔

''تمہیں یقین ہے''...... صدیقی نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں خود ہی دیکھ لو اس کی رنگت سرخ ہے''...... ڈیوڈ نے کہا اور صدیقی نے بلڈنگ کو بغور دیکھا جہاں جہاں روشنی دیواروں پر پڑ رہی تھی وہ سرخ ہی نظر آ رہی تھی۔

''ہونہہ۔ اندر کتنے محافظ ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''بمشکل تین چار''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''جھوٹ بول کر نقصان اٹھاؤ گے''...... صدیقی نے غرا کر کہا۔

''اب تک سچ ہی بولا ہے جناب''...... ہیرس نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تم لوگوں کو زیرو لینڈ سے یہاں لایا گیا ہے''...... چوہان نے انہیں گھورتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں''...... ہیرس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کس طرح سے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''فے گراز کے ذریعے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''ہونہہ''...... صدیقی نے چوہان کو اشارہ کیا اور وہ ان دونوں مسلح آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے عمارت کی بائیں سائیڈ پر لے آئے جہاں تاریکی زیادہ گہری نہیں تھی مگر جھاڑ جھنکاڑ اور لکڑی کی پیٹیاں اور گتے کے ڈبے وہاں پڑے ہوئے تھے۔ صدیقی کا اشارہ پاتے ہی چوہان نے ریوالور کی نال ڈیوڈ کی کنپٹی سے لگا دی پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی کچھ سمجھ سکتا دونوں نے ٹریگر دبا دیئے گولیاں ان کے کھوپڑیاں توڑتی ہوئی دوسری جانب نکل گئی تھی وہ اوندھے منہ گر گئے تھے۔

ان دونوں نے تیزی سے ان کی لاشیں اس جھاڑ جھنکاڑ میں ڈالیں اور عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمارت کے دروازے

پر دو سیکورٹی گارڈز موجود تھے وہ ان کی نظروں سے بچ کر آگے
بڑھے اور عمارت کی دائیں سائیڈ پر پہنچ گئے۔ اس طرف کھڑکیوں
میں جالیاں لگی ہوئی نہیں تھیں۔ صدیقی نے کھڑکی کے پٹ کھولے
اور وہ چاروں ایک ایک کر کے عمارت میں داخل ہو گئے۔ راہداری
میں روشنی تھی اس کا اندازہ انہوں نے دروازے کی جھریوں سے
چھن کر اندر آنے والی روشنی سے لگایا تھا صدیقی دروازے کی
طرف بڑھتا چلا گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

''میں دیکھتا ہوں''...... نعمانی نے کہا اور آگے بڑھ کر دروازے
میں درز پیدا کی اور دوسری جانب جھانکنے لگا باہر روشن راہداری
سنسان پڑی تھی۔

''راہداری میں کوئی نہیں ہے''...... نعمانی نے مڑ کر سرگوشیانہ لہجے
میں کہا۔

''آؤ موقعے سے فائدہ اٹھائیں''...... صدیقی نے کہا پھر وہ باہر
نکلنے کے لئے دروازہ کھولنا ہی چاہتے تھے کہ صدیقی نے انہیں رکنے
کا اشارہ کیا اور ٹرانسمیٹر نکال کر اسے آن کیا اور ابن بلطوطہ کو کال
کرنے لگا جلد ہی ابن بلطوطہ نے اس کی کال رسیو کر لی۔

''لیس کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... ابن بلطوطہ کی آواز سنائی
دی۔

''ہم ریڈ ہاؤس میں پہنچ گئے ہیں۔ اوور''...... صدیقی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ وہاں کا حفاظتی انتظام کیا ہے۔ اوور''...... ابن بلطوطہ
نے پوچھا تو صدیقی اب تک کے حالات بتاتا چلا گیا وہ کچھ دیر ابن
بلطوطہ سے بات کرتا رہا تھا پھر رابطہ منقطع ہوتے ہی وہ کمرے سے
نکل آئے۔ راہداری میں دو طرف دروازے تھے لیکن ان دروازوں
کے عقب میں کیا تھا وہ یہ نہیں دیکھ سکے۔ کیونکہ دروازے اندر سے
مقفل تھے اور ان پر دبیز پردے پڑے ہوئے تھے وہ محتاط انداز
میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ صدیقی سوچ رہا تھا کہ یہاں حفاظتی
انتظامات نہ ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔

''وہ کس کمرے میں ہوں گے''...... چوہان نے سرگوشیانہ لہجے
میں کہا تو صدیقی اپنی سوچ کی دنیا سے واپس آ گیا اس نے
ادھر ادھر دیکھنے کے بعد سامنے دروازے پر نظریں جما دیں۔

''اس دروازے کے عقب میں''...... صدیقی نے کہا۔

''گرڈیوڈ نے کہا تھا کہ وہ کسی ہال کمرے میں قید کئے گئے
ہیں''...... چوہان نے کہا اور صدیقی نے اثبات میں ہلا دیا۔

''ہاں اور جہاں تک میرا خیال ہے یہ ہال کمرہ ہی ہو گا''۔
صدیقی نے کہا۔

''اور اگر وہ بھی''...... چوہان جملہ پورا نہیں کر سکا تھا کہ اچانک
سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر نکل آیا اس
نے ان کی طرف دیکھے بغیر مڑ کر دروازہ بند کیا پھر سیدھا ہوا ہی تھا
کہ چونک پڑا۔

"آواز نکالی تو کھوپڑی اڑا دوں گا"...... صدیقی نے غرا کر کہا
وہ اس کے دروازہ بند کرنے کے دوران اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔
صدیقی کی سرد آواز سن کر وہ اپنی جگہ ٹھٹھک گیا۔ اس کے چہرے
پر خوف اور حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ انہیں غیر
متوقع طور پر دیکھ کر حیران ہو رہا ہو۔

"کک۔ کیا مطلب۔ کک کک۔ کون ہو تم"...... اس نے ہکلا
کر کہا۔

"اس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے"...... چوہان نے
کہا وہ تینوں بھی ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"اندر کمرے میں کون کون ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"محافظ ہیں"...... اس نے کہا لیکن لہجے میں خوف شامل تھا۔

"کتنے محافظ ہیں"...... صدیقی نے غرا کر پوچھا۔

"زیادہ نہیں ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"جتنے بھی ہیں۔ ان کی تعداد بتاؤ"...... خاور نے غرا کر کہا۔

"سس سس۔ سات ہیں"...... اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اپنا نام بتاؤ"...... صدیقی نے کہا۔

"واسٹن۔ میرا نام واسٹن ہے"...... اس نے خوف بھرے لہجے
میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک
کمرے کا دروازہ زور دار دھماکے سے کھلا۔ صدیقی اور اس کے
ساتھی چونک کر سیدھے ہوئے ہی تھے کہ اسی لمحے فائرنگ ہوئی اور

ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔ دوسرے لمحے کمرے
سے کئی سیاہ لباس والے مسلح افراد باہر نکل آئے۔ ان کے چہرے
ڈھکے ہوئے تھے۔ باہر آتے ہی وہ سب ان کے گرد پھیل گئے۔
ظاہر ہے مشین گنوں کے رخ ان کی جانب تھے۔ اس کے لئے وہ
اپنی جگہ پر ساکت ہو کر رہ گئے تھے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم"...... صدیقی نے کہا

"باس کا حکم نہ ہوتا تو تم چاروں کے جسم ایک لمحے میں چھلنی کر
دیتے"...... ان میں سے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر ان چاروں
کی طرف دیکھتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم"...... صدیقی نے غرا کر پوچھا۔

"تمہاری موت۔ تلاشی لو ان کی"...... اس آدمی نے پہلے ان
سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ دوسرے ہی لمحے
وہ ان پر ٹوٹ پڑے ان کے جسموں سے لباس کے علاوہ ہر چیز
الگ کر دی گئی تھی اور جب مسلح آدمی انہیں قیدیوں کی طرح
دوسرے کمرے کی طرف ہانک رہے تھے تو ان کے جسم پر جوتے،
لباس اور ریسٹ واچ کے سوا بظاہر اور کچھ نہیں تھا اور وہ دشمنوں کے
نرغے میں بری طرح پھنس چکے تھے۔

جس طرح اندھیرے میں دور کہیں جگنو سا چمکتا ہے بالکل اسی طرح عمران کے دماغ کے تاریک پردے پر روشنی کا ایک نقطہ سا ابھرا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ ہوش میں آتے ہی عمران نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک فولادی کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔

اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے ہتھوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ یہی حال اس کی ٹانگوں کا تھا اور اس کے جسم پر لباس، جوتوں اور ریسٹ واچ کے سوا اس کی جیکٹ کی جیب میں تین مختلف رنگوں کے پلاسٹک کے بال پین تھے۔

اس کا غوطہ خوری کا لباس، آکسیجن سلنڈر، گیس ماسک ہر چیز اس کی بے ہوشی کے دوران اس سے الگ کر دی گئی تھی اس نے اس طرح گردن ہلائی جیسے ساری سچویشن سمجھ گیا ہو پھر اس نے آہٹ سن کر دائیں طرف دیکھا اور چونک پڑا۔ دائیں سمت اس

کھاد فیکٹری کا مالک نواب آفاق ہاشمی موجود تھا۔ جسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ ساڈال ہے۔ اس کے دائیں بائیں دو عورتیں موجود تھیں جو ظاہر ہے اس کی ساتھی نانوتہ اور مادام شی تارا تھیں۔ ان کے لبوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ اور آنکھوں میں تیز قسم کی چمک موجود تھی۔ عمران نے ان پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ انہیں پہچان چکا ہے۔

''ہیلو۔ کیا حال ہیں جناب ایکسٹو صاحب''...... نانوتہ نے بڑی ادا سے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ ان کے قبضے میں ایک نقلی عمران موجود تھا اور چونکہ اس نے ابن لبطوطہ کا میک اپ کیا ہوا تھا جو ان کے لئے بالکل نیا تھا اس لئے شاید انہوں نے اسے ایکسٹو سمجھ لیا تھا۔

''حال تمہارے سامنے ہیں سوئٹی۔ چال چل کر دکھا سکتا ہوں۔ اگر تم میری رسیاں کھول دو تو''...... عمران نے کہا۔

''ہاہا۔ گویا ابھی تک کس بل باقی ہیں اور تم بھی عمران جیسی مسخریاں کرتے ہو''...... نانوتہ نے ہنس کر کہا۔

''کون عمران۔ کون ایکسٹو''...... عمران نے کہا۔

''تم ایکسٹو ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف''...... نانوتہ نے مسکرا کر کہا۔

''ارے میں اور ایکسٹو۔ میں تو اس کا ادنیٰ سا خادم ہوں اور

بس۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہے مسٹر ایکسٹو۔ تمہارے باقی سارے ساتھی بھی ہم نے پکڑ لئے ہیں۔ ان سب کے بارے میں ہمارے پاس ساری معلومات موجود تھیں اس لئے ہمیں معلوم ہے کہ کس ممبر کا کیا نام ہے۔ تم ان کے ساتھی نہیں ہو۔ تمہارے بارے میں ہمارے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ تم نے اپنا فرضی نام ابن بطوطہ رکھا ہوا ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ تم اصل میں ایکسٹو ہو''...... مادام شی تارا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''تم دونوں یہاں سے اب چلی جاؤ۔ میرے پاس وقت کم ہے اور مجھے ایکسٹو سے بہت ضروری گفتگو کرنی ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''وعدہ یاد ہے نا''...... نانوتہ نے ساڈال سے کہا۔

''ہاں میں ایک دن کے لئے ایکسٹو کو تمہارے حوالے ضرور کروں گا تاکہ تم اس کی کوڑوں سے کھال ادھیڑ سکو۔ اس نے اور عمران نے تمہیں شدید نقصان پہنچایا ہے جس کا تم ان سے بدلہ لینا چاہتی ہو۔ بے فکر رہو۔ میں تمہیں ان سے بدلہ لینے کا پورا موقع دوں گا''...... ساڈال نے کہا۔

''تھینک یو''...... نانوتہ نے کہا اور عمران کو گھورتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''اب یہاں ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''اچھا''...... عمران نے اس طرح سر ہلا کر کہا جیسے یہ کوئی اہم خبر ہو۔

''لیکن بات کرنے سے پہلے میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں تاکہ تم کسی غلط فہمی میں نہ رہو''...... ساڈال نے کہا اور عمران کی کرسی گھما دی تب عمران پر انکشاف ہوا کہ وہ ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہے اور جس کمرے میں وہ موجود ہے وہ بیس مربع فٹ سے زیادہ لمبا چوڑا نہیں ہے اس میں ایک جانب ایک بڑی مشین لگی نظر آ رہی تھی جس پر ڈائلوں، سوئچوں اور چھوٹی چھوٹی اسکرینوں کی بھرمار تھی۔ ساڈال نے ایک بٹن دبا دیا فوراً ہی سرسر کی آواز کے ساتھ دائیں طرف کی دیوار سرک گئی۔

اب سامنے ایک کمرہ نظر آ رہا تھا اور عمران اس کمرے کا منظر دیکھتے ہی چونک پڑا تھا۔ کمرے کے اندر اس کے سارے ساتھی موجود تھے۔ وہ آزاد ضرور تھے مگر قیدیوں کی طرح اس کمرے میں بند تھے۔ کمرے کا دروازہ فولادی تھا۔

''یہ تمہاری پوری ٹیم ہے مسٹر ایکسٹو اور میرے ایک اشارے پر یہ سب ختم کئے جا سکتے ہیں مگر......'' ساڈال کہہ رہا تھا۔

''مگر کیا''...... عمران نے پرسکون لہجے میں پوچھا۔

''ان کی زندگی کا دارومدار تم پر ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''اچھا۔ وہ کس طرح سے''...... عمران نے حماقت بھرے لہجے میں کہا۔

''بتاؤں گا پہلے کچھ اور دیکھ لو''...... ساڈال نے کہا پھر اس کی کرسی بائیں دیوار کی جانب گھمائی اور مشین کا ایک سوئچ دبا دیا سرر سرر کی آواز سنائی دی مگر سامنے کی دیوار اپنی جگہ پر موجود رہی تو عمران سمجھ گیا کہ وہ دیوار بند ہوئی ہے جس کے ہٹنے پر اس نے اپنے ساتھیوں کو قیدیوں کی حالت میں دیکھا تھا۔

ساڈال کے دوسرا بٹن دباتے ہی اس کے سامنے کی دیوار ہٹ گئی اور ایک دوسرا منظر نظر آنے لگا یہ بھی ایک کمرہ تھا اور اس کی ایک دیوار سے عمران اور افراب شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے۔ عمران نے ان کو دیکھا مگر اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا تھا۔

''تمہارا خاص ساتھی عمران اور اس کی بیوی بھی ابھی تک زندہ ہیں مسٹر ایکسٹو''...... ساڈال نے کہا اور بٹن دبا کر دیوار برابر کر دی۔

''کیا کہنا یا سمجھانا چاہتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ تمہیں عمران کہہ کر مخاطب کروں یا ایکسٹو کہہ کر''...... ساڈال نے کہا اور عمران کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم مجھے عمران بھی کہہ رہے ہو اور ایکسٹو بھی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں زیرو لینڈ کا ٹاپ ایجنٹ ساڈال ہوں۔ اس لئے مجھ سے اپنی ایکسٹو والی حیثیت چھپانا تمہارے لئے ممکن نہیں رہا''...... ساڈال نے غراتے ہوئے کہا۔

''کیا واقعی میں ایکسٹو ہوں''...... عمران نے بچوں جیسے انداز میں کہا۔

''اس قسم کی حرکتیں کر کے تم اپنا اور میرے وقت ضائع کر رہے ہو مسٹر عمران''...... ساڈال نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران پر اس کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔

''بات ہی تم ایسی کر رہے ہو ساڈال۔ کیا مجھ جیسا احمق ایکسٹو جیسی ذمے دار شخصیت ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہی تمہاری سب سے بڑی کامیابی اور ذہانت ہے عمران کہ تم نے ایکسٹو کی شخصیت کو اپنے سے الگ رکھنے کے لئے حماقتوں کا جو لبادہ اوڑھا تھا اس میں تم پوری طرح کامیاب رہے ہو اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ تم جیسا احمق بھی ایکسٹو کے عہدے پر فائز ہو سکتا ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''پھر وہی حماقت۔ میں سیکرٹ سروس کا ممبر ہوں ایکسٹو نہیں ہوں اپنی غلط فہمی دور کر لو''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میں نے تمہارے ہمشکل عمران اور افراب کو اس فیکٹری میں کیوں رکھا ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''اس لئے کہ تمہارے خیال میں کوئی یہاں پہنچ نہیں سکتا تھا یا شاید تمہارا یہ خیال ہو گا کہ کسی کو ان کے یہاں ہونے کا شبہ تک نہ ہو گا اور تم انہیں یہاں رکھ کر اپنے مطالبات منوالو گے''...... عمران نے کہا۔

''دونوں باتیں غلط ہیں عمران''...... ساڈال نے کہا۔

''پھر صحیح بات کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جب عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کیا گیا تو اسی وقت ایکسٹو کی شخصیت بے نقاب کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل مرتکب کر لیا گیا تھا''...... ساڈال نے کہا۔

''اچھا''...... عمران نے تمسخر اڑانے والے لہجے میں کہا۔

''اور اسی لائحہ عمل کے تحت لوگاس اور میکائے نے تم کو معلومات بہم پہنچائیں تھیں ان کو اپنا رول ادا کرتے وقت اس کا ذرہ بھر شبہ نہیں تھا کہ وہ تمہارے ہاتھوں مارے جائیں گے بہرحال انہوں نے اپنا رول بخوبی ادا کیا اور تمہیں دونوں باتوں کا علم ہو گیا یعنی یہ کہ نقلی عمران اور اس کی نقلی بیوی افراب اس فیکٹری میں ہیں اس میں داخلے کے تین راستے ہیں''...... ساڈال نے کہا۔

''ہونہہ۔ کہانی دلچسپ ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ابھی یہ جان کر اور دلچسپ ہو جائے گی جب تمہیں معلوم ہو گا کہ جب تم لوگ ان تین راستوں کے دروازوں پر پہنچے تھے اس

وقت سے گرفتار ہونے تک ایک لمحے کے لئے بھی تم لوگ سی سی ٹی وی کیمروں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوئے''...... ساڈال نے کہا۔

''اچھا''...... عمران نے بے یقینی سے کہا لیکن دل ہی دل میں فکر مند ہو گیا تھا یہ خیال ہی لرزہ دینے والا تھا کہ وہ سی سی ٹی وی کیمروں کی زد میں رہا تھا۔ اسے بخوبی یاد تھا کہ اس نے ٹرانسمیٹر پر سارے ممبران سے بات کرنے کے بعد بلیک زیرو کو کال کی تھی تاکہ وہ اسے ساری صورتحال سے آگاہ رکھ سکے۔ بلیک زیرو نے اس کی کال رسیو کر کے ایکسٹو ہی کہا تھا کہ عمران کے پاس چونکہ وہاں کوئی نہ تھا اس لئے اس نے مخصوص انداز میں باتیں کرنی شروع کر دی تھیں جس پر بلیک زیرو بھی اس سے عام سے انداز میں باتیں کرنا شروع ہو گیا تھا۔ اگر یہاں واقعی سی سی ٹی وی کیمرے اور مائیک لگے ہوئے تھے تو ساڈال نے یقینی طور پر اس کال کی بھی ریکارڈنگ کر لی تھی اور اس طرح ایکسٹو کی شخصیت راز نہ رہی ہو گی۔

''تمہیں یقین نہیں آیا۔ عمران''..... ساڈال نے پوچھا۔

''ہاں۔ اگر ایسا ہی تھا تو میرے ساتھیوں کو اس وقت کیوں نہیں روکا گیا جب وہ یہاں موجود تمام آدمیوں کو قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ کیا ان کو ہلاک کرانے میں بھی کوئی فائدہ تھا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے ایکسٹو کا انتظار تھا جس کے لئے ہم نے یہ سارا

جال پھیلایا تھا۔ میں زیرو لینڈ میں نیا ہوں۔ سنگ ہی اور فنچ کے بعد زیرو لینڈ میں بلیک جیک کی جگہ مجھے رکھا گیا تھا۔ میرا تعلق ایکریمیا سے ہے اور میں ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسی کے لئے کام کرتا تھا۔ زیرو لینڈ والوں نے مجھے بڑی آفر کی تو میں ان کے لئے کام کرنے لگا۔ میں نے زیرو لینڈ کے لئے کئی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اس بار میں نے اصرار کیا کہ میں پاکیشیا جا کر تم سے اور پاکیشیا سکرٹ سروس سے ٹکرانا چاہتا ہوں تو سپریم کمانڈر نے مجھے اس کی اجازت نہ دی لیکن جب میں نے کہا کہ میں ایک پلان کے تحت ایکسٹو کی حقیقت عیاں کر سکتا ہوں تو سپریم کمانڈر نے میرا پلان جاننے کے بعد مجھے پاکیشیا جانے کی اجازت دے دی اور میرے ساتھ نانوتہ اور مادام شی تارا کو بھیج دیا تا کہ وہ اپنا کام کریں اور میں اپنی پلاننگ پر عمل کرتا رہوں۔ مادام شی تارا اور نانوتہ تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے دوڑ بھاگ کر رہی تھیں اور میں تم سب کو ہی اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس بات کا مجھے پہلے ہی علم ہو گیا تھا کہ ہم نے جس عمران کو قید کر رکھا ہے وہ اصل نہیں ہے اور نہ ہی وہ لڑکی اصل ہے جس کی ہمیں ش تھی۔ دونوں میک اپ میں ہیں اور ان کی شادی بھی محض ایک ڈرامہ تھی۔ تم نے اپنی اور افراب کی شادی کرانے کے لئے اپنی کوٹھی کا بھی سارا سیٹ اپ بدل دیا تھا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کوٹھی میں تمہارے ڈیڈی سر عبدالرحمن کے میک اپ میں ملٹری انٹیلی

ن کا ایک میجر ... تھا۔ باقی افراد بھی تم نے ہائر کئے تھے جو ری اماں بی، ...ن اور رشتہ داروں کے کردار نبھا رہے تھے۔ تم ...ر شادی کو اصل شادی دکھانا چاہتے تھے جس میں تم نے کامیابی بھی حاصل کی تھی۔ نقلی عمران اور نقلی افراب کی شادی کرا کر تم روپوش ہو گئے اور پھر جلد ہی تم اس نئے روپ میں نظر آئے۔ ابن بطوطہ والے روپ میں۔ تمہارا یہ نیا روپ ہمارے لئے انجان تھا۔ گو کہ تمہاری حرکتیں عمران جیسی ہی تھیں لیکن تمہارا انداز عمران سے یکسر الگ تھا۔ تم نے اپنے ساتھی کو ہی گولی مار دی تھی۔ جس پر ہمیں شک ہونے لگا کہ تم ایکسٹو ہو سکتے ہو اور عمران کو انڈر گراؤنڈ کر کے خود میدان عمل میں آ گئے ہو۔ ہمیں یہ معلومات بھی مل گئی تھیں کہ تمہارے سائنس دان سرداور نے پاکیشیا میں نئے گرازوں کو آتے دیکھ لیا تھا جس پر اس نے تمہارے چیف ایکسٹو کو اطلاع دی تھی۔ اس کے بعد سے ہی تم نے اپنی شادی اور اس نئے روپ میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تم سمجھتے تھے کہ تم شادی کا ڈھونگ کرو گے تو زیرو لینڈ کے ایجنٹ تمہارے سامنے آ جائیں گے۔ خاص طور پر تھریسیا تمہارے سامنے رہے گی کیونکہ وہ نہیں چاہتی کہ تم کسی اور سے شادی کرو۔ اس لئے تم نے یہ سارا چکر چلایا اور اسے سپیشل گیم کا نام دیا۔ ہمیں تمہارے اس سارے کھیل سے کوئی مطلب نہ تھا۔ ہم یہاں دو کاموں کے لئے آئے تھے۔ ایک تو یہ کہ ہم یہاں ایک پاور پلانٹ بنا کر ایٹم بم بنا سکیں اور پھر انہیں بموں سے پاکیشیا کو

تباہ کر سکیں اور اس کے علاوہ میں تم سمیت ساری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کر دوں اور تمہارے چیف کو بے نقاب کر دوں۔ مجھے یقین تھا کہ جب میں اس فیکٹری کی ٹپس اپنے ساتھیوں کے ذریعے ایکسٹو تک پہنچاؤں گا تو وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا لیکن اس کی بجائے تم یہاں آ گئے۔ تم اپنا کردار بخوبی نبھا رہے تھے لیکن یہاں آ کر تم نے سب سے بڑی حماقت یہ کی کہ جب تم نے ایکسٹو کو کال کی اور پھر تم اس سے اس انداز میں باتیں کرنا شروع ہو گئے جیسے وہ تمہارا چیف نہ ہو بلکہ تم اس کے چیف ہو۔ بہرحال جب تک تم نے اقرار نہیں کر لیا کہ تم ایکسٹو ہو اس وقت تک مجبوراً مجھے اپنے آدمیوں کی قربانی دینی پڑی ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یوں سمجھو عمران کہ جن تین راستوں سے تم لوگ اندر داخل ہوئے ہو ان سب پر سی ٹی وی کیمرے اور بگ لگے ہوئے تھے اور یہ کیمرے اور بگ ان راستوں سے آگے بڑھنے والوں کی لائیو ریکارڈنگ آواز مجھ تک پہنچا رہے تھے''...... ساڈال نے کہا۔

''ہونہہ''...... عمران نے ہنکارہ بھرا۔

''ڈی ایکسٹو سے بات کر کے تم نے ثابت کر دیا ہے کہ اصل ایکسٹو تم ہی ہو عمران''...... ساڈال نے کہا۔

''اچھا''...... عمران نے کہا لہجہ تمسخر اڑانے والا تھا مگر اندرونی

طور پر عمران یہ جان کر انتہائی پریشان ہو گیا تھا کہ ایکسٹو کا راز افشاں ہو گیا تھا۔ اب دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ عمران ہی ایکسٹو ہے اور پھر۔ اس کے آگے وہ سوچ ہی نہیں سکا تھا۔

''ہاں اور یہ سب کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا تھا اس کے لئے پہلے سے ساری تیاریاں کی گئی تھیں تینوں راستوں پر ٹی وی کیمرے اور بگ لگائے گئے تھے تا کہ جب تم لوگ اندر داخل ہو تو ویڈیو فلم بنائی جا سکے۔ یہ تھا ساڈال مشن یا ساڈال پلان''...... ساڈال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر میں لوگاس اور میکائے پر ہاتھ نہ ڈالتا تو۔ پھر تمہارا یہ سارا منصوبہ کس طرح آگے بڑھتا''...... عمران نے پوچھا۔

''اگر تم ہاتھ نہ ڈالتے تو میکائے خود تم تک پہنچتا اور خود کو غدار ظاہر کرتے ہوئے ساری معلومات اگلتا چلا جاتا''...... ساڈال نے کہا۔

''ہونہہ۔ جب یہ تمہارا ہی منصوبہ تھا ساڈال تو تھوڑے سے تشدد کے بعد ہی میکائے اور لوگاس نے سب کچھ کیوں نہیں بتا دیا تھا بلاوجہ اپنی جانیں کیوں دیں کیوں اتنی تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کیں''...... عمران نے کہا۔

''اپنی ضد اور حماقت سے۔ مجھے ان کی عادت کا پتہ تھا اسی لئے ان کو آگے بڑھایا تھا جب تم نے تشدد شروع کیا تو وہ جھلا کر ضد پر اتر آئے ہوں گے اور پھر اسی وقت زبان کھولی ہوگی جب تشدد ان

کی برداشت سے باہر نکل گیا ہو گا اور یہی میں چاہتا تھا''...... ساڈال نے کہا۔

''کیوں۔ کیا میکائے اور لوگاس سے تمہاری کوئی دشمنی چل رہی تھی جو تم نے جان بوجھ کر انہیں اس معاملے میں آگے کیا تھا''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں بلکہ میں یہ چاہتا تھا کہ تمہیں کسی فریب کا شبہ نہ ہو تم یہ نہ سمجھو کہ تمہیں کسی جال میں پھانسا جا رہا ہے اور یہ چیز لوگاس اور میکائے کی ضد نے پوری کر دی اور تم جال میں پھنس گئے''۔ ساڈال نے کہا۔

''فرض کر لو میں چیف کو کال نہ کرتا تو''...... عمران نے کہا۔

''تو میں اپنی کوششیں جاری رکھتا۔ تم سب کو اپنی قید میں رکھ کر تمہارے چیف کو یہاں آنے پر مجبور کر دیتا''...... ساڈال نے کہا۔

''ہونہہ''...... عمران نے ہنکارہ بھرا۔

''اب کیا خیال ہے عمران''...... ساڈال نے پوچھا۔

''میں ایکسٹو نہیں ہوں اور اب تک جو کچھ تم نے کہا ہے اسے میں نے ایک دلچسپ کہانی سمجھ کر سن لیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ''...... ساڈال نے کہا اور چند لمحے وہ عمران کو دیکھتا رہا پھر مشین کی طرف بڑھا اور اسے آپریٹ کرنے لگا۔ عمران اس کی ہر حرکت بغور دیکھ رہا تھا اور اسے ذہن نشین کرتا جا رہا تھا۔ اچانک مشین کے سامنے والی دیوار روشن ہو گئی اور اس پر ایک منظر نظر

آنے لگا وہ منظر جس میں خود عمران موجود تھا۔

''ایکسٹو تم ہی ہو مسٹر عمران اس کا ثبوت اپنی آنکھوں سے دیکھ لو''...... ساڈال نے کہا فوراً ہی کمرے میں ایکسٹو کی آواز ابھرنے اور ویڈیو فلم چلنے لگی جس میں عمران نے بلیک زیرو سے بات کی تھی اور یہ واقعی حتمی ثبوت تھا۔ اس کے بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی وہی ایکسٹو ہے اور وہی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے جس کے نام سے دنیا بھر کے نامور سیکرٹ ایجنٹ بھی کانپتے اور لرزتے تھے اور ایکسٹو کے ملک میں آنے سے کتراتے ہیں کیونکہ ان کو اپنا انجام سامنے ہی نظر آنے لگتا ہے۔

''اب کیا کہتے ہو عمران۔ کیا اب بھی تم انکار کرو گے کہ تم ایکسٹو یعنی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سربراہ نہیں ہو''...... ساڈال نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں اب بھی اپنی کہی ہوئی بات پر قائم ہوں کہ میں ایکسٹو نہیں ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اچھا''...... ساڈال کا لہجہ طنزیہ تھا۔

''اگر تمہیں یقین نہیں تو میں اصل ایکسٹو کو کال کر کے تمہیں ثبوت بہم پہنچا دیتا ہوں کہ میں ایکسٹو نہیں ہوں کوئی اور ہی شخصیت سیکرٹ سروس کی سربراہ اور ایکسٹو ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا ممکن نہیں ہے عمران۔ اگر ایسا ہے بھی تو تم ہمیں اس کے بارے میں بتا دو ہم اسے بھی یہاں پکڑ کر لے آئیں گے''۔

ساڈال نے کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ ایکسٹو کے بارے میں میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ کس فریکوئنسی پر اس سے بات کی جا سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اس کا اصل نام اور ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتاؤ"...... ساڈال نے کہا۔

"اس بارے میں میں بھی اتنا ہی لاعلم ہوں جتنے تم ہو"۔ عمران نے کہا۔

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ تمہاری ضد تمہارے ہمشکل ساتھی، اس لڑکی اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی موت بن سکتی ہے"...... ساڈال نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن جب میں کچھ جانتا ہی نہیں تو کیا بتاؤں"...... عمران نے کہا۔

"دیکھو میں اس لئے یہ نہیں پوچھ رہا کہ میں ایکسٹو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہلاک کر دوں گا بلکہ اس لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ انہیں اپنے قبضے میں رکھ کر زیرو لینڈ کے مفادات کے لئے کام کراؤں کیونکہ یہ سپریم کمانڈر کی خواہش ہے اور زیرو لینڈ کے مفادات سے ہٹ کر وہ جو چاہے کر سکے گا"...... ساڈال نے کہا۔

"گویا ایکسٹو کو بلیک میل کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"یہی سمجھ لو۔ ہم ہر قیمت پر ایکسٹو کو اپنے قبضے میں کرنا چاہتے ہیں اور اب جبکہ علم ہو چکا ہے کہ ایکسٹو تم ہو تو یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے"...... ساڈال نے کہا۔

"میں ایکسٹو نہیں ہوں اور اسے میں ثابت بھی کر سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں ہے عمران اور نہ میں اس کا موقع تمہیں دوں گا کہ تم کسی اور کو کچھ بتا کر مدد حاصل کر سکو"۔ ساڈال نے کہا۔

"پھر بتاؤ میں کیا کروں۔ جبکہ تم میری بات پر یقین ہی نہیں کر رہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں تمہیں دس منٹ کی مہلت دیتا ہوں میری بات مان لو ورنہ تمہارے سارے ساتھیوں ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے کیا تم اس کی چیخیں سن سکو گے"...... عمران نے کہا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے ساڈال"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"ایک شرط پر اور وہ یہ کہ تم تسلیم کر لو کہ تم ہی ایکسٹو ہو اور تم ہمارے مفاد کے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہو"...... ساڈال نے کہا اور عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"نہیں یہ ناممکن ہے مسٹر ساڈال۔ کیونکہ میں ایکسٹو نہیں ہوں اور کچھ بھی ہو جائے میں اس شرط کو تسلیم نہیں کروں گا"...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ بتاؤ وہ کون سی فریکوئنسی ہے جس پر بقول تمہارے اصل ایکسٹو سے بات کی جا سکتی ہے''...... ساڈال نے کچھ سوچ کر پوچھا۔ اس کا لہجہ طنزیہ سا تھا۔

''میرا ٹرانسمیٹر لاؤ میں بات کرا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... ساڈال نے کہا پھر وہ مشین کی طرف گیا اور ایک بٹن دبا کر عبرانی زبان میں بات کرنے لگا پھر دوسرا بٹن دبا کر وہ واپس عمران کی طرف آیا اس کے ہاتھ میں عمران کا مخصوص ٹرانسمیٹر تھا جو اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''اپنی زبان میں گفتگو کرنا عمران اور یہاں کے بارے میں ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا سمجھے''...... ساڈال نے عمران کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''......عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

''ہیلو ہیلو۔ چیف۔ عمران کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''......فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد عمران نے کال دینا شروع کر دی۔

''اوہ عمران صاحب آپ۔ میں کب سے آپ کو کال کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر آپ سمیت کسی ممبر سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا تھا''......رابطہ ہونے پر دوسری جانب سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''یہاں بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی تھی چیف''...... عمران نے کہا وہ

دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ اس کے ہیلو چیف کہہ کر کال کرنے کے باوجود بلیک زیرو دراصل آواز میں کیوں بات کر رہا تھا۔ اسے تو ایکسٹو کے لہجے میں بات کرنی چاہئے تھی۔

''اوہ۔ کیا ہوا عمران صاحب۔ اوور''...... بلیک زیرو نے اس بار بھی اپنی اصل آواز میں کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کے جسم میں شرارے سے بھر گئے۔ بلیک زیرو کی اس حماقت نے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ وہی ایکسٹو ہے۔ ساڈال طنزیہ نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا اور عمران۔ وہ اپنی ہی بوٹیاں نوچ ڈالنا چاہتا تھا اگر بلیک زیرو سے حماقت نہ ہوئی ہوتی تو وہ ساڈال کو باور کر دیتا کہ وہ ایکسٹو نہیں ہے۔ مگر اب تو ثابت ہو گیا تھا کہ وہی ایکسٹو ہے اور بلیک زیرو کی حماقت بھری گفتگو نے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی تھی۔

"ہاں تو اب کہو مسٹر ایکسٹو۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔ میری بات مان رہے ہو یا نہیں"...... ساڈال نے عمران کے سامنے کرسی رکھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ ناممکن ہے مسٹر ساڈال۔ میں وطن فروشوں اور غداروں کی صف میں شامل نہیں ہونا چاہتا خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"فی الحال یہ راز مجھے معلوم ہے عمران کہ تم ایکسٹو ہو۔ میرے پاس ڈمی ایکسٹو کے ساتھ تمہاری باتوں کی جو ریکارڈنگ ہے وہ ویڈیو سامنے الماری میں ہیں۔ تم سے معاہدہ کرتے ہی میں اسے تمہارے سامنے آگ لگا دوں گا جس کے بعد یہ راز کہ ایکسٹو تم ہو میرے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکے گا۔ میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ زیرو لینڈ والوں پر بھی میں تمہارا یہ راز ظاہر نہیں کروں گا"۔ ساڈال نے کہا۔

"تم کچھ بھی کر لو مگر وہ نہیں ہو سکے گا جو تم چاہتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"پھر ایک ایک کر کے تم سب کو مرنا پڑے گا"...... ساڈال نے غراتے ہوئے کہا۔

"جو چاہو کرو ساڈال مگر وہ نہیں ہو گا جو تم چاہتے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساڈال کھڑا ہو گیا پھر اس نے مشین کو آپریٹ کیا اور فوراً ہی وہ دیوار سرک گئی جس کے عقب میں نقلی عمران اور افراب موجود تھے۔ دونوں کمروں کے درمیان شیشے کی دبیز دیوار اب بھی موجود تھی ساڈال نے عمران کی طرف مڑا۔ عمران نے دیکھا وہ دونوں اب ہوش میں تھے اور حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔

ساڈال مشین پر جھک کر عبرانی زبان میں کسی سے بات کرنے لگا پھر وہ سیدھا ہوا اور عمران کو گھورنے لگا ادھر عمران نے نقلی عمران اور افراب والے کمرے میں دو آدمیوں کو داخل ہوتے دیکھا ان دونوں کے ہاتھ میں لمبی لمبی چھریاں تھیں۔

"اب کیا کہتے ہو عمران"...... ساڈال نے پوچھا۔

"وہی جو اب تک کہتا رہا ہوں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... ساڈال نے کہا اور شیشے کی دیوار کے دوسری طرف موجود افراد کو جو اسی کی طرف دیکھ رہے تھے اشارہ کیا۔ وہ

دونوں افراد کرسی پر بیٹھی افراب کی طرف بڑھے۔ دونوں نے افراب کا ایک ایک ہاتھ پکڑ کر اپنی اپنی طرف کھینچ لیا۔

''یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ اسے مت مارو یہ معصوم ہے اسے مت مارو''...... نقلی عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی یہ چیخ عمران کے دل پر گھونسے کی طرح لگی تھی لیکن ساڈال کے دونوں جلاد صفت انسان جیسے گونگے اور بہرے تھے۔ وہ تو درندے تھے زیرو لینڈ کے درندے۔ ساڈال کا اشارہ پاتے ہی ان کے چھریوں والے ہاتھ حرکت میں آئے اور افراب کے دونوں بازو کاندھوں سے الگ ہو گئے، افراب کی دلخراش چیخوں نے کمرہ گونج اٹھا تھا افراب اور اس کے ساتھ بیٹھا نقلی عمران دونوں بری طرح سے تڑپ رہے تھے۔

''کیا خیال ہے عمران''...... ساڈال نے پوچھا لہجے میں حد درجے سفاکی تھی۔

''جو دل چاہے کرو مگر یہ یاد رکھو جب میں حرکت میں آؤں گا تو تمہیں کہیں، پناہ نہیں ملے گی ساڈال''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاہا۔ ہاہا''...... ساڈال نے قہقہہ لگا کر شیشے کی دیوار کی طرف مڑ کر اشارہ کیا اور دوسرے ہی لمحے افراب کے دونوں پیر اس کے جسم سے الگ کر دیئے گئے اور پھر ان کی تیز دھار برچھیاں تیزی سے چلنے لگیں اور کمرہ افراب کے ساتھ میجر فرہاد کی بھی تیز چیخوں سے گونجنے لگا۔ اب افراب گوشت کے لوتھڑوں میں

تبدیل ہو کر بری طرح پھڑک رہی تھی، اور نقلی عمران کی چیخیں دل دہلا رہی تھیں وہ رو رہا تھا، چیخ رہا تھا اور رحم کی التجا کر رہا تھا مگر بے سود۔

ساڈال شیطانی انداز میں ہنس رہا تھا قہقہے لگا رہا تھا اور عمران کے جسم میں آتش فشاں کھول رہا تھا خون گرم لاوے کی طرح رگوں میں دوڑ رہا تھا اس کا بس چلتا تو وہ ساڈال کے جسم کی ایک ایک بوٹی الگ الگ کر دیتا مگر وہ بے بس تھا۔ اس کا جسم جکڑا ہوا تھا مگر شدید غصے میں ہونے کے باوجود عمران کا چہرہ سپاٹ تھا۔ اس کے چہرے پر دل و دماغ میں اٹھنے والے طوفان کی ذرا سی بھی جھلک اس کے چہرے پر نظر نہیں آ رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اسے افراب کے ساتھ ہونے والے سلوک کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ ہو اور اس سب سے اسے کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔

''اب کیا کہتے ہو عمران میری بات مان رہے ہو یا تمہارے ہمشکل کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے''...... ساڈال نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں کہہ چکا ہوں کہ میں وطن فروش اور غدار نہیں ہوں اور نہ ہی اپنی عزیز ترین ہستیوں کو موت سے بچانے کی خاطر غداری کروں گا میں اپنا نام وطن فروشوں کی فہرست میں لکھوانے سے مرنا بہتر سمجھتا ہوں اس لیے تم اپنے دل کی تمام حسرتیں پوری کر لو اور اپنا ہر حربہ آزما لو لیکن یاد رکھو تم مجھے جھکا نہیں سکو گے''...... عمران

نے کہا۔

"ہونہہ"...... ساڈال نے ہنکارہ بھرا پھر اس نے شیشے کی دیوار کی طرف دیکھ کر کوئی اشارہ کیا تھا عمران نہیں سمجھ سکا کہ اس نے اپنے آدمیوں کو کیا ہدایت دی ہے لیکن یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا کہ ان دونوں میں سے ایک نے دیوار کے قریب جا کر ستون سے بندھی ہوئی رسی کھول کر لٹکا دی تھی۔ فوراً ہی میجر فرہاد کے پاس رسی کا ایک سرا چھت سے نیچے لٹک آیا اور اس سرے پر پھانسی دینے والے پھندے کی طرح پھندہ بنا ہوا تھا۔

"اب بھی وقت ہے عمران عرف ایکسٹو صاحب ۔ تم اپنے ہمشکل کو پھانسی کے پھندے پر چڑھنے سے بچا سکتے ہو۔ ضد کر کے اس کی اور اپنے باقی ساتھیوں کی جانیں ضائع مت کرو کیونکہ ان کے بعد ان سب کی باری آنے والی ہے"...... ساڈال نے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وطن کی بقا اور آن پر مر مٹنے والی جانیں ضائع نہیں جاتیں ساڈال۔ تم جو چاہے کر سکتے ہو"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر دیکھو تماشہ"...... ساڈال نے کہا۔

"کوئی پرواہ نہیں"...... عمران نے کہا۔

"اگر تمہیں پرواہ نہیں ہے تو پھر میں بھی اب کوئی پرواہ نہیں کروں گا"...... ساڈال نے کہا۔

"کیا بھاری پانی بنانے کے اس پلانٹ کو تم مقامی حکام کے

حوالے کر سکتے ہو۔ اس قیمتی پلانٹ کو تباہ کر سکتے ہو"...... عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا تو ساڈال چونک پڑا۔

"ہاں کیونکہ اس پلانٹ سے زیادہ ایکسٹو ہمارے لئے اہم ہے عمران اور اس کے لئے ہم ایسے کئی پلانٹ قربان کر سکتے ہیں کیونکہ ایکسٹو کو کنٹرول کر لینے کے بعد ہم جب چاہیں ایسے کئی پلانٹ یہاں لگا سکتے ہیں"...... ساڈال نے کہا۔

"دیوانے کو اپنی مرضی کا خواب دیکھنے سے کون روک سکتا ہے ساڈال"...... عمران نے کہا ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر ساڈال چند لمحوں کے لئے بھی کمرے سے نکل جائے تو وہ خود کو آزاد کرانے کی کوشش کر سکتا ہو مگر وہ کوشش ایسی تھی کہ ساڈال کی موجودگی میں کی جاتی تو وہ اسے فوراً ناکام بنا سکتا تھا۔

"اس خواب کی تعبیر دیکھنے کے لئے تم زندہ نہیں رہو گے عمران"...... ساڈال نے کہا اور شیشے کی دیوار کی جانب مڑ کر اپنے دونوں آدمیوں کو اشاروں سے کوئی ہدایت دی فوراً ہی ان میں سے ایک نے میز لا کر رسی کے پھندے کے نیچے رکھ دی اور دوسرے نے رسی کا دوسرا سرا قریبی ستون سے باندھ دیا۔

رسی کا پھندا اب اتنا اونچا ہو گیا تھا کہ میز پر چڑھنے کے بعد ہی وہ گردن تک آ سکتا تھا ان دونوں نے نقلی عمران کو شکنجے سے نکال کر اس کے ہاتھ اس کی پشت پر کر کے باندھ دیئے اور اسے میز پر کھڑا کر کے پھندا گلے میں ڈال دیا۔ نقلی عمران سکتے کی

حالت میں تھا۔ اس نے دار پر چڑھنے میں ذرہ بھر مزاحمت نہیں کی تھی اسی سکتے کی حالت میں وہ پھانسی پر چڑھ گیا پھر ساڈال نے کافی دیر تک عمران کو غداری پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر اسے بری طرح ناکامی ہوئی تھی وہ عمران کو ہلا بھی نہیں سکا تھا۔

''تو پھر اپنے ہمشکل سے بھی ہاتھ دھو لو''...... ساڈال نے کہا اور ہاتھ سے اشارہ کیا فوراً ہی ان دونوں نے میجر فرہاد کے پیروں کے نیچے سے میز کھینچ لی۔ میجر فرہاد کے جسم کو جھٹکا لگا اور وہ پھندے میں جھول گیا وہ بری طرح تڑپ رہا تھا مگر بے بس تھا دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

''میں تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا ساڈال۔ اتنے ٹکڑے کے انہیں کوئی گن بھی نہیں سکے گا''...... عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''اسی طرح خون جلاتے جلاتے تم خود بھی موت کی آغوش میں جا پہنچو گے عمران بہتر ہے کہ میری بات مان لو''...... ساڈال نے سفاکی سے کہا۔

''نہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو گا''...... عمران غرایا۔

''پھر تم بھی مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... ساڈال نے بھی جواباً غرا کر کہا۔

''مار ڈالو''...... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ ساڈال کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی تھی۔

''میں تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دیتا ہوں''...... ساڈال نے کہا اسی لمحے مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلی تھی تو ساڈال مشین کی طرف بڑھ گیا۔

''ہیلو''...... اس نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔ دوسری جانب سے عبرانی زبان میں کچھ کہا گیا فوراً ہی ساڈال کے چہرے کے تاثرات بدل گئے پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور عمران کے پاس آ گیا۔

''میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں ابھی واپس آتا ہوں عمران۔ اتنی دیر تم اپنے فیصلے پر پھر غور کر لو کیونکہ تمہارے اس فیصلے پر تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی زندگی اور موت کا دارومدار ہے''...... ساڈال نے کہا۔

''میرا جواب اس وقت بھی یہی رہے گا''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے پھر میں آ کر تمہارا فیصلہ کرتا ہوں''...... ساڈال نے کہا اور عمران کے عقب میں جا کر غائب ہو گیا مشین کے پاس سے ہٹنے سے پہلے اس نے شیشے کی دیوار کو غائب کر کے اسے پہلے کی طرح کر دیا تھا۔ ساڈال کے جاتے ہی عمران نے اپنی گردن کو موڑ موڑ کر چاروں طرف یہ دیکھنا شروع کر دیا کوئی ذی روح اس کے علاوہ یہاں موجود ہے [illegible] اور پھر یہ اطمینان ہو جانے کے بعد کہ اس کے علاوہ اور [illegible] اس وقت کمرے میں موجود نہیں ہے، وہ

جھکا اور اپنے سر کو بائیں طرف اس حد تک جھکا دیا کہ منہ ریسٹ واچ تک پہنچ جائے۔ ریسٹ واچ منہ سے لگتے ہی اس نے ریسٹ واچ کا رخ ذرا سا گھمادیا یہ عمران کی خصوصی ریسٹ واچ تھی۔ ریسٹ واچ کا اوپر کا حصہ عمران کی مرضی کے مطابق گھوم گیا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے پھر اس نے دانتوں کی مدد سے ریسٹ واچ کا بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی ریسٹ واچ کے اسٹیل کے کیس کے کناروں پر کئی رنگوں کے ننھے ننھے بٹن ابھر آئے اس نے جھک کر دانتوں سے ایک بٹن کو دبا کر پھرتی سے سر اوپر کر لیا فوراً ہی ریسٹ واچ میں ایک باریک سا سوراخ نمودار ہوا پھر اس سوراخ سے کاسنی رنگ کی روشنی کی شعاع نکل کر رسی پر پڑی۔

دوسرے ہی لمحے رسی اس طرح کٹتی چلی گئی جیسے اسے تیز دھار خنجر سے کاٹا گیا ہواور اس کا ہاتھ آزاد ہو گیا۔ عمران نے پھرتی سے دوسرے ہاتھ کی مدد سے ریسٹ واچ اتاری اور اس کا شعاع والا حصہ دوسرے ہاتھ کی رسی کی طرف کر دیا۔

طاقتور لیزر شعاع نے ایک سیکنڈ میں اس رسی کو بھی کاٹ دیا اور عمران کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے اس نے بڑی تیزی سے پیروں کو بھی آزاد کیا اور کرسی سے کھڑا ہو گیا پھر اس نے مخصوص انداز میں چند لمحے وارم اپ کر کے اپنے جسم کو چاق و چوبند کیا اور مشین کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے وہ بٹن دبایا جس کے دبانے سے ممبران کے کمرے کی

دیوار ہٹ کر شیشے کی دیوار سامنے آجاتی تھی۔ بٹن دبتے ہی دیوار سرک گئی اور سارے ممبران نظر آنے لگے وہ لوگ دروازے پر زور آزمائی کر رہے تھے۔ عمران نے وہ بٹن دبایا جسے دبا کر دوسری طرف والوں سے ساؤال نے بات کی تھی۔

"میں عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"عمران تم آزاد ہو گئے ہو"...... جولیا کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں اور اب میں تمہارے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا اور ایک ایک کر کے وہ تمام بٹن دباتا چلا گیا جن کے اوپر ڈور کا لفظ لکھا ہوا تھا چوتھا بٹن دباتے ہی اس کمرے کا دروازہ کھل گیا جس میں سیکرٹ سروس کے ممبران قید تھے۔

دروازہ کھلتے ہی عمران تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھا جس میں وہ ریکارڈنگ موجود تھی جس میں اس نے ایکسٹو سے اس انداز میں بات کی تھی۔ جس سے اس کا ایکسٹو ہونا ثابت ہوتا تھا اور پھر الماری ریکارڈنگ کو ریکارڈر سمیت اٹھا کر اس نے کمرے کے آخر میں موجود آتشدان میں ڈال دیا یہ آتشدان بجلی سے گرم ہونے والا تھا۔

اس نے آتشدان کے قریب دیوار میں لگا ہوا بٹن دبا دیا فوا ہی

شعلہ سا چمکا اور بجلی کا آتشدان دہکنے لگا اور چند لمحوں کے اندر ریکارڈر جل کر راکھ ہو گیا۔ عمران پلٹا اور مشین کی طرف بڑھا پھر اس نے مشین کو ایک ٹھوکر ماری ہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ساڈال اندر داخل ہوا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم آزاد کیسے ہو گئے''...... اڈال کے منہ سے نکلا اور اسی لمحے عمران نے ایک جست لگائی اور ساڈال پر جا پڑا۔

''ابھی بتاتا ہوں کہ کیسے آزاد ہوا ہوں''...... عمران نے دانت پیستے ہوئے غرا کر کہا اور ساڈال کے منہ پر مکا دے مارا۔ ساڈل کے منہ سے زور دار چیخ نکلی۔ وہ اچھل کر پیچھے ہٹا لیکن پھر اسی تیزی سے ایک پیر پر گھوم کر عمران کی طرف آیا۔ اس نے لات پوری قوت سے عمران کے سینے پر مارنی چاہی لیکن عمران اچھل کر سائیڈ پر ہو گیااور اس نے اپنی ٹانگ ساڈال کی دوسری ٹانگ پر مار دی۔ ساڈال اچھلا اور دھڑام سے پیچھے فرش پر جا گرا۔ لیکن اس نے اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ وہ اٹھا اور تیزی سے عمران پر جھپٹا اور پھر وہ یکلخت عمران سے لپٹ گیا۔ مگر عمران کے جسم میں تو گویا ہزاروں پہلوانوں کی طاقت آ گئی تھی اس نے ایک جھٹکے سے ساڈال کو اٹھا کر فرش پر دے مارا۔

''بے رحم جلاد۔ سفاک درندے۔ میں تمہاری بوٹی بوٹی الگ کر دوں گا''...... عمران نے دانت پیستے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا۔

عمران کی آنکھوں سے گویا چنگاریاں نکل رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی شیر زخمی ہو کر شکاری سے ہی بھڑ گیا ہو۔

''تمہاری موت میرے ہاتھوں لکھی ہے عمران''...... ساڈال نے فرش پر گرنے کے بعد بجلی کی سی تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران پر جست لگا دی۔

''تمہارے لئے موت کا فرشتہ میں ہی ہے اور اب تم موت کا ذائقہ چکھنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... عمران نے ساڈال کو دونوں ہاتھوں پر روکنے کے بعد شیشے کی دیوار پر مارتے ہوئے کہا۔ لیکن شیشے کی دیوار سے ٹکرانے کے بعد ساڈال اس طرح واپس عمران کی طرف آیا تھا جیسے دیوار میں لگے ہوئے اسپرنگوں نے اسے پوری قوت سے واپس اچھال دیا ہو۔ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گرے اور پھر دونوں کے درمیان جان لیوااور انتہائی خوفناک لڑائی شروع ہو گئی۔ موت اورزندگی کی اس جنگ میں کون کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے یہ ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا۔ اچانک ساڈال نے عمران کو اچھالا اور عمران بائیں سمت موجود لوہے کی کرسی سے ٹکرا کر فرش پر گرا اور پھسلتا چلا گیا۔

''اپنے ہمشکل کی طرح اب تم بھی موت کی وادی میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... یہ کہتے ہوئے ساڈال نے بڑی پھرتی سے ایک چھوٹا سا ریوالور نکال کر اس کا رخ عمران کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور کی نال سے سرخ رنگ کی شعاع نکلتے دیکھ کر

عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا تو شعاع ٹھیک اس جگہ پڑی جہاں چند لمحے پہلے وہ موجود تھا۔ فوراً ہی دھماکہ ہوا اور فرش کا وہ حصہ اڑ گیا جہاں شعاع ٹکرائی تھی۔

ساڈال نے دوبارہ ٹریگر دبایا دوسری بار شعاع عمران کی طرف لپکی مگر عمران سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے بچ گیا اور فرش پھر ایک جگہ سے اڑ گیا پھر عمران نے ساڈال کو تیسری بار ٹریگر دبانے کی مہلت نہیں دی تھی۔ وہ اچھلا اور بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا ساڈال کی طرف گیا۔ پھر اس کی دونوں لاتیں ساڈال کے سینے پر پڑی تھیں۔

ساڈال اچھلا اور مشین پر جا گرا ایک چھناکا ہوا اور مشین میں لگے ہوئے ڈائلوں کے شیشے ٹوٹ گئے اس کے ساتھ ہی ساڈال بری طرح چلایا تھا پھر وہ اچھل کر نیچے فرش پر گر پڑا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ یہ دیکھ کر عمران ساڈال کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کے ساڈال تک پہنچنے سے پہلے ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور یکے بعد دیگرے پانچ مسلح آدمی اندر گھس آئے آتے ہی وہ عمران پر جھپٹے تھے۔ عمران خونخوار انداز میں ان کی طرف مڑا اور ان میں سے ایک کو کمر سے پکڑ کر اٹھایا اور دوسروں پر اچھال دیا۔ جسے اچھالا تھا وہ دو مسلح آدمیوں سے ٹکرا کر ان سمیت فرش پر گرا تھا۔

دوسرے عمران سے لپٹ گئے تھے مگر عمران تو اس وقت چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے ہمشکل عمران اور

افراب کو بھیانک موت سے ہمکنار کیا گیا تھا۔ وہ بے بسی سے دیکھتا رہ گیا تھا۔ اس کے سینے میں جو لاوا ابل رہا تھا وہ ان کے قابو میں کیسے آ سکتا تھا۔ عمران نے ان میں سے ایک کی مشین گن چھین لی اور جھپٹ جھپٹ کر ان پر حملے کرنے لگا دروازے سے ایک کے بعد ایک مسلح آدمی اندر داخل ہو رہے تھے لیکن ان میں سے کسی کو بھی اتنا موقع نہیں مل رہا تھا کہ وہ مشین گن چلا سکتا۔ البتہ عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ایک کے بعد ایک ان مسلح آدمیوں کی کھوپڑیاں توڑ رہی تھی ان کے بھیجے نکال رہی تھی۔ کسی کا ہاتھ ٹوٹ رہا تھا اور کسی کے سینے میں شگاف پڑ رہا تھا۔ عمران دیوانوں کے سے انداز میں ان لوگوں کو جہنم رسید کر رہا تھا اس کے گرد کئی خون آلود لاشیں جمع ہو گئی تھیں۔

''ایک ایک کو مار ڈالوں گا''...... عمران نے دہاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ اس طرح حرکت کر رہے تھے۔ جیسے ان میں کوئی مشین فٹ ہو گئی ہو۔ مسلح آدمی بھی مسلسل اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ وہ عمران پر قابو پا لیں مگر بپھرا ہوا شیر اور بگڑا ہوا ہاتھی بھی کبھی آسانی سے قابو آیا ہے جو عمران آ جاتا۔ وہ لاش پر لاش گراتا رہا۔ وہ کمرہ مسلح آدمیوں کا مدفن بن گیا تھا۔ ساڈال مشین سے چپکا کھڑا دہشت ناک نظروں سے عمران کو لڑتا دیکھ رہا تھا۔

''گولی مار دو اسے۔ مار ڈالو۔ چھلنی کر ڈالو اسے''...... وہ وحشت زدہ لہجے میں چلا چلا کر مسلح آدمیوں سے کہہ رہا تھا۔

"ہاں۔ ہاں آؤ اور مجھے مار ڈالو"...... عمران نے ہذیانی انداز میں کہا پھر ان میں سے کسی کو عقل آئی اور اس نے بھی عمران کے سے انداز میں مشین گن پکڑی اور عمران پر وار کیا مگر عمران کسی اور مسلح آدمی کو مارنے کے لئے مڑ گیا تھا اس لئے اس مسلح آدمی کی ضرب دوسرے مسلح آدمی کی کھوپڑی پر لگی۔ پوری قوت سے ضرب لگی تھی اس لئے بھچاک کی آواز کے ساتھ ہی ضرب کھانے والے مسلح آدمی کے سر سے خون اور بھیجا باہر نکل آیا۔

"چھلنی کر دو اسے"...... ساڈال دہاڑا۔

"تم خود آ جاؤ سفاک درندے۔ میں تمہیں بھی جہنم واصل کر دوں گا"...... عمران نے جواباً دہاڑ کر کہا۔

"اگر یہ بچ گیا تو میں تم سب کو مار ڈالوں گا"...... ساڈال غرایا پھر وہ دیوانوں کے سے انداز میں فرش پر کچھ تلاش کرنے لگا شاید وہ اپنے ہاتھ سے نکل جانے والا عجیب وغریب شعاعی ریوالور ڈھونڈ رہا تھا۔

"تم سے پہلے میں ان کو جہنم رسید کر دوں گا"...... عمران کی دہاڑ سے کمرہ گونج اٹھا تھا اور اس کے ہاتھ کچھ اور تیزی سے چلنے لگے تھے۔ کمرے میں آنے والے مسلح آدمیوں کی خاصی تعداد اب بھی عمران سے برسر پیکار تھی اب وہ اچھل اچھل کر عمران کے وار بچا کر اسے پکڑنے یا مار ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے مگر عمران تو دیوانہ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے اس قدر درندگی جھلک رہی تھی

کہ دیکھنے والا کانپ جائے۔ ایک ایک کر کے مسلح آدمی ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ عمران کے پیروں کے نیچے اب لاشیں ہی لاشیں تھیں اور وہ خون سے نہا کر بے حد بھیانک لگ رہا تھا۔ انتقام کے جوش نے اسے پتھر کا سا بنا دیا تھا۔ ساڈال ابھی تک ریوالور تلاش نہیں کر سکا تھا کہ عمران اس کی طرف مڑا۔

"اب بولو درندے۔ کیا حشر کروں میں تمہارا کس طرح ماروں تمہیں"...... عمران نے اسے گھور کر کہا۔

"عمران۔ مم۔ مجھے معاف کر دو"...... ساڈال نے ہکلا کر کہا خوف و دہشت سے اس کا چہرہ سیاہ پڑتا جا رہا تھا۔

"معاف کر دوں تم کو جس نے دو معصوم لوگوں کو اس قدر بھیانک انداز میں اور سفاکی سے موت کے گھاٹ اتارا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ مم۔ میرا ڈیوٹی تھی عمران۔ تم خود بھی اپنے ملک کے لئے یہی سب کچھ کرتے ہو"...... ساڈال نے ہکلا کر کہا۔

"نہیں۔ میں کبھی بے گناہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایسا درندگی آمیز سلوک نہیں کرتا"...... عمران نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"معاف کر دو۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے چھوڑ دو۔ یہ ایٹمی پلانٹ میں تمہارے حوالے کر دیتا ہوں۔ مجھے یہاں سے جانے دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں اپنی شکست قبول کرتا ہوں۔ میں یہاں سے واپس چلا جاؤں گا۔ پھر کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گا۔ مجھے جانے دو عمران۔

پلیز''...... ساڈال نے ہاتھ جوڑ کر بری طرح سے کانپتے ہوئے کہا۔ اسے عمران کے چہرے پر درندگی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کا چہرہ پتھر کی طرح سپاٹ تھا اور اس کی آنکھیں چنگاریاں اڑا رہی تھیں۔

''اگر تم ان دونوں کو میری آنکھوں کے سامنے ہلاک نہ کرتے تو میں شاید تم سے رعایت کر دیتا لیکن اب نہیں۔ سوری ساڈال۔ اب تمہارے ساتھ تمہارا ساڈال مشن یا ساڈال پلان بھی یہیں ختم ہو گا۔ ناؤ ساڈال گیم از فنش''...... عمران دہاڑا۔

''عمران۔ مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو''...... ساڈال نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے عقبی طرف سے آہٹ کی آواز سن کر عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا تھا پھر دروازے سے داخل ہونے والے سیکرٹ سروس کے ممبروں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے مگر دوسرے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سے اچھل کر دور جا گرا۔ ساڈال نے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے فلائنگ کک ماری تھی پھر وہ دروازے کی طرف دوڑا ہی تھا کہ عمران آسانی بجلی کی طرح تڑپ کر اچھلا اور اس نے ساڈال کو فضا میں ہی دبوچ لیا۔ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے لاشوں پر گرے تھے پھر عمران نے ساڈال کو اٹھایا اور دوبارہ مشینوں پر دے مارا۔

''اتنی آسانی سے تمہیں فرار نہیں ہونے دوں گا''...... عمران

دہاڑا۔ ساڈال مشین پر گرا تھا اور اسے توڑتا ہوا دوسری طرف جا گرا اس کی چیخ لرزہ دینے والی تھی۔ شیشوں نے اس کے جسم میں کئی زخم ڈال دیئے تھے اور اب ان زخموں سے خون کی دھاریں بہہ رہی تھی۔

''رحم عمران رحم''...... ساڈال گڑگڑایا۔

''کیا عمران اور افراب پر تم نے رحم کیا تھا''...... عمران نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ وہ سب ایک لمحے کے لئے کانپ کر رہ گئے۔

''عمران۔ کیا تم عمران ہو''...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا اس کے ساتھی بھی حیرانی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''ہاں ہاں۔ یہ عمران ہے۔ یہ ابن بطوطہ نہیں ہے۔ ہم نے جسے اپنے پاس قید کر رکھا تھا وہ عمران کا ہمشکل نقلی عمران تھا اور وہ لڑکیا فراب بھی نقلی تھی''...... ساڈال نے چیختے ہوئے کہا۔

''یو شٹ اپ نانسنس''...... عمران نے ساڈال کے منہ پر زور دار تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

''عمران اسے گرفتار کر لو''...... جولیا نے چلا کر کہا۔

''میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اسے زندہ پکڑنا زیادہ بہتر ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''میں اسے زندہ نہیں رہنے دوں گا جولیا''...... عمران نے غراتے

ہوئے کہا اور خونخوار انداز میں ساڈال کی طرف بڑھنے لگا۔

''ساڈال کو گرفتار کرو اور عمران کو ایک طرف ہٹا دو''...... جولیا نے صفدر اور تنویر سے کہا اور ان لوگوں نے آگے بڑھ کر عمران کو گھیر لیا جبکہ صدیقی اور چوہان نے ساڈال کر پکڑ لیا تھا۔

''تم اسے بچانا چاہتی ہو اس درندے کو جس نے میری آنکھوں کے سامنے دو معصوم اور بے گناہوں کے ٹکڑے کئے ہیں انہیں پھانسی پر چڑھایا ہے۔ ادھر دیکھو ادھر''...... عمران نے شیشے کی نمودار ہو جانے والی دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دہاڑ کر کہا تو وہ سب عمران کے اشارے پر مڑے مشینیں تباہ ہو جانے کے بعد دیواریں سرک گئی تھیں اور شیشے کی پارٹیشن نما دیوار نظر آنے لگی تھی اس دیوار کے دوسری جانب لڑکی کے ٹکڑے اور عمران کی پھندے سے لٹکی ہوئی لاش صاف نظر آ رہی تھی وہ لوگ اس منظر کو دیکھ کر کپکپا اٹھے تھے۔ عمران نے اس دوران آگے بڑھ کر آتشدان میں موجود الیکٹرک ہیٹر کا بٹن آن کر دیا اور ساڈال کی طرف بڑھا مگر جولیا نے اس کا راستہ روک لیا۔

''ہم اس سے بہت سی اہم معلومات حاصل کر سکتے ہیں عمران اس لئے اس کا زندہ رہنا ضروری ہے''...... جولیا نے نرم لہجے میں کہا۔

''میں تم لوگوں کو بہت سے اہم راز بتاؤں گا۔ مجھے مت مارو''۔ اچانک مشین کے پاس موجود ساڈال نے ہذیانی انداز میں کہا۔

''یہ ٹھیک کہہ رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں''...... عمران غرایا وہ ساڈال کے اتنے قریب کھڑا ہوا تھا کہ ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن دبوچ سکتا تھا۔

''ساڈال کو مار ڈالا تو چیف ہمیں کچا چبا جائے گا''...... جولیا نے کہا اور اس جملے پر ساڈال بری طرح چونک پڑا۔

''ایکسٹو''...... ساڈال نے کہا اور ایک ہذیانی قہقہہ اس کے منہ سے ابل پڑا فوراً ہی عمران کے ذہن میں ایک خیال ابھرا تھا کہ ساڈال اب ایکسٹو کا راز افشاں کر دے گا وہ بتا دے گا کہ وہ ہی ایکسٹو ہے۔

''نہیں۔ نہیں''...... عمران کے ذہن نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کبھی نہیں ہو سکتا۔

''ایکسٹو تو تمہارے پپ''...... ساڈال نے کہنا چاہا وہ شاید یہ کہنا چاہتا تھا کہ ایکسٹو تو تمہارے پاس کھڑا ہے مگر وہ صرف پپ ہی کہہ سکا تھا کیونکہ عمران کا ہاتھ بجلی کی تیزی سے حرکت میں آ کر ساڈال کی گردن پر پڑا تھا۔ چ۔ کی آواز ساتھ ہی ساڈال کا جملہ ادھورا رہ گیا۔

''یہ کیا کیا عمران''...... جولیا نے تڑپتے ہوئے ساڈال کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کیا کیا''...... عمران نے دوہرایا پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کو روکتا اس نے جھک کر ساڈال کو اٹھایا اور پھرتی سے آگے بڑھ کر

دہکتے ہوئے آتشدان میں ڈال دیا۔

”عمران“...... جولیا نے چیخ کر کہا پھر وہ آتشدان کی طرف بڑھی تھی مگر اتنی دیر میں عمران ساڈال کو آتشدان میں پھینک چکا تھا۔

”خبردار۔ کسی نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو بھون ڈالوں گا“...... عمران نے ایک مشین گن اٹھا سیکرٹ سروس کے ممبران کو نشانے پر لیتے ہوئے اس قدر سرد اور سفاک لہجے میں کہا کہ وہ ٹھٹھک کر رک گئے ان کے جسموں میں سرد لہریں دوڑ گئی تھیں۔ ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر سرایت کر گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں جلتے ہوئے ساڈال کی چیخیں گونج رہی تھیں۔ انسانی گوشت جلنے کی سرانڈ وہاں پھیل گئی تھی۔ جولیا اور اس کے ساتھی بے بسی سے آتشدان میں ساڈال کو جل کر راکھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔

دانش منزل کی میٹنگ ہال میں عمران سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ ساڈال کے ہلاک ہونے کے بعد ایکسٹو نے کھاد فیکٹری میں فوج بھجوا دی تھی جس نے فیکٹری کا کنٹرول سنبھال لیا تھا اور وہاں بننے والا ایٹمی پلانٹ اب فوج کے قبضے میں تھا اور وہاں جو ایٹمی میزائل تیار کئے گئے تھے ان سب پر بھی قبضہ کر لیا گیا تھا۔ ساڈال پلان ختم ہو چکا تھا اس لئے چیف نے اس کیس کی تفصیلات بتانے کے لئے ان سب کو میٹنگ ہال میں بلایا تھا۔ وہ سب پہنچ چکے تھے۔ عمران کافی لیٹ آیا تھا۔ اس نے ابن بطوطہ کا میک اپ ختم کر دیا تھا اور اپنی مخصوص کرسی پر سنجیدہ اور خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران کے ذہن میں بہت سے سوالات تھے جو وہ عمران سے پوچھنا چاہتے تھے لیکن اس سے پہلے وہ چیف سے اس کیس کے بارے میں تفصیل سننا چاہتے تھے اس لئے چاہنے

کے باوجود انہوں نے عمران اسے کوئی سوال نہ کیا تھا البتہ جولیا یہ جان کر خاصی خوش اور مطمئن نظر آ رہی تھی کہ عمران اور افراب کی شادی اصل نہیں تھی بلکہ وہ سارا سیٹ اپ عمران کا ہی بنایا ہوا تھا۔

وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جولیا کے سامنے ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا اور ان سب کی نظریں ٹرانسمیٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا۔ چونکہ ٹرانسمیٹر میں مائیک اور اسپیکر ایک ساتھ لگے ہوئے تھے اس لئے انہیں بار بار اوور کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔

''سب پہنچ گئے''...... چیف کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یس چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا عمران بھی پہنچ گیا ہے''...... ایکسٹو نے پوچھا۔

''عمران اپنی نہ ہونے والی بیوی کے غم میں صحرا صحرا، جنگل جنگل بھٹک رہا ہے چیف۔ اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''بکواس بند کرو اور خاموش رہو''...... ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی تو عمران سہم کر رہ گیا۔ اسے اس خوفزدہ ہوتے دیکھ کر ان سب کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ یہی عمران ان سب کے سامنے شیر بنا رہتا تھا لیکن چیف کے سامنے ہمیشہ بھیگی بلی بن جاتا تھا۔

''تم سب کیس کی تفصیلات سننے کے لئے بے تاب ہو گے''۔ چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بھیروں بھی سنا دیں تو ہم وہ بھی سن لیں گے''...... عمران نے ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔

''تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے''...... چیف نے غرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ آپ کہتے ہیں تو میں خاموش ہو جاتا ہوں ویسے بھی کہا جاتا ہے کہ ایک چپ سو سکھ۔ میں جتنا بولوں گا آپ کو اتنا ہی گراں گزرے گا اور آپ خواہ مخواہ مجھے ڈانٹ کر میرا خون جلاتے رہیں گے۔ اس لئے میرا خاموش ہو جانا ہی بہتر ہے''۔ عمران کی زبان نان سٹاپ چلنے لگی۔

''یہ تم چپ ہوئے ہو''...... چیف نے غرا کر کہا۔

''یس چیف۔ دیکھ لیں۔ میرے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

''عمران''...... چیف نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ عمران سمیت تمام ممبران بھی بری طرح سے لرز اٹھے۔ عمران نے فوراً منہ پر انگلی رکھ لی۔

''اب اگر تم بولے تو تمہاری کرسی میں تیز برقی رو دوڑا دوں گا اور تم اسی طرح جل کر راکھ بن جاؤ گے جیسے تم نے ساڈال کو آتشدان میں ڈال کر جلایا تھا''...... ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے ایکسٹو اسے دیکھ رہا ہو۔

"یہ کہانی اس وقت شروع ہوئی جب سرداور نے خلاء میں دیکھنے والی دوربین سے خلاء سے چند نے گرازوں کو پاکیشیا کی طرف آتے دیکھا تھا۔ سرداور خلائی ریسرچ کر رہے تھے تو انہیں چند نے گراز آتے دکھائی دیئے تھے جو پاکیشیا کے شمالی علاقوں میں لینڈ کر گئے تھے۔ چونکہ سرداور پہلے بھی نے گرازوں کو دیکھ چکے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ یہ نے گراز زیرو لینڈ والوں کے ہیں اس لئے سرداور نے فوری طور پر مجھے ان نے گرازوں کے بارے میں بتا دیا۔ جب مجھے نے گرازوں کے پاکیشیا آنے کا علم ہوا تو میں نے عمران کو فوری طور پر ان اطراف میں بھیج دیا جہاں سرداور نے نے گرازوں کو لینڈ ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ عمران اپنی ہر ممکن کوشش کے باوجود ان نے گرازوں کو نہ ڈھونڈ سکا تھا۔ البتہ ایک پہاڑی علاقے میں نے گراز وں کے لینڈنگ ہونے کے نشانات ضرور ملے تھے۔ جس کا مطلب تھا کہ زیرو لینڈ سے نے گراز آئے تھے اور پھر واپس چلے گئے تھے۔ ان کا اس طرح بڑی تعداد میں پاکیشیا کی سرزمین پر لینڈ کرنا خالی از علت نہ ہو سکتا تھا اس لئے مجھے یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ ضرور زیرو لینڈ کے ایجنٹ پاکیشیا میں کسی اہم مشن کو مکمل کرنے پہنچے ہیں۔ زیرو لینڈ کے مشن عموماً پاکیشیا کو تباہ کرنے یا پھر پاکیشیا میں فسادات پھیلانے کے ہوتے ہیں۔ اس بار چونکہ بڑی تعداد میں نے گرازوں کو آتا دیکھا گیا تھا اس لئے عمران نے مجھ سے مشورہ کیا اور ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ

زیرو لینڈ کے ایجنٹ پاکیشیا میں کسی بڑی اور خوفناک کارروائی کرنے کے ارادے سے پہنچے ہیں۔ ان کے ٹاپ ایجنٹوں میں سنگ ہی، فنچ، بلیک جیک کے بعد ہمیں ان کے ایک اور ایجنٹ کی پاکیشیا میں موجودگی کا پتہ چلا تھا جس کا نام ساڈال ہے۔ یہ ساری معلومات ہمیں ایک ایسے ٹرانسمیٹر سے ملی تھیں جو زیرو لینڈ والوں کا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے اس ٹرانسمیٹر کو کافی عرصہ سے اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر میں چند بنیادی تبدیلیاں کر دی تھیں کہ اگر زیرو لینڈ والے پاکیشیا آئیں اور وہ ٹرانسمیٹر پر آپس میں بات کریں تو ان کی کالز کو اس ٹرانسمیٹر پر سنا اور ٹیپ کیا جا سکے۔ عمران نے اس ٹرانسمیٹر کو آن کیا تو اس نے ساڈال اور سنگ ہی کی چند کالیں ٹیپ کر لیں جو پاکیشیا میں پہنچنے سے متعلق تھیں۔ سنگ ہی اور تھریسیا تو پاکیشیا نہیں آئے تھے لیکن ان کالز سے عمران کو ساڈال اور اس کے ساتھ نانوتہ اور مادام شی تارا کی پاکیشیا میں آمد کا علم ہو گیا لیکن آپ سب جانتے ہیں کہ زیرو لینڈ کے ایجنٹ ہمیشہ خفیہ طور پر ساری کارروائیاں کرتے ہیں۔ جب تک وہ اپنا کام مکمل نہ کریں ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ منظر پر نہ آئیں۔ انہی کالز سے عمران کو اس بات کا بھی پتہ چلا کہ ان لوگوں کو ایک لڑکی کی تلاش ہے جس کا نام افراب ہے۔ افراب پاکیشیا کے ایٹمی پلانٹ کی نگران آفیسر تھی وہ پاکیشیا میں بنائے گئے تمام ایٹمی پلانٹس کے ساتھ ساتھ ایٹمی میزائلوں کی بھی چیکنگ کرتی تھی اور انہیں وقتاً

فوتناً چیک کرتی تھی تاکہ ان کی کارکردگی میں کوئی ٹیکنیکل پرابلم نہ
پیش آئے۔ افراب کا تعلق سرداور کے ایک دوست ڈاکٹر عالم سے
تھا اور انہوں نے افراب کو سرداور کی نگرانی میں دے رکھا تھا۔
افراب کی ذمہ داری تھی کہ اب تک جتنے بھی نان نیوکلیئر اور نیوکلیئر
میزائل اور بم بنائے گئے ہیں ان کا باقاعدہ تجزیہ کرے۔ ،،ر ان کی
خامیوں اور ان میں وقت گزرنے کے ساتھ جو فالٹ پیدا ہوں ان
کے بارے میں سرداور یا متعلقہ سائنس دانوں کو آگاہ کرے۔ جب
عمران کو اس بات کا علم ہوا کہ زیرو لینڈ والے افراب تک پہنچنا
چاہتے ہیں اور اسے اغوا کرنا چاہتے ہیں تو اس نے زیرو لینڈ والوں
کو اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے افراب کو غائب کر دیا اورا
سکی جگہ ملٹری انٹیلی جنس کی ایک لیڈی ایجنٹ کو ہائر کیا اور اسے
افراب بنا دیا۔ افراب کے اہل خانہ کو بھی تیار کیا گیا اور پھر عمران
نے زیرو لینڈ کے ایجنٹوں کو سامنے لانے کے لئے ایک سپیشل گیم
کھیلنے کا پروگرام بنایا۔ عمران جانتا تھا کہ زیرو لینڈ والے جس قدر
چاہیں چھپ جائیں لیکن زیرو لینڈ کی ناگن تھریسیا جو عمران کو پسند
کرتی ہے۔ اگر اسے یہ پتہ چل جائے کہ عمران کی شادی کسی اور
لڑکی سے ہو رہی ہے تو وہ سب کام چھوڑ کر فوراً زیرو لینڈ سے
پاکیشیا پہنچ جائے گی۔ چنانچہ عمران نے افراب کے ساتھ شادی
کرنے کا پروگرام بنایا۔ سوپر فیاض ،عمران کے پاس ایک آدمی کو
ملوانے لے گیا جسے دیکھ کر عمران بھی حیران رہ گیا کیونکہ وہ آدمی سو

فیصد عمران کا ہمشکل تھا حتیٰ کہ اس کا نام بھی علی عمران تھا۔ اس علی
عمران کے بارے میں تحقیقات کی گئی تو وہ ایک شریف آدمی ثابت
ہوا اور اس نے ایک یتیم خانے میں پرورش پائی تھی ۔وہ علی عمران
اور اس علاقے کی ایک لڑکی فرزانہ ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے
اور جلد ہی ان کی شادی ہونے والی تھی۔ عمران کے کہنے پر اس لڑکی
کے چہرے پر افراب کا میک اپ کر دیا گیا۔ کوٹھی میں انٹیلی جنس
کے افراد کو تعینات کر دیا گیا۔ وہاں سے سرعبدالرحمٰن، عمران کی اماں
بی اور اس کی بہن ثریا کو بھی سر سلطان نے اپنی کوٹھی پر بلوا لیا اور
پھر اس کوٹھی کا پورا کنٹرول ملٹری انٹیلی جنس نے سنبھال لیا۔ ان کی
نگرانی میں نقلی عمران اور نقلی افراب کی شادی کرائی گئی۔ پھر عمران
کے کہنے پر زیرو لینڈ والوں کو دکھانے کے لئے سرعبدالرحمٰن کا کردار
نبھانے والے شخص نے جو ملٹری انٹیلی جنس کا میجر فرہاد تھا ان دونوں
کو کوٹھی کے تہہ خانے میں قید کر دیا۔ عمران کو یقین تھا کہ زیرو لینڈ
کے ایجنٹ انہیں وہاں سے اغوا کر کے لے جانے کی کوشش ضرور
کریں گے۔ اس نے ملٹری انٹیلی جنس کو چاک و چوبند کر رکھا تھا
اور خود بھی کوٹھی کی نگرانی کر رہا تھا۔ پھر وہی ہوا۔ زیرو لینڈ کے
ایجنٹوں نے نقلی عمران اور اس کی بیوی کو اغو کر لیا۔ زیرو لینڈ والے
سائنسی اسلحے سے لیس تھے۔ وہ تیزی سے آئے اور کوٹھی کے تہہ
خانے سے نقلی عمران اور افراب کو عمران اور اس کی بیوی سمجھ کر نکال
کر لے گئے۔ عمران نے جو کالز سنی تھیں وہ ساڈال کی تھیں جو نہ

صرف نانوتہ سے بھی رابطے میں تھا بلکہ مادام شی تارا سے بھی بات کرتا تھا اور اس کا رابطہ لوگاس سے بھی تھا جو یہاں زیرو لینڈ کے ایجنٹ کی حیثیت سے پہلے سے ہی پاکیشیا میں موجود تھا۔ ساڈال نے چیف بن کر لوگاس کو ہدایات دی تھیں اور لوگاس نے ان ہدایات پر عمل کر کے نقلی عمران اور نقلی افراب کو اغوا کر کے قید کر لیا تھا۔ اس نے اس قید خانے کو خفیہ رکھا ہوا تھا اور جب اسے معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس، عمران اور اس کی بیوی کی تلاش میں حرکت میں آ گئی ہے تو وہ فوراً روپوش ہو گیا۔ ادھر نانوتہ اور مادام شی تارا سے ساڈال عمران کے ساتھیوں کو ہلاک کرانے کا کام لے رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ٹریس کرانا اور انہیں ہلاک کرنا اتنا آسان ثابت نہیں ہو گا لیکن اس کے باوجود اس نے نانوتہ اور مادام شی تارا کو اس لئے اس کام پر لگا دیا تھا تاکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھائے رکھے اور وہ اطمینان سے اپنا مشن مکمل کر لے۔ ساڈال نے اپنا پلان کے تحت ایک کھاد کی فیکٹری پر قبضہ کیا اور وہاں زیرو لینڈ سے لائی ہوئی مشینوں اور آلات کی مدد سے ایٹمی پلانٹ بنانا شروع کر دیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ پاکیشیا میں ہی ایٹمی پلانٹ بنا کر اسی ایٹمی پلانٹ سے پورے پاکیشیا کو تباہ و برباد کر دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اس کا یہ ارادہ بھی تھا کہ وہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی بھی اصلیت

معلوم کر کے رہے گا۔ اس نے نقلی عمران اور اس کی بیوی کو اغوا کر کے تم سب کو کھاد فیکٹری میں بلانے کی پلاننگ کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران تو اس کی قید میں ہے اس لئے اس بار ایکسٹو اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے آئے گا۔ عمران نے چونکہ ابن بطوطہ کا روپ دھار رکھا تھا۔ اس لئے جب وہ ساڈال کے سامنے آیا تو ساڈال نے اسے ہی ایکسٹو سمجھ لیا۔ عمران ایسا خصوصی میک اپ کر رکھا تھا کہ کوئی اسے آسانی سے نہ پہچان سکے۔ چونکہ معاملہ زیرو لینڈ والوں کا تھا اور وہ عمران پر مسلسل نظریں رکھے ہوئے تھے اس لئے عمران کو تم سب کے ساتھ ایسا سلوک کرنا پڑ رہا تھا کہ تم کسی بھی طرح اسے عمران نہ سمجھو اور اس سے غصہ اور نفرت رکھو تاکہ زیرو لینڈ والوں کو یہی تاثر ملے کہ عمران ان کے قبضے میں ہے۔ بہرحال ساڈال نے سب سے بڑی غلطی اپنے پلان میں یہ کی کہ اس نے جس کھاد فیکٹری میں ایٹمی پلانٹ بنایا تھا۔ تم سب کو اور ایکسٹو کو پھانسنے کا جال وہیں بچھایا۔ اگر وہ یہ جال کہیں اور پھیلاتا تو شاید وہ کسی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا لیکن اس نے فیکٹری میں سب کو بلا کر اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی اور پھر اس کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ تم سب جانتے ہو''...... چیف نے کہا اور پھر یہ سب کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''ہمارے خلاف زیرو لینڈ والے کام کر رہے ہیں اور ان کا پاکیشیا میں کوئی مشن ہے اس کی تفصیل تو آپ نے ہمیں پہلے ہی بتا

دی تھی چیف۔ لیکن آپ نے اور عمران صاحب نے ہمیں یہ کیوں نہیں بتایا کہ جو شادی ہوئی تھی وہ عمران صاحب کی نہیں کسی اور کی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ زیرو لینڈ والے سائنسی آلات سے عمران کی نگرانی کر رہے تھے۔ عمران کے ساتھ وہ تم سب کی بھی نگرانی کر رہے تھے۔ اگر انہیں ذرا بھی شک ہو جاتا کہ ان کی قید میں عمران نہیں کوئی اور ہے تو وہ ان دونوں کو ہلاک کر دیتے۔ اس لئے عمران کو تم سب سے خود کو مخفی رکھنا پڑا اور ابن بطوطہ بن کر سامنے آنا پڑا''...... چیف نے کہا۔

''تو کیا زیرو لینڈ والوں کو اس بات کا پتہ نہیں چلا تھا کہ وہ اصل عمران نہیں کوئی اور ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ اگر پتہ چل جاتا تو پھر وہ ان دونوں کو پہلے ہی ہلاک کر دیتے۔ البتہ تھریسیا کو اس بات کا علم ہو گیا تھا۔ اس نے جب لوگاس کی قید سے عمران اور افراب کو نکالا تو اس نے سائنسی آلات کی مدد سے ان کے نہ صرف اصل چہرے دیکھ لئے تھے بلکہ ان کے مائنڈ کی اسکیننگ بھی کر کے ساری حقیقت کا پتہ چلا لیا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن ہو کر واپس چلی گئی تھی۔ نانوتہ اور مادام شی تارا کا کھیل بھی اسی ساؤال کا رچایا ہوا تھا اس لئے جب تم سب اور عمران کے روپ میں ایکسٹو ان کے قبضے میں آ گیا تو اس نے انہیں بھی واپس بھیج دیا تھا کیونکہ وہ سارا کریڈٹ خود لے جانا چاہتا

تھا۔ اس کی حماقت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ زیرو لینڈ میں نیا تھا۔ اسے تمہارے بارے میں اور خاص طور پر ایکسٹو کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ نہ اس نے یہ سب معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے ذہن میں تو بس یہی بات بسی ہوئی تھی کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو ختم کر دے گا اور چیف کو بے نقاب کر کے رہے گا''...... چیف نے جواب دیا۔

''اور اس مقصد میں اسے ناکامی ہوئی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ اگر عمران نے زیرو لینڈ والوں کی ساری گیم ٹرانسمیٹر پر نہ سنی ہوتی تو شاید حالات کچھ اور ہوتے۔ زیرو لینڈ کا نیا ایجنٹ یہاں اپنی گیم کھیل رہا تھا جسے وہ ساؤال پلان کہہ رہا تھا اور عمران نے اس کے خلاف اپنی سپیشل گیم کھیلنی شروع کر دی تھی جسے وہ کسی طور پر نہ سمجھ سکا تھا''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ بے گناہ نقلی عمران اور اس کی بیوی جس نے افراب کو میک اپ کیا ہوا تھا ساؤال کے ہاتھوں مارے گئے اور اس نے ان دونوں کو انتہائی بے رحمی سے ہلاک کیا تھا''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ اس بات کا مجھے بھی افسوس ہے لیکن انہوں نے اپنے وطن کے لئے قربانی دی ہے اور وطن کے لئے دی ہوئی قربانی رائیگاں نہیں جاتی۔ ان کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا''۔ چیف نے کہا۔

''حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس بار عمران صاحب کی شادی پر مس جولیا نے واویلا نہیں مچایا اور نہ ہی سیکرٹ سروس چھوڑنے کا اعلان کیا۔ کیا یہ بھی ساری حقیقت جانتی تھیں''...... خاور نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ البتہ میرا دل یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ عمران نے واقعی شادی کر لی ہے۔ کیوں اس کی وجہ میں خود بھی نہیں جانتی اور یہی بات میرے اطمینان کا باعث بنی ہوئی تھی۔ ایک دو بار مجھے اس ڈرامے پر حقیقت کا گمان ہوا تھا لیکن اتنا نہیں کہ میں اپنا آپ کھو بیٹھتی''۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے۔

''میں نے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ اب باقی باتیں تم سب عمران سے پوچھ لینا۔ اللہ حافظ''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ چیف کی اس بات پر سب کی نظریں عمران کی طرف اٹھ گئیں۔

''ارے ارے۔ کک کک۔ کیا ہوا۔ سب میری طرف کیوں گھور رہے ہو''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو آپ ابن بطوطہ ہیں''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابن بطوطہ۔ جس کی بغل میں جوتا۔ عقل کا اندھا اور بنتا ہے کھوتا''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''آپ یہ بتائیں کہ زیرو لینڈ والے افراب کو کیوں اغوا کرنا

چاہتے تھے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ افراب کی جگہ اپنی کسی ناگن کو ان تمام لیبارٹریوں اور فیکٹریوں کے ساتھ ساتھ ان ڈپو میں بھیجنا چاہتے تھے جہاں پر ہمارے بنائے گئے میزائل موجود ہیں۔ اگر کوئی ناگن وہاں تک پہنچ جاتی تو وہ سارے میزائل وہاں سے نکال کر لے جاتے یا پھر انہیں مکمل طور پر ناکارہ بنا دیتے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تو یہ تھی ان کی پلاننگ''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ نے اسے کہاں غائب کیا تھا''...... صفدر نے پوچھا۔

''اس کا میک اپ کر کے اسے اس کے آبائی گاؤں روانہ کر دیا تھا اور جو افراب آزاد پھر رہی تھی وہ اور اس کے اہل خانہ چھپتے پھر رہے تھے تاکہ زیرو لینڈ والوں کو یہی لگے کہ ہم اسے ان سے بچانے کے لئے چھپا رہے ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو آپ کو ساڈال کی پلاننگ کے بارے میں ہر بات کا علم تھا''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ ساڈال، سنگ ہی سے رابطے میں تھا اور جو بھی پیشرفت ہو رہی تھی اس سے اسے آگاہ کر رہا تھا۔ اس لئے اس کا سارا پلان میری سمجھ میں آ گیا تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا اس نے کھاد فیکٹری کو ایٹمی پلانٹ بنانے کے لئے اس

فیکٹری کے گرد موجود جھیل میں جان بوجھ کر خونخوار آبی جانور چھوڑے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ تاکہ کوئی اس فیکٹری تک آسانی سے نہ پہنچ سکے۔ خشکی کے راستے پر تو اس نے سخت چیکنگ کر رکھی تھی اس لئے جو بھی آتا اسی جھیل کے راستے آتا اور اس نے جھیل کے راستے جان بوجھ کر اوپن کر رکھے تھے اور اپنے آدمیوں کے ذریعے ہم تک ایسی معلومات پہنچا رہا تھا کہ ہم پکے ہوئے آموں کی طرح اس کی جھولی میں جا گریں اور ان میں ایک آم چیف بھی ہو''...... عمران نے کہا۔

''بڑی گہری اور خطرناک پلاننگ تھی اس ساڈال کی''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا تعلق ایکریمیا کی ایک ٹاپ ایجنسی سے تھا۔ وہ خاصا ذہین اور شاطر ترین ایجنٹ تھا جو زیرو لینڈ کی تنظیم میں شامل ہوگیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جو بھی پلاننگ کرتا ہے اسے مات نہیں دی جا سکتی ہے۔ اس لئے اس نے یہ ساری پلاننگ کی اور اسے ساڈال پلان کا نام دیا جس پر اسے ایک سو ایک فیصد کامیابی کا یقین تھا اور اس کا یہ اوور کانفیڈنس ہی اس کی موت کا باعث بن گیا''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے اسے ہلاک کیوں کر دیا۔ اسے زندہ رکھ کر آپ اس سے زیرو لینڈ والوں کے بارے میں پوچھ سکتے تھے''...... صفدر

نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس وقت مجھ پر واقعی جنون طاری ہوگیا تھا جب اس کے کہنے پر اس کے آدمیوں نے معصوم اور بے گناہ پاکیشیا لڑکی کے ٹکڑے اُڑائے تھے اور ایک معصوم انسان کو پھانسی دی تھی۔ اس وقت میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ میں اس کے بھی ٹکڑے اُڑا دوں''...... عمران نے کہا۔

''آپ پر جذباتی پن کب سے سوار ہونے لگا۔ آپ تو ہر معاملے میں اپنا ذہن ٹھنڈا رکھتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جس طرح ان دونوں کو ہلاک کیا گیا تھا۔ وہ منظر تم بھی دیکھ لیتے تو تمہارا خون بھی ابلنا شروع کر دیتا۔ بہرحال ساڈال ایک ظالم، بے رحم اور سفاک درندہ تھا اور میں درندوں سے کوئی رعایت نہیں کرتا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اب وہ انہیں کیسے بتا سکتا تھا کہ ایکسٹو کا راز جان لینے کی وجہ سے اس نے ساڈال کو ہلاک کیا تھا۔

''یہاں زیرو لینڈ کے کتنے افراد موجود تھے''...... جولیا نے پوچھا۔

''پانچ سو سے زائد افراد تھے۔ تم سب نے ان میں کافی افراد کو ہلاک کر دیا تھا باقی جو بچ گئے تھے اب وہ فوج کی گرفت میں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اور وہ نانوتہ اور بادام شی تارا''...... صفدر نے پوچھا۔

"وہ بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیسے۔ آپ نے تو ہمیں بتایا تھا کہ آپ نے ان فے گرازوں کو تباہ کر دیا تھا جب آپ تھریسیا کے پاس گئے تھے۔ جب ان کے فے گراز یہاں موجود نہیں تھے تو پھر وہ دونوں کیسے فرار ہو گئیں"...... چوہان نے کہا۔

"ان فے گرازوں میں ساڈال اور اس کے ساتھی آئے تھے۔ مادام نانوتہ اور مادام شی تارا جس فے گراز میں آئی تھیں وہ انہوں نے کہیں اور چھپایا ہوا تھا۔ سرداور کی لیبارٹری میں دوربین سے مسلسل آسمانی چیکنگ کی جا رہی تھی۔ انہوں نے ہی ایک فے گراز کے جانے کی اطلاع دی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ان خط کے ٹکڑوں کے پیچھے ڈاٹس میں کیا پیغام تھا"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہ سارا کھیل ساڈال کا ہی تھا وہ نانوتہ اور مادام شی تارا کو اپنے پلان کے بارے میں کچھ نہ بتانا چاہتا تھا۔ ایسے پیغام بنا کر وہ انہیں تم سب کے اور ایکسٹو کے پیچھے لگائے رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے یہ پیغام سپریم کمانڈر کی حیثیت سے مادام شی تارا اور نانوتہ کو بھیجا تھا کہ وہ ہر صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان کے چیف کو تلاش کریں اور پھر انہیں اغوا کر کے ایک جگہ جمع کریں تا کہ ان سب کو ہلاک کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا انہیں ساڈال کے پلان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں

چلا تھا"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ اگر پتہ چل جاتا تو وہ دونوں اسے خود ہی ہلاک کر دیتی کہ وہ ان سے بھی گیم کھیل رہا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا تھریسیا بھی واپس لوٹ گئی تھی"...... جولیا نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ جب اسے اس بات کا علم ہو گیا کہ میں ہنوز کنوارا ہوں تو اسے بھلا کسی اور سے کیا مطلب ہو سکتا تھا۔ میں نے اس کا دیدار کیا اور اس نے میرا اور پھر وہ اپنے گھر چلی گئی میں اپنے گھر آ گیا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تو تمہیں افسوس ہے کہ تھریسیا نے تم سے باقاعدہ ملاقات نہیں کی"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"افسوس نہیں۔ صد افسوس۔ کوٹھی میں میری شادی کا نقلی ڈرامہ رچایا گیا۔ اگر تھریسیا آ ہی گئی تھی تو میں اس کے ساتھ اصلی ڈرامہ رچا لیتا۔ کم از کم مجھے دولہا اور تھریسیا کو دلہن بننا تو نصیب ہو جاتا"...... عمران نے کراہ کر کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا۔

"اگر تم دونوں شادی کر لیتے تو میں تم دونوں کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دیتی"...... جولیا نے غرا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"شادی شدہ جوڑے کا مارنا گناہ ہوتا ہے خاص طور پر نئے شادی شدہ جوڑے کو"...... عمران نے بڑے ناصحانہ لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے جھکائی دی اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ جولیا نے

سامنے پڑا ہوا پیپر ویٹ اٹھا کر پوری قوت سے اس کی طرف اچھال دیا تھا لیکن عمران نے جھکائی دے کر خود کو بچالیا تھا۔

"اچھا ہوا میں نے تم سے شادی نہیں کی کیونکہ تم تو ساڈال سے بھی زیادہ بے رحم ہو۔ اپنے نئے نویلے دولہے کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے مار دو گی"...... عمران نے کہا اور پھر وہ غڑاپ سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور میٹنگ روم ممبران کے کھلکھلاتے ہوئے قہقہوں سے گونج اٹھا جبکہ جولیا تلملاتی رہ گئی۔

ختم شد

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ناقابل فراموش کارنامہ

مکمل ناول

کرائم سٹوری

مصنف
ظہیر احمد

کرائم سٹوری — ایک ایسی سٹوری جو قتل کے جرم سے شروع ہوئی۔
کرائم سٹوری — جس کے پیچھے ایک راز پنہاں تھا۔ ایک بھیانک راز۔
عمران — جسے کرائم سٹوری کا کردار بنانے کے لئے استعمال کیا گیا۔ کیسے؟
عمران — جو پاکیشیا کے سرحدی علاقے تارتان پہنچ گیا۔ جہاں بگ ڈان کی حکومت تھی۔ بگ ڈان کون تھا ——؟
وہ لمحہ — جب بگ ڈان نے کافرستانی فورس کو پاکیشیا بلایا اور کافرستانی فورس عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے کافرستان لے گئی۔
کافرستان — کا ایک بھیانک منصوبہ جس پر تیزی سے عمل کیا جا رہا تھا۔
وہ لمحہ — جب عمران کے سامنے کرائم سٹوری کی حقیقت کا انکشاف ہوا مگر؟
کیپٹن شکیل — جو الگ مسئلے میں پھنسا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک نقلی ٹائیگر موجود تھا۔ کیا نقلی ٹائیگر، کیپٹن شکیل کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو سکا جس مقصد کے لئے وہ اس کے ساتھ ساتھ تھا
اپنی نوعیت کی انوکھی، انتہائی حیرت انگیز اور سسپنس سے بھرپور یادگار کہانی۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ناقابل فراموش کارنامہ

مکمل ناول

ڈارک کنگ

مصنف
ظہیر احمد

ڈارک کنگ --- ایک انتہائی سفاک، بے رحم اور درندہ صفت تنظیم جو پاکیشیا میں خوفناک تباہی پھیلانا چاہتی تھی۔

ڈارک کنگ --- جس کا ایک گروپ پاکیشیا کے ایک ریٹائرڈ سائنسدان ڈاکٹر خاقان عظیم کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا۔ کیوں ----؟

عمران --- جو ڈاکٹر خاقان عظیم کو ڈارک کنگ سے بچانا چاہتا تھا۔ لیکن ؟

سلیمان --- جسے ڈارک کنگ کے افراد نے اغوا کر لیا۔ کیوں ----؟

سلیمان --- جسے ڈارک کنگ جاسوس خانساماں کی حیثیت میں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

جولیا --- اور اس کے ساتھی جب سلیمان کی تلاش میں نکلے تو ان کے لئے پاکیشیا کی زمین تنگ کر دی گئی۔

عمران --- جب سلیمان کی تلاش میں نکلا تو اس کے راستے میں بھی بے شمار رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں۔

وہ لمحہ --- جب فور سٹارز کو ایک گہری کھائی میں پھینک دیا گیا۔ کیوں ؟

بلیک زیرو --- جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تلاش کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور جوزف کے ساتھ ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

بلیک زیرو --- جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ ایک عام ممبر کی حیثیت سے کام کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ کیوں ----؟

وہ لمحہ --- جب عمران سمیت پوری سیکرٹ سروس کو ایک انتہائی گہری اور خطرناک کھائی میں قید کر دیا گیا۔ کیوں ----؟

وہ لمحہ --- جب جوزف، عمران اور بلیک زیرو کو بے شمار آدم خور بھیڑیوں نے گھیر لیا اور پھر ----؟

عمران --- جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافرستان کے ایک گھنے اور انتہائی خطرناک جنگل میں ڈارک کنگ کا ہیڈ کوارٹر تلاش کر رہا تھا۔ کیا ڈارک کنگ کا تعلق کافرستان سے تھا ----؟

وہ لمحہ --- جب صالحہ اچانک ہوا میں بلند ہوئی اور پھر گھومتی ہوئی غائب ہو گئی۔ ایک حیرت انگیز چویشن۔ صالحہ کے غائب ہونے کے بعد ایک ایک کر کے عمران اور اس کے سارے ساتھی بھی غائب ہوتے چلے گئے۔

شیطانی علاقہ --- جہاں شیطانی قوتیں کام کر رہی تھیں۔ ایک حیرت انگیز اور ناقابل یقین صورتحال۔

ایکشن، سسپنس، طنز و مزاح اور انتہائی حیرت انگیز واقعات کا حامل ایک انوکھا اور یادگار ناول جسے آپ بار بار پڑھنا پسند کریں گے۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں ایک خوبصورت اور انتہائی منفرد انداز کا ناول

مصنف
ظہیر احمد

سنیک پوائنٹ

مکمل ناول

سنیک پوائنٹ ⊙ ایک ایسا پوائنٹ جہاں سینکڑوں زہریلے سانپ موجود تھے۔

سنیک پوائنٹ ⊙ جہاں سانپ زندہ انسانوں اور جانوروں کو ہلاک کر کے ایک ایسے تہہ خانے میں کھینچ کر لے جاتے تھے جس کا راستہ تلاش کرنا ناممکن تھا۔

ایس ایجنسی ⊙ کافرستان کی ایک نئی اور طاقتور ایجنسی جس کے کئی ایجنٹ پاکیشیا میں موجود تھے۔

ڈاکٹر حسن ⊙ جس کے گھر چوری کرنے کے لئے ایک روح گھس آئی۔ ایک انوکھی واردات۔

عمران ⊙ جس نے سنیک پوائنٹ پر اپنی مدد کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بلایا۔

وہ لمحہ ⊙ جب عمران سنیک پوائنٹ پر اکیلا رہ گیا جبکہ اس کے سارے ساتھی پراسرار انداز میں غائب ہوتے چلے گئے۔

کیا ⊙ عمران اپنے ساتھیوں کو تلاش کر سکا۔ یا ——؟

نئے موضوع کا حامل، انفرادیت سے بھرپور ناول جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھا ہوگا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666